ذخیرۃ الجنان

فی

فہم القرآن

افادات

شیخ الحدیث والتفسیر

رحمہ اللہ تعالیٰ

مولانا محمد سرفراز خان صفدر

ناشر

میر محمد لقمان برادران

سٹیلائٹ ٹاؤن گوجرانوالہ

ذخیرۃ الجنان
فی
فہم القرآن

افادات

امام اہلسنت حضرت شیخ الحدیث والتفسیر

مولانا محمد سرفراز خان صفدر

نظر ثانی

مولانا علامہ زاہد الراشدی
شیخ الحدیث مدرسہ نصرۃ العلوم گوجرانوالہ

جمع وترتیب

مولانا محمد نواز بلوچ
فاضل مدرسہ نصرۃ العلوم گوجرانوالہ

لقمان اللہ میر برادران

باسمہ سبحانہ وتعالیٰ

من ابی الزاہد

الیٰ جمیع اولادی واحبابی وتلامذتی

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

راقم اثیم گکھڑ میں قرآن کریم و حدیث شریف
کا پنجابی میں جو درس دیتا رہا اس درس
قرآن کریم کا بڑی عرقریزی کے ساتھ اردو میں ترجمہ
مولانا محمد نواز بلوچ صاحب نے کیا جسکی طباعت
کا انتظام الحاج میر محمد لقمان اللہ صاحب
نے اور ان کے بھائیوں نے کیا ہے راقم اثیم
طباعت کے حقوق انکو دیتا ہے ہاں اگر علمی
طور پر اصلاح کی ضرورت پڑے تو راقم اثیم
کے بیٹے مثلاً عزیزم زاہد اور عزیزم قارن حفظہما اللہ
تعالیٰ وغیرہ مشورہ دے سکتے ہیں باقی
سب حقوق طباعت جناب میر صاحب
کو دیدئے ہیں واللہ الموفق۔

ابو الزاہد محمد سرفراز عفی عنہ

۱۴/ صفر ۱۴۲۳ھ

۲۸/ اپریل ۲۰۰۲ء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

روزانہ درس قرآن پاک

تفسیر

سورۃ الانبیآء
سورۃ الحج
سورۃ المؤمنون

(مکمل)

جلد............۱۳

افادات

شیخ الحدیث والتفسیر

حضرت مولانا محمد سرفراز خان صفدر قدس اللہ سرہ

خطیب مرکزی جامع مسجد المعروف بوہڑوالی گکھڑ گوجرانوالہ، پاکستان

جلد 13

نام کتاب ---- ذخیرۃ الجنان فی فہم القرآن ﴿سورۃ الانبیاء، حج، مومنون مکمل﴾

افادات ---- شیخ الحدیث والتفسیر حضرت مولانا محمد سرفراز خان صفدر رحمہ اللہ تعالیٰ

مرتب ---- مولانا محمد نواز بلوچ مدظلہ، گوجرانوالہ

سرورق ---- محمد خاور بٹ، گوجرانوالہ

کمپوزنگ ---- محمد صفدر بلوچ

تعداد ---- گیارہ سو [۱۱۰۰]

تاریخ طباعت ----

قیمت ----

مطبع ----

طابع وناشر ---- لقمان اللہ میر اینڈ برادرز، سیٹلائٹ ٹاؤن گوجرانوالہ

ملنے کے پتے

۱) والی کتاب گھر، اُردو بازار گوجرانوالہ

۲) جامع مسجد شاہ جمال، جی ٹی روڈ گکھڑ گوجرانوالہ

۳) مکتبہ سید احمد شہیدؒ، اُردو بازار، لاہور

پیش لفظ

نحمده تبارك وتعالىٰ ونصلي ونسلم على رسوله الكريم وعلى اله واصحابه وازواجه واتباعه اجمعين۔

شیخ الہند حضرت مولانا محمود الحسن دیوبندی قدس سرہ العزیز پاک وہند وبنگلہ دیش کو فرنگی استعمار سے آزادی دلانے کی جدوجہد میں گرفتار ہو کر مالٹا جزیرے میں تقریباً ساڑھے تین سال نظر بند رہے اور رہائی کے بعد جب دیوبند واپس پہنچے تو انہوں نے اپنے زندگی بھر کے تجربات اور جدوجہد کا نچوڑ بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ میرے نزدیک مسلمانوں کے ادبار وزوال کے دو بڑے اسباب ہیں۔ ایک قرآن پاک سے دوری اور دوسرا باہمی اختلافات وتنازعات۔ اس لئے مسلم اُمہ کو دوبارہ اپنے پاؤں پر کھڑا کرنے کیلئے یہ ضروری ہے کہ قرآن کریم کی تعلیم کو عام کیا جائے اور مسلمانوں میں باہمی اتحاد ومفاہمت کو فروغ دینے کیلئے محنت کی جائے۔

حضرت شیخ الہند ؒ کا یہ بڑھاپے اور ضعف کا زمانہ تھا اور اس کے بعد جلد ہی وہ دنیا سے رخصت ہو گئے مگر ان کے تلامذہ اور خوشہ چینوں نے اس نصیحت کو پلے باندھا اور قرآن کریم کی تعلیمات کو عام مسلمانوں تک پہنچانے کیلئے نئے جذبہ ولگن کیساتھ مصروف عمل ہو گئے۔ اس قبل حکیم الامت حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ اور ان کے عظیم المرتبت فرزندوں حضرت شاہ عبد العزیزؒ، حضرت شاہ عبد القادرؒ اور حضرت شاہ رفیع الدینؒ نے قرآن کریم کے فارسی اور اردو میں تراجم اور تفسیریں کر کے اس خطہ کے مسلمانوں کی توجہ دلائی تھی کہ ان کا

قرآن کریم کیساتھ فہم وشعور کا تعلق قائم ہونا ضروری ہے اور اس کے بغیر وہ کفر وضلالت کے حملوں اور گمراہ کن افکار ونظریات کی یلغار سے خود کو محفوظ نہیں رکھ سکتے۔

جب کہ حضرت شیخ الہندؒ کے تلامذہ اور خوشہ چینوں کی یہ جد وجہد بھی اسی کا تسلسل تھی بالخصوص پنجاب میں بدعات واوہام کے سراب کے پیچھے بھاگتے چلے جانے والے ضعیف العقیدہ مسلمانوں کو خرافات ورسوم کی دلدل سے نکال کر قرآن وسنت کی تعلیمات سے براہِ راست روشناس کرانا بڑا کٹھن مرحلہ تھا۔ لیکن اس کیلئے جن اربابِ عزیمت نے عزم وہمت سے کام لیا اور کسی مخالفت اور طعن وتشنیع کی پروا کیے بغیر قرآن کریم کو عام لوگوں کی زبان میں ترجمہ وتفسیر کیساتھ پیش کرنے کا سلسلہ شروع کیا ان میں امام الموحدین حضرت مولانا حسین علی قدس سرہ العزیز آف واں بھچراں ضلع میانوالی، شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی لاہوری قدس سرہ العزیز اور حافظ الحدیث حضرت مولانا محمد عبد اللہ درخواستی نور اللہ مرقدہ کے اسماء گرامی سرفہرست ہیں جنہوں نے اس دور میں علاقائی زبانوں میں قرآن کریم کے ترجمہ وتفسیر سے عام مسلمانوں کو روشناس کرانے کی مہم شروع کی جب عام سطح پر اس کا تصور بھی موجود نہیں تھا مگر ان اربابِ ہمت کے عزم واستقلال کا ثمرہ ہے کہ آج پنجاب کے طول وعرض میں قرآن کریم کے دروس کی محافل کو شمار کرنا بھی مشکل معلوم ہوتا ہے۔

اسی سلسلۃ الذہب کی ایک کڑی شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد سرفراز خان صفدر دامت برکاتہم کی ذات گرامی بھی ہے۔ جنہوں نے ۱۹۴۳ء میں گکھڑ کی جامع مسجد بوہڑ والی میں صبح نماز کے بعد روزانہ درسِ قرآن کریم کا آغاز کیا اور جب تک صحت نے اجازت دی کم وبیش پچپن برس تک اس سلسلہ کو پوری پابندی کیساتھ جاری رکھا۔ انہیں حدیث میں شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی رحمہ اللہ تعالیٰ سے اور ترجمہ وتفسیر میں امام الموحدین حضرت مولانا حسین علیؒ سے شرف تلمذ واجازت حاصل ہے اور انہی کے اسلوب وطرز پر

انہوں نے زندگی بھر اپنے تلامذہ اور خوشہ چینوں کو قرآن وحدیث کے علوم وتعلیمات سے بہرہ ور کرنے کی مسلسل محنت کی ہے۔

حضرت شیخ الحدیث مدظلہ کے درس قرآن کریم کے چار الگ الگ حلقے رہے ہیں ایک درس بالکل عوامی سطح کا تھا جو صبح نمازِ فجر کے بعد مسجد میں ٹھیٹھ پنجابی زبان میں ہوتا تھا۔ دوسرا حلقہ گورنمنٹ نارمل سکول گکھڑ میں جدید تعلیم یافتہ حضرات کیلئے تھا جو سالہا سال جاری رہا۔ تیسرا حلقہ مدرسہ نصرت العلوم گوجرانوالہ میں متوسطہ اور منتہی درجہ کے طلبہ کیلئے ہوتا تھا اور دو سال میں مکمل ہوتا تھا اور چوتھا مدرسہ نصرۃ العلوم میں ۷۶ء کے بعد شعبان اور رمضان کی تعطیلات کے دوران دورۂ تفسیر کی طرز پر تھا جو پچیس برس تک پابندی سے ہوتا رہا اور اس کا دورانیہ تقریباً ڈیڑھ ماہ کا ہوتا تھا۔ ان چار حلقہ ہائے درس کا اپنا اپنا رنگ تھا اور ہر درس میں مخاطبین کی ذہنی سطح اور فہم کے لحاظ سے قرآنی علوم ومعارف کے موتی ان کے دامن قلب وذہن میں منتقل ہوتے چلے جاتے تھے۔ ان چاروں حلقہ ہائے درس میں جن علماء کرام، طلبہ، جدید تعلیم یافتہ نوجوانوں اور عام مسلمانوں نے حضرت شیخ الحدیث مدظلہ سے براہِ راست استفادہ کیا ہے ان کی تعداد ایک محتاط اندازے کے مطابق چالیس ہزار سے زائد بنتی ہے۔

وذلک فضل اللّٰہ یوتیہ من یشآء

ان میں عام لوگوں کے استفادہ کیلئے جامع مسجد گکھڑ والا درسِ قرآن کریم زیادہ تفصیلی اور عام فہم ہوتا تھا جس کے بارے میں متعدد حضرات نے خواہش کا اظہار کیا اور بعض دفعہ عملی کوشش کا آغاز بھی ہوا کہ اسے قلمبند کر کے شائع کیا جائے تا کہ زیادہ سے زیادہ لوگ اس سے مستفید ہو سکیں لیکن اس میں سب سے بڑی رکاوٹ یہ تھی کہ درس خالص پنجابی میں ہوتا تھا جو اگرچہ پورے کا پورا ٹیپ ریکارڈ کی مدد سے محفوظ ہو چکا ہے مگر اسے پنجابی سے اُردو میں منتقل کرنا سب سے کٹھن مرحلہ تھا اس لئے بہت سی خواہشیں بلکہ کوششیں اس مرحلہ پر آ کر دم توڑ گئیں۔

البتہ ہر کام کا قدرت کی طرف سے ایک وقت مقرر ہوتا ہے اور اس کی سعادت بھی قدرتِ خداوندی کی طرف سے طے شدہ ہوتی ہے۔ اس لئے تاخیر در تاخیر کے بعد یہ صورت سامنے آئی کہ اب مولانا محمد نواز بلوچ فاضل مدرسہ نصرۃ العلوم اور برادرم محمد لقمان میر صاحب نے اس کام کا بیڑا اٹھایا ہے اور تمام تر مشکلات کے باوجود اس کا آغاز بھی کر دیا جس پر دونوں حضرات اور ان کے دیگر سب رفقاء نہ صرف حضرت شیخ الحدیث مدظلہ کے تلامذہ اور خوشہ چینوں بلکہ ہمارے پورے خاندان کی طرف سے بھی ہدیۂ تشکر و تبریک کے مستحق ہیں۔ خدا کرے کہ وہ اس فرضِ کفایہ کی سعادت کو تکمیل تک پہنچا سکیں اور ان کی یہ مبارک سعی قرآنی تعلیمات کے فروغ، حضرت شیخ الحدیث مدظلہ کے افادات کو زیادہ سے زیادہ عام کرنے اور ان گنت لوگوں کی ہدایت کا ذریعہ بنے اور بارگاہِ ایزدی میں قبولیت سے سرفراز ہو۔ (آمین)

یہاں ایک امر کی وضاحت ضروری معلوم ہوتی ہے کہ چونکہ یہ دروس کی کاپیاں ہیں اور درس و خطاب کا انداز تحریر سے مختلف ہوتا ہے اس لئے بعض جگہ تکرار نظر آئے گا جو درس کے لوازمات میں سے ہے لہٰذا قارئین سے گزارش ہے کہ اسکو ملحوظ رکھا جائے اس کے ساتھ ہی ان دروس کے ذریعے محفوظ کرنے میں محمد اقبال آف دبئی اور محمد سرور منہاس آف گکھڑ کی مسلسل محنت کا تذکرہ بھی ضروری ہے جنہوں نے اس عظیم علمی ذخیرہ کو ریکارڈ کرنے کیلئے سالہا سال تک پابندی کیساتھ خدمت سرانجام دی، اللہ تعالیٰ انہیں جزائے خیر سے نوازے۔

آمین یارب العالمین

یکم مارچ ۲۰۰۲ء — ابوعمار زاہد الراشدی

خطیب جامع مسجد مرکزی، گوجرانوالہ

اہلِ علم سے گزارش

بندۂ ناچیز امام المحدثین مجدد وقت شیخ الاسلام حضرت العلام محمد سرفراز خان صفدر رحمہ اللہ تعالیٰ کا شاگرد بھی ہے اور مرید بھی۔

اور محترم لقمان اللہ میر صاحب حضرت اقدس کے مخلص مرید اور خاص خدام میں سے ہیں۔

ہم وقتاً فوقتاً حضرت اقدس کی ملاقات کے لیے جایا کرتے۔ خصوصاً جب حضرت شیخ اقدس کو زیادہ تکلیف ہوتی تو علاج معالجہ کے سلسلے کے لیے اکثر جانا ہوتا۔ جانے سے پہلے ٹیلیفون پر رابطہ کر کے اکٹھے ہو جاتے۔ ایک دفعہ جاتے ہوئے میر صاحب نے کہا کہ حضرت نے ویسے تو کافی کتابیں لکھیں ہیں اور ہر باطل کا رد کیا ہے مگر قرآن پاک کی تفسیر نہیں لکھی تو کیا حضرت اقدس جو صبح بعد نمازِ فجر درس قرآن ارشاد فرماتے ہیں وہ کسی نے محفوظ نہیں کیا کہ اسے کیسٹ سے کتابی شکل سے منظر عام پر لایا جائے تاکہ عوام الناس اس سے مستفید ہوں۔ اور اس سلسلے میں جتنے بھی اخراجات ہونگے وہ میں برداشت کرونگا اور میرا مقصد صرف رضائے الٰہی ہے، شاید یہ میرے اور میرے خاندان کی نجات کا سبب بن جائے۔ یہ فضیلت اللہ تعالیٰ نے ان کیلئے مقدر فرمائی تھی۔

اس سے تقریباً ایک سال قبل میر صاحب کی اہلیہ کو خواب آیا تھا کہ ہم حضرت شیخ اقدس کے گھر گئے ہیں اور دیکھتے ہیں کہ حضرت کیلوں کے چھلکے لیکر باہر آ رہے ہیں۔ میں

نے عرض کیا حضرت مجھے دیدیں میں باہر پھینک دیتی ہوں۔ حضرت نے وہ مجھے دیدیئے اور وہ میں نے باہر پھینک دیئے۔ (چونکہ حضرت خواب کی تعبیر کے بھی امام ہیں۔)

میں نے مذکورہ بالا خواب حضرت سے بیان کیا اور تعبیر پوچھنے پر حضرت نے فرمایا کہ میرا یہ جو علمی فیض ہے اس سے تم بھی فائدہ حاصل کرو گے، چنانچہ وہ خواب کی تعبیر تفسیر قرآن ''ذخیرۃ الجنان'' کی شکل میں سامنے آئی۔

میر صاحب کے سوال کے جواب میں مَیں نے کہا اس سلسلے میں مجھے کچھ معلوم نہیں حضرت اقدس سے پوچھ لیتے ہیں۔ چنانچہ جب گکھڑ حضرت کے پاس پہنچ کر بات ہوئی تو حضرت نے فرمایا کہ درس دو تین مرتبہ ریکارڈ ہو چکا ہے اور محمد سرور منہاس کے پاس موجود ہے ان سے رابطہ کر لیں۔ اور یہ بھی فرمایا کہ گکھڑ والوں کے اصرار پر میں یہ درسِ قرآن پنجابی زبان میں دیتا رہا ہوں اس کو اُردو زبان میں منتقل کرنا انتہائی مشکل اور اہم مسئلہ ہے۔

اس سے دو دن پہلے میرے پاس میرا ایک شاگرد آیا تھا اس نے مجھے کہا کہ میں ملازمت کرتا ہوں تنخواہ سے اخراجات پورے نہیں ہو پاتے، دورانِ گفتگو اس نے یہ بھی کہا کہ میں نے ایم۔اے پنجابی بھی کیا ہے۔ اس کی یہ بات مجھے اس وقت یاد آ گئی۔ میں نے حضرت سے عرض کی کہ میرا ایک شاگرد ہے اس نے پنجابی میں ایم۔اے کیا ہے اور کام کی تلاش میں ہے، میں اس سے بات کرتا ہوں۔

حضرت نے فرمایا اگر ایسا ہو جائے تو بہت اچھا ہے۔ ہم حضرت کے پاس سے اٹھ کر محمد سرور منہاس صاحب کے پاس گئے اور ان کے سامنے اپنی خواہش رکھی انھوں نے کیسٹیں دینے پر آمادگی ظاہر کر دی۔ کچھ کیسٹیں ریکارڈ کرانے کے بعد اپنے شاگرد

ایم-اے پنجابی کو بلایا اور اس کے سامنے یہ کام رکھا اُس نے کہا کہ میں یہ کام کر دونگا، میں نے اسے تجرباتی طور پر ایک عدد کیسٹ دی کہ یہ لکھ کر لاؤ پھر بات کریں گے۔ دینی علوم سے ناواقفی اس کیلئے سدّ راہ بن گئی۔ قرآنی آیات، احادیث مبارکہ اور عربی عبارت سمجھنے سے قاصر تھا۔ تو میں نے فیصلہ کیا کہ یہ کام خود ہی کرنے کا ہے میں نے خود ایک کیسٹ سنی اور اُردو میں منتقل کر کے حضرت اقدس کی خدمت میں پیش کی۔ حضرت نے اس میں مختلف مقامات میں سے پڑھ کر اظہارِ اطمینان فرمایا۔ اس اجازت پر پوری تن دہی سے متوکل علی اللہ ہو کر کام شروع کر دیا۔

میں بنیادی طور پر دنیاوی تعلیم کے لحاظ سے صرف پرائمری پاس ہوں، باقی سارا فیض علماءِ ربانیین سے دورانِ تعلیم حاصل ہوا۔ اور میں اصل رہائشی بھی جھنگ کا ہوں وہاں کی پنجابی اور لاہور، گوجرانوالہ کی پنجابی میں زمین آسمان کا فرق ہے لہٰذا جہاں دشواری ہوتی وہاں حضرت مولانا سعید احمد صاحب جلالپوری شہیدؒ سے رجوع کرتا یا زیادہ ہی الجھن پیدا ہو جاتی تو براہِ راست حضرت شیخؒ سے رابطہ کر کے تشفی کر لیتا لیکن حضرت کی وفات اور مولانا جلالپوریؒ کی شہادت کے بعد اب کوئی ایسا آدمی نظر نہیں آتا جسکی طرف رجوع کروں۔ اب اگر کہیں محاورہ یا مشکل الفاظ پیش آئیں تو پروفیسر ڈاکٹر اعجاز سندھو صاحب سے رابطہ کر کے تسلی کر لیتا ہوں۔

اہل علم حضرات سے التماس ہے کہ اس بات کو بھی مدنظر رکھیں کہ یہ چونکہ عمومی درس ہوتا تھا اور یادداشت کی بنیاد پر مختلف روایات کا ذکر کیا جاتا تھا اس لئے ضروری نہیں ہے کہ جو روایت جس کتاب کے حوالہ سے بیان کی گئی ہے وہ پوری روایت اسی کتاب میں موجود ہو۔ بسا اوقات ایسا ہوتا ہے کہ روایت کا ایک حصہ ایک کتاب میں ہوتا ہے جس کا

حوالہ دیا گیا ہے مگر باقی تفصیلات دوسری کتاب کی روایت بلکہ مختلف روایات میں ہوتی ہیں۔ جیسا کہ حدیث نبویؐ کے اساتذہ اور طلبہ اس بات کو اچھی طرح سمجھتے ہیں اس لئے ان دروس میں بیان کی جانے والی روایات کا حوالہ تلاش کرتے وقت اس بات کو ملحوظ رکھا جائے۔

علاوہ ازیں کیسٹ سے تحریر کرنے سے لے کر مسودہ کے زیورِ طباعت سے آراستہ ہونے تک کے تمام مراحل میں اس مسودہ کو انتہائی ذمہ داری کیساتھ میں بذاتِ خود اور دیگر تعاون کرنے والے احباب مطالعہ اور پروف ریڈنگ کے دوران غلطیوں کی نشاندہی کرتے ہیں اور حتی المقدور اغلاط کو دور کرنے کی کوشش کی جاتی ہے۔ کمپوزنگ اور اغلاط کی نشاندہی کے بعد میں ایک مرتبہ دوبارہ مسودہ کو چیک کرتا ہوں تب جاکر انتہائی عرق ریزی کے بعد مسودہ اشاعت کیلئے بھیجا جاتا ہے۔ لیکن با ایں ہمہ ہم سارے انسان ہیں اور انسان نسیان اور خطا سے مرکب ہے غلطیاں ممکن ہیں۔ لہٰذا اہل علم سے گذارش ہے کہ تمام خامیوں اور کمزوریوں کی نسبت صرف میری طرف ہی کی جائے اور ان غلطیوں سے مطلع اور آگاہ کیا جائے تاکہ آئندہ ایڈیشن میں اصلاح ہو سکے۔

العارض

محمد نواز بلوچ

فارغ التحصیل مدرسہ نصرۃ العلوم وفاضل وفاق المدارس العربیہ، ملتان

فہرست مضامین

سُوْرَةُ الْاَنْبِيَاءِ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ مِائَةٌ وَّاثْنَتَا عَشَرَةَ اٰيَةً وَّسَبْعُ رُكُوْعَاتٍ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اِقْتَرَبَ لِلنَّاسِ حِسَابُهُمْ وَهُمْ فِيْ غَفْلَةٍ مُّعْرِضُوْنَ ۝١ مَا يَاْتِيْهِمْ مِّنْ ذِكْرٍ مِّنْ رَّبِّهِمْ مُّحْدَثٍ اِلَّا اسْتَمَعُوْهُ وَهُمْ يَلْعَبُوْنَ ۝٢ لَاهِيَةً قُلُوْبُهُمْ ؕ وَاَسَرُّوا النَّجْوَى ۖ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا ۖ هَلْ هٰذَا اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ ۚ اَفَتَاْتُوْنَ السِّحْرَ وَاَنْتُمْ تُبْصِرُوْنَ ۝٣ قٰلَ رَبِّيْ يَعْلَمُ الْقَوْلَ فِي السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ ۫ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ۝٤ بَلْ قَالُوْٓا اَضْغَاثُ اَحْلَامٍۭ بَلِ افْتَرٰىهُ بَلْ هُوَ شَاعِرٌ ۚۖ فَلْيَاْتِنَا بِاٰيَةٍ كَمَآ اُرْسِلَ الْاَوَّلُوْنَ ۝٥ مَآ اٰمَنَتْ قَبْلَهُمْ مِّنْ قَرْيَةٍ اَهْلَكْنٰهَا ۚ اَفَهُمْ يُؤْمِنُوْنَ ۝٦ وَمَآ اَرْسَلْنَا قَبْلَكَ اِلَّا رِجَالًا نُّوْحِيْٓ اِلَيْهِمْ فَسْئَلُوْٓا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ۝٧

اِقْتَرَبَ لِلنَّاسِ قریب آگیا ہے لوگوں کے لئے حِسَابُهُمْ ان کا حساب وَهُمْ فِيْ غَفْلَةٍ اور وہ غفلت میں ہیں مُّعْرِضُوْنَ اعراض کرنے والے مَا يَاْتِيْهِمْ نہیں آتی ان کے پاس مِّنْ ذِكْرٍ کوئی نصیحت مِّنْ رَّبِّهِمْ ان کے رب کی طرف سے مُّحْدَثٍ تازہ اِلَّا اسْتَمَعُوْهُ مگر وہ سنتے ہیں اس کو وَهُمْ يَلْعَبُوْنَ اور وہ کھیل میں لگے ہوئے ہیں لَاهِيَةً قُلُوْبُهُمْ غفلت میں ہیں دل ان کے وَاَسَرُّوا النَّجْوَى اور مخفی کی ہے ان لوگوں نے سرگوشی الَّذِيْنَ

ظَلَمُوا جنہوں نے ظلم کیا ہے هَلْ هٰذَآ نہیں ہے یہ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ مگر بشر تمہارے جیسا اَفَتَاْتُوْنَ السِّحْرَ کیا پس تم پھنستے ہو جادو میں وَاَنْتُمْ تُبْصِرُوْنَ حالانکہ تم دیکھ رہے ہو قٰلَ فرمایا پیغمبر نے رَبِّیْ يَعْلَمُ الْقَوْلَ میرا پروردگار ہی جانتا ہے بات کو فِی السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ آسمان میں اور زمین میں وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ اور وہی سننے والا جاننے والا ہے بَلْ قَالُوْآ بلکہ کہا انہوں نے اَضْغَاثُ اَحْلَامٍ پریشان خیالات ہیں بَلِ افْتَرٰهُ بلکہ گھڑ کے لایا ہے اس کو بَلْ هُوَ شَاعِرٌ بلکہ یہ شاعر ہے فَلْيَاْتِنَا پس چاہیے کہ لائے ہمارے پاس بِاٰيَةٍ کوئی نشانی كَمَآ اُرْسِلَ الْاَوَّلُوْنَ جیسا کہ بھیجے گئے ہیں پہلے مَآ اٰمَنَتْ قَبْلَهُمْ نہیں ایمان لائے ان سے پہلے مِّنْ قَرْيَةٍ کسی بستی والے اَهْلَكْنٰهَا جن کو ہم نے ہلاک کیا اَفَهُمْ يُؤْمِنُوْنَ کیا پس یہ ایمان لے آئیں گے وَمَآ اَرْسَلْنَا اور نہیں بھیجا ہم نے قَبْلَكَ آپ سے پہلے اِلَّا رِجَالًا مگر مردوں کو نُّوْحِیْٓ اِلَيْهِمْ وحی بھیجی ہم نے ان کی طرف فَسْئَلُوْآ اَهْلَ الذِّكْرِ پس سوال کرو اہل علم سے اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ اگر تم نہیں جانتے۔

سورۃ انبیاء کی وجہ تسمیہ اور نبی کا معنیٰ :

اس سورۃ کا نام سورۃ الانبیاء ہے۔ انبیآء، نَبِیٌّ کی جمع ہے۔ نبی کا معنٰی ہے خبر دینے والا۔ یعنی اللہ تعالیٰ کے احکام کی مخلوق کو خبر دیتا ہے۔ ان خبروں میں اہم خبر توحید کی ہے، اللہ تعالیٰ کے وحدہ لاشریک ہونے کی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے جتنے پیغمبر بھیجے ہیں سب کا عقیدۂ توحید پر اتفاق ہے یہ اتنا اہم مسئلہ ہے کہ کسی پیغمبر کا دوسرے پیغمبر کے ساتھ کوئی

اختلاف نہیں ہے۔یعنی وہ سورت جس میں نبیوں نے توحید کا بنیادی عقیدہ بیان کیا ہے۔
یہ سورت مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی ہے، بہتر سورتیں اس سے پہلے نازل ہو چکی تھیں اس کا
تہترواں نمبر ہے۔اس کے سات رکوع اور ایک سو بارہ آیات ہیں۔

لوگ آخرت سے غافل ہیں :

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں اِقْتَرَبَ لِلنَّاسِ حِسَابُهُمْ قریب آ گیا ہے لوگوں کے
لئے ان کا حساب وَهُمْ فِيْ غَفْلَةٍ اور وہ غفلت میں ہیں مُّعْرِضُوْنَ اعراض کرنے
والے، روگردانی کرنے والے ہیں۔دنیا میں مختلف شعبوں کے جو نصاب مقرر ہیں ان کے
امتحانات جوں جوں قریب آتے ہیں پڑھنے والوں کو فکر ہوتی ہے، ماں باپ اور اساتذہ کو
فکر ہوتی ہے وہ تیاری کی تاکید کرتے ہیں امتحان دینے والے بڑی محنت کرتے ہیں دن
میں تیاری کرتے ہیں راتوں کو جاگتے ہیں، تکرار کرتے ہیں، دہراتے ہیں۔کوئی مغفّل ہو
گا، بے پروا ہو گا جو تیاری نہ کرے ورنہ ہر آدمی امتحان کے دنوں میں تیاری کرتا ہے۔مگر یہ
دنیا کے امتحان آخرت کے امتحان کے مقابلہ میں کیا ہیں؟ کچھ بھی نہیں ہیں۔ان کی اتنی بھی
حیثیت نہیں ہے جتنی کھیل کی ہوتی ہے۔تو آخرت کے امتحان کی کتنی تیاری ہونی چاہیے؟
رب تعالیٰ فرماتے ہیں کہ حساب لوگوں کا قریب آ گیا ہے اور وہ غفلت میں اعراض کر رہے
ہیں کوئی تیاری نہیں کرتے موت واقع ہونے کی دیر ہے حساب شروع۔لوگ سمجھتے ہیں
موت صرف بوڑھوں کے لیے ہیں۔ایسی بات نہیں ہے موت سب کے لیے ہے نوجوانوں
کے لیے بھی، بوڑھوں کے لیے بھی، بچوں کے لیے بھی، مردوں اور عورتوں کے لیے بھی
ہے۔کوئی شخص یہ سمجھے کہ میں بوڑھا ہو کر مروں گا تو وہ غلط فہمی کا شکار ہے۔کوئی یہ خیال
کرے کہ میں تندرست ہوں بیمار ہو کر مروں گا تو اس کا یہ خیال غلط ہے۔تندرست بھی

مرتے ہیں بیمار بھی مرتے ہیں۔ آخرت کی ہر وقت تیاری ہونی چاہئے۔ اسی لیے حدیث پاک میں آتا ہے صَلِّ صَلٰوۃَ مُوَدِّعٍ ''جب تو نماز پڑھے تو یہ سمجھ کر پڑھ کہ یہ میری آخری نماز ہے۔'' ہو سکتا ہے کہ اس کے بعد مجھے موقع نہ ملے۔'' تو فرمایا لوگ غفلت میں اعراض کر رہے ہیں کوئی تیاری نہیں کی مَا یَاْتِیْهِمْ مِّنْ ذِكْرٍ نہیں آتی ان کے پاس کوئی نصیحت مِّنْ رَّبِّهِمْ ان کے رب کی طرف سے مُّحْدَثٍ تازہ۔ قرآن پاک کا کوئی نیا حکم نہیں آتا اِلَّا اسْتَمَعُوْهُ مگر وہ اس کو سنتے ہیں اس کی طرف کان لگاتے ہیں وَهُمْ یَلْعَبُوْنَ اور وہ کھیل میں لگے ہوئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے جو تازہ حکم آتا ہے اس کو سن کر اس کا مذاق اڑاتے ہیں دل لگی کرتے ہیں مانتے نہیں لَاهِیَةً قُلُوْبُهُمْ غفلت میں ہیں دل ان کے۔ ان کے دل غفلت میں مبتلا ہیں وَاَسَرُّوا النَّجْوَى اور مخفی کی ہے ان لوگوں نے سرگوشی۔ کون سے لوگوں نے مخفی سرگوشی کی ہے؟ فرمایا الَّذِیْنَ ظَلَمُوْا جنہوں نے ظلم کیا ہے، جو ظالم ہیں انہوں نے مخفی طور پر مشورہ کیا ہے۔ کہنے لگے هَلْ هٰذَآ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ نہیں ہے یہ پیغمبر مگر بشر تمہارے جیسا۔

ہر زمانے میں مشرکوں نے نبی کی بشریت کا انکار کیا:

حضرت نوح علیہ السلام کے زمانے سے لے کر آنحضرت ﷺ کے دور تک مشرکوں کا یہی خیال رہا ہے کہ پیغمبر کو بشر نہیں ہونا چاہیے۔ یہ نہیں ہو سکتا کہ بشر ہو پھر نبی ہو۔ وہی بات انہوں نے کی کہ یہ بشر ہے اس کو نبوت کہاں سے مل گئی؟ شروع سے مشرکوں نے اس باطل نظریے کی ترویج کی ہے کہ پیغمبری اور بشریت اکٹھی نہیں ہو سکتیں۔ اصل بات یہ ہے کہ انہوں نے اپنے آپ کو بشر سمجھا اور اپنی کمزوریاں سامنے رکھیں اور سمجھا کہ پیغمبر بھی ہمارے جیسا بشر ہے اور ہمارے جیسی کمزوریاں ان میں ہیں (معاذ اللہ تعالیٰ) تو پھر ہم میں

اور اس میں کوئی فرق نہ ہوا۔ حالانکہ بشریت، آدمیت اور انسانیت بہت بلند چیز ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ ہم بندے نہیں ہیں۔ صحیح معنٰی میں بندے اور بشر ہیں، ہی پیغمبر، صحیح معنٰی میں انسان وہ ہیں۔ تو اصل بشر اور انسان پیغمبر ہیں۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے پوچھنے والوں نے پوچھا ''اے امی جان! آپ ﷺ کی گھر سے باہر کی زندگی تو ہمارے سامنے ہے مسجد میں، میدان جہاد میں، سفر میں، حج میں، عمرے میں جو کچھ آپ ﷺ نے کیا ہے وہ تو ہمارے سامنے ہے۔ آپ یہ بتائیں کہ جب آپ ﷺ گھر تشریف لے جاتے ہیں تو اس وقت آپ ﷺ کیا کرتے ہیں؟ تو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کَانَ بَشَرًا مِنَ الْبَشَرِ ''آپ ﷺ بشر تھے یَفْلِیْ ثَوْبَہٗ وَیَحْلِبُ شَاتَہٗ وَفِیْ رِوَایَۃٍ یَکْنِسُ بَیْتَہٗ وَیَخْصِبُ نَعْلَیْہِ آپ کسی وقت کپڑے اتار کر جوئیں تلاش کر لیتے تھے، بکری کا دودھ اپنے ہاتھ سے دوہ لیتے تھے اور ایک روایت میں ہے (کہ اگر مجھے کوئی تکلیف ہوتی تو) گھر میں جھاڑو بھی پھیر لیتے تھے اور جوتا مبارک بھی اپنے ہاتھ سے گانٹھ لیتے تھے۔'' جو کام انسان کرتے ہیں وہ سب آپ کرتے تھے۔ ہاں! رب تعالیٰ نے ان کو درجہ دیا ہے پیغمبروں کا سردار بنایا، سید الاولین و آخرین بنایا، امام الانبیاء والمرسلین بنایا مگر تھے بشر، آدمی اور انسان۔

تو کافروں نے یہ بات کہہ کر نصیحت ٹرخا دی کہ یہ نہیں ہے مگر ہمارے جیسا بشر اَفَتَاْتُوْنَ السِّحْرَ کیا پس تم پھنستے ہو جادو میں وَاَنْتُمْ تُبْصِرُوْنَ حالانکہ تم دیکھتے ہو کہ بشر ہے کھاتا پیتا ہے بیویاں ہیں بچے ہیں سارے بشری لوازمات اس کیساتھ ہیں یہ سب کچھ دیکھتے ہوئے تم پھنستے ہو۔ قٰلَ فرمایا پیغمبر علیہ السلام نے رَبِّیْ یَعْلَمُ الْقَوْلَ میرا رب جانتا ہے بات فِی السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ آسمانوں میں اور زمین میں۔ مشرکوں کا اس

وقت بھی یہ نظریہ تھا اور آج بھی یہی نظریہ ہے کہ ہمارے معبود علم غیب جانتے ہیں اور وہ ہماری باتیں سنتے ہیں نزدیک سے بھی اور دور سے بھی۔ پیغمبر علیہ السلام نے فرمایا کہ صرف میرا رب جانتا ہے آسمانوں اور زمین کی بات۔ دیکھو! یَعْلَمُ فعل ہے، قاعدے کے مطابق رَبِّیْ بعد میں آنا چاہیے تھا لیکن لفظ ربی کو پہلے لائے ہیں حصر پیدا کرنے کے لیے۔ معنٰی ہوگا میرا رب ہی جانتا ہے بات آسمانوں کی اور زمین کی۔ اس میں ان کے عقیدے کا رد ہے کہ تمہارے معبود نہیں جانتے صرف میرا رب جانتا ہے وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ اور وہی سننے والا جاننے والا ہے۔ اس سے مشرکوں کے عقیدے پر ضرب لگی تو انہوں نے کہا پھر ہمارے بزرگ کدھر گئے، ہمارے الٰہ کدھر گئے؟ وہ نہیں سنتے، وہ نہیں جانتے؟ یہ بات تھی جس کی بنا پر انہوں نے شور مچا دیا کبھی کچھ کہا اور کبھی کچھ کہا۔

عقیدۂ حاضر و ناظر کفریہ ہے :

آج بھی جاہل قسم کے لوگ کہتے ہیں کہ پیغمبر، ولی حاضر ناظر ہیں اور سب کچھ جانتے ہیں۔ یہ کفریہ عقیدہ ہے۔ اللہ تعالیٰ جزائے خیر عطا فرمائے فقہاء کرام ؒ کو جنہوں نے لوگوں کے عقائد کی حفاظت کیلئے صاف صاف لفظوں میں احکام بیان فرمائے ہیں۔ فتاویٰ بزازیہ، البحر الرائق اور مجموعہ فتاویٰ میں ہے **مَنْ قَالَ اَرْوَاحُ الْمَشَائِخِ حَاضِرَةٌ تَعْلَمُ يَكْفُرُ** ''جو شخص یہ عقیدہ رکھے کہ ہمارے بزرگوں کی روحیں ہمارے پاس حاضر ہیں اور ہمارے حالات کو جانتی ہیں پکا کافر ہے۔'' تو جب یہ کہا جاتا ہے کہ رب ہی جانتا ہے، رب ہی سنتا ہے ہر جگہ صرف رب ہی ہے وَهُوَ مَعَكُمْ اَيْنَ مَا كُنْتُمْ [الحدید:۴] ''اور وہ اللہ تعالیٰ تمہارے ساتھ ہے جہاں بھی تم ہو۔'' تو ان کے عقیدے پر زد پڑتی تھی اس لیے چیختے چلاتے تھے۔ یہ معمولی مسائل نہیں ہیں یہ بنیادی مسائل ہیں ان کو فروعی مسائل نہ سمجھنا

ان پر ایمان کا مدار ہے۔ بَلْ قَالُوْٓا بلکہ انہوں نے کہا اَضْغَاثُ اَحْلَامٍ پریشان خیالات ہیں بَلِ افْتَرٰهُ بلکہ یہ نبی اس قرآن کو گھڑ کے لایا ہے بَلْ هُوَ شَاعِرٌ بلکہ یہ شاعر ہے۔ جو جس کے منہ میں آیا اس نے کہا۔ اَضْغَاث ضِغْثٌ کی جمع ہے ضِغْثٌ کا معنٰی ہے گھاس کی مٹھی، گھاس کا دستہ، اس میں کوئی تنکا لمبا ہوتا ہے، کوئی چھوٹا ہوتا ہے، کوئی موٹا ہوتا ہے، کوئی باریک ہوتا ہے، کوئی ہرا، کوئی خشک، مختلف ہوتے ہیں۔ پریشان کا معنٰی ہے بکھرے ہوئے، پریشان ہیں اور اَحْلَام حُلُمٌ کی جمع ہے۔ لام پر ضمہ بھی آتا ہے اور سکون بھی آتا ہے۔ اس کا معنٰی ہے خیال۔ تو کہنے لگے یہ قرآن پریشان خیالات ہیں۔ کبھی کوئی واقعہ شروع کر دیتے ہیں کبھی کوئی قصہ شروع کر دیتے ہیں۔ کبھی آدم اور حوا علیہما السلام کبھی فرعون کا، کبھی جنت کا، کبھی دوزخ کا، کبھی ہود علیہ السلام، کبھی صالح علیہ السلام کا۔ حالانکہ رب تعالیٰ نے جو واقعات بیان فرمائے ہیں وہ غور و فکر کرنے کے لیے بیان فرمائے ہیں۔ سورۃ الاعراف آیت نمبر ۱۷۶ فَاقْصُصِ الْقَصَصَ لَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُوْنَ "آپ بیان کریں واقعات تاکہ یہ لوگ غور و فکر کریں کہ نیکوں کا یہ بنا اور بروں کا یہ نتیجہ نکلا مگر کافروں نے کہا کہ پریشان خیالات ہیں بکھرے ہوئے خیالات ہیں۔ کبھی کہا کہ اپنے پاس سے گھڑ لایا ہے۔ اس کا جواب تفصیلاً سن چکے ہو۔

قرآن کا چیلنج آج تک کسی نے قبول نہیں کیا :

اللہ تعالیٰ نے فرمایا آپ ان کو کہہ دیں لَئِنِ اجْتَمَعَتِ الْاِنْسُ وَالْجِنُّ عَلٰٓى اَنْ يَّاْتُوْا بِمِثْلِ هٰذَا الْقُرْاٰنِ لَا يَاْتُوْنَ بِمِثْلِهٖ [بنی اسرائیل:۸۸] "البتہ اگر اکٹھے ہو جائیں انسان اور جنات سارے اس بات پر کہ وہ لائیں اس قرآن کے مثل تو نہیں لا سکیں گے اس کے مثل۔" ان کو کہو میرا چیلنج ہے فَاْتُوْا بِعَشْرِ سُوَرٍ مِّثْلِهٖ مُفْتَرَيٰتٍ [ہود:۱۳]

''لاؤ دس سورتیں اس جیسی گھڑی ہوئی وَادْعُوا مَنِ اسْتَطَعْتُمْ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اور بلالو جس کو تم طاقت رکھتے ہو اللہ تعالیٰ کے سوا فرشتوں کو بھی ساتھ ملا'' اور آخر میں فرمایا فَاْتُوْا بِسُوْرَةٍ مِّنْ مِّثْلِهٖ ''پس لاؤ تم ایک سورت اس کے مثل وَادْعُوْا شُهَدَآءَ كُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ [بقرہ:۲۳] ''اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر باقی جتنے امدادی تمہیں مل سکتے ہیں ان کو بلا لو'' یہ نہ کر سکنے کے باوجود یہ رٹ لگائے رکھنا یہ قرآن کو گھڑ کے لایا ہے تو یہ غلط بات ہے۔

کبھی کہتے شاعر ہے یہ بات بھی غلط ہے۔ اللہ تعالیٰ نے سورہ یٰسین میں فرمایا وَمَا عَلَّمْنٰهُ الشِّعْرَ وَمَا يَنْۢبَغِيْ لَهٗ ''اور ہم نے نبی کو شعر و شاعری نہیں سکھائی اور وہ ان کی شان کے لائق بھی نہیں۔ شاعروں کے متعلق اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں وانهم يقولون ما لا يفعلون [شعراء:۲۲۶] ''اور بیشک وہ کہتے ہیں جو کرتے نہیں۔'' یہاں تو اقبال مرحوم جیسے لوگ بھی کہہ گئے......

؎ گفتار کا یہ غازی تو بنا
کردار کا غازی بن نہ سکا

ہمارے اس دور کے بڑے شاعر ہیں لیکن گفتار کے ہیں کردار کے نہیں ہیں۔ کاش کہ کردار بھی ساتھ ہوتا تو اس دور کا ولی ہوتا۔ اب تو صرف شاعر مشرق ہی ہے۔ شاعر تو ہر وادی میں سر مارتے پھرتے ہیں۔ شعر و شاعری پیغمبروں کی شان کے لائق نہیں ہے۔

فَلْيَاْتِنَا بِاٰيَةٍ پس لائے ہمارے پاس کوئی نشانی كَمَآ اُرْسِلَ الْاَوَّلُوْنَ جیسا کہ بھیجے گئے ہیں پہلے۔ یعنی پہلے پیغمبروں کو جو معجزات ملے ہیں ایسا کوئی معجزہ ہمیں دکھائے۔ اللہ تعالیٰ نے اس کا جواب دیا مَآ اٰمَنَتْ قَبْلَهُمْ مِّنْ قَرْيَةٍ نہیں ایمان لائے ان سے پہلے کسی بستی والے اَهْلَكْنٰهَا جس بستی کو ہم نے ہلاک کیا اَفَهُمْ يُؤْمِنُوْنَ کیا پس یہ ایمان

لائیں گے۔ کیا ان لوگوں نے حضرت ہود علیہ السلام کے معجزات، حضرت صالح علیہ السلام کا اونٹنی والا معجزہ، موسیٰ علیہ السلام کے معجزے آنکھوں کے ساتھ نہیں دیکھے تھے؟ کیا وہ مان گئے تھے؟ کیا انہوں نے شق قمر کا معجزہ نہیں دیکھا؟ طاقتور جادو کہہ کر جھٹلا دیا۔ یہ صرف ان کی باتیں ہیں شوشے چھوڑتے ہیں۔

پیغمبر جتنے بھی آئے مرد ہی آئے :

وَمَآ اَرْسَلْنَا قَبْلَكَ اِلَّا رِجَالًا نُّوْحِيْٓ اِلَيْهِمْ اور نہیں بھیجا ہم نے آپ سے پہلے مگر مردوں کو وحی کی ہم نے ان کی طرف۔ پیغمبر جتنے بھیجے مرد بھیجے عورت کا بھیجنا صحیح نہیں تھا۔ کیونکہ پیغمبر شکل وصورت، عقل وصحت ہر لحاظ سے اعلیٰ ہوتا ہے اگر عورت بھیجتے تو وہ بھی ایسی ہی ہوتی اور عورت کے پیچھے تو لوگ ویسے لگے رہتے ہیں۔ اور پیغمبر دن کو تبلیغ کرتا ہے رات کو تبلیغ کرتا ہے، تنہائی میں جاتا، نیکوں کے پاس بھی بروں کے پاس بھی، کیا عورت ایسا کر سکتی تھی؟ ہرگز نہیں! عورت کا نبی بنانا حکمت کے خلاف تھا لہٰذا کوئی عورت نبی نہیں قطعاً نہیں! اور نہ عورت کی حکمرانی جائز ہے۔

عورت جائز کام کرسکتی ہے :

ہاں! جو کام عورتوں کے لیے جائز ہیں وہ کریں۔ عورتوں کیلئے زنانہ کالج ہیں وہ جہاں تک پڑھیں پڑھائیں کوئی پابندی نہیں ہے عورتیں عورتوں کا فیصلہ کریں، جج بھی عورت ہو، وکیل بھی عورت ہو، عورتیں مقدمہ لڑیں کوئی پابندی نہیں ہے۔ عورتوں کے ہسپتال ہوں وہاں عورتیں جائیں عورتوں کے آپریشن عورتیں کریں کوئی پابندی نہیں۔ یہ جو کہتے ہیں کہ مولوی تنگ نظر ہیں ہرگز نہیں! ہم یہ کہتے ہیں کہ جو کام مردوں کے ہیں وہ مرد کریں اور جو عورتوں کے ہیں وہ عورتیں کریں۔ مولانا سمیع الحق صاحب نے بات تو ٹھیک

کہی تھی کہ کسی عورت کی حکمرانی جائز نہیں چاہے حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کیوں نہ ہوں، حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کیوں نہ ہوں۔ مگر سب صحافی ان کے پیچھے پڑ گئے کہ اس نے غلط بات کہی ہے، مولوی جاہل ہیں۔ خدا جانے ان کو کیا کچھ کہا حالانکہ انہوں نے بات ٹھیک کہی تھی عورت کی بادشاہی نہیں دھکے شاہی ہے۔ دھکے شاہی اور چیز ہے اور بادشاہی اور چیز ہے۔ اپنا ایمان نہ ضائع کرو ہم کر تو کچھ نہیں سکتے مگر جائز کو جائز اور ناجائز کو ناجائز تو کہہ سکتے ہیں۔

تو فرمایا ہم نے آپ سے پہلے صرف مرد پیغمبر بھیجے ہیں جن کی طرف ہم نے وحی کی۔ فَسْئَلُوْٓا اَهْلَ الذِّكْرِ اے لوگو! تم اہل علم سے پوچھو اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ اگر تم نہیں جانتے۔ مسئلہ یہ ہے کہ اگر کسی کو مسئلے کا علم نہیں ہے تو وہ اہل علم سے پوچھے رب تعالیٰ کا حکم ہے۔ اہل حدیث مسلک کے بڑے بزرگ عالم گذرے ہیں مولانا نذیر حسین صاحب دہلوی۔ وہ اپنی کتاب "معیار الحق" میں لکھتے ہیں کہ جو آدمی خود مسائل نہیں جانتا وہ قرآن کے حکم سے پابند ہے اہل علم سے پوچھنے کا۔ پھر فرماتے ہیں کہ آدمی اس کا مکلّف نہیں ہے کہ سب علماء سے پوچھے، ایک مولوی سے پوچھ لے گا تو کافی ہو جائے گا۔ بھئی! ہم اسی کو تقلیدِ شخصی کہتے ہیں کہ ایک ثقہ قابل اعتماد عالم سے پوچھو گے تو قرآن پاک کی آیت پر عمل ہو جائے گا اور تم عہدہ برا ہو جاؤ گے۔ تم اس کے مکلّف نہیں ہو کہ یہاں سے لے کر کراچی تک کے علماء سے پوچھتے رہو یا ادھر پشاور تک چلے جاؤ اور پوچھتے رہو۔ ایک ثقہ اور قابلِ اعتماد عالم سے پوچھ لو۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں اہل علم سے پوچھو اگر تم خود نہیں جانتے۔

۞۞۞
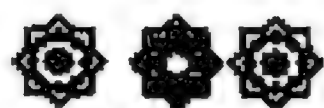
وَمَا جَعَلْنٰهُمْ

جَسَدًا لَّا يَأْكُلُوْنَ الطَّعَامَ وَمَا كَانُوْا خٰلِدِيْنَ ۝ ثُمَّ صَدَقْنٰهُمُ الْوَعْدَ فَاَنْجَيْنٰهُمْ وَمَنْ نَّشَآءُ وَاَهْلَكْنَا الْمُسْرِفِيْنَ ۝ لَقَدْ اَنْزَلْنَآ اِلَيْكُمْ كِتٰبًا فِيْهِ ذِكْرُكُمْ ؕ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ۝ وَكَمْ قَصَمْنَا مِنْ قَرْيَةٍ كَانَتْ ظَالِمَةً وَّاَنْشَاْنَا بَعْدَهَا قَوْمًا اٰخَرِيْنَ ۝ فَلَمَّآ اَحَسُّوْا بَاْسَنَآ اِذَا هُمْ مِّنْهَا يَرْكُضُوْنَ ۝ؕ لَا تَرْكُضُوْا وَارْجِعُوْٓا اِلٰى مَآ اُتْرِفْتُمْ فِيْهِ وَمَسٰكِنِكُمْ لَعَلَّكُمْ تُسْـَٔلُوْنَ ۝ قَالُوْا يٰوَيْلَنَآ اِنَّا كُنَّا ظٰلِمِيْنَ ۝ فَمَا زَالَتْ تِّلْكَ دَعْوٰىهُمْ حَتّٰى جَعَلْنٰهُمْ حَصِيْدًا خٰمِدِيْنَ ۝ وَمَا خَلَقْنَا السَّمَآءَ وَالْاَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا لٰعِبِيْنَ ۝ لَوْ اَرَدْنَآ اَنْ نَّتَّخِذَ لَهْوًا لَّاتَّخَذْنٰهُ مِنْ لَّدُنَّآ ۖ اِنْ كُنَّا فٰعِلِيْنَ ۝ بَلْ نَقْذِفُ بِالْحَقِّ عَلَى الْبَاطِلِ فَيَدْمَغُهٗ فَاِذَا هُوَ زَاهِقٌ ؕ وَلَكُمُ الْوَيْلُ مِمَّا تَصِفُوْنَ ۝

وَمَا جَعَلْنٰهُمْ اور نہیں بنایا ہم نے ان (رسولوں) کو جَسَدًا ایسے جسم لَّا يَأْكُلُوْنَ الطَّعَامَ کہ نہ کھائیں وہ کھانا وَمَا كَانُوْا خٰلِدِيْنَ اور نہیں تھے وہ ہمیشہ رہنے والے ثُمَّ صَدَقْنٰهُمُ الْوَعْدَ پھر ہم نے سچا کیا ان کے ساتھ وعدہ فَاَنْجَيْنٰهُمْ پس ہم نے ان کو نجات دی وَمَنْ نَّشَآءُ اور جس کو ہم نے چاہا وَاَهْلَكْنَا الْمُسْرِفِيْنَ اور ہم نے ہلاک کیا حد سے بڑھنے والوں کو لَقَدْ اَنْزَلْنَآ

اِلَیْکُمْ البتہ تحقیق ہم نے نازل کی تمہاری طرف کِتٰبًا کتاب فِیْہِ ذِکْرُکُمْ جس میں تمہارے لیے نصیحت ہے اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ کیا پس تم نہیں سمجھتے وَکَمْ قَصَمْنَا مِنْ قَرْیَۃٍ اور کتنی ہی پیس ڈالی ہم نے بستیاں کَانَتْ ظَالِمَۃً جو تھیں ظلم کرنے والی وَّاَنْشَاْنَا بَعْدَھَا اور ہم نے پیدا کیں ان کے بعد قَوْمًا اٰخَرِیْنَ دوسری قومیں فَلَمَّآ اَحَسُّوْا پس جس وقت انہوں نے محسوس کیا بَاْسَنَآ ہمارا عذاب اِذَاھُمْ مِّنْھَا یَرْکُضُوْنَ اچانک وہ ان بستیوں سے بھاگنے لگے لَاتَرْکُضُوْا نہ بھاگو وَارْجِعُوْآ اور لوٹو اِلٰی مَآ ان چیزوں کی طرف اُتْرِفْتُمْ فِیْہِ جن میں تمہیں آسودگی دی گئی تھی وَمَسٰکِنِکُمْ اور اپنے گھروں کی طرف لوٹو لَعَلَّکُمْ تُسْئَلُوْنَ تاکہ تم سے سوال کیا جائے قَالُوْا انہوں نے کہا یٰوَیْلَنَآ ہائے افسوس ہمارے اوپر اِنَّا کُنَّا ظٰلِمِیْنَ بیشک ہم ظالم تھے فَمَا زَالَتْ تِّلْکَ دَعْوٰھُمْ پس ہمیشہ رہی یہی ان کی پکار حَتّٰی جَعَلْنٰھُمْ یہاں تک کہ ہم نے کر دیا ان کو حَصِیْدًا کاٹی ہوئی کھیتی خٰمِدِیْنَ بجھی ہوئی آگ وَمَا خَلَقْنَا السَّمَآءَ اور نہیں پیدا کیا ہم نے آسمان کو وَالْاَرْضَ اور زمین کو وَمَا بَیْنَھُمَا اور جو کچھ ان کے درمیان ہے لٰعِبِیْنَ کھیلتے ہوئے لَوْ اَرَدْنَآ اگر ہم ارادہ کرتے اَنْ نَّتَّخِذَ لَھْوًا کہ ہم بنائیں کوئی تماشا لَّاتَّخَذْنٰہُ مِنْ لَّدُنَّآ البتہ ہم بناتے اپنے پاس سے اِنْ کُنَّا فٰعِلِیْنَ اگر ہم کرنے والے ہوتے بَلْ نَقْذِفُ بِالْحَقِّ بلکہ ہم پھینکتے ہیں حق کو عَلَی الْبَاطِلِ باطل پر

فَيَدْمَغُهٗ پس وہ اس کے دماغ کو پھاڑ دیتا ہے فَاِذَا هُوَ زَاهِقٌ پس اچانک وہ اڑنے والا ہوتا ہے وَلَكُمُ الْوَيْلُ اور تمہارے لیے خرابی ہے مِمَّا تَصِفُوْنَ ان چیزوں کی وجہ سے جو تم بیان کرتے ہو۔

تمام پیغمبر بشر تھے :

اللہ تبارک وتعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر حضرت محمد رسول اللہ ﷺ تک جتنے پیغمبر بھیجے ہیں سب کے سب انسان تھے، بشر تھے، آدمی تھے اور مشرکوں نے شروع ہی سے کہا کہ بشر نبی کیسے بن گیا۔ کل کے سبق میں تم پڑھ چکے ہو کہ ظالموں کافروں نے کہا یہ بشر ہے تم اس کے جادو کے پھندے میں کیوں آتے ہو؟ اور کافر یہ بھی کہتے تھے کہ یہ پیغمبر کھاتے پیتے کیوں ہیں اور مکے والوں نے بھی یہی بات آنحضرت ﷺ کے بارے میں کہی مَالِ هٰذَا الرَّسُوْلِ يَاْكُلُ الطَّعَامَ وَيَمْشِيْ فِي الْاَسْوَاقِ [فرقان: ۷] کیا ہے اس رسول کو کھانا کھاتا ہے اور چلتا ہے بازاروں میں۔" اللہ تعالیٰ نے مشرکوں کے نظریے کا رد فرمایا۔

ارشاد ربانی ہے وَمَا جَعَلْنٰهُمْ جَسَدًا لَّا يَاْكُلُوْنَ الطَّعَامَ اور ہم نے نہیں بنائے نہیں دیئے پیغمبروں کو ایسے جسم کہ وہ کھانا نہ کھائیں۔ جب انسان ہیں، بشر ہیں، آدمی ہیں، آدم علیہ السلام کی اولاد ہیں۔ تو جو ضرورتیں آدم علیہ السلام کی اولاد کی ہیں وہ تمام ان کی بھی ہیں۔ کھانا بھی کھائیں گے، پانی بھی پئیں گے، گرمی سردی بھی لگے گی، بھوک پیاس بھی لگے گی، بیمار بھی ہونگے۔ آدم علیہ السلام کی اولاد میں سے کسی کو کھانے پینے کا استثنیٰ حاصل نہیں ہے۔ یہ الگ بات ہے ہم تم حلال بھی کھا جاتے ہیں حرام بھی الا ماشاء اللہ۔ مگر انبیاء کرام علیہم السلام کو حکم ہے يٰۤاَيُّهَا الرُّسُلُ كُلُوْا مِنَ الطَّيِّبٰتِ وَاعْمَلُوْا

صَالِحًا [مومنون:۵۱] ''اے رسولو! پاکیزہ کھانے کھاؤ اور نیک عمل کرو۔'' اور ہم اناپ شناپ کھا جاتے ہیں۔ تو انبیاء کرام علیہم السلام کو بھی بھوک لگتی ہے۔ خندق کے موقع پر صحابہ کرام ﷺ نے آپ ﷺ کے سامنے شکوہ کیا کہ ہم بھوکے ہیں پیٹ پر پتھر باندھے ہوئے ہیں کہ انتڑیاں نہ جھکیں آپ ﷺ نے فرمایا کہ تم نے ایک پتھر باندھا ہوا ہے میں نے دو پتھر باندھے ہوئے ہیں۔ ترمذی شریف اور شمائل ترمذی کی روایت ہے، ایک موقع پر آنحضرت ﷺ گھر سے باہر تشریف لائے، آگے ابوبکر صدیق ﷺ ملے۔ سلام کے بعد فرمایا ابوبکر کیسے باہر آئے ہو؟ انہوں نے بات نہ بتلائی کہ آپ ﷺ کو تکلیف ہوگی دراصل بھوک باہر لائی تھی۔ باتیں کرر ہے تھے حضرت عمر ﷺ بھی آگئے، سلام کیا۔ فرمایا عمر کیسے آئے ہو؟ صاف بات کہہ دی حضرت! بھوک لگی ہوئی ہے کچھ ہے کھانے کو؟ فرمایا کچھ نہیں ہے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا مجھے بھی بھوک نے گھر سے نکالا ہے ابوبکر ﷺ نے کہا حضرت! میرا بھی یہی معاملہ ہے۔ یہ تینوں بزرگ ابوالہیثم انصاری ﷺ کے گھر گئے۔ ان کے بیوی بچے گھر تھے خود پانی لینے گئے ہوئے تھے، بیٹھ گئے۔ کچھ دیر کے بعد وہ پانی لے کر آئے تو کھجور کے گچھے لا کر آگے رکھ دیئے۔ بکری ذبح کرنے کے لیے چھری پکڑی۔ آپ ﷺ نے فرمایا اِیَّاکَ وَالْحَلُوْبَ ''دودھ والی بکری ذبح نہ کرنا کیونکہ اس سے دودھ کی قلت پیدا ہوتی ہے۔'' چنانچہ انہوں نے ایک بکری ذبح کر کے پکا کر سامنے رکھی۔ جب سارے حضرات سیر ہو گئے تو آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ یہ جو آپ نے بکری کھائی ہے اور ٹھنڈا پانی پیا ہے اس کے متعلق پوچھا جائے گا۔ تو پیغمبر کھاتے پیتے بھی ہیں اور دنیا سے رخصت بھی ہوتے ہیں۔

وَمَا کَانُوْا خٰلِدِیْنَ اور نہیں تھے وہ ہمیشہ رہنے والے۔

اہل حق کے عقیدے کے مطابق تقریباً دو ہزار سال ہو چکے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ

السلام دوسرے آسمان پر زندہ ہیں قیامت کے قریب اتریں گے چالیس سال حکومت کریں گے پھر وفات ہوگی۔ ہمیشہ کی زندگی کسی کے لیے نہیں ہے صرف رب تعالیٰ کی ذات باقی رہے گی وَيَبْقٰى وَجْهُ رَبِّكَ ذُو الْجَلٰلِ وَالْاِكْرَام [سورہ رحمٰن] ''اور باقی رہے گی تیرے پروردگار کی ذات جو بزرگی اور عظمت والا ہے۔'' مخلوق میں سے کوئی باقی نہیں رہے گا۔ فرشتے بھی سارے ختم ہو جائیں گے۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں ثُمَّ صَدَقْنٰهُمُ الْوَعْدَ پھر ہم نے سچا کیا ان کے ساتھ وعدہ فَاَنْجَيْنٰهُمْ پس ہم نے ان کو نجات دی وَمَنْ نَّشَآءُ اور جس کو ہم نے چاہا۔ وہ مومن تھے پیغمبروں کے ساتھی تھے ان کو بھی نجات دی۔ اللہ تعالیٰ نے وعدہ کیا تھا اِنَّا لَنَنْصُرُ رُسُلَنَا وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا [مومن: ۵۱] ''بیشک ہم مدد کرتے ہیں اپنے رسولوں کی اور ان لوگوں کی جو ایمان لائے۔'' یہ وعدہ اللہ تعالیٰ نے پورا کر دیا۔ وَاَهْلَكْنَا الْمُسْرِفِيْنَ اور ہم نے ہلاک کر دیا حد سے بڑھنے والوں کو۔ جو رب تعالیٰ کے نافرمان تھے، مسرف تھے ان سب کو ہلاک کر دیا۔ تو جس طرح پہلی قوموں کی طرف پیغمبر بھیجے، کتابیں نازل کیں اسی طرح لَقَدْ اَنْزَلْنَآ اِلَيْكُمْ كِتٰبًا البتہ تحقیق ہم نے نازل کی آپ کی طرف کتاب فِيْهِ ذِكْرُكُمْ جس میں تمہارے لیے نصیحت ہے۔

اب نجات صرف آخری پیغمبر کی شریعت میں بند ہے :

قرآن پاک اول تا آخر نصیحت ہے اس کا نام ہی ذکر ہے اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ ''بیشک ہم نے نازل کیا ذکر کو نصیحت کو اور بیشک ہم ہی اس کی حفاظت کرنے والے ہیں۔'' عقائد اس کیساتھ بنتے ہیں، اعمال اس کے ساتھ سنورتے ہیں، دنیا و آخرت اس کیساتھ بنتی ہے مگر اس کے لئے جو اس کو سمجھے اور حلال و حرام کی تمیز کرے اور اگر

نہ سمجھے تو کچھ بھی نہیں ہے۔ حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کے تشریف لانے اور آپ ﷺ پر قرآن پاک نازل ہونے کے بعداب نجات آپ ﷺ پر ایمان لانے اور آپ کی شریعت پر عمل کرنے پر موقوف ہے۔ اس وقت جو قومیں دوسرے پیغمبروں کی قائل ہیں موسیٰ علیہ السلام کے قائل ہیں، عیسیٰ علیہ السلام کے قائل ہیں ان کے لئے نجات نہیں ہے۔ اس کو آپ حضرات اس طرح سمجھیں کہ رات کو لوگ چاند کی روشنی سے بھی فائدہ اٹھاتے ہیں ستاروں کی روشنی سے بھی فائدہ اٹھاتے ہیں لیکن سورج طلوع ہونے کے بعد نہ چاند کی روشنی کی ضرورت ہے نہ ستاروں کی روشنی کی۔ آنحضرت ﷺ آفتابِ نبوت ہیں آپ ﷺ کی آمد کے بعد کسی پیغمبر سے روشنی حاصل کرنے کی ضرورت نہیں ہے خوش قسمت ہیں وہ لوگ جو آپ پر ایمان لائے اور قرآن کریم کو پڑھتے اور سمجھتے ہیں، اسکو ہاتھ لگاتے ہیں، اس کو دیکھتے ہیں، اس کا پڑھنا ثواب، اس کا سمجھنا ثواب، اس کا دیکھنا ثواب اس کو ہاتھ لگانا ثواب۔ میں کئی دفعہ عرض کر چکا ہوں کہ ایک آدمی عشاء کی نماز کے بعد طلوع فجر تک نفل پڑھے ذکر کرے اور دوسرا آدمی قرآن کریم کی ایک آیت کو ترجمہ کیساتھ سیکھے تو اس کا ثواب ساری رات بیدار رہنے والے سے زیادہ ہے۔ مگر ہم نے قرآن پاک کو، اللہ تعالیٰ کی کتاب کو قل شریف کے لیے رکھا ہوا ہے یا پھر قسم اٹھانے کے لیے رکھا ہوا ہے۔ کہتے ہیں کہ میں پیسے قرآن پاک پر رکھتا ہوں وہاں سے اٹھالو۔ یہ رب تعالیٰ کی کتاب ہدایت ہے اس کو پڑھو سمجھو باقی ورد وظیفے بھی اپنے اپنے درجے میں ہیں مگر قرآن کریم کی تلاوت سے بڑا وظیفہ کوئی نہیں ہے قرآن پاک کا درجہ سب سے زیادہ ہے۔ بعض لوگ صرف مطلب کے لیے پڑھتے ہیں کہ سورۃ یٰسین مبینوں کیساتھ پڑھو تو تمہارا کام ہو جائے گا اس لیے پڑھ رہا ہے۔ مطلب کے لیے پڑھنا بھی گناہ نہیں ہے مگر تم اس کو رب تعالیٰ کی کتاب سمجھ کر پڑھو

وہ تمہارے مسائل بھی حل کرے گا۔ مطلب کے لیے پڑھی پھر چھوڑ دی یہ تو مطلب پرستی ہوئی۔ کسی بزرگ نے کسی موقع پر سوالاکھ مرتبہ پڑھی ہوگی رب تعالیٰ نے اثر ظاہر کیا ہوگا اب لوگوں نے اس بات کو پلے باندھ لیا ہے کہ سوالاکھ مرتبہ پڑھے تو کام ہو جائے گا۔ پھر اس کے لیے بڑے چھوٹوں کو زبردستی چائے کی پیالی پر جمع کرتے ہیں۔ پھر بچے کیا کرتے ہیں ایک مرتبہ پڑھنے پر چار دانے گراتے ہیں۔ بھئی! اس کا کوئی فائدہ نہیں ہے۔ اخلاص کے بغیر سارے دانے گرانے سے بھی کچھ حاصل نہیں ہوگا۔

اللہ تعالیٰ کی پکڑ سے کوئی نہیں بچ سکتا :

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ کیا پس تم نہیں سمجھتے وَكَمْ قَصَمْنَا مِنْ قَرْيَةٍ قاف صاد کیساتھ قصم ہو تو اس کا معنٰی ہے پیس ڈالنا۔ جیسے چکی میں دانے پیستے ہیں۔ معنٰی ہوگا اور کتنی ہی پیس ڈالیں ہم نے بستیاں كَانَتْ ظَالِمَةً جو ظلم کرنے والی تھیں۔ ان بستیوں کے رہنے والے ظالم تھے مجرم تھے، رب تعالیٰ کے حقوق ضائع کرنے والے تھے، بندوں کے حقوق ضائع کرنے والے تھے اس لیے ہم نے انکو پیس ڈالا وَّاَنْشَاْنَا بَعْدَهَا قَوْمًا اٰخَرِيْنَ اور ہم نے پیدا کیں ان کے بعد دوسری قومیں۔ جس وقت ان ظالموں پر ہمارا عذاب آیا فَلَمَّآ اَحَسُّوْا بَاْسَنَآ پس جس وقت انہوں نے محسوس کیا ہمارا عذاب، ہماری پکڑ کبھی زلزلے کی شکل میں، کبھی پتھروں کی شکل میں، کبھی کسی اور شکل میں۔ تو اِذَا هُمْ مِّنْهَا يَرْكُضُوْنَ اچانک وہ ان بستیوں سے بھاگنے لگے۔ جس طرح آج کل زلزلہ آئے تو لوگ جوتا پہنے بغیر بھاگ کھڑے ہوتے ہیں کہ ہم پر مکان نہ گر جائے، دکان نہ گر جائے حالانکہ یہ تو رب تعالیٰ کی طرف سے معمولی تنبیہات ہیں۔ قیامت کی نشانیوں میں سے زلزلوں کا کثرت سے آنا، سیلاب کی کثرت ہوگی، مصائب کثرت سے ہونگے۔

آنحضرت ﷺ نے فرمایا الھرج الھرج الھرج ۔صحابہ کرام ﷺ نے سوال کیا حضرت! ھرج کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا القتل القتل القتل کثرت سے قتل ہونگے ۔نہ مارنے والے کو معلوم ہوگا کہ میں کیوں مار رہا ہوں اور نہ مرنے والے کو معلوم ہوگا کہ مجھے کیوں قتل کیا گیا ہے۔ جوں جوں قیامت قریب آئے گی توں توں برائیاں بڑھتی جائیں گی اس دور میں ایمان بچانا مشکل ہو جائے گا بڑا کامیاب مومن ہوگا جو اس دور میں ایمان لے کر دنیا سے چلا جائے گا۔ کوٹھیاں بن جائیں گی، کارخانے بن جائیں گے، باغات لگ جائیں گے ایمان بچانا مشکل ہوگا۔ اور یہ بڑی بات ہے۔ تو انہوں نے جب رب تعالیٰ کا عذاب محسوس کیا تو بھاگنا شروع کیا۔ رب تعالیٰ کی طرف سے آواز آئی لَا تَرْكُضُوْا نہ بھاگو وَارْجِعُوْآ اِلٰى مَآ اُتْرِفْتُمْ فِيْهِ اور لوٹو ان چیزوں کی طرف جن میں تمہیں آسودگی دی گئی تھی۔ اپنی کرسی، صوفے اور پلنگ کی طرف آؤ۔ جہاں قالین بچھے ہوئے ہیں وہاں آؤ تکبرانہ انداز میں ٹیک لگا کر بیٹھو۔ بھاگتے کیوں ہو؟ وَمَسٰكِنِكُمْ اور اپنے گھروں کی طرف لوٹو لَعَلَّكُمْ تُسْئَلُوْنَ تاکہ تمہارے سے سوال کیا جائے کہ تم یہاں کیا کرتے تھے۔ جس طرح تم نوکروں اور ملازموں سے پوچھتے تھے کہ آج کیا کیا ہے؟ اب تمہارے سے پوچھا جائے گا قَالُوْا انہوں نے کہا يٰوَيْلَنَآ ہائے افسوس ہمارے اوپر اِنَّا كُنَّا ظٰلِمِيْنَ بیشک ہم ظالم تھے لیکن......

اب پچھتائے کیا ہوت
جب چڑیاں چگ گئیں کھیت

اب عذاب بھگتو بچ نہیں سکتے۔ فَمَا زَالَتْ تِّلْكَ دَعْوٰىهُمْ پس ہمیشہ رہی ان کی یہی پکار، ہائے افسوس ہم پر، ہم بڑے ظالم ہیں حَتّٰى جَعَلْنٰهُمْ حَصِيْدًا یہاں تک کہ ہم

نے کر دیا ان کو کٹی ہوئی کھیتی، ایسے ہو گئے خَامِدِیْنَ بجھی ہوئی آگ۔ نہ کوئی شعلہ نہ کوئی بھڑک نہ کوئی روشنی۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں وَمَا خَلَقْنَا السَّمَآءَ وَالْاَرْضَ اور نہیں پیدا کیا ہم نے آسمان کو اور زمین کو وَمَا بَیْنَہُمَا اور جو کچھ ان کے درمیان ہے لٰعِبِیْنَ کھیلتے ہوئے۔ یہ کھیل نہیں ہے اس کے پیدا کرنے کا مقصد ہے۔ اس کو تم اس طرح سمجھو کہ سکول، کالج، یونیورسٹی قائم کی جاتی ہے اس کا نصاب ہوتا ہے۔ تو کہا جاتا ہے کہ یہ ادارہ تمہارے لیے بنایا ہے تاکہ تم اس کا نصاب پڑھو۔ اسی طرح رب تعالیٰ نے یہ زمین آسمان بنائے ہیں اور ہمارے ذمہ ایک نصاب لگایا ہے جس میں عقائد ہیں اعمال ہیں حقوق اللہ، حقوق العباد ہیں ان کو پڑھنا ہے عمل کرنا ہے۔ یہ آسمان، زمین اور جو کچھ ان کے درمیان ہے کھیل کے طور پر نہیں پیدا فرمایا۔

انسان کے لیے دنیا میں ایک نصاب ہے :

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں لَوْ اَرَدْنَآ اَنْ نَّتَّخِذَ لَهْوًا اگر ہم ارادہ کرتے کہ ہم بنائیں کوئی تماشا لَّا تَّخَذْنٰهُ مِنْ لَّدُنَّآ البتہ ہم بناتے اپنے پاس سے اپنی کسی چیز کا جو حادث اور فنا ہونے والی نہ ہوتی۔ اپنی کسی قدیم صفت کیساتھ بناتے۔ صفت علم ہے، قدرت ہے، ارادہ ہے اور مشیت ہے۔ تو اپنی کسی صفت کیساتھ تماشا کرتے۔ زمین آسمان تو حادث ہیں حادث اور فنا ہونے والی چیز کیساتھ تماشا کرنے کی کیا ضرورت ہے اِنْ كُنَّا فٰعِلِيْنَ اگر ہم کرنے والے ہوتے۔ تماشا کرنا ہوتا یہ زمین آسمان جو تمہارے لیے پیدا کیے ہیں۔ تو یہاں کچھ نصاب ہے تمہارے ذمہ کچھ پروگرام ہے یہ اس کی تفصیل ہے۔ فرمایا بَلْ نَقْذِفُ بِالْحَقِّ عَلَى الْبَاطِلِ بلکہ ہم پھینکتے ہیں حق کا گولہ باطل پر فَيَدْمَغُهٗ پس وہ اس کے دماغ کو پھاڑ دیتا ہے وہ اس کا بھیجا نکال دیتا ہے فَاِذَا هُوَ زَاهِقٌ پس اچانک وہ

باطل جانے والا ہوتا ہے۔ پہلے باطل نے قدم خوب جما لیے ہوتے ہیں لیکن حق کا گولہ جب اس پر آ کر پڑتا ہے تو وہ ایسے ختم ہو جاتا ہے کہ کسی کے تصور میں بھی نہیں ہوتا۔ مدینہ طیبہ میں یہود بنو قریظہ، بنو نضیر، بنو قینقاع صدیوں سے رہ رہے تھے کسی کے تصور میں بھی نہیں تھا کہ وہ یہاں سے جائیں گے مگر جب وہ شرارتوں سے باز نہ آئے تو ان پر حق کا گولہ پڑا۔ پہلے خیبر کی طرف جلاوطن ہوئے پھر حضرت عمرؓ کے زمانے میں خیبر سے ازرحاء اور تیما کے علاقے کی طرف جلاوطن کیے گئے۔ یہی حال مشرکین مکہ کا ہے۔ کیا مشرکوں کے تصور میں بھی یہ بات آ سکتی تھی کہ ہمارے عقیدے ختم ہو جائیں گے اور ہمارے تین سو ساٹھ معبود ختم ہو جائیں گے۔ لیکن حق کا گولہ پڑا تو اس نے ہر شے کا صفایا کر دیا وَلَكُمُ الْوَيْلُ مِمَّا تَصِفُوْنَ اے کافرو! مشرکو! تمہارے لیے خرابی ہے ان چیزوں کی وجہ سے جو تم بیان کرتے ہو۔ رب کا شریک بناتے ہو، رب تعالیٰ کا بیٹا بناتے ہو۔ کوئی رب تعالیٰ کی بیٹیاں بناتا ہے کوئی کسی چیز کو شریک کرتا ہے کوئی کسی چیز کو شریک کرتا ہے حالانکہ وہ وحدہٗ لاشریک ہے اس کا کوئی شریک نہیں ہے۔

❁❁❁

وَلَهٗ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِؕ وَمَنْ عِنْدَهٗ لَا یَسْتَكْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِهٖ وَلَا یَسْتَحْسِرُوْنَۚ﴿۱۹﴾ یُسَبِّحُوْنَ الَّیْلَ وَالنَّهَارَ لَا یَفْتُرُوْنَ﴿۲۰﴾ اَمِ اتَّخَذُوْۤا اٰلِهَةً مِّنَ الْاَرْضِ هُمْ یُنْشِرُوْنَ﴿۲۱﴾ لَوْ كَانَ فِیْهِمَاۤ اٰلِهَةٌ اِلَّا اللّٰهُ لَفَسَدَتَاۚ فَسُبْحٰنَ اللّٰهِ رَبِّ الْعَرْشِ عَمَّا یَصِفُوْنَ﴿۲۲﴾ لَا یُسْــٴَـلُ عَمَّا یَفْعَلُ وَهُمْ یُسْــٴَـلُوْنَ﴿۲۳﴾ اَمِ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖۤ اٰلِهَةًؕ قُلْ هَاتُوْا بُرْهَانَكُمْۚ هٰذَا ذِكْرُ مَنْ مَّعِیَ وَذِكْرُ مَنْ قَبْلِیْؕ بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا یَعْلَمُوْنَۙ الْحَقَّ فَهُمْ مُّعْرِضُوْنَ﴿۲۴﴾ وَمَاۤ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا نُوْحِیْۤ اِلَیْهِ اَنَّهٗ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّاۤ اَنَا فَاعْبُدُوْنِ﴿۲۵﴾ وَقَالُوا اتَّخَذَ الرَّحْمٰنُ وَلَدًا سُبْحٰنَهٗؕ بَلْ عِبَادٌ مُّكْرَمُوْنَۙ﴿۲۶﴾ لَا یَسْبِقُوْنَهٗ بِالْقَوْلِ وَهُمْ بِاَمْرِهٖ یَعْمَلُوْنَ﴿۲۷﴾ یَعْلَمُ مَا بَیْنَ اَیْدِیْهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ وَلَا یَشْفَعُوْنَۙ اِلَّا لِمَنِ ارْتَضٰى وَهُمْ مِّنْ خَشْیَتِهٖ مُشْفِقُوْنَ﴿۲۸﴾ وَمَنْ یَّقُلْ مِنْهُمْ اِنِّیْۤ اِلٰهٌ مِّنْ دُوْنِهٖ فَذٰلِكَ نَجْزِیْهِ جَهَنَّمَؕ كَذٰلِكَ نَجْزِی الظّٰلِمِیْنَ﴿۲۹﴾

وَلَهٗ اور اسی کے لیے مَنْ وہ مخلوق فِی السَّمٰوٰتِ جو آسمانوں میں ہے وَالْاَرْضِ اور جو زمین میں ہے وَمَنْ عِنْدَهٗ اور جو اس کے پاس ہے لَا یَسْتَكْبِرُوْنَ وہ تکبر نہیں کرتے عَنْ عِبَادَتِهٖ اس کی عبادت سے

وَلَا یَسْتَحْسِرُوْنَ اورنہ وہ تھکتے ہیں یُسَبِّحُوْنَ الَّیْلَ پاکیزگی بیان کرتے ہیں رات کو وَالنَّهَارَ اوردن کو لَا یَفْتُرُوْنَ وہ سستی نہیں کرتے اَمِ اتَّخَذُوْآ اٰلِهَةً کیاانہوں نے بنالیے ہیں معبود مِّنَ الْاَرْضِ زمین سے هُمْ یُنْشِرُوْنَ وہ ان کواٹھائیں گے لَوْ كَانَ فِیْهِمَآ اگرہوتے آسمان اورزمین میں اٰلِهَةٌ معبود اِلَّا اللّٰهُ اللہ تعالیٰ کے سوا لَفَسَدَتَا البتہ آسمان اورزمین کانظام درہم برہم ہوجاتا فَسُبْحٰنَ اللّٰهِ پس اللہ تعالیٰ کی ذات پاک ہے رَبِّ الْعَرْشِ جوعرش کارب ہے عَمَّا یَصِفُوْنَ ان چیزوں سے جو یہ بیان کرتے ہیں لَا یُسْئَلُ اس سے سوال نہیں کیاجاسکتا عَمَّا یَفْعَلُ اس چیز کے متعلق جووہ کرتا ہے وَهُمْ یُسْئَلُوْنَ اوران سے سوال کیاجائے گا اَمِ اتَّخَذُوْآ کیاانہوں نے بنالیے ہیں مِنْ دُوْنِهٖٓ اللہ تعالیٰ کے سوا اٰلِهَةً معبود قُلْ آپ کہہ دیں هَاتُوْا لاؤ بُرْهَانَكُمْ اپنی دلیل هٰذَا یہ قرآن ذِكْرُ مَنْ مَّعِیَ دلیل ہےان کی جومیرے ساتھ ہیں وَ ذِكْرُ مَنْ قَبْلِیْ اوردلیل ہےان کی جومیرے سے پہلے گزرے ہیں بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا یَعْلَمُوْنَ بلکہ ان کے اکثرنہیں جانتے الْحَقَّ حق کو فَهُمْ مُّعْرِضُوْنَ پس وہ اعراض کرنے والے ہیں وَمَآ اَرْسَلْنَا اورنہیں بھیجاہم نے مِنْ قَبْلِكَ آپ سے پہلے مِنْ رَّسُوْلٍ کوئی رسول اِلَّا نُوْحِیْٓ اِلَیْهِ مگرہم نے وحی بھیجی اس کی طرف اَنَّهٗ بیشک شان یہ ہے لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنَا نہیں کوئی معبود مگرمیں فَاعْبُدُوْنِ پس تم میری عبادت کرو وَقَالُوا اورکہاانہوں نے اتَّخَذَ

الرَّحۡمٰنُ وَلَدًا ٹھہرالی ہے رحمٰن نے اولاد سُبۡحٰنَهٗ اس کی ذات پاک ہے بَلۡ عِبَادٌ مُّكۡرَمُوۡنَ بلکہ بندے ہیں باعزت لَا يَسۡبِقُوۡنَهٗ نہیں سبقت کرتے اس سے بِالۡقَوۡلِ گفتگو میں وَهُمۡ بِاَمۡرِهٖ يَعۡمَلُوۡنَ اور وہ اس کے حکم کے مطابق عمل کرتے ہیں يَعۡلَمُ مَا بَيۡنَ اَيۡدِيۡهِمۡ جانتا ہے جو کچھ ان کے آگے ہے وَمَا خَلۡفَهُمۡ اور جو ان کے پیچھے ہے وَلَا يَشۡفَعُوۡنَ اور وہ سفارش نہیں کرتے اِلَّا لِمَنِ ارۡتَضٰى مگر اس کے لیے جس سے رب راضی ہے وَهُمۡ مِّنۡ خَشۡيَتِهٖ مُشۡفِقُوۡنَ اور وہ اللہ تعالیٰ کے خوف سے ڈرنے والے ہیں وَمَنۡ يَّقُلۡ مِنۡهُمۡ اور جو کہے ان میں سے اِنِّىۡۤ اِلٰـهٌ بیشک میں معبود ہوں مِّنۡ دُوۡنِهٖ اللہ تعالیٰ سے نیچے فَذٰلِكَ نَجۡزِيۡهِ جَهَنَّمَ پس ایسے شخص کو ہم بدلہ دیں گے جہنم ؕ كَذٰلِكَ نَجۡزِى الظّٰلِمِيۡنَ اسی طرح ہم بدلہ دیتے ہیں ظالموں کو۔

دنیا میں اکثریت مشرکوں کی ہے :

دنیا میں اکثریت شرک کرنے والوں کی رہی ہے، اب بھی ہے اور قیامت تک رہے گی۔ کافروں کا ایک طبقہ تو رب تعالیٰ کے وجود کا بھی قائل نہیں ہے۔ یہ کمیونسٹ وغیرہ کہتے ہیں کہ رب ہے ہی نہیں معاذ اللہ تعالیٰ۔ اور جو رب تعالیٰ کو مانتے ہیں ان میں دو طبقے ہیں۔ ایک توحید کا قائل ہے کہ رب تعالیٰ اپنی ذات وصفات میں وحدہٗ لاشریک ہے اور وہ اکیلا تمام نظام کائنات کو چلا رہا ہے۔ اور دوسرا طبقہ مشرکوں کا ہے جو کہتا ہے کہ رب تعالیٰ نے نبیوں ولیوں کو اختیارات دیئے ہیں وہ یہ کر سکتے ہیں وہ کر سکتے ہیں، فلاں نے یہ کیا فلاں نے یہ کیا۔ یوں سمجھو کہ انہوں نے رب تعالیٰ سے نیچے چھوٹے چھوٹے رب بنائے

ہوئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کی تردید فرماتے ہیں۔

ارشاد ربانی ہے وَلَـهٗ اور اسی رب تعالیٰ کے لیے ہے مَنْ وہ مخلوق فِی السَّمٰوٰتِ جو آسمانوں میں ہے وَالْاَرْضِ اور جو زمین میں ہے۔ آسمانوں کی مخلوق فرشتے بھی اسی کے پیدا کیے ہوئے ہیں اور ان پر رب تعالیٰ کا تصرف ہی چلتا ہے۔ زمین میں جو مخلوق ہے یہ بھی اسی کی پیدا کی ہوئی ہے اور اس پر بھی اسی کا تصرف چلتا ہے وَمَنْ عِنْدَهٗ اور وہ فرشتے جو رب تعالیٰ کے پاس ہیں، رب تعالیٰ کے عرش کے پاس ہیں، حاملین عرش لَا يَسْتَكْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِهٖ وہ تکبر نہیں کرتے رب تعالیٰ کی عبادت سے وَلَا يَسْتَحْسِرُوْنَ اور نہ وہ تھکتے ہیں۔ انسان مشقت والا کام کرنے سے تھک جاتا ہے کیونکہ یہ مٹی، پانی، آگ اور ہوا سے مرکب ہے۔ بدن میں تھکاوٹ ہو جاتی ہے۔ فرشتے نوری مخلوق ہے ان کو قطعاً کسی قسم کی تھکاوٹ نہیں ہوتی يُسَبِّحُوْنَ الَّيْلَ وَالنَّهَارَ پاکیزگی بیان کرتے ہیں رات کو اور دن کو۔ فرشتوں کی تسبیح ہے سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ۔ مستدرک میں حدیث ہے کہ اس تسبیح کی برکت سے اللہ تعالیٰ رزق کا دروازہ کشادہ فرماتے ہیں۔ آپ ﷺ کا یہ فرمان بالکل حق ہے کہ اس تسبیح سے اللہ تعالیٰ مخلوق پر رزق کا دروازہ کھول دیتے ہیں۔ لیکن یہ اس کی مرضی ہے کہ جلدی کھول دے یا دیر سے۔ لیکن ہم لوگ بڑے جلد باز ہیں ہم دو چار دن ورد وظیفہ کرتے ہیں رزق نہیں بڑھتا تو کہتے ہیں کہ رزق بڑھا کیوں نہیں؟ بھئی! یہ چیز تو رب تعالیٰ جانتے ہیں کہ تم نے اس کی مرضی کے مطابق پڑھا بھی ہے یا نہیں؟ پھر تمہارے پڑھنے کو اس نے قبول بھی کیا ہے یا نہیں۔ تو ہمیں کمزوریوں کو سامنے رکھنا چاہیے۔

عبادت کو غرض کے ساتھ معلق نہیں کرنا چاہیے :

اور اولاً تو یہ بات ملحوظ رکھنی چاہیے کہ عبادت کو کسی شے کیساتھ معلق نہیں کرنا چاہیے۔ رب تعالیٰ دے یا نہ دے ہمیں اس کا ذکر اور عبادت ضرور کرنی چاہیے۔ اسی لیے شریعت نے نذر اور منت کو پسند نہیں کیا۔ نذر منت یہ کہ آدمی کہے اے پروردگار! میرا فلاں کام ہو گیا تو میں اتنے نفل پڑھوں گا یا تیرے راستے میں دیگ دونگا یا بکرا چھترا دونگا۔ شریعت اس کو پسند نہیں کرتی کہ عبادت کو غرض کیساتھ معلق کیا جائے۔ رب تعالیٰ کی عبادت بغیر کسی غرض اور مطلب کے کرنی چاہیے۔ جو آدمی یہ کہتا ہے کہ اے پروردگار! مجھے شفا دے دے تو میں یہ کرونگا وہ کرونگا یہ تو رب تعالیٰ کیساتھ سودا بازی ہوئی۔ بھئی! ہم تو اللہ تعالیٰ کے بندے ہیں وہ کرے یا نہ کرے ہمیں تو اس کی عبادت کرنا ہے۔ لیکن اگر کسی کی منت پوری ہوگی اس کا کام ہو گیا تو اب اس کا ادا کرنا واجب ہے۔ تو فرمایا فرشتے نہ تکبر کرتے ہیں اور نہ اس کی عبادت سے تھکتے ہیں یُسَبِّحُوْنَ الَّیْلَ وَالنَّهَارَ تسبیح بیان کرتے ہیں رات کو اور دن کو لَا یَفْتُرُوْنَ وہ سستی نہیں کرتے۔ کام کے درمیان میں جو سستی ہوتی ہے اس کو فطور کہتے ہیں۔ آپ نے مزدوروں کو کام کرتے دیکھا ہوگا کہ مالک پاس ہو تو کام جلدی جلدی کرتے ہیں چلا جائے تو سست ہو جاتے ہیں واپس آجائے تو جلدی جلدی ہاتھ پاؤں مارتے ہیں کہ اس کو پتا چلے کہ ہم صحیح کام کر رہے ہیں ڈیوٹی دے رہے ہیں لیکن فرشتے ایسا نہیں کرتے وہ عبادت کے درمیان سستی نہیں کرتے کیونکہ فرشتے خیانت اور بدیانتی سے پاک ہیں، معصوم ہیں۔

مسئلہ سمجھ لیں کہ جتنا انسان کے بس میں ہے اتنا کام ضرور کرے اگر اس میں کوتاہی کرے گا تو اس کی کمائی حلال کی نہیں ہوگی اور ایسی کمائی جب اولاد کھائے گی تو اس پر نیکی کا

کیا اثر ہوگا۔اسی طرح جو کمائی ہم نمازیں چھوڑ کر کریں گے، روزے چھوڑ کر کریں گے تو ان کمائیوں کا ہم پر کیا اثر ہوگا؟ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں اَمِ اتَّخَذُوْٓا اٰلِهَةً مِّنَ الْاَرْضِ کیا ان لوگوں نے بنا لیے ہیں معبود زمین سے۔کوئی لات کو معبود بنائے پھرتا ہے، کوئی منات کو، کوئی عزّیٰ کو، کوئی کسی کو کوئی کسی کو هُمْ يُنْشِرُوْنَ یہ معبودان کے ان کو اٹھائیں گے قبروں سے۔قبروں سے اٹھانا ان کا کام ہے؟ بالکل نہیں۔جب ان کے اختیار میں کچھ نہیں ہے وہ کر کچھ نہیں سکتے تو معبود کس وجہ سے بن گئے؟

توحید کی دلیل :

اس کے بعد رب تعالیٰ فرماتے ہیں لَوْ كَانَ فِيْهِمَآ اٰلِهَةٌ اگر ہوتے زمین آسمان میں کئی معبود اِلَّا اللّٰهُ سوائے اللہ تعالیٰ کے لَفَسَدَتَا البتہ زمین آسمان کا نظام درہم برہم ہو جاتا۔کیونکہ جب ایک سے زائد خدا ہوتے اور ان کی قوت اور طاقت بھی برابر کی ہوتی تو اولاً تو زمین آسمان بنتے ہی نہ۔کیونکہ ایک کہتا میں نے بنانے ہیں دوسرا کہتا میں نے نہیں بننے دینے اور اگر ان کی صلح ہو جاتی تو ایک کہتا میں نے بنانے ہیں دوسرا کہتا میں نے بنانے ہیں۔پھر اس پر جھگڑا ہوتا کہ ایک کہتا میں نے فلاں کو مارنا ہے دوسرا کہتا میں نے زندہ رکھنا ہے۔ایک کہتا میں نے فلاں کو مالدار بنانا ہے خزانہ دینا ہے دوسرا کہتا میں نے اس کو بھوکا رکھنا ہے۔ایک کہتا میں نے بارش برسانی ہے دوسرا کہتا میں نے ایک بوند بھی نہیں گرنے دینی تو نظام کس طرح چل سکتا تھا۔دونوں الٰہوں کی آپس میں ٹکر ہوتی ، کشتی ہوتی یہ سارا نظام درہم برہم ہو جاتا۔ہمارے ملک میں دو پارٹیاں برسر اقتدار آئیں ایک دوسرے کو تسلیم نہیں کیا ملک دو ٹکڑے ہو گیا۔اور اب بھی کم بخت سیاسی پارٹیاں جو تماشا کر رہی ہیں اس کا نتیجہ بھی سامنے آجائے گا۔ہم چھوٹے چھوٹے ہوتے تھے کچھ بچوں نے

باڈی کھیلنے کے لئے لکیریں لگائی ہوتی تھیں۔ دوسرے آتے کہتے ہم نے بھی کھیلنا ہے۔ پہلے کہتے ہم نے تمہیں نہیں کھیلنے دینا تو وہ پاؤں مار کر لکیریں ختم کر دیتے تھے۔ تو برابر کے ایک دوسرے کو کھیلنے نہیں دیتے، ایک پاور اور طاقت کے خدا کیسے نظام چلنے دیں گے۔ تو فرمایا اگر ہوتے زمین آسمان میں کئی الٰہ تو یہ نظام درہم برہم ہو جاتا فَسُبۡحٰنَ اللّٰهِ پس پاک ہے اللہ تعالیٰ کی ذات تمام عیوب سے، اولاد سے، شریکوں سے رَبِّ الۡعَرۡشِ عرش کا مالک ہے، پاک ہے عَمَّا يَصِفُوۡنَ ان چیزوں سے جو یہ بیان کرتے ہیں۔ رب تعالیٰ کے ساتھ اوروں کو برابر کرتے ہیں رب تعالیٰ کے شریک بناتے ہیں۔ فرمایا لَا يُسۡئَلُ اللہ تعالیٰ سے سوال نہیں کیا جا سکتا عَمَّا يَفۡعَلُ اس چیز کے بارے میں جو رب کرتا ہے وَ هُمۡ يُسۡئَلُوۡنَ اور ان سے سوال کیا جائے گا۔ مخلوق سے سوال ہوگا اللہ تعالیٰ کی مخلوق میں حضرت محمد رسول اللہ ﷺ سے بڑا کوئی نہیں ہے مگر آپ ﷺ سے بھی اللہ تعالیٰ نے پوچھا۔ وہ اس طرح کہ آنحضرت ﷺ نے اپنے خانگی حالات درست کرنے کے لیے صرف اپنی ذات کے لیے شہد حرام کیا تھا امت کے لیے نہیں، صحابہ کرام ﷺ کے لیے نہیں، گھر کے افراد کے لیے نہیں، صرف اپنی ذات کے لیے، اللہ تعالیٰ نے سورہ تحریم نازل فرمائی يٰۤاَيُّهَا النَّبِيُّ لِمَ تُحَرِّمُ مَاۤ اَحَلَّ اللّٰهُ لَكَ تَبۡتَغِيۡ مَرۡضَاتَ اَزۡوَاجِكَ ”اے نبی کریم ﷺ! آپ کیوں حرام قرار دیتے ہیں اس چیز کو جو اللہ تعالیٰ نے آپ کے لیے حلال ٹھہرائی ہے کیا آپ چاہتے ہیں خوشنودی اپنی بیویوں کی۔“ تو رب پوچھنے والا ہے۔

غزوہ تبوک :

ہجرت کے نویں سال غزوہ تبوک کے لیے ایک مہینے کا لمبا سفر تھا گرمی کا موسم تھا فصلیں پکی ہوئی تھیں رومیوں کی آزمودہ اور تجربہ کار فوج کے ساتھ مقابلہ تھا اس میں چند

گنے چنے منافقوں کے علاوہ کوئی منافق شریک نہیں ہوا۔مختلف بہانے کر کے آپ ﷺ سے اجازت لے لی۔مثلاً کسی نے کہا حضرت ! میری ماں بالکل قریب المرگ ہے اور گھر دفنانے والا بھی کوئی نہیں ہے کسی نے کہا حضرت! میرا مزدور بھاگ گیا ہے میرے جانوروں کو، اونٹوں کو، بکریوں کو چرانے والا پانی پلانے والا کوئی نہیں ہے، فصل بالکل تیار ہے کوئی کاٹنے والا نہیں ہے، ضائع ہو جائے گی، عجیب قسم کے بہانے کئے۔آپ ﷺ نے ان کو اجازت دے دی۔اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو اس پر تنبیہ فرمائی۔سورہ توبہ آیت نمبر ۴۳ میں ہے عَفَا اللّٰهُ عَنكَ ''اللہ تعالیٰ نے یہ آپ کی لغزش معاف کر دی لِمَ اَذِنْتَ لَهُمْ آپ نے ان کو کیوں اجازت دی۔'' انہوں نے جانا تو تھا نہیں اگر آپ اجازت نہ دیتے تو ان کا جھوٹ سچ ظاہر ہو جاتا اب وہ اجازت لے کر بیٹھ گئے۔تو رب پوچھنے والا ہے ایسی بہت سی مثالیں ہیں کہ رب تعالیٰ نے پوچھا ہے مگر اللہ تعالیٰ کو کوئی پوچھنے والا نہیں ہے اَمِ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖ اٰلِهَةً کیا انہوں نے بنا لیے ہیں اللہ تعالیٰ کے سوا معبود قُلْ هَاتُوْا بُرْهَانَكُمْ آپ کہہ دیں لاؤ اپنی دلیل اپنے معبودوں کے معبود ہونے پر، دلیل کے بغیر دعوے کی کوئی حیثیت نہیں ہے اور میری دلیل سننا چاہتے ہو تو سنو! هٰذَا ذِكْرُ مَنْ مَّعِيَ یہ قرآن پاک دلیل ہے ان کی جو میرے ساتھ ہیں ابو بکر، عمر، عثمان، علی رضی اللہ عنہم وَ ذِكْرُ مَنْ قَبْلِيْ اور ان کی دلیل ہے جو پیغمبر مجھ سے پہلے گزرے ہیں۔ان کی دلیل ابھی پچھلی آیات میں بیان ہوئی ہے لَوْ كَانَ فِيْهِمَا اٰلِهَةٌ اِلَّا اللّٰهُ لَفَسَدَتَا تم اپنی دلیل بیان کرو جس سے ثابت ہو کہ اللہ تعالیٰ کی ذات کے علاوہ کوئی اور بھی معبود ہے۔دلیل نہیں پیش کر سکتے بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ الْحَقَّ بلکہ ان کی اکثریت حق کو نہیں جانتی فَهُمْ مُّعْرِضُوْنَ پس وہ اعراض کرنے والے ہیں۔سمجھدار لوگ دنیا میں بہت کم ہیں۔بخاری

شریف میں حدیث پاک ہے آنحضرت ﷺ نے فرمایا ایسی اونٹنی یا اونٹ جو سفر میں پورا ساتھ دے سو میں سے ایک ہوگا۔ اسی طرح فرمایا لوگوں میں سو میں سے ایک صاحب بصیرت اور سمجھدار ہوگا۔ سچ فرمایا ہے۔ کسی میں کوئی خامی، کسی میں کوئی خامی، کسی میں کوئی خامی، کسی میں کوئی کمی، صحیح معنٰی میں انسان سو میں سے ایک ہی ہوتا ہے اکثر سطحی قسم کے لوگ ہوتے ہیں حق کو نہیں سمجھتے۔

تمام پیغمبروں کا مشن توحید ہے :

فرمایا وَمَآ اَرۡسَلۡنَا مِنۡ قَبۡلِکَ مِنۡ رَّسُوۡلٍ اور نہیں بھیجا ہم نے آپ سے پہلے کوئی رسول اِلَّا نُوۡحِیۡۤ اِلَیۡهِ مگر ہم نے وحی بھیجی اس کی طرف اَنَّهٗ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّاۤ اَنَا بیشک شان یہ ہے نہیں ہے کوئی معبود مگر میں فَاعۡبُدُوۡنِ پس میری ہی عبادت کرو۔ جتنے بھی پیغمبر تشریف لائے ان کا سبق یہیں سے شروع ہوا یٰقَوۡمِ اعۡبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمۡ مِّنۡ اِلٰهٍ غَيۡرُهٗ [سورہ ہود] ’’اے میری قوم عبادت کرو اللہ تعالیٰ کی نہیں ہے تمہارے لیے اس کے سوا کوئی معبود۔ یہ تمام پیغمبروں کا متفقہ عقیدہ ہے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ پیغمبروں کی مثال ایسی ہے جیسے ایک آدمی کی اولاد ہو مختلف عورتوں سے، تو ان کی مائیں الگ الگ ہونگی اور باپ ایک ہی ہوگا۔ فرمایا سب پیغمبروں کا دین ایک ہے توحید، رسالت، قیامت وَاُمَّهَاتُهَا شَتّٰی اور مائیں علیحدہ علیحدہ ہیں یعنی شریعتیں الگ الگ ہیں۔ ہمارے لیے پانچ نمازیں ہیں بنی اسرائیل کے لیے دو تھیں۔ ہماری شریعت میں زکوٰۃ چالیسواں حصہ ہے، ان کی شریعت میں زکوٰۃ چوتھا حصہ تھا۔ ہماری شریعت میں تیمم کی اجازت ہے ان کی شریعت میں تیمم کی اجازت نہیں تھی ہمارے لیے مال غنیمت حلال ہے ان کے لیے کھانا حرام تھا۔ لیکن اصول سب کے ایک ہے کہ رب تعالیٰ کے سوا الٰہ کوئی نہیں ہے، رسالت حق

ہے، قیامت حق ہے۔ وَقَالُوا اور کہا ان احمقوں نے اتَّخَذَ الرَّحْمٰنُ وَلَدًا ٹھہرالی ہے رحمٰن نے اولاد۔ یہ ان لوگوں کا رد ہے جو فرشتوں کو رب تعالیٰ کی بیٹیاں بناتے ہیں سُبْحٰنَهٗ رب تعالیٰ کی ذات پاک ہے نہ اس کے بیٹے ہیں اور نہ بیٹیاں ہیں بَلْ عِبَادٌ مُّكْرَمُوْنَ بلکہ بندے ہیں باعزت۔ فرشتے رب تعالیٰ کے باعزت بندے ہیں لَا يَسْبِقُوْنَهٗ بِالْقَوْلِ نہیں سبقت کرتے اس سے گفتگو میں، بڑے باادب ہیں رب تعالیٰ اجازت دیتے ہیں تو بولتے ہیں وَهُمْ بِاَمْرِهٖ يَعْمَلُوْنَ اور وہ رب کے حکم کے مطابق عمل کرتے ہیں يَعْلَمُ مَا بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ رب تعالیٰ جانتا ہے جو ان کے آگے ہے وَمَا خَلْفَهُمْ اور جو ان کے پیچھے ہے وَلَا يَشْفَعُوْنَ اور وہ فرشتے سفارش نہیں کرتے اِلَّا لِمَنِ ارْتَضٰى مگر اس کے لیے جس سے رب راضی ہے وَهُمْ مِّنْ خَشْيَتِهٖ مُشْفِقُوْنَ اور وہ اللہ تعالیٰ کے خوف سے ڈرنے والے ہیں۔ فرشتے اب بھی مومنوں کے لیے رب کے حضور سفارش کرتے رہتے ہیں۔ سورۃ المومن آیت نمبر ۷ میں ہے "وہ جو اٹھا رہے ہیں عرش کو اور جو اس کے اردگرد ہیں وہ تسبیح بیان کرتے ہیں، اپنے رب کی حمد کرتے ہیں اور ایمان رکھتے ہیں اس پر وَيَسْتَغْفِرُوْنَ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اور بخشش طلب کرتے ہیں ان کے لیے جو ایمان لائے اور کہتے ہیں رَبَّنَا وَسِعْتَ كُلَّ شَيْءٍ رَّحْمَةً اے ہمارے پروردگار! وسیع ہے ہر چیز پر تیری رحمت وَعِلْمًا اور علم۔ آپ وسیع ہیں ہر شے کو رحمت کے لحاظ سے اور علم کے لحاظ سے۔ اے پروردگار! فَاغْفِرْ لِلَّذِيْنَ تَابُوْا پس بخش دے ان لوگوں کو جنھوں نے توبہ کی اور تیرے راستے پر چلے وَقِهِمْ عَذَابَ الْجَحِيْمِ اور ان کو بچا آگ کے عذاب سے رَبَّنَا وَاَدْخِلْهُمْ جَنّٰتِ عَدْنِ اے ہمارے پروردگار! اور داخل کر ان کو ہمیشگی کے باغوں میں الَّتِيْ وَعَدْتَّهُمْ وہ جو آپ نے ان کے ساتھ وعدہ کیا ہے

وَمَنْ صَلَحَ مِنْ اٰبَآئِهِمْ اوران کوبھی جونیک ہوں ان کے آباءاجداد میں سے وَاَزْوَاجِهِمْ وَذُرِّیّٰتِهِمْ اوران کی بیویوں اوراولاد میں سے اِنَّکَ اَنْتَ الْعَزِیْزُ الْحَکِیْمُ بیشک آپ غالب حکمت والے ہیں وَقِهِمُ السَّیِّاٰتِ اور بچاان کو برائیوں سے وَمَنْ تَقِ السَّیِّاٰتِ یَوْمَئِذٍ اورجس کوآپ بچائیں برائیوں سے اس دن فَقَدْ رَحِمْتَهٗ پس بیشک تونے اس پرمہربانی فرمائی وَذٰلِکَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِیْمُ اور یہ ہے وہ بڑی کامیابی۔تواللہ تعالیٰ کے معصوم فرشتے ان الفاظ کے ساتھ سفارشیں اوردعائیں کرتے ہیں۔اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں وَمَنْ یَّقُلْ مِنْهُمْ اورجو کہے ان فرشتوں میں سے بالفرض اِنِّیْٓ اِلٰهٌ مِّنْ دُوْنِهٖ بیشک میں معبود ہوں اللہ تعالیٰ سے نیچے نیچے فَذٰلِکَ نَجْزِیْهِ جَهَنَّمَ پس ایسے شخص کوہم بدلہ دیں گے دوزخ،اس کودوزخ میں ڈالیں گے۔یہ جملہ شرطیہ فرضیہ ہے۔اگر بالفرض کوئی کہے ان میں سے کہ میں الٰہ ہوں تو وہ بھی دوزخ میں پھینکا جائے گا ہماری سزااورگرفت سے نہیں بچ سکے گا کَذٰلِکَ نَجْزِی الظّٰلِمِیْنَ اسی طرح ہم بدلہ دیتے ہیں ظالموں کو۔اللہ تعالیٰ سمجھ عطافرمائے اورشرک سے بچائے۔

۞۞۞

اَوَ لَمْ یَرَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْۤا اَنَّ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ كَانَتَا رَتْقًا فَفَتَقْنٰهُمَاؕ وَ جَعَلْنَا مِنَ الْمَآءِ كُلَّ شَیْءٍ حَیٍّؕ اَفَلَا یُؤْمِنُوْنَ۝۳۰ وَ جَعَلْنَا فِی الْاَرْضِ رَوَاسِیَ اَنْ تَمِیْدَ بِهِمْ وَ جَعَلْنَا فِیْهَا فِجَاجًا سُبُلًا لَّعَلَّهُمْ یَهْتَدُوْنَ۝۳۱ وَ جَعَلْنَا السَّمَآءَ سَقْفًا مَّحْفُوْظًا ۚۖ وَّ هُمْ عَنْ اٰیٰتِهَا مُعْرِضُوْنَ۝۳۲ وَ هُوَ الَّذِیْ خَلَقَ الَّیْلَ وَ النَّهَارَ وَ الشَّمْسَ وَ الْقَمَرَؕ كُلٌّ فِیْ فَلَكٍ یَّسْبَحُوْنَ۝۳۳ وَ مَا جَعَلْنَا لِبَشَرٍ مِّنْ قَبْلِكَ الْخُلْدَؕ اَفَاۡىٕنْ مِّتَّ فَهُمُ الْخٰلِدُوْنَ۝۳۴ كُلُّ نَفْسٍ ذَآىٕقَةُ الْمَوْتِؕ وَ نَبْلُوْكُمْ بِالشَّرِّ وَ الْخَیْرِ فِتْنَةًؕ وَ اِلَیْنَا تُرْجَعُوْنَ۝۳۵ وَ اِذَا رَاٰكَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْۤا اِنْ یَّتَّخِذُوْنَكَ اِلَّا هُزُوًاؕ اَهٰذَا الَّذِیْ یَذْكُرُ اٰلِهَتَكُمْۚ وَ هُمْ بِذِكْرِ الرَّحْمٰنِ هُمْ كٰفِرُوْنَ۝۳۶

اَوَلَمْ یَرَ الَّذِیْنَ اور کیا نہیں دیکھا ان لوگوں نے كَفَرُوْۤا جو کافر ہیں اَنَّ السَّمٰوٰتِ بیشک آسمان وَالْاَرْضَ اور زمین كَانَتَا رَتْقًا تھے دونوں بند فَفَتَقْنٰهُمَا پس ہم نے کھول دیا ان کو وَجَعَلْنَا اور کی ہم نے مِنَ الْمَآءِ پانی سے كُلَّ شَیْءٍ حَیٍّ ہر چیز زندہ اَفَلَا یُؤْمِنُوْنَ کیا پس وہ ایمان نہیں لاتے وَجَعَلْنَا فِی الْاَرْضِ اور بنائے ہم نے زمین میں رَوَاسِیَ مضبوط پہاڑ اَنْ تَمِیْدَ بِهِمْ تاکہ ان کو لے کر جھک نہ پڑے وَجَعَلْنَا فِیْهَا اور بنائے ہم نے

زمین میں فِجَاجًا کشادہ سُبُلًا راستے لَّعَلَّهُمْ يَهْتَدُوْنَ تا کہ وہ راہنمائی حاصل کریں وَجَعَلْنَا السَّمَآءَ اور بنایا ہم نے آسمان کو سَقْفًا چھت مَّحْفُوْظًا محفوظ وَّهُمْ عَنْ اٰيٰتِهَا اور وہ ان کی نشانیوں سے مُعْرِضُوْنَ اعراض کرتے ہیں وَهُوَ الَّذِیْ اور وہی ذات ہے خَلَقَ الَّيْلَ جس نے پیدا کیا رات کو وَالنَّهَارَ اور دن کو وَالشَّمْسَ اور سورج کو وَالْقَمَرَ اور چاند کو كُلٌّ ہر ایک فِیْ فَلَكٍ اپنے دائرے میں يَّسْبَحُوْنَ تیرتے ہیں وَمَا جَعَلْنَا لِبَشَرٍ اور نہیں بنایا ہم نے کسی بشر کے لیے مِّنْ قَبْلِكَ آپ سے پہلے الْخُلْدَ ہمیشہ زندہ رہنا اَفَائِنْ مِّتَّ کیا پس اگر آپ فوت ہو جائیں فَهُمُ الْخٰلِدُوْنَ پس یہ ہمیشہ زندہ رہنے والے ہیں كُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ الْمَوْتِ ہر نفس نے موت کو چکھنا ہے وَنَبْلُوْكُمْ بِالشَّرِّ اور ہم تمہارا امتحان لیں گے تکلیف کیساتھ وَالْخَيْرِ اور راحت پہنچا کر فِتْنَةً آزمائش کے لیے وَاِلَيْنَا تُرْجَعُوْنَ اور ہماری طرف ہی تم لوٹائے جاؤ گے وَاِذَا رَاٰكَ الَّذِيْنَ اور جب دیکھتے ہیں آپ کو وہ لوگ كَفَرُوْآ جو کافر ہیں اِنْ يَّتَّخِذُوْنَكَ نہیں بناتے وہ آپ کو اِلَّا هُزُوًا مگر ٹھٹھا (اور کہتے ہیں) اَهٰذَا الَّذِیْ کیا یہ وہ شخص ہے يَذْكُرُ اٰلِهَتَكُمْ جو ذکر کرتا ہے تمہارے الٰہوں کا وَهُمْ بِذِكْرِ الرَّحْمٰنِ هُمْ كٰفِرُوْنَ حالانکہ وہ رحمٰن کے ذکر کے منکر ہیں۔

اس سے پہلے رکوع میں پڑھ چکے ہو اللہ تعالیٰ نے فرمایا لَوْ كَانَ فِيْهِمَا اٰلِهَةٌ اِلَّا اللّٰهُ لَفَسَدَتَا ’’اگر اللہ تعالیٰ کی ذات کے علاوہ زمین آسمان میں اور معبود ہوتے تو زمین

آسمان کا نظام درہم برہم ہو جاتا۔'' اس کا صحیح چلنا اور قائم رہنا اس بات کی دلیل ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا اور کوئی معبود نہیں ہے۔ اب اللہ تعالیٰ اپنی قدرت کی دلیلیں پیش کرتے ہیں کہ اس کی قدرت، اس کی طاقت اور پاور کا اندازہ لگانے کے لیے ان چیزوں پر غور کرو۔ فرمایا اَوَلَمْ یَرَ الَّذِیْنَ۔ رُؤْیَة کا معنٰی عربی لغت میں دیکھنے کا بھی آتا ہے اور جاننے کا بھی آتا ہے۔ تو مفسرین کرام ''معنٰی کرتے ہیں کیا نہیں جانتے وہ لوگ کَفَرُوْا جو کافر ہیں اَنَّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ کَانَتَا رَتْقًا بیشک آسمان اور زمین تھے دونوں بند۔

مشرک بھی خالق و مالک رب تعالیٰ کو مانتے تھے :

نزول قرآن کریم کے وقت جو لوگ سرزمین عرب میں تھے ان کا عقیدہ تھا کہ زمین آسمان کا خالق مالک اللہ تعالیٰ ہے۔ چاند سورج کا پیدا کرنے والا اللہ تعالیٰ کو مانتے تھے۔ سورہ عنکبوت میں ہے وَلَئِنْ سَاَلْتَهُمْ مَّنْ نَّزَّلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَحْيَا بِهِ الْاَرْضَ مِنْ م بَعْدِ مَوْتِهَا لَيَقُوْلُنَّ اللّٰهُ ''اور اگر آپ ان سے پوچھیں کہ کس نے اتارا آسمان سے پانی پھر زندہ کیا اس کے ساتھ زمین کو اس کے مرنے یعنی خشک ہونے کے بعد تو ضرور کہیں گے اللہ تعالیٰ نے۔'' تو مشرکین عرب کا عقیدہ تھا کہ بارش برسانے والا اور اس کے ذریعے خشک اور مردہ زمین کو سرسبز کرنے والا بھی اللہ تعالیٰ ہی ہے۔ روزی دینے والا، کان آنکھ کا مالک بھی رب تعالیٰ کو مانتے تھے سب کاموں کی تدبیر کرنے والا بھی اللہ تعالیٰ کو مانتے تھے۔ زمین پر رہنے والی تمام مخلوق کا مالک صرف اللہ تعالیٰ کو مانتے تھے بلکہ سات آسمانوں اور عرش عظیم کا مالک بھی صرف اور صرف اللہ تعالیٰ ہی کو مانتے تھے۔ بڑے لطف کی بات ہے کہ ساری چیزوں کا اختیار رکھنے والا بھی محض اللہ تعالیٰ کی ذات کو مانتے تھے مگر اس کے باوجود وہ مشرک تھے کیوں؟ اس لیے کہ یہ سب کچھ ماننے کے باوجود اللہ تعالیٰ کے نیچے اور

اس سے ورے دوسری مخلوق کو الٰہ مانتے تھے اور ان کی عبادت کرتے تھے جس کی وجہ سے وہ مشرک قرار پائے۔ اور یہ عقیدہ بھی آنحضرت ﷺ کی ولادت باسعادت سے اڑھائی سو سال پہلے ان میں آیا ورنہ اس سے پہلے سب لوگ موحد تھے اور اور شرکیہ نظریہ آنے کے بعد بھی بہت سے لوگ موحد تھے۔ آنحضرت ﷺ کے زمانے میں زید بن عمرو بن نفیل حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے چچا زمانہ جاہلیت کے موحدین میں سے تھے اور شرک کی بہت تردید کرتے تھے آپ ﷺ کی بعثت سے چند دن پہلے فوت ہو گئے اگر وہ زندہ ہوتے تو کھل کر آنحضرت ﷺ کی حمایت کرتے۔ تو رب تعالیٰ فرماتے ہیں کیا نہیں جانتے اور سمجھتے کہ بیشک آسمان اور زمین بند تھے فَفَتَقْنٰهُمَا پس ہم نے ان کو کھول دیا۔

فَفَتَقْنٰهُمَا کی تفسیر :

بند ہونے کی ایک تفسیر یہ کرتے ہیں کہ آسمان اور زمین آپس میں جڑے ہوئے تھے اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت کاملہ کیساتھ آسمانوں کو اوپر اٹھالیا اور ایک دوسرے سے الگ کر دیئے۔ سات آسمان بنا دیئے اور زمین کو نیچے رکھا اور سات زمینیں بنائیں اور اپنے اپنے مرکز پر زمینوں کو چھوڑ دیا تھا اور دوسری تفسیر یہ کرتے ہیں کہ آسمان بند تھے کہ ان سے بارش نہیں ہوتی تھی اور زمین بند تھی کہ اس سے کوئی چیز پیدا نہیں ہوتی تھی اللہ تعالیٰ نے آسمان کا منہ کھول دیا کہ بارشیں شروع ہو گئیں اور زمین کا منہ کھول دیا کہ فصلیں وغیرہ پیدا ہونی شروع ہو گئیں وَجَعَلْنَا مِنَ الْمَآءِ كُلَّ شَيْءٍ حَيٍّ اور کی ہم نے پانی سے ہر چیز زندہ۔ حیوانات نباتات وغیرہ عالم اسباب میں پانی کے محتاج ہیں باقی حجریات جمادات ہیں ان کو پانی کی ضرورت نہیں ہے۔ تو ان چیزوں کو دیکھ کر حق تعالیٰ کی قدرت پر ایمان لانا چاہیے تھا اَفَلَا يُؤْمِنُوْنَ کیا پس وہ ایمان نہیں لاتے۔ اور سنیں! وَجَعَلْنَا فِي

الْاَرْضِ رَوَاسِیَ اور بنائے ہم نے زمین میں مضبوط پہاڑ۔رَوَاسِیَ وَاسِیَۃ کی جمع ہے مضبوط پہاڑ کو کہتے ہیں۔جب اللہ تعالیٰ نے زمین پیدا فرمائی تو ہلتی تھی ظاہر بات ہے کہ اگر ایسے ہی رہتی تو اس میں لوگوں کا رہنا مشکل تھا۔دیکھو! آج معمولی سا زلزلے کا جھٹکا لگتا ہے تو لوگ نہ جوتا دیکھتے ہیں نہ پگڑی کہ کہاں ہے، بھاگنے کی کوشش کرتے ہیں۔تو اگر زمین ہلتی رہتی تو اس میں مکان کس طرح بنتے، کارخانے کس طرح بنتے تو اس میں بودوباش کس طرح ہوسکتی تھی؟ اللہ تعالیٰ نے پہاڑوں کو میخ کی طرح زمین میں ٹھونک دیا۔سورہ نبا میں ہے وَالْجِبَالَ اَوْتَادًا ''اور کیا پہاڑوں کو زمین میں کیل کی طرح نہیں گاڑ دیا۔''

پہلا پہاڑ جبل ابوقبیس ہے :

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ پہلا پہاڑ جبلِ قبیس ہے جو کعبۃ اللہ کے دروازے کے سامنے ہے اس کے نیچے سعودیہ والوں نے سرنگیں نکال لیں ہیں جو منیٰ کی طرف جارہی ہیں۔اسی پہاڑ کے اوپر کھڑے ہو کر حضرت ابراہیم علیہ السلام نے حج کی صدا لگائی تھی جب اللہ تعالیٰ نے فرمایا وَاَذِّنْ فِی النَّاسِ بِالْحَجِّ یَاْتُوْکَ رِجَالًا وَّعَلٰی کُلِّ ضَامِرٍ [حج:۲۷] ''اور اعلان کرو لوگوں میں حج کا آئیں گے وہ تمہاری طرف پیدل اور پتلی دبلی اونٹنیوں پر۔'' جبل ابوقبیس پر کھڑے ہو کر حضرت ابراہیم علیہ السلام نے مشرق، مغرب، شمال، جنوب کی طرف چہرہ کر کے آواز دی اے لوگو! جن کے پاس مال ہے ان پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے حج فرض ہے لہٰذا تم حج کے لیے آؤ۔ آج جو حاجی لَبَّیْکَ اَللّٰھُمَّ لَبَّیْکَ کہتے ہوئے وہاں پہنچتے ہیں یہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی آواز کا جواب ہے۔تو فرمایا ہم نے بنائے، رکھے زمین میں مضبوط پہاڑ اَنْ

تَمِیْدَ بِهِمْ تا کہ ان کو لے کر جھک نہ پڑے۔ یہاں لا لفظوں میں نہیں ہے لیکن مقدر ہے۔ عربی قاعدے کے مطابق لِئَلَّا تَمِیْدَ بِهِمْ ہے۔ مگر یہ بات استاد کے بغیر سمجھ نہیں آ سکتی جب استاد کے بغیر ترجمہ پڑھے گا تو حیران ہوگا کہ نہیں کس لفظ کا ترجمہ ہے؟ تو بغیر استاد کے کوئی چیز سمجھ نہیں آتی۔ فرمایا وَجَعَلْنَا فِيْهَا فِجَاجًا سُبُلًا اور بنائے ہم نے زمین میں کشادہ راستے۔ کشادہ راستے کی قدر اس وقت ہوتی ہے جب آدمی تنگ راستے میں پھنس جاتا ہے۔ بسا اوقات آدمی تنگ راستے میں پھنس جاتا ہے کہ خوشی غمی میں شریک ہونے سے رہ جاتا ہے جنازے میں شریک نہیں ہو سکتا۔ تو کشادہ راستہ بھی اللہ تعالیٰ کی نعمتوں میں سے ایک نعمت ہے اور اللہ تعالیٰ نے اپنی نعمتوں میں اس کا ذکر فرمایا ہے لَعَلَّهُمْ يَهْتَدُوْنَ تا کہ وہ راہنمائی حاصل کریں اپنی منزل مقصود تک پہنچنے کے لیے وَجَعَلْنَا السَّمَآءَ سَقْفًا مَّحْفُوْظًا اور بنایا ہم نے آسمان کو محفوظ چھت بغیر کسی ستون اور دیوار کے۔

نظامِ قدرت کی پائیداری :

ہم چھوٹی سی چھت بناتے ہیں تو اس کے نیچے دیواریں اور ستون کھڑے کرتے ہیں یہ اللہ تعالیٰ کی قدرت کی بہت بڑی نشانی ہے کہ آسمان والی چھت بغیر کسی دیوار اور ستون کے محفوظ ہے۔ زلزلے آئیں یا جو کچھ بھی ہو اس پر کوئی اثر انداز نہیں ہو سکتا وَهُمْ عَنْ اٰيٰتِهَا مُعْرِضُوْنَ اور وہ ان کی نشانیوں سے اعراض کرتے ہیں۔ آسمان کتنا بلند ہے ؟ پھر اس میں چاند، سورج، ستارے ہیں ان میں کچھ ثوابت ہیں جو اپنی جگہ قائم رہتے ہیں اور کچھ سیارے ہیں جو حرکت کرتے ہیں اور اتنی تیز حرکت کہ ایک منٹ میں لاکھوں کروڑوں میل طے کرتے ہیں کوئی مشرق کی طرف جاتا ہے کوئی مغرب کی طرف، کوئی شمال

کی طرف، کوئی جنوب کی طرف اور آپس میں ٹکراتے بھی نہیں ہیں حالانکہ دنیا میں گاڑی گاڑی کیساتھ ٹکرا جاتی ہے، تانگا تانگے کے ساتھ ٹکرا جاتا ہے، جانور جانور کے ساتھ ٹکرا جاتا ہے، آدمی آدمی کے ساتھ ٹکرا جاتے ہیں لیکن آج تک کسی نے نہیں سنا ہوگا کہ ستارہ ستارے کیساتھ ٹکرا گیا ہے۔ کیوں؟ ذٰلِکَ تَقۡدِیۡرُ الۡعَزِیۡزِ الۡعَلِیۡمِ [یٰسٓ:۳۸] ''یہ اندازہ ٹھہرایا ہوا ہے زبردست علم والے کا۔'' یہ اس خالق کا نظام ہے جو سب پر حاوی ہے۔ تو فرمایا یہ اس کی نشانیوں سے اعراض کرتے ہیں۔

جب آدمی کی عقل ماری جائے تو غیر اللہ کی پوجا کرتا ہے :

وَهُوَ الَّذِیۡ خَلَقَ الَّیۡلَ اور اللہ تعالیٰ کی ذات وہی ہے جس نے پیدا کیا رات کو وَالنَّهَارَ اور دن کو وَالشَّمۡسَ اور سورج کو وَالۡقَمَرَ اور چاند کو۔ ان سب چیزوں کو اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا ہے مگر ایسے بے وقوف لوگ بھی ہیں جو چاند سورج کی پوجا کرتے ہیں، درختوں کی پوجا کرتے ہیں ان کے خالق کی پوجا نہیں کرتے جب انسان کی عقل ماری جائے تو پھر یہی کچھ ہوتا ہے۔ اگر ہوش وحواس قائم ہوں تو سوچے کہ چاند، سورج، ستارے تو انسان سے زیادہ بے بس ہیں مجبور ہیں۔ جتنے اختیارات اللہ تعالیٰ نے انسان کو دیئے ہیں وہ تو ان میں سے کسی کو حاصل نہیں ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے انسان کو اختیار دیا ہے بیٹھنے کا اٹھنے کا جب جی چاہے اٹھتا بیٹھتا ہے، اللہ تعالیٰ نے اختیار دیا ہے چلنے کا آہستہ چلے تیز چلے، آگے جائے پیچھے مڑ جائے اختیار ہے۔ دائیں بائیں مڑنے کا اختیار ہے چاند سورج کو تو ان میں سے کوئی بھی اختیار نہیں ہے کہ وہ آہستہ چلیں یا تیز چلیں یا دائیں بائیں مڑ سکیں نہ ستاروں کو یہ اختیار حاصل ہے۔ اس چھوٹے سے قد والے کو بڑے اختیارات دیئے گئے ہیں تو یہ بے وقوف اتنے اختیار والا ہو کر جھکتا ہے چاند، سورج، ستاروں کے آگے محض ان

کی چمک دمک دیکھ کر، یہ نری حماقت ہے اور مشرکوں کی حماقت کا واقعہ قرآن پاک میں ذکر کیا گیا ہے۔ چاند سورج کی پجارن ملکہ سبا کے آنے سے پہلے حضرت سلیمان علیہ السلام نے محل کے صحن میں ایسے انداز سے شیشہ لگوایا کہ وہ پانی محسوس ہوتا تھا جب وہ محل میں داخل ہونے کے لیے چلی تو ٹانگوں سے کپڑا اونچا کرلیا کہ پانی سے گزرنا ہے کہیں میری شلوار بھیگ نہ جائے سورہ نمل آیت نمبر ۴۴ میں ہے قِيلَ لَهَا ادْخُلِي الصَّرْحَ ''کہا گیا اس عورت سے داخل ہو جا محل میں فَلَمَّا رَأَتْهُ حَسِبَتْهُ لُجَّةً جب دیکھا اس کو تو گمان کیا اس کو پانی کی موج وَكَشَفَتْ عَنْ سَاقَيْهَا اور اس نے اپنی پنڈلیوں سے کپڑا اٹھایا قَالَ سلیمان علیہ السلام نے فرمایا صَرْحٌ مُّمَرَّدٌ مِّنْ قَوَارِيرَ یہ ایک محل ہے جس میں شیشے جڑے ہوئے ہیں۔'' اس سے سلیمان علیہ السلام اس کو بتانا چاہتے تھے کہ تمہاری عقل اتنی ہے کہ تم یہ بھی نہیں سمجھ سکی کہ یہ شیشہ ہے یا پانی ہے۔ پانی سمجھ کر تو نے پنڈلیاں ننگی کرلی ہیں شیشے کی چمک دمک کو تو نے پانی سمجھ لیا ہے اور سورج کی چمک کو دیکھ کر اس کو الٰہ بناتی رہی ہے۔ اس کو عقل کی خامی بتلائی۔ ایسا نہیں ہے جیسا کہ بعض لوگوں نے کہا ہے کہ سلیمان علیہ السلام نے [illegible] تھا کہ اس کی پنڈلیوں پر بال ہیں اور وہ بال دیکھنے کے لیے یہ تدبیر کی۔ حاشا وکلا ایسی کوئی بات نہیں ہے بس اس کو بتانا چاہتے تھے کہ تمہاری اتنی عقل ہے کہ تم پانی اور شیشے میں فرق نہیں کرسکی۔ فرمایا كُلٌّ فِي فَلَكٍ يَسْبَحُونَ ہر ایک اپنے دائرے میں تیرتے ہیں۔ سورج اپنے مدار میں چلتا ہے، چاند اپنے مدار میں چلتا ہے، ستارے اپنے مدار میں چلتے ہیں کیا مجال ہے کہ اپنی رفتار میں کمی بیشی کرسکیں یا دائیں بائیں ہو جائیں حاشا وکلا۔ آنحضرت ﷺ کی کھری باتیں سن کر کافر کہتے تھے کہ اللہ تعالیٰ اس سے ہماری جان چھڑا دے اس نے ہمارے خداؤں کو ذلیل وخوار کر کے رکھ دیا ہے ہمارا سکون

برباد کردیا ہے، لڑائیاں شروع کرادیں ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں وَمَا جَعَلْنَا لِبَشَرٍ مِّنْ قَبْلِكَ الْخُلْدَ اور نہیں بنایا ہم نے کسی بشر کے لیے آپ سے پہلے ہمیشہ زندہ رہنا۔ ہمیشہ کی زندگی ہم نے کسی کو نہیں دی اَفَائِنْ مِّتَّ کیا پس اگر آپ وفات پاجائیں فَهُمُ الْخٰلِدُوْنَ پس یہ ہمیشہ رہنے والے ہیں۔ کسی کے فوت ہوجانے سے خوشی تو تب ہو کہ اس نے زندہ رہنا ہو۔ موت تو سب کیلئے ہے کوئی کل گیا کوئی آج گیا کوئی کل چلا جائے گا ۔لیکن اپنی اپنی سوچ ہے ان کا خیال تھا کہ اس نے ہمیں بے آرام کیا ہوا ہے ہر وقت لا الٰہ الا اللہ، لا الٰہ الا اللہ ہی سناتا رہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود، مشکل کشا نہیں ہے یہ فوت ہوجائیگا تو ہماری جان چھوٹ جائے گی۔ رب تعالیٰ نے فرمایا کہ کیا یہ فوت ہوگیا تو تم زندہ رہو گے؟ سب نے مرنا ہے۔

قادیانیوں کا غلط استدلال :

قادیانی اس آیت کریمہ سے استدلال کرتے ہیں کہ عیسیٰ علیہ السلام وفات پاگئے ہیں کیونکہ رب تعالیٰ فرماتے ہیں اے نبی کریم ﷺ! ہم نے آپ سے پہلے کسی انسان کے لیے ہیشگی نہیں بنائی ۔تو قادیانیوں کا اس آیت سے استدلال کرنا صحیح نہیں ہے کیونکہ آیت کریمہ میں ہیشگی کی نفی ہے اور کوئی بھی مسلمان اس کا قائل نہیں ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو ہیشگی حاصل ہے اور ان پر موت نہیں آئے گی۔ بلکہ مسلمانوں کا نظریہ یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمانوں سے نازل ہونگے چالیس سال حکومت کریں گے اس کے بعد فوت ہونگے اور آنحضرت ﷺ کے روضہ مبارک میں ان کو دفن کیا جائے گا۔ تو خلد کے معنیٰ ہیشگی کے ہیں اور ہیشگی کسی کے لیے نہیں ہے۔ شیطان کو دیکھ لو ہزار ہا سال سے زندہ چلا آرہا ہے جنات کی تخلیق آدم علیہ السلام سے دو ہزار سال پہلے ہوئی ہے اور مورخین

بتاتے ہیں کہ آدم علیہ السلام کی تخلیق کو سات ہزار سال ہو چکے ہیں۔ جو لوگ لاکھوں کروڑوں کہتے ہیں یہ خرافات ہیں سات ہزار سال ہوئے ہیں اور دو ہزار سال پہلے کے، تو نو ہزار سال سے شیطان زندہ ہے لیکن وہ بھی اپنے وقت پر مرے گا۔ فرشتے جنات سے بھی پہلے کی مخلوق ہے ان پر بھی موت آئے گی حتیٰ کہ جان نکالنے والا فرشتہ بھی مرے گا بقا کسی کے لیے نہیں ہے بجز پروردگار کے وَيَبْقٰى وَجْهُ رَبِّكَ ذُو الْجَلٰلِ وَالْاِكْرَام [سورہ رحمٰن]

توفرمایا كُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ الْمَوْتِ ہر نفس نے موت کو چکھنا ہے۔ موت سے کسی کو چارہ نہیں ہے وَنَبْلُوْكُمْ بِالشَّرِّ وَالْخَيْرِ فِتْنَةً اور ہم تمہارا امتحان لیں گے تکلیف کیساتھ اور راحت پہنچا کر آزمائش کیلئے۔ کبھی انسان بیمار ہو جاتا ہے، کبھی مال کی قلت ہو جاتی ہے، کبھی اولاد کی پریشانی ہوتی ہے، کبھی راحت آرام ہوتا ہے مال اولاد کی فراوانی ہوتی ہے۔ یہ سب انسان کے لیے امتحانات ہیں۔ مومن وہ ہے جو ہر حال میں اپنا تعلق رب تعالیٰ کے ساتھ قائم رکھتا ہے اور ہر حال میں خدا کا شکر ادا کرتا ہے۔ حدیث پاک میں آتا ہے کہ جب فرشتے کسی کے بیٹے کی روح قبض کر کے لے جاتے ہیں تو رب تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میرے بندے کے بیٹے کی تم نے روح قبض کی تو اس نے کیا کہا تھا تو فرشتے کہتے ہیں پروردگار! اس نے کہا تھا اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰى كُلِّ حَالٍ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں میرے اس بندے کے لیے جنت میں ایک محل بنادو اور اس کا نام رکھو "بیت الحمد" اور اس بات پر گواہ رہو کہ اس نے اس حال میں بھی میری تعریف کی ہے وَاِلَيْنَا تُرْجَعُوْنَ اور ہماری ہی طرف تم لوٹائے جاؤ گے، آنا ہمارے پاس ہی ہے۔ فرمایا وَاِذَا رَاٰكَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اور جب دیکھتے ہیں آپ کو وہ لوگ جو کافر ہیں

اِنْ يَّتَّخِذُوْنَكَ اِلَّا هُزُوًا نہیں بناتے وہ آپ کو مگر ٹھٹھا۔ جب آپ ﷺ کسی گلی سے گزرتے تھے یا بازار جاتے تھے تو مشرک ایک دوسرے کی طرف اشارہ کر کے کہتے تھے اَهٰذَا الَّذِيْ يَذْكُرُ اٰلِهَتَكُمْ کیا یہ وہ شخص ہے جو ذکر کرتا ہے تمہارے خداؤں کا۔ یہ تمہارے اِلٰہوں کی تردید اور رد کرتا ہے۔ مذاق اڑاتے تھے وہ اپنے اِلٰہوں کو نہیں بھولتے وَهُمْ بِذِكْرِ الرَّحْمٰنِ هُمْ كٰفِرُوْنَ حالانکہ وہ رحمٰن کے ذکر کے منکر ہیں۔ رب کے ذکر سے غافل ہیں اس کے احکامات کو ٹالتے ہیں اس کا کوئی خیال نہیں ہے۔ انسان کی عادت ہے کہ اپنا عیب نظر نہیں آتا دوسروں کی طرف دھیان کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ سمجھ عطا فرمائے۔

❁ ❁ ❁

خُلِقَ الْاِنْسَانُ مِنْ عَجَلٍ ؕ سَاُورِیْكُمْ اٰیٰتِیْ فَلَا تَسْتَعْجِلُوْنِ ﴿۳۷﴾ وَ یَقُوْلُوْنَ مَتٰى هٰذَا الْوَعْدُ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ ﴿۳۸﴾ لَوْ یَعْلَمُ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا حِیْنَ لَا یَكُفُّوْنَ عَنْ وُّجُوْهِهِمُ النَّارَ وَ لَا عَنْ ظُهُوْرِهِمْ وَ لَا هُمْ یُنْصَرُوْنَ ﴿۳۹﴾ بَلْ تَاْتِیْهِمْ بَغْتَةً فَتَبْهَتُهُمْ فَلَا یَسْتَطِیْعُوْنَ رَدَّهَا وَ لَا هُمْ یُنْظَرُوْنَ ﴿۴۰﴾ وَ لَقَدِ اسْتُهْزِئَ بِرُسُلٍ مِّنْ قَبْلِكَ فَحَاقَ بِالَّذِیْنَ سَخِرُوْا مِنْهُمْ مَّا كَانُوْا بِهٖ یَسْتَهْزِءُوْنَ ﴿۴۱﴾ قُلْ مَنْ یَّكْلَؤُكُمْ بِالَّیْلِ وَ النَّهَارِ مِنَ الرَّحْمٰنِ ؕ بَلْ هُمْ عَنْ ذِكْرِ رَبِّهِمْ مُّعْرِضُوْنَ ﴿۴۲﴾ اَمْ لَهُمْ اٰلِهَةٌ تَمْنَعُهُمْ مِّنْ دُوْنِنَا ؕ لَا یَسْتَطِیْعُوْنَ نَصْرَ اَنْفُسِهِمْ وَ لَا هُمْ مِّنَّا یُصْحَبُوْنَ ﴿۴۳﴾

خُلِقَ الْاِنْسَانُ پیدا کیا گیا انسان مِنْ عَجَلٍ جلد باز سَاُورِیْكُمْ عنقریب میں دکھاؤں گا تم کو اٰیٰتِیْ اپنی نشانیاں فَلَا تَسْتَعْجِلُوْنِ پس تم جلدی نہ کرو مجھ سے وَیَقُوْلُوْنَ اور کہتے ہیں یہ لوگ مَتٰى هٰذَا الْوَعْدُ کب ہوگا یہ وعدہ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ اگر ہو تم سچے لَوْ یَعْلَمُ الَّذِیْنَ اگر جان لیں وہ لوگ كَفَرُوْا جو کافر ہیں حِیْنَ لَا یَكُفُّوْنَ جس وقت نہیں روک سکیں گے عَنْ وُّجُوْهِهِمْ اپنے چہروں سے النَّارَ آگ کو وَلَا عَنْ ظُهُوْرِهِمْ اور نہ اپنی

پشتوں سے وَلَا هُمْ يُنْصَرُوْنَ اور نہ ان کی مدد کی جائے گی بَلْ تَاْتِيْهِمْ بلکہ آئے گی ان کے پاس بَغْتَةً اچانک فَتَبْهَتُهُمْ پس ان کو حیران کر دے گی آگ فَلَا يَسْتَطِيْعُوْنَ رَدَّهَا پس وہ طاقت نہیں رکھیں گے اس کو رد کرنے کی وَلَا هُمْ يُنْظَرُوْنَ اور نہ ان کو مہلت دی جائے گی وَلَقَدِ اسْتُهْزِئَ اور البتہ تحقیق ٹھٹھا کیا گیا بِرُسُلٍ کئی رسولوں کیساتھ مِّنْ قَبْلِكَ آپ سے پہلے فَحَاقَ پس گھیر لیا بِالَّذِيْنَ ان لوگوں کو سَخِرُوْا مِنْهُمْ جنہوں نے ٹھٹھا کیا تھا ان میں سے مَّا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ اس عذاب نے جس کیساتھ وہ ٹھٹھا کرتے تھے قُلْ آپ کہہ دیں مَنْ يَّكْلَؤُكُمْ کون حفاظت کرتا ہے تمہاری بِالَّيْلِ رات کو وَالنَّهَارِ اور دن کو مِنَ الرَّحْمٰنِ رحمٰن کی گرفت سے بَلْ هُمْ عَنْ ذِكْرِ رَبِّهِمْ بلکہ وہ اپنے رب کے ذکر سے مُّعْرِضُوْنَ اعراض کرتے ہیں اَمْ لَهُمْ اٰلِهَةٌ کیا ان کے معبود ہیں تَمْنَعُهُمْ جو ان کو بچائیں گے مِّنْ دُوْنِنَا ہماری گرفت کے سامنے لَا يَسْتَطِيْعُوْنَ نَصْرَ اَنْفُسِهِمْ نہیں طاقت رکھتے وہ اپنی جانوں کی مدد کی وَلَا هُمْ مِّنَّا يُصْحَبُوْنَ اور نہ وہ ہماری گرفت سے بچائے جا سکتے ہیں۔

رسولوں کے ساتھ ٹھٹھا کرنے والوں کا انجام :

کل کے درس میں تم نے پڑھا وَاِذَا رَاٰكَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا اِنْ يَّتَّخِذُوْنَكَ اِلَّا هُزُوًا ”اے نبی کریم ﷺ! یہ کافر جب آپ کو دیکھتے ہیں تو آپ کے ساتھ مسخرہ کرتے ہیں اور کہتے ہیں کیا یہ وہ شخص ہے جو تمہارے معبودوں کی تردید کرتا ہے۔“ آگے رب تعالیٰ فرماتے ہیں ان کو سوچنا چاہیے، غور و فکر کرنی چاہیے کہ آپ سے پہلے رسولوں کیساتھ ٹھٹھا

کرنے والوں کا کیا انجام ہوا۔ یہ اس کے لیے جلد بازی نہ کریں، باقی انسان ہے جلد باز۔

جلد بازی اچھی چیز نہیں :

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں خُلِقَ الْاِنْسَانُ مِنْ عَجَلٍ پیدا کیا گیا ہے انسان جلد باز۔ انسان ہر چیز میں جلدی کا خواہشمند ہے۔ حدیث پاک میں آتا ہے اَلتُّؤُدَۃُ مِنَ الرَّحْمٰنِ وَالْعُجْلَۃُ مِنَ الشَّیْطٰنِ ''بردباری اور تحمل کیساتھ کام کرنا رب تعالیٰ کی طرف سے ایک صفت ہے اور جلد بازی یہ شیطان کی طرف سے ہوتی ہے۔'' کسی قول فعل میں جلد بازی نہیں کرنی چاہیے۔

لطیفہ :

کہتے ہیں کہ ایک آدمی کا نام تھا خدا بخش۔ یہ کسی مسجد میں گیا تو کسی نے اس سے پوچھا کہ تمہارا نام کیا ہے؟ اس نے ابھی خدا کا لفظ منہ سے نکالا تو اس نے ڈنڈا مار دیا کہ تو خدا بنا پھر رہا ہے۔ تو اس جلد باز نے بخش کہنے ہی نہیں دیا اس سے پہلے اس کا سر پھوڑ دیا۔ تو جلد بازی بہت بری چیز ہے۔ اسی لیے حدیث پاک میں آتا ہے لَا تَکَلَّمْ بِکَلَامٍ تَعْذُرُ مِنْہُ غَدًا ''ایسی بات نہ کرو کہ کل اس پر معذرت کرنا پڑے، پچھتانا پڑے۔'' پہلے سوچو پھر بولو۔ جلد بازی قول میں ہو یا فعل میں ہو مذموم ہے۔ یہ سبق کے طور پر یاد رکھنا چاہیے۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں سَاُورِیْکُمْ اٰیٰتِیْ عنقریب میں دکھاؤں گا تم کو اپنی نشانیاں فَلَا تَسْتَعْجِلُوْنِ پس تم جلدی نہ کرو مجھ سے ان کا مطالبہ۔ تم جو کہتے ہو کہ اگر آپ سچے ہیں اور ہم جھوٹے ہیں ہمارا مذہب جھوٹا ہے تو پھر ہم آپ کے رب کو کہتے ہیں فَاَمْطِرْ عَلَیْنَا حِجَارَۃً مِّنَ السَّمَآءِ اَوِ ائْتِنَا بِعَذَابٍ اَلِیْمٍ [الانفال:۳۲] ''پھر برسا دے ہم پر پتھر آسمان کی طرف سے یا لے آ ہمارے پاس کوئی دردناک عذاب۔'' فرمایا تم

مجھ سے جلدی نہ کرو میں تمہیں عنقریب اپنی نشانیاں دکھاؤں گا پھر تم پچھتاؤ گے۔

حضور ﷺ کی بد دعا :

جب کافروں نے آنحضرت ﷺ کی بات نہ مانی اور ظلم و جور کی انتہا کر دی تو آپ ﷺ نے بد دعا فرمائی اے پروردگار! ان پر اس طرح کے سال مسلط فرما قحط سالی کے جسطرح کے حضرت یوسف علیہ السلام کے دور میں تھے۔ بخاری شریف میں روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان پر قحط سالی مسلط فرمائی حَتّٰی اَکَلُوْا الْمَیْتَۃَ وَالْجُلُوْدَ وَالْعِظَامَ " یہاں تک کہ انہوں نے مردار کھائے، چمڑے کھائے اور ہڈیاں کھائیں۔" چمڑے پانی میں بھگو بھگو کر کھاتے تھے اور ہڈیاں پیس کر پھانکتے تھے۔ آنکھیں کھولتے تھے تو بھوک کی وجہ سے اندھیرا اندھیرا نظر آتا تھا اور بخاری شریف کی اسی روایت میں ہے کہ ابوسفیان جو اس وقت رضی اللہ عنہ نہیں ہوئے تھے آنحضرت ﷺ کے پاس آئے۔ کہنے لگے یا محمد (ﷺ) آپ نے پاک جگہ میں بد دعا کی ہے قحط سالی کی جس کی وجہ سے آپ کی برادری بھوکی مر رہی ہے۔ ان کے لیے دعا کریں کہ رب تعالیٰ ان کو خوب سیر کر کے روٹی دے۔ فرمایا چچا جی! ان کو کہو اللہ تعالیٰ کی توحید قبول کر لیں، میری رسالت مان لیں، قیامت کا اقرار کریں۔ ابوسفیان نے کہا نہ، یہ بات نہ کریں۔ اب اس ضد کا دنیا میں کوئی علاج ہے؟ یہ لوگ دنیا کے اعتبار سے بڑے سمجھدار تھے مگر دین کے معاملے میں ضد نے ان کو دور رکھا۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ پر اعتراض کا جواب :

ان کے ضدی ہونے کا اندازہ یہاں سے لگاؤ کہ ۶ھ میں جب صلح حدیبیہ کی شرائط لکھنا تھیں۔ آپ ﷺ نے لکھوایا بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ کہنے لگے یہ نہیں لکھنا کیونکہ یہ تمہارا عقیدہ ہے۔ ہم اس طرح لکھوائیں گے بِاسْمِکَ اللّٰھُمَّ۔ تو بسم اللہ کو مٹا کر یہ

لکھنا پڑا۔اور جب یہ جملہ لکھا ھٰذَا مَا قَاضٰی عَلَیۡهِ محمد رسول صلی اللّٰہ علیه وسلم۔ تو قریش کے نمائندے سہیل ابن عمرو نے کہا اگر ہم آپ کو رسول اللہ مان لیں تو پھر جھگڑا کس چیز کا ہے۔رسول اللہ کے لفظ کو مٹاؤ۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ لکھ رہے تھے کیونکہ حضرت علی رضی اللہ عنہ زود نویس بھی تھے اور خوش نویس بھی۔ آپ ﷺ نے فرمایا یَا عَلِیُّ اُمۡحُ رسول اللّٰہ ﷺ ''اے علی! رسول اللہ کا لفظ مٹادو۔''اس کی جگہ لکھو مُحَمَّدُ بۡنُ عَبۡدِاللّٰہِ۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے قسم اٹھا کر کہا وَاللّٰہِ لَا اَمۡحُ اَبَدًا ''اللہ تعالیٰ کی قسم ہے میں کبھی نہیں مٹاؤں گا۔'' اب ہم رافضیوں، شیعوں سے پوچھتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے آنحضرت ﷺ کی بات اور حکم نہیں مانا۔آپ ﷺ نے فرمایا کہ مٹادو''رسول اللہ'' کا لفظ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ نے قسم اٹھا کر کہا کہ میں اس لفظ کو کبھی نہیں مٹاؤں گا۔تو حضرت علی رضی اللہ عنہ پر کوئی فتویٰ لگانا چاہیے کہ نہیں؟ کہ انہوں نے آنحضرت ﷺ کے حکم کی مخالفت کی ہے۔یا یہ فتویٰ صرف حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے لیے ہے۔ وہ اس طرح کہ آپ ﷺ بیمار تھے اور آپ ﷺ کو تکلیف بہت زیادہ تھی آپ ﷺ نے فرمایا قلم دوات لاؤ میں تمہیں کچھ لکھ کر دینا چاہتا ہوں کہ میرے بعد جھگڑا نہ کرنا۔اس موقع پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا حَسۡبُنَا کِتَابُ اللّٰہِ ''اللہ تعالیٰ کی کتاب ہمارے پاس ہے۔''(اور اس میں ہے وَاعۡتَصِمُوۡا بِحَبۡلِ اللّٰہِ جَمِیۡعًا وَّ لَا تَفَرَّقُوۡا'' اللہ تعالیٰ کی رسی کو مضبوطی کیساتھ پکڑ لو اور تفرقہ نہ ڈالو۔'') یہ واقعہ پیش کر کے رافضی کہتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے حکم دیا تھا قلم دوات لانے کا اور عمر رضی اللہ عنہ نے روک دیا، لانے نہیں دیا۔لہٰذا آپ ﷺ کے حکم کی مخالفت کی وجہ سے کافر ہو گئے۔سوال یہ ہے کہ آپ ﷺ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو تو حکم نہیں دیا کہ اے عمر رضی اللہ عنہ! قلم دوات لاؤ۔آپ ﷺ کو تکلیف زیادہ تھی حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے یہ لفظ فرمائے حسبنا کتاب اللّٰہ ''ہمیں اللہ تعالیٰ

کی کتاب کافی ہے۔''تو تم حضرت عمرؓ پر ارتداد کا فتویٰ لگاتے ہو اور وہاں تو آپ ﷺ نے نام لے کر فرمایا اے علیؓ! ''رسول اللہ'' کا لفظ مٹا دو۔ اور انہوں نے کہا اللہ کی قسم! میں یہ لفظ کبھی نہیں مٹاؤں گا۔ تو یہاں فتویٰ کیوں نہیں لگاتے کہ حضرت علیؓ نے آپ ﷺ کی مخالفت کی ہے۔ ہمارے نزدیک تو نہ حضرت عمرؓ پر کوئی فتویٰ ہے اور نہ حضرت علیؓ پر کوئی فتویٰ ہے دونوں نے محبت کی وجہ سے کہا۔ حضرت عمرؓ نے بھی محبت کی بنا پر فرمایا کیونکہ آپ ﷺ کو اس وقت تکلیف بہت زیادہ تھی۔ فرمایا حضرت! پریشان ہونے کی ضرورت نہیں ہے اللہ تعالیٰ کی کتاب ہمارے پاس موجود ہے ہم اس پر عمل کریں گے اور حضرت علیؓ نے بھی محبت کی بنا پر کہا کہ کافروں کے نمائندہ کے سامنے دل گوارا نہیں کرتا کہ ''رسول اللہ'' کا لفظ کاغذ سے مٹاؤں۔ حقیقت اتنی ہی ہے مگر ضد کی وجہ سے حضرت عمرؓ پر اعتراض کرتے ہیں۔

اذان میں ترجیع کی وجہ :

ضد کی ایک اور مثال سمجھ لو۔ یہ جو غیر مقلد ہیں یہ شہادتین میں ترجیع کرتے ہیں۔ دو دو مرتبہ آہستہ آہستہ اور دو دو مرتبہ زور زور سے۔ یہ بھی ضد کی وجہ سے ایسا کرتے ہیں ورنہ کوئی مسئلہ نہیں ہے۔ اصل واقعہ اس طرح ہے کہ ۸ ھ میں مکہ فتح ہوا اذانیں شروع ہوئیں بچوں نے اذان کی نقل اتارنا شروع کی۔ بچوں کی عادت ہے نقالی کرنا۔ ابوداؤد، نسائی، ابن ماجہ، مسند احمد میں روایت ہے آنحضرت ﷺ بچوں کی ایک جماعت کے پاس سے گزرے جو اذان کی نقل اتار رہے تھے ان میں حضرت ابومحذورہؓ بھی تھے۔ جن کا نام سمرہ بن مُعیر تھا یہ دیگر بچوں سے زیادہ عمر والے تھے اور آواز بھی سریلی تھی۔ آپ ﷺ نے اس کو پکڑ کر کہا کہو کیا کہتے تھے۔ اس نے اللہ اکبر، اللہ اکبر زور سے کہا کیونکہ اس جملہ کے

سبب سے اس کے عقیدہ پر زد نہیں پڑتی تھی لیکن جب شہادتین کے جملوں پر آیا تو وہ آہستہ آہستہ کہے کیونکہ عقیدہ پر زد پڑتی تھی۔ آپ ﷺ نے فرمایا اِرْجِعْ فَامْدُدْ مِنْ صَوْتِکَ ''پھر کہو اور اونچی کہو۔'' اللہ تعالیٰ نے ان کو توفیق دی مسلمان ہو گئے۔ پھر انہوں نے کہا کہ حضرت! مجھے موذّن مقرر کر دو۔ آپ ﷺ نے فرمایا تم موذّن ہو۔ تو وہ دوہری اذان کہتے تھے کیونکہ انہوں نے یہ سمجھ رکھا تھا کہ ایک دفعہ میں نے آپ ﷺ کے سامنے آہستہ کہا اور ایک دفعہ آپ ﷺ نے بلند کہلوایا۔ حالانکہ یہاں تعلیم اذان نہ تھی بلکہ اس کے دل میں شہادتین سے جو نفرت تھی اسے کم کرنا تھا باقی مدینہ طیبہ میں کسی نے دوہری اذان نہیں دی۔ نہ حضرت بلال ؓ نے نہ حضرت عبداللہ ابن زید بن عبدربہ ؓ نہ ابن مکتوم ؓ نے اور حضرت زیاد بن حارث ؓ وغیرہ جو آپ ﷺ کے مدینہ میں موذن تھے آنحضرت ﷺ کے سامنے مدینہ طیبہ میں کبھی دوہری اذان نہیں ہوئی۔ ان تمام دلائل کے ہوتے ہوئے بھی وہ ماننے کے لیے تیار نہیں ہیں۔ اب اس ضد کا کیا علاج ہے؟

فرمایا تم مجھ سے جلدی کا مطالبہ نہ کرو میں خود تمہیں اپنی نشانیاں دکھاؤں گا وَیَقُوْلُوْنَ اور کہتے ہیں مَتٰی ھٰذَا الْوَعْدُ یہ وعدہ کب پورا ہوگا اِنْ کُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ اگر ہو تم سچے تو عذاب کا وعدہ پورا کرو، عذاب لاؤ۔ رب تعالیٰ فرماتے ہیں لَوْ یَعْلَمُ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا اگر جان لیں وہ لوگ جو کافر ہیں حِیْنَ لَا یَکُفُّوْنَ جس وقت نہیں روک سکیں گے عَنْ وُّجُوْھِھِمُ النَّارَ اپنے چہروں سے آگ کو وَلَا عَنْ ظُھُوْرِھِمْ اور نہ اپنی پشتوں سے وَلَا ھُمْ یُنْصَرُوْنَ اور نہ ان کی مدد کی جائے گی۔ اس وقت پتا چلے گا کہ کون سا عذاب مانگتے تھے۔ نہ جنت دور ہے نہ دوزخ دور ہے آنکھیں بند ہونے کی دیر ہے اَلْقَبْرُ رَوْضَۃٌ مِّنْ رِّیَاضِ الْجَنَّۃِ اَوْ حُفْرَۃٌ مِّنْ حُفَرِ النِّیْرَانِ ''قبر جنت کے باغوں میں

سے ایک باغ ہے یا جہنم کے گڑھوں میں سے ایک گڑھا ہے۔" تو اتنی جلدی کی کیا ضرورت ہے بَلْ تَاْتِیْهِمْ بَغْتَةً بلکہ آئے گی ان کے پاس اچانک۔ موت کا وقت کسی کو معلوم نہیں ہے۔ اچانک جب تمہاری موت آئے گی فَتَبْهَتُهُمْ پس ان کو حیران کر دے گی آگ فَلَا یَسْتَطِیْعُوْنَ رَدَّهَا پس نہیں طاقت رکھیں گے اس کے رد کرنے کی۔ رد تو وہ کر سکتا ہے جو معاذ اللہ تعالیٰ رب سے طاقتور ہو وَلَا هُمْ یُنْظَرُوْنَ اور نہ ان کو مہلت دی جائے گی۔ فوراً عذاب کا تعلق ان کے ساتھ قائم کر دیا جائے گا۔ آگے اللہ تعالیٰ آپ ﷺ کو تسلی دیتے ہیں کہ اگر یہ لوگ آپ کے ساتھ استہزاء کرتے ہیں تو کوئی نئی بات نہیں ہے اور نہ گھبرانے کی ضرورت ہے وَلَقَدِ اسْتُهْزِئَ بِرُسُلٍ مِّنْ قَبْلِكَ اور البتہ تحقیق ٹھٹھا کیا گیا کئی رسولوں کیساتھ آپ سے پہلے فَحَاقَ بِالَّذِیْنَ سَخِرُوْا مِنْهُمْ پس گھیر لیا ان لوگوں کو جنہوں نے ٹھٹھا کیا تھا ان میں سے مَّا كَانُوْا بِهٖ یَسْتَهْزِءُوْنَ اس عذاب نے جس کے ساتھ وہ ٹھٹھا کرتے تھے کہ ہم پر پتھر برساؤ نا، آگ لاؤ نا، جو عذاب لانا ہے لاؤ۔ تو اس عذاب میں وہ پکڑے گئے دنیا میں اور آخرت کا عذاب الگ ہے۔ آگے رب تعالیٰ فرماتے ہیں قُلْ آپ کہہ دیں مَنْ یَّكْلَؤُكُمْ بِالَّیْلِ کون حفاظت کرتا ہے تمہاری رات کو وَالنَّهَارِ اور دن کو مِنَ الرَّحْمٰنِ رحمٰن کے عذاب سے رب تعالیٰ کی گرفت سے کون بچاتا ہے۔ رحمان ہی تو ہے جو تمہاری حفاظت کرتا ہے اس نے تمہاری حفاظت کے لیے دس فرشتے دن کو اور دس فرشتے رات کو مقرر کیے ہیں جب تک حفاظت رب تعالیٰ کو منظور ہوتی ہے۔ بَلْ هُمْ عَنْ ذِكْرِ رَبِّهِمْ مُّعْرِضُوْنَ بلکہ وہ اپنے رب کے ذکر سے اعراض کرتے ہیں اَمْ لَهُمْ اٰلِهَةٌ کیا ان کے معبود ہیں۔ حاجت روا ہیں، مشکل کشا ہیں، فریاد رس ہیں، دستگیر ہیں تَمْنَعُهُمْ مِّنْ دُوْنِنَا جو ان کو بچائیں گے ہماری گرفت کے سامنے۔

لات، منات، عزیٰ، کوئی پیر فقیر ہے؟ رب تعالیٰ کی گرفت سے کون بچا سکتا ہے؟

اختیارات سارے اللہ تعالیٰ کے پاس ہیں :

دیکھو! کائنات میں آنحضرت ﷺ سے بڑی ہستی کوئی نہیں ہے۔

؎ بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

آنحضرت ﷺ نے اپنے سارے خاندان کو جمع کیا اپنی پھوپھی کو بھی، اپنی بیٹی کو بھی اور فرمایا اَنْقِذُوْا اَنْفُسَكُمْ مِنَ النَّارِ فَاِنِّیْ لَا اَمْلِكُ لَكُمْ مِنَ اللّٰهِ شَيْئًا ''اپنی جانوں کو آگ سے بچالو، اللہ تعالیٰ کی گرفت سے بچالو میں تمہیں رب تعالیٰ کی گرفت سے نہیں بچا سکتا۔'' فرمایا میری بیٹی سَلِيْنِیْ مِنْ مَّالِیْ مَا شِئْتِ ''میرے پاس جو مال ہے مجھ سے مانگو میں دونگا دریغ نہیں کرونگا لیکن اَنْقِذِیْ نَفْسَكِ مِنَ النَّارِ ''تمہیں اپنے آپ کو دوزخ سے بچانا ہے دوزخ کے عذاب سے میں نہیں بچا سکوں گا۔'' یہ بخاری شریف کی روایت ہے۔ جب آنحضرت ﷺ کسی کو نہیں بچا سکتے اور کون ہے جو بچا سکے کسی کو یا بچائے گا۔ عبد اللہ ابن ابی رئیس المنافقین فوت ہو گیا۔ آپ ﷺ نے اپنا کرتہ مبارک اس کو بطور کفن کے پہنایا، اپنا لعاب مبارک اس کے بدن پر ملا، اس کا جنازہ پڑھایا جس میں اس کے لیے مغفرت کی دعا کی۔ آپ ﷺ کی اقتدا میں سب صحابہ کرام تھے ؓ۔ اس سے بڑھ کر اور کیا ہو سکتا ہے کہ معصوم پیغمبر جنازہ پڑھائے صحابہ کرام ؓ جنازہ پڑھیں اور کہیں اے پروردگار! اس کو بخش دے اور رب تعالیٰ قرآن پاک میں فرمائیں کہ ایک دفعہ نہیں ستر مرتبہ بھی استغفار کریں میں نہیں بخشوں گا۔ جو لوگ غیر اللہ کے پیچھے دوڑے پھرتے ہیں انہوں نے خدا کو سمجھا ہی نہیں ہے اور نہ ہی خدائی اختیارات کو سمجھا ہے۔ یہ ملنگوں کے خورجے سمجھتے ہیں جسکو تقسیم کر کے دے دیں۔ رب، رب ہے اس نے اپنے اختیارات کسی کو نہیں دیئے۔

تو فرمایا کیا ان کے پاس الٰہ ہیں جو ان کو ہمارے عذاب سے بچائیں گے لَا یَسۡتَطِیۡعُوۡنَ نَصۡرَ اَنۡفُسِهِمۡ نہیں طاقت رکھتے وہ ان کے الٰہ اپنی جانوں کی مدد کی۔ جن کو یہ الٰہ سمجھتے ہیں وہ اپنی جانوں کی حفاظت نہیں کر سکتے۔ دیکھو! عیسائی عیسیٰ علیہ السلام کو الٰہ مانتے ہیں، مشکل کشا مانتے ہیں، منجی مانتے ہیں اور یہ بھی کہتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو جب سولی پر چڑھایا گیا تو انہوں نے کہا اِیۡلِی اِیۡلِی لِمَا سَبَقۡتَنِی ''اے میرے رب، اے میرے رب، آپ نے مجھے ان کے ہاتھوں کیوں پھنسادیا ہے۔'' اب سوال یہ ہے جو اپنے آپ کو نہیں بچا سکتا وہ تمہیں کیا بچائے گا اور وہ تمہارا منجی کیسے بنے گا؟ کیونکہ عیسائیوں کا یہ بھی نظریہ ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام ہمارے گناہوں کا کفارہ ہیں۔ ان سے کوئی پوچھے اوبے ایمانو! گناہ تم کرو دو ہزار سال بعد اور ان کا کفارہ ہو جائے دو ہزار سال پہلے۔ الٹی منطق ہے۔ فرمایا وَلَا هُمۡ مِّنَّا یُصۡحَبُوۡنَ اور نہ وہ ہماری گرفت سے بچائے جا سکتے ہیں۔ نہ وہ تمہارے مالک ہیں نہ وہ اپنی جانوں کے مالک ہیں۔ مالک صرف رب تعالیٰ کی ذات ہے۔

❁ ❁ ❁
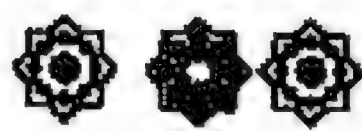
بَلْ مَتَّعْنَا هٰٓؤُلَآءِ وَاٰبَآءَهُمْ حَتّٰى طَالَ عَلَيْهِمُ الْعُمُرُ ؕ اَفَلَا يَرَوْنَ اَنَّا نَاْتِى الْاَرْضَ نَنْقُصُهَا مِنْ اَطْرَافِهَا ؕ اَفَهُمُ الْغٰلِبُوْنَ ۝۴۴ قُلْ اِنَّمَآ اُنْذِرُكُمْ بِالْوَحْىِ ۖ وَلَا يَسْمَعُ الصُّمُّ الدُّعَآءَ اِذَا مَا يُنْذَرُوْنَ ۝۴۵ وَلَئِنْ مَّسَّتْهُمْ نَفْحَةٌ مِّنْ عَذَابِ رَبِّكَ لَيَقُوْلُنَّ يٰوَيْلَنَآ اِنَّا كُنَّا ظٰلِمِيْنَ ۝۴۶ وَنَضَعُ الْمَوَازِيْنَ الْقِسْطَ لِيَوْمِ الْقِيٰمَةِ فَلَا تُظْلَمُ نَفْسٌ شَيْئًا ؕ وَاِنْ كَانَ مِثْقَالَ حَبَّةٍ مِّنْ خَرْدَلٍ اَتَيْنَا بِهَا ؕ وَكَفٰى بِنَا حٰسِبِيْنَ ۝۴۷ وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسٰى وَهٰرُوْنَ الْفُرْقَانَ وَضِيَآءً وَّذِكْرًا لِّلْمُتَّقِيْنَ ۝۴۸ الَّذِيْنَ يَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَيْبِ وَهُمْ مِّنَ السَّاعَةِ مُشْفِقُوْنَ ۝۴۹ وَهٰذَا ذِكْرٌ مُّبٰرَكٌ اَنْزَلْنٰهُ ؕ اَفَاَنْتُمْ لَهٗ مُنْكِرُوْنَ ۝۵۰ ع۴

بَلْ مَتَّعْنَا بلکہ ہم نے فائدہ دیا هٰٓؤُلَآءِ ان لوگوں کو وَاٰبَآءَهُمْ اوران کے آباء واجداد کو حَتّٰى طَالَ عَلَيْهِمُ الْعُمُرُ یہاں تک کہ لمبی ہوگئی ان کی عمر اَفَلَا يَرَوْنَ کیاپس یہ دیکھتے نہیں ہیں اَنَّا نَاْتِى الْاَرْضَ بیشک ہم چلے آتے ہیں زمین پر نَنْقُصُهَا ہم اس کو گھٹاتے ہیں مِنْ اَطْرَافِهَا اس کے کناروں سے اَفَهُمُ الْغٰلِبُوْنَ کیاپس یہ غالب آئیں گے قُلْ آپ کہہ دیں اِنَّمَآ پختہ بات ہے اُنْذِرُكُمْ بِالْوَحْىِ میں تمہیں ڈراتا ہوں وحی کیساتھ وَلَا يَسْمَعُ الصُّمُّ

الدُّعَآءَ اور نہیں سنتے بہرے لوگ پکار کو اِذَا مَا یُنْذَرُوْنَ جس وقت ان کو ڈرایا جائے وَلَئِنْ مَّسَّتْهُمْ اور اگر پہنچے ان کو نَفْحَةٌ ایک جھونکا مِّنْ عَذَابِ رَبِّكَ تیرے رب کے عذاب کا لَيَقُوْلُنَّ البتہ ضرور کہیں گے يٰوَيْلَنَآ ہائے افسوس ہم پر اِنَّا كُنَّا ظٰلِمِيْنَ بیشک ہم ظالم تھے وَنَضَعُ الْمَوَازِيْنَ الْقِسْطَ اور ہم رکھیں گے ترازو انصاف کے لِيَوْمِ الْقِيٰمَةِ قیامت والے دن فَلَا تُظْلَمُ نَفْسٌ شَيْئًا پس نہیں ظلم کیا جائے گا کسی نفس پر کسی شے کا وَ اِنْ كَانَ اور اگر ہوگا عمل مِثْقَالَ حَبَّةٍ ایک دانے کے برابر مِّنْ خَرْدَلٍ رائی کے اَتَيْنَا بِهَا ہم لائیں گے اس کو وَكَفٰى بِنَا حَاسِبِيْنَ اور ہم کافی ہیں حساب لینے والے وَلَقَدْ اٰتَيْنَا اور البتہ تحقیق دی ہم نے مُوْسٰى وَهٰرُوْنَ موسیٰ علیہ السلام کو اور ہارون علیہ السلام کو الْفُرْقَانَ فیصلہ کن چیز وَضِيَآءً اور روشنی وَّذِكْرًا لِّلْمُتَّقِيْنَ اور نصیحت پرہیزگاروں کے لیے الَّذِيْنَ وہ لوگ يَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ جو ڈرتے ہیں اپنے رب سے بِالْغَيْبِ بن دیکھے وَهُمْ مِّنَ السَّاعَةِ اور وہ قیامت سے مُشْفِقُوْنَ خوف رکھتے ہیں وَهٰذَا ذِكْرٌ اور یہ قرآن پاک ایسی کتاب ہے مُّبٰرَكٌ برکت والی اَنْزَلْنٰهُ ہم نے اس کو نازل کیا اَفَاَنْتُمْ کیا پس تم لَهٗ مُنْكِرُوْنَ اس کا انکار کرتے ہو۔

کل کے سبق میں آپ حضرات نے پڑھا تھا اَمْ لَهُمْ اٰلِهَةٌ تَمْنَعُهُمْ مِّنْ دُوْنِنَا ''کیا ان کے لیے اور الٰہ ہیں جو ان کی حفاظت کرتے ہیں ہمارے سوا۔'' ان کی حاجات پوری کرتے ہیں ہمارے سوا، مشکلات حل کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں یہ بات نہیں

ہے بَلْ مَتَّعْنَا هٰٓؤُلَآءِ وَ اٰبَآءَ هُمْ بلکہ ہم نے فائدہ دیا ان لوگوں کو۔ جو اس وقت موجود ہیں ان سب کو ہم نے فائدہ دیا، بدن دیا، بدن کے اعضاء دیئے، خوراک دی، لباس دیا ظاہری، باطنی نعمتیں ہم نے ان کو دیں وَ اٰبَآءَ هُمْ اور ان کے آباؤ اجداد کو۔ جو ان سے پہلے تھے ان کو بھی ہم نے نفع دیا۔ اللہ تعالیٰ کے سوا اور کون داتا ہے؟ دینے والا اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں ہے۔ داتا صرف اللہ تعالیٰ ہے۔ حَتّٰى طَالَ عَلَيْهِمُ الْعُمُرُ یہاں تک کہ لمبی ہوگئی ان کی عمر۔ ان لوگوں کی عمریں زیادہ تھیں لمبی عمروں میں انہوں نے رب تعالیٰ کی نعمتوں سے فائدہ اٹھایا اَفَلَا يَرَوْنَ کیا پس یہ کافر دیکھتے نہیں ہیں اَنَّا نَاْتِي الْاَرْضَ بیشک ہم چلے آتے ہیں زمین پر، زمین کی طرف نَنْقُصُهَا ہم اس کو گھٹاتے ہیں مِنْ اَطْرَافِهَا اس کے کناروں سے اَفَهُمُ الْغٰلِبُوْنَ کیا پس یہ غالب آئیں گے۔

تھوڑے سے عرصہ میں اللہ تعالیٰ نے اسلام کو غالب فرمایا :

مسلمانوں کے پاس زمین کم تھی کافروں کے پاس بہت زیادہ تھی۔ ساری دنیا میں کفر ہی کفر تھا الا ماشاء اللہ۔ مدینہ طیبہ میں معیشت اور سیاست کے اعتبار سے یہودی غالب تھے۔ آنحضرت ﷺ جب مدینہ طیبہ تشریف لائے تو اللہ تعالیٰ نے تھوڑے عرصہ میں حق کو غالب فرمایا اور پورے مدینہ طیبہ پر کنٹرول حاصل ہوگیا۔ اس سے یہودی بڑے خائف ہوئے اور آپ ﷺ کیخلاف ہر قسم کے منصوبے بنائے یہاں تک کہ قتل کا منصوبہ بھی تیار کیا لیکن جس کو رب رکھے اس کو کون چکھے۔ آپ ﷺ نے پہلے مدینہ طیبہ میں اللہ تعالیٰ کے احکام نافذ کیے پھر اللہ تعالیٰ نے اردگرد کی بستیوں پر کنٹرول عطا کیا۔ ہجرت کے ساتویں سال خیبر فتح ہوا اور اس کے ساتھ ہی یہودیوں کی کمر ٹوٹ گئی ہجرت کے آٹھویں سال مکہ مکرمہ فتح ہوا جس سے مشرکوں کی کمر ٹوٹ گئی۔ پھر طائف فتح ہوا، اوطاس فتح ہوا پھر

نجران فتح ہوا اور تقریباً ساری سرزمین عرب پر اسلام کا جھنڈا لہرا دیا گیا۔ حضرت عثمان ؓ کے دور میں قبرص کا علاقہ فتح ہوا اور حضرت عمر ؓ کے زمانہ میں شام، عراق، مصر، ایران، افغانستان فتح ہوا۔ وہ وقت بھی آیا کہ کاشغر تک جو کہ چین کا صوبہ ہے اور اس وقت بھی تقریباً دس کروڑ مسلمان وہاں موجود ہیں۔ اس طرح کافروں کی زمین گھٹتی چلی گئی اور مسلمانوں کی زمین بڑھتی چلی گئی۔ سرزمین عرب پر دوسرے نمبر پر یہودیوں کی آبادی تھی، عیسائی بھی تھے، مجوسی بھی تھے اور ایک فرقہ صائبین کا بھی تھا مگر ان کی تعداد کم تھی اور کنٹرول سب پر اسلام کا تھا۔ لیکن یہودی انتہائی قسم کے سازشی تھے ان میں سب سے زیادہ پیش پیش عبداللہ ابن سبا یمنی یہودی تھا۔ مسلمان ہو کر اس نے وہ کچھ کیا کہ خدا پناہ! یہ جتنے باطل اور غلط نظریات ہیں سب اسی کے اختراع کیے ہوئے ہیں۔ یہ یہود و نصاریٰ بہت خطرناک ہیں۔ اسلام کے خلاف ہر وقت سازشیں کرتے رہتے ہیں۔ اسی لیے آنحضرت ﷺ نے فرمایا اَخرِجُوا الْیَهُوْدَ وَالنَّصَارٰی مِنْ جَزِیْرَةِ الْعَرَب ''یہود و نصاریٰ کو عرب کے جزیرہ سے نکال دینا۔'' یہ تمہیں سکھ کا سانس نہیں لینے دیں گے۔ آپ ﷺ نے بالکل سچ فرمایا ہے یہ قومیں مسلمانوں کی ازلی دشمن ہیں۔

یہود و نصاریٰ کی چال :

اس وقت یہودی تجارت کے ذریعے ساری دنیا پر قابض ہیں۔ امریکہ بھی ان کے سامنے مجبور ہے۔ سب فیکٹریاں کارخانے یہودیوں کے ہیں اور عیسائی مشنریاں پوری دنیا میں عیسائیت پھیلانے اور مسلمانوں کو مٹانے پر لگی ہوئی ہیں۔ اس وقت دیکھو صومالیہ میں کیا ہو رہا ہے۔ صومالیہ میں سوا کروڑ آبادی ہے اور اٹھانوے فیصد مسلمان ہیں پختہ قسم کے۔ ان کی پختگی کا اندازہ یہاں سے لگاؤ کہ پورے چالیس سال عیسائی مشنریاں وہاں کام کرتی

رہی ہیں اور چالیس سالوں میں ایک آدمی بھی عیسائی نہیں بنا سکے۔ امریکہ نے اپنے پادریوں کی سرزنش کی کہ ہم نے تم پر اتنا روپیہ خرچ کیا ہے تم نے چالیس سالوں میں ایک آدمی بھی عیسائی نہیں بنایا۔ ایک رپورٹ کے مطابق اب وہاں سے اپنی مشنریاں نکال رہے ہیں واللہ اعلم بالصواب۔ اب وہاں دوسرے طریقے سے حملہ آور ہو رہے ہیں۔ وہاں تیل کے چشمے اتنے ہیں کہ اگر سارے نکل آئیں تو سعودیہ سے بھی وہاں تیل زیادہ ہے اور صومالیہ کے ساتھ سوڈان لگتا ہے۔ سوڈان کے حکمران نے بڑے احسن طریقے سے تھوڑی تھوڑی کر کے اسلامی اصطلاحات نافذ کی ہیں۔ کل تک جو بھوکے مرتے تھے اب کافی حد تک گندم میں وہ خود کفیل ہو گئے ہیں۔ امریکہ چونکہ اسلام سے خائف ہے ان کے خلاف سازشوں میں مصروف ہے اپنی خواہش کو پورا کرنے کے لیے اقوام متحدہ کو استعمال کر رہا ہے۔ اب وہاں سات ہزار پاکستانی فوج بھیجی گئی ہے اپنوں کے ساتھ لڑنے کے لیے۔ شروع شروع میں چار پانچ امریکی مرے ہیں اور بس۔ اب پاکستانی فوج آگے آگے ہے اور بھارت کے فوجیوں کو ہسپتالوں پر لگایا ہوا ہے وہ زخمیوں کی مرہم پٹی کرتے ہیں اور یہ لڑتے ہیں۔ وہ بھی نمازیں پڑھتے ہیں اور یہ بھی نمازیں پڑھ کر ان پر حملہ کرتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں پاکستانیو تم ہمارے ساتھ کیوں لڑتے ہو تم ہمیں امریکہ کے ساتھ لڑنے دو ہم اس کے ساتھ نمٹ لیں گے مگر یہ ہمارے سارے لگو ہیں ان کے ہاتھوں استعمال ہو رہے ہیں۔ یہ بڑی خبیث قومیں ہیں ان سے رب بچائے۔ یہ نہیں چاہتے کہ دنیا کے کسی بھی خطے میں مسلمان اسلام پر قائم رہیں ہر جگہ ان خبیث قوموں نے ٹانگیں اڑائی ہوئی ہیں۔ یہ چاہتے ہیں کہ سارے مسلمان ہمارے دست نگر بن کے رہیں اور کنٹرول ان کے پاس رہے۔ علماء چیختے چلاتے ہیں لیکن ان کی کوئی شنوائی نہیں ہوتی جو کچھ امریکہ کہتا ہے وہ کچھ

کرتے ہیں وہاں کے علماء نے ہمارے ساتھیوں کے ساتھ رابطہ کیا۔ ملک عبدالروف صاحب نصرۃ العلوم کے فارغ ہیں اور متحدہ علماء کونسل کے ممبر ہیں انہوں نے کہا کہ تم اپنا وفد بھیجواور ہمارے حالات معلوم کرواور ہمیں بتاؤ کہ پاکستانی فوج ہمارے ساتھ کیوں لڑتی ہے۔ یہاں سے وفد گیا جس میں زاہد (مولانا زاہد الراشدی صاحب) بھی گیا تھا۔ اسی سوموار کو واپس آئے ہیں۔ حالات سن کر بڑی حیرانی ہوتی ہے۔ نیروبی گئے تھے وہ کہتے ہیں کہ تم مسلمان ہو کر ہم مسلمانوں پر گولیاں چلاتے ہو نمازیں پڑھ کر۔ ہمیں امریکہ کے مقابلہ میں چھوڑ دو۔ مگر امریکہ نے اپنے مقاصد کے لیے پاکستانیوں کو آگے کیا ہوا ہے۔ یہ بڑی خبیث قومیں ہیں۔ جب افغانستان میں طالبان کو کامیابی ملی تھی میں نے اس وقت کہا تھا کہ اب امریکہ ان کو آپس میں لڑائے گا۔ کبھی حکمت یار کے ساتھ لڑائی ہو جاتی ہے کبھی مسعود شاہ کے ساتھ، آپس میں لڑائی ہو رہی ہے اور لڑ مر رہے ہیں۔ تو فرمایا کیا یہ نہیں دیکھتے کہ ہم زمین پر چلے آتے ہیں اور ہم زمین کو گھٹاتے ہیں اطراف سے کافروں کے قبضے سے نکالتے ہیں اور اسلام کے نیچے لاتے ہیں۔ کیا یہ کافر غالب آئیں گے۔ قُلْ آپ کہہ دیں اِنَّمَآ اُنْذِرُکُمْ بِالْوَحْيِ پختہ بات ہے میں تمہیں ڈراتا ہوں وحی کیساتھ۔ اپنے پاس سے کچھ نہیں کہتا رب تعالیٰ کا جو حکم آتا ہے وہ میں تم کو سنا دیتا ہوں لیکن وَلَا یَسْمَعُ الصُّمُّ الدُّعَآءَ اِذَا مَا یُنْذَرُوْنَ اور نہیں سنتے بہرے لوگ پکار کو جس وقت ان کو ڈرایا جائے۔ ظاہری کان تو ہیں لیکن دل کے کانوں سے بہرے ہیں صُمٌّ بُکْمٌ عُمْیٌ ''بہرے ہیں، گونگے ہیں، اندھے ہیں۔'' حق کی بات نہیں سنتے، حق کہنے کے لیے تیار نہیں ہیں ویسے بڑے باتونی ہیں حق کی بات زبان سے نہیں نکالتے۔ مثلاً دیکھو اقوام متحدہ میں یہ بات طے شدہ ہے کہ کشمیر کا مسئلہ استصواب رائے کیساتھ حل کیا جائے گا۔ وہاں کے

لوگوں کی رائے کیساتھ ان کی مرضی کے مطابق حل ہوگا۔لیکن یہ بات ایجنڈے میں نہیں لاتے کبھی ادھر بھاگ جاتے ہیں کبھی ادھر بھاگ جاتے ہیں، کبھی کوئی شوشہ چھوڑتے ہیں کبھی کوئی شوشہ چھوڑتے ہیں حق بات سننے کے لیے کوئی تیار ہی نہیں ہے۔دونوں کشمیر ملا کر ایک کروڑ بیس لاکھ کی آبادی ہے مقبوضہ کشمیر اور آزاد کشمیر۔ہزاروں کی تعداد میں بیچارے شہید ہوئے ہیں اور ہورہے ہیں مگر کوئی ان کی پکار کو سننے کے لیے تیار نہیں ہے،بہرے ہیں ۔اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں وَلَئِنْ مَّسَّتْهُمْ نَفْحَةٌ اور اگر ان کو پہنچے ایک جھونکا مِنْ عَذَابِ رَبِّكَ آپ کے رب کے عذاب کا۔پنکھے کو ایک دفعہ ہلانے سے جو ہوا آتی ہے اس کو عربی میں نفحه کہتے ہیں اردو میں جھونکا۔تو ان کو اگر رب تعالیٰ کے عذاب کا ایک جھونکا آ جائے لَيَقُولُنَّ البتہ ضرور کہیں گے يٰوَيْلَنَآ اِنَّا كُنَّا ظٰلِمِيْنَ ہائے افسوس ہم پر بیشک ہم ظالم تھے وَنَضَعُ الْمَوَازِيْنَ الْقِسْطَ اور رکھیں گے ہم ترازو انصاف کے لِيَوْمِ الْقِيٰمَةِ قیامت والے دن فَلَا تُظْلَمُ نَفْسٌ شَيْئًا پس نہیں ظلم کیا جائے گا کسی نفس پر کسی شے کا۔اعمال کا تلنا حق ہے نیکیاں بھی تلیں گی اور بدیاں بھی تلیں گی دو طبقے دو گروہوں کا حساب کتاب نہیں ہوگا۔ایک ایسے مومن جن کی نیکیاں ہی نیکیاں ہوں گی ان کا کوئی حساب کتاب نہیں ہوگا۔ان کی تعداد بخاری شریف کی روایت کے مطابق ستر ہزار آئی ہے اور دیگر صحیح احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ ان ستر ہزار میں سے ہر ہر آدمی کیساتھ ستر ستر ہزار ہونگے۔یہ بڑی تعداد بن جاتی ہے جن کا حساب نہیں ہوگا۔دوسرا طبقہ کافروں کا ہے مشرکوں کا ہے جن کا کوئی حساب کتاب نہیں ہوگا۔سورۃ الکہف آیت نمبر ۱۰۵ میں ہے فَلَا نُقِيْمُ لَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَزْنًا ''پس ہم نہیں قائم کریں گے قیامت والے دن ان کے لئے ترازو۔

اعمال کے تلنے کی حقیقت :

تو اعمال کا تولا جانا حق ہے۔ ان دو طبقوں کے علاوہ دوسروں کی نیکیاں بھی تلیں گی اور بدیاں بھی تلیں گی اس کے متعلق زندیقوں نے بہت کچھ کہا ہے کہ اعمال کیسے تلیں گے۔ یہ انسان کی صفت ہیں بات زبان سے نکلتی ہے کوئی عمل ہاتھ سے ہوتا ہے کوئی پاؤں سے ہوتا ہے اس کی اپنی کوئی صورت نہیں ہے اس کا ظاہری کوئی جسم نہیں ہے یہ کیسے تُلیں گے؟ لیکن یاد رکھنا! اُس جہان میں ان اعمال کے باقاعدہ جسم ہونگے باتوں کا بھی جسم ہوگا۔ حدیث پاک میں آتا ہے کہ معراج والی رات جب آنحضرت ﷺ کی حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ساتھ ملاقات ہوئی ساتویں آسمان پر تو ابراہیم علیہ السلام نے آپ ﷺ کو امت کے لیے ایک تو سلام بھیجا کہ میری طرف سے اپنی امت کو سلام دے دینا عَلَیْہِ وَعَلٰی نَبِیِّنَا الصَّلٰوۃ والسلامُ اور ایک پیغام بھیجا۔ فرمایا اپنی امت کو میری طرف سے کہہ دینا جنت کی زمین بڑی زرخیز ہے مگر اس پر پودے وہاں سے لگا کر لانے ہیں۔ ایک دفعہ سبحان اللہ کہنے سے جنت میں درخت لگ جائے گا۔ ایک دفعہ الحمد للہ کہنے سے درخت لگ جائے گا اللہ اکبر کہنے سے درخت لگ جائے گا لا الٰہ الا اللہ کہنے سے درخت لگ جائے گا۔ یہاں کی نیکیاں ہی وہاں کے گھنے باغ ہونگے۔ تو نیکیوں اور بدیوں کا باقاعدہ جسم ہوگا ترازو میں تلیں گی اور یہ بات عقائد میں سے ہے اَلْمِیْزَانُ حَقٌّ ”ترازو میں نیکیوں اور بدیوں کا تلنا حق ہے اَلصِّرَاطُ حَقٌّ پل صراط سے گزرنا حق ہے، میدان محشر میں حق تعالیٰ کی عدالت کا لگنا حق ہے، جنت حق ہے، دوزخ حق ہے، جو کچھ اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں فرمایا ہے اور آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہے وہ حق ہے اور امت اس کو مانتی چلی آ رہی ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں وَ اِنْ کَانَ مِثْقَالَ حَبَّةٍ اور اگر ہوگا عمل ایک دانے کے برابر مِنْ خَرْدَلٍ رائی کے اَتَیْنَا بِهَا ہم لائیں گے اس کو، وزن ہوگا اس کا۔ سورۃ زلزال میں ہے فَمَنْ یَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَیْرًا یَّرَهٗ وَمَنْ یَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا یَّرَهٗ ''اور جس نے ایک ذرہ برابر بھی نیکی کی ہوگی اس کو دیکھ لے گا اور جس نے ایک ذرہ برابر بھی برائی کی ہوگی اس کو دیکھ لے گا۔'' وَکَفٰی بِنَا حٰسِبِیْنَ اور ہم کافی ہیں حساب لینے والے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں وَلَقَدْ اٰتَیْنَا مُوْسٰی وَهٰرُوْنَ اور البتہ تحقیق دی ہم نے موسیٰ علیہ السلام کو اور ہارون علیہ السلام کو اَلْفُرْقَانَ وَضِیَآءً فیصلہ کن چیز اور روشنی وَّذِکْرًا لِّلْمُتَّقِیْنَ اور نصیحت پرہیزگاروں کے لیے۔ تین چیزیں عطا فرمائیں۔ فرقان سے مراد عصا مبارک والا معجزہ ہے کہ اس کو ڈالتے تھے تو اژدھا بن جاتا تھا جس کے متعلق تفصیل سن چکے ہو کہ بہتر ہزار جادوگروں کے ساتھ مقابلہ میں سب کے سانپوں کو نگل گیا فَوَقَعَ الْحَقُّ وَبَطَلَ مَا کَانُوْا یَعْمَلُوْنَ [اعراف: ۱۱۸] جادوگر سمجھ گئے اور کہنے لگے اٰمَنَّا بِرَبِّ هٰرُوْنَ وَمُوْسٰی [طٰہٰ: ۷۰] ''ہم ایمان لائے ہارون علیہ السلام اور موسیٰ علیہ السلام کے رب پر۔'' اور ضیاء سے مراد ہاتھ کا سفید ہونے والا معجزہ ہے کہ موسیٰ علیہ السلام اپنے ہاتھ کو گریبان میں ڈالتے تھے وہ سورج کی طرح روشن ہو جاتا تھا اور ذکر سے مراد تورات ہے جو قرآن کریم کے بعد تمام آسمانی کتابوں میں بڑی اہم تھی۔ چھٹے پارے میں آتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے پیغمبر، علماء اور مشائخ صدیوں اس پر چلتے آئے۔

آگے اللہ تعالیٰ نے متقی لوگوں کی دو موٹی علامتیں بیان فرمائی ہیں اَلَّذِیْنَ یَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَیْبِ وہ لوگ جو ڈرتے ہیں اپنے رب سے بن دیکھے۔ رب تعالیٰ کو دیکھا نہیں غائبانہ طور پر اس سے ڈرتے ہیں کہ رب کا عذاب بڑا سخت ہے۔ تنہائی میں بھی

رب تعالیٰ کا خوف ان پر ہوتا ہے۔ بندوں کے سامنے کون گناہ کرتا ہے۔مجلس میں گناہ نہ کرنا تو کوئی کمال نہیں ہے کمال یہ ہے کہ بندہ تنہائی میں سمجھے کہ میرا رب مجھے دیکھ رہا ہے چاہےاور کوئی نہ بھی دیکھ رہا ہو۔دوسری علامت: وَهُمْ مِّنَ السَّاعَةِ مُشْفِقُوْنَ اور وہ قیامت سے خوف رکھتے ہیں کہ قیامت آئے گی حساب ہوگا قیامت حق ہے۔اور فرمایا جس طرح ہم نے موسیٰ علیہ السلام اور ہارون علیہ السلام کو کتاب دی وَهٰذَا ذِكْرٌ مُّبٰرَكٌ اور یہ قرآن پاک ایسی کتاب ہے جو نصیحت ہےاور برکت والی ہے اَنْزَلْنٰهُ ہم نے اس کو نازل کیا ہے۔کیسی شان والی وہ آنکھیں ہیں جو اس کو دیکھتی ہیں اور وہ زبانیں جو پڑھتی ہیں اور وہ ذہن جو اس کو سمجھتے ہیں۔اول تا آخر برکت ہی برکت ہے۔مگر اس برکت والی کتاب کو یا تو ہم نے ختموں کے لیے رکھا ہوا ہے یا قسموں کے لیے رکھا ہوا ہے۔نہ سمجھنے کے لیے اور نہ عمل کرنے کے لیےاور نہ اس کے مطابق عقیدہ بنانے کے لیے۔فرمایا اَفَاَنْتُمْ لَهٗ مُنْكِرُوْنَ کیا پس تم اس کا انکار کرتے ہو۔اس کا انکار نہ کرو یہ اللہ تعالیٰ کی سچی کتاب ہے اس کو مانو، پڑھو، سمجھو اور اس پر عمل کرو۔رب تعالیٰ توفیق عطا فرمائے۔

❁❁❁

وَلَقَدْ اٰتَيْنَآ اِبْرٰهِيْمَ رُشْدَهٗ مِنْ قَبْلُ وَكُنَّا بِهٖ عٰلِمِيْنَ ﴿۵۱﴾ اِذْ قَالَ لِاَبِيْهِ وَقَوْمِهٖ مَا هٰذِهِ التَّمَاثِيْلُ الَّتِيْٓ اَنْتُمْ لَهَا عٰكِفُوْنَ ﴿۵۲﴾ قَالُوْا وَجَدْنَآ اٰبَآءَنَا لَهَا عٰبِدِيْنَ ﴿۵۳﴾ قَالَ لَقَدْ كُنْتُمْ اَنْتُمْ وَاٰبَآؤُكُمْ فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ﴿۵۴﴾ قَالُوْٓا اَجِئْتَنَا بِالْحَقِّ اَمْ اَنْتَ مِنَ اللّٰعِبِيْنَ ﴿۵۵﴾ قَالَ بَلْ رَّبُّكُمْ رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ الَّذِيْ فَطَرَهُنَّ ۖ وَاَنَا عَلٰى ذٰلِكُمْ مِّنَ الشّٰهِدِيْنَ ﴿۵۶﴾ وَتَاللّٰهِ لَاَكِيْدَنَّ اَصْنَامَكُمْ بَعْدَ اَنْ تُوَلُّوْا مُدْبِرِيْنَ ﴿۵۷﴾ فَجَعَلَهُمْ جُذٰذًا اِلَّا كَبِيْرًا لَّهُمْ لَعَلَّهُمْ اِلَيْهِ يَرْجِعُوْنَ ﴿۵۸﴾ قَالُوْا مَنْ فَعَلَ هٰذَا بِاٰلِهَتِنَآ اِنَّهٗ لَمِنَ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۵۹﴾ قَالُوْا سَمِعْنَا فَتًى يَّذْكُرُهُمْ يُقَالُ لَهٗٓ اِبْرٰهِيْمُ ؕ ﴿۶۰﴾ قَالُوْا فَاْتُوْا بِهٖ عَلٰٓى اَعْيُنِ النَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَشْهَدُوْنَ ﴿۶۱﴾

وَلَقَدْ اٰتَيْنَا اور البتہ تحقیق دی ہم نے اِبْرٰهِيْمَ ابراہیم علیہ السلام کو رُشْدَهٗ ان کی سمجھ مِنْ قَبْلُ اس سے پہلے وَكُنَّا بِهٖ عٰلِمِيْنَ اور ہم اس کو جاننے والے تھے اِذْ قَالَ جس وقت فرمایا ابراہیم علیہ السلام نے لِاَبِيْهِ اپنے باپ سے وَقَوْمِهٖ اور اپنی قوم سے مَا هٰذِهِ التَّمَاثِيْلُ کیا ہیں یہ مورتیاں الَّتِيْٓ اَنْتُمْ لَهَا عٰكِفُوْنَ جن کے سامنے تم جھکے ہوئے ہو قَالُوْا انہوں نے کہا وَجَدْنَآ اٰبَآءَنَا

پایا ہم نے اپنے آباءاجداد کو لَهَا عٰبِدِيْنَ ان کی عبادت کرنے والے قَالَ فرمایا لَقَدْ كُنْتُمْ اَنْتُمْ البتہ تحقیق ہو تم بھی وَاٰبَآؤُكُمْ اور تمہارے باپ دادا بھی فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ کھلی گمراہی میں قَالُوْآ انہوں نے کہا اَجِئْتَنَا بِالْحَقِّ کیا لائیں ہیں آپ ہمارے پاس حق کو اَمْ اَنْتَ مِنَ اللّٰعِبِيْنَ یا آپ کھیل کرنے والوں میں سے ہیں قَالَ فرمایا بَلْ رَّبُّكُمْ بلکہ تمہارا رب رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ آسمانوں کا رب ہے اور زمین کا الَّذِيْ فَطَرَهُنَّ جس نے ان کو پیدا کیا ہے وَاَنَا عَلٰى ذٰلِكُمْ مِّنَ الشّٰهِدِيْنَ اور میں اس بات پر گواہوں میں سے ہوں وَتَاللّٰهِ اور اللہ تعالیٰ کی قسم لَاَكِيْدَنَّ البتہ ضرور میں تدبیر کرونگا اَصْنَامَكُمْ تمہارے بتوں کے بارے میں بَعْدَ اَنْ تُوَلُّوْا بعد اس کے کہ تم چہرے پھیرو گے مُدْبِرِيْنَ پشت دکھاتے ہوئے فَجَعَلَهُمْ جُذٰذًا پس حضرت ابراہیم نے کر دیا ان کو ٹکڑے ٹکڑے اِلَّا كَبِيْرًا لَّهُمْ مگر جو ان کا بڑا تھا لَعَلَّهُمْ اِلَيْهِ يَرْجِعُوْنَ تا کہ وہ اس کی طرف رجوع کریں قَالُوْا انہوں نے کہا مَنْ فَعَلَ هٰذَا کس نے کی ہے یہ کاروائی بِاٰلِهَتِنَآ ہمارے معبودوں کیساتھ اِنَّهٗ لَمِنَ الظّٰلِمِيْنَ البتہ بیشک وہ ظالموں میں سے ہے قَالُوْا کہنے لگے سَمِعْنَا فَتًى سنا ہے ہم نے ایک نوجوان يَّذْكُرُهُمْ جوان بتوں کا ذکر کرتا ہے يُقَالُ لَهٗٓ اِبْرٰهِيْمُ کہا جاتا ہے اس کو ابراہیم قَالُوْا کہنے لگے فَاْتُوْا بِهٖ پس لاؤ تم اس کو عَلٰٓى اَعْيُنِ النَّاسِ لوگوں کی آنکھوں کے سامنے لَعَلَّهُمْ يَشْهَدُوْنَ تا کہ وہ گواہی دیں اور دیکھ

لیں۔

تمام مخلوقات میں پہلا درجہ آنحضرت ﷺ کا ہے :

پچھلے رکوع کے آخر میں موسیٰ علیہ السلام اور ہارون علیہ السلام کا ذکر تھا کہ ہم نے ان کو فرقان، ضیاء اور ذکر عطا کیا پرہیز گاروں کے لئے۔ اب ابراہیم علیہ السلام کا ذکر ہے۔ پروردگار فرماتے ہیں وَلَقَدْ اٰتَيْنَآ اِبْرٰهِيْمَ رُشْدَهٗ اور البتہ تحقیق دی ہم نے ابراہیم علیہ السلام کو ان کی سمجھ مِنْ قَبْلُ اس سے پہلے۔ یعنی موسیٰ علیہ السلام اور ہارون علیہ السلام سے پہلے۔ کیونکہ ان سے پہلے ابراہیم علیہ السلام کا دور تھا۔ سمجھ اللہ تعالیٰ کی بڑی نعمت ہے۔ بعض آدمیوں کا قد کاٹھ بڑا ہوتا ہے ان کی شکل وصورت، قد وقامت کو دیکھ کر آدمی بڑا مرعوب ہوتا ہے اور جب وہ بات کرتا ہے تو ایسی نکمی کہ آدمی حیران ہو جاتا ہے کہ اس نے کہا کیا ہے۔ تو عقل وسمجھ اللہ تعالیٰ کی بڑی نعمتوں میں سے ہے۔ محض قد کاٹھ کی کوئی حیثیت نہیں ہے۔ تو فرمایا ہم نے ابراہیم علیہ السلام کو سمجھ عطا فرمائی وَكُنَّا بِهٖ عٰلِمِيْنَ اور ہم اس کو جاننے والے تھے۔ اہل حق کا نظریہ اور عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی ساری مخلوق میں پہلا درجہ اور مقام حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کا ہے۔ دوسرا درجہ ابراہیم علیہ السلام کا ہے اور تیسرا درجہ موسیٰ علیہ السلام کا ہے۔ اندازہ لگاؤ کہ کتنا بڑا مقام اور درجہ کہ اللہ تعالیٰ کی مخلوق میں انسان بھی ہیں، جنات بھی ہیں، فرشتے بھی ہیں، ذوالعقول اور غیر ذوالعقول بھی ہیں۔ کتنی تعداد آچکی ہے اور کتنی تعداد قیامت تک آئے گی۔ ساری مخلوق میں پہلا درجہ حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کا اور دوسرا درجہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا ہے۔

بت گر کے گھر بت شکن پیدا فرمایا :

حضرت ابراہیم علیہ السلام کا علاقہ عراق تھا اس وقت وہاں کلدانیوں کی حکومت تھی

کلدانی بڑا خاندان تھا نمرود ابن کنعان انہی کا فرد تھا بڑا ظالم جابر بادشاہ تھا عقیدے کے لحاظ سے بڑا مشرک تھا۔ کوثی بروزن طوبیٰ شہران کا دارالخلافہ تھا۔ آج کے جغرافیہ میں اس کا نام اُر لکھتے ہیں۔ آج کل یہ چھوٹا سا قصبہ ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے والد کا نام آزر تھا جیسا کہ سورۃ الانعام آیت نمبر ۷۴ میں مذکور ہے وَاِذْ قَالَ اِبْرٰهِيْمُ لِاَبِيْهِ اٰزَرَ ''اور جب کہا ابراہیم علیہ السلام نے اپنے باپ آزر کو'' جو لوگ اس کی تاویل کرتے ہیں کہ چچا تھا بالکل غلط ہے۔ رب تعالیٰ سے زیادہ سچی بات کس کی ہو سکتی ہے۔ آزر بت ساز کو کہتے ہیں۔ یہ مذہبی امور اور محکمہ اوقاف کا وزیر تھا اس کا کام تھا بت خانے بنانا اور بت بنا کر ان کی ضرورت پوری کرنا۔ رب تعالیٰ کو منظور ہوا کہ بت ساز کے گھر بت شکن پیدا کرے، والد بت بنائے اور بیٹا توڑے، ڈھائے اور گرائے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے بڑی سمجھ عطا فرمائی تھی۔ اِذْ قَالَ لِاَبِيْهِ جس وقت فرمایا ابراہیم علیہ السلام نے اپنے باپ سے وَقَوْمِهٖ اور اپنی قوم سے مَا هٰذِهِ التَّمَاثِيْلُ کیا ہیں یہ مورتیاں۔ تماثیل تمثال کی جمع ہے بمعنی بت، صورت اور مورت۔ یہ بت کیا ہیں الَّتِيْۤ اَنْتُمْ لَهَا عٰكِفُوْنَ جن کے سامنے تم جھکے ہوئے ہو۔ کوئی ان کو سجدہ کر رہا ہے، کوئی عطر مل رہا ہے، کوئی ہاتھ جوڑ کے کھڑا ہے، کوئی رکوع کر رہا ہے، کوئی طواف کر رہا ہے، کوئی چادر ڈال رہا ہے۔ یہ جو تم سارا دن ان کے سامنے کھڑے رہتے ہو یہ کیا ہیں؟ قَالُوْا انہوں نے جواب دیا وَجَدْنَاۤ اٰبَآءَنَا لَهَا عٰبِدِيْنَ پایا ہم نے اپنے باپ دادا کو ان کی عبادت کرنے والے۔ ہمارے پاس سو دلیلوں کی ایک دلیل ہے کہ ہمارے آباؤ اجداد ان کی پوجا کرتے تھے ہم بھی کرتے ہیں۔ قَالَ فرمایا ابراہیم علیہ السلام نے لَقَدْ كُنْتُمْ اَنْتُمْ وَاٰبَآؤُكُمْ البتہ تحقیق ہو تم بھی اور تمہارے آباؤ اجداد بھی تھے فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ کھلی گمراہی میں۔ تم بھی

گمراہ ہواور تمہارے باپ دادا بھی گمراہ تھے جو ان کی پوجا پاٹ کرتے تھے قَالُوْٓا انہوں نے کہا اَجِئْتَنَا بِالْحَقِّ اَمْ اَنْتَ مِنَ اللّٰعِبِیْنَ کیا لائے ہیں آپ ہمارے پاس حق کو یا آپ کھیل کرنے والوں میں سے ہیں۔ بسا اوقات ایسا ہوتا ہے کہ آدمی کے دل میں اور بات ہوتی ہے محض دل لگی، مذاق اور چھیڑ خانی کے لیے اور بات کرتا ہے۔ انہوں نے کہا کہ آپ جو ہمیں اور ہمارے باپ دادا کو گمراہ کہہ رہے ہو اس کو تم حق سمجھتے ہو یا ویسے ہی ہمارے ساتھ دل لگی کر رہے ہو، مذاق کر رہے ہو۔ تو قَالَ فرمایا میں تمہارے ساتھ دل لگی نہیں کر رہا بَلْ رَّبُّكُمْ رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ بلکہ تمہارا رب وہ ہے جو آسمانوں کا رب ہے اور زمینوں کا رب ہے۔ میں تمہیں حقیقت بتا رہا ہوں کہ جن کو تم الٰہ اور رب سمجھ رہے ہو یہ تمہارے رب نہیں ہیں تمہارا رب وہ ہے جو آسمانوں کا پیدا کرنے والا ہے اور زمین کا پیدا کرنے والا ہے الَّذِیْ فَطَرَهُنَّ جس نے ان کو پیدا کیا ہے وَاَنَا عَلٰی ذٰلِكُمْ مِّنَ الشّٰهِدِیْنَ اور میں اس بات پر گواہوں میں سے ہوں کہ رب رب ہے یہ کچھ نہیں ہیں۔ میری بات کو مذاق اور دل لگی نہ سمجھو میں تمہارے ساتھ کھری کھری بات کر رہا ہوں وَتَاللّٰهِ حرف واؤ قسم کے لیے ہوتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کی قسم ہے لَاَكِیْدَنَّ اَصْنَامَكُمْ البتہ ضرور میں تدبیر کرونگا تمہارے بتوں کے بارے میں۔ میں ان کی درگت بناؤں گا مگر کب؟ بَعْدَ اَنْ تُوَلُّوْا مُدْبِرِیْنَ بعد اس کے کہ تم چہرے پھیرو گے پشت دکھاتے ہوئے، جب تم چلے جاؤ گے کیونکہ میں اکیلا ہوں اور تم زیادہ ہو جب تم پشت پھیر کر چلے جاؤ گے پھر میں ان کی درگت بناؤں گا ان شاء اللہ تعالیٰ۔ عید کا دن تھا جو ان کے ہاں عید ہوتی تھی۔ بت خانے کو انہوں نے خوب رنگ روغن کر کے چمکایا ہوا تھا کیونکہ عید والے دن نمرود ابن کنعان آکر ان کی پوجا کرتا تھا۔ بت خانے میں بہتر (۷۲) بت تھے۔

لوگوں نے کسی کے سامنے سویاں لاکر رکھیں کسی کے آگے حلوا کسی کے آگے قورما کسی کے آگے روٹیاں، تاکہ ان میں برکت پڑ جائے۔ کیونکہ بتوں نے تو نہیں کھانا تھا برکت پڑ جائے گی ہمارے بچے کھائیں گے با برکت ہو جائیں گے۔ پہلے باہر سیر کے لیے جاتے پھر بت خانے میں آتے۔ اتفاق کی بات ہے کہ مجاور بھی سارے سیر کے لیے نکلے ہوئے تھے کیونکہ کوئی خطرہ تو تھا نہیں۔ کیونکہ سارے لوگ بت خانے کو عقیدت کی نگاہ سے دیکھتے تھے ان کے وہم وگمان میں بھی نہیں تھا کہ یہاں کوئی کاروائی ہوگی اور ان کی کوئی بے حرمتی کر سکتا ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام لکڑیاں کاٹنے والی چھوٹی سی کلہاڑی لے کر آئے۔ پہلے تو بتوں کیساتھ مذاق کیا سورۃ الصّٰفّٰت آیت نمبر ۹۱-۹۲ میں ہے فَقَالَ اَلَا تَاْكُلُوْنَ ''پس کہنے لگے کیا تم کھاتے نہیں۔'' حلوا پڑا ہوا ہے یہ تمہارے سامنے سویاں پڑی ہیں، کھیر پڑی ہے، یہ کھانے پینے کی چیزیں تم کھاتے کیوں نہیں ہو؟ مگر کس نے کھانا تھا؟ پھر فرمایا مَا لَكُمْ لَا تَنْطِقُوْنَ ''کیا ہے کہ تم بولتے نہیں ہو۔'' سرکار بولو تو سہی جواب تو دو۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کلہاڑی پکڑی ان میں سے اکہتر بتوں کو توڑا اور ایک کو چھوڑ دیا جو ان کا بڑا تھا۔ بعض حضرات کہتے ہیں کہ ادب واحترام کے لحاظ سے بڑا تھا اس کا حجم اتنا بڑا تھا بعض اوقات ایسا ہوتا ہے کہ آدمی جسم اور قد کے لحاظ سے چھوٹا ہوتا ہے مگر رتبے عہدے کے اعتبار سے بڑا ہوتا ہے۔ اور بعض حضرات کہتے ہیں کہ جسم کے لحاظ سے بڑا تھا فَجَعَلَهُمْ جُذٰذًا پس حضرت ابراہیم نے کر دیا ان کو ٹکڑے ٹکڑے۔ جُذٰذًا جُذا ذۃٌ کی جمع ہے بمعنی ٹکڑا۔ اِلَّا كَبِيْرًا لَّهُمْ مگر جوان کا بڑا تھا اس کو چھوڑ دیا۔ اس کو کیوں چھوڑا؟ لَعَلَّهُمْ اِلَيْهِ يَرْجِعُوْنَ تاکہ وہ اس کی طرف رجوع کریں۔ بعض حضرات فرماتے ہیں کہ اِلَيْهِ کی ضمیر حضرت ابراہیم علیہ السلام کی طرف لوٹتی ہے کہ اس کو چھوڑ دیا کہ تحقیق کے بعد

جب مجھے طلب کریں گے اور مجھ سے پوچھیں گے تو میں کہوں گا اس بڑے سے پوچھ لو کہ یہ کس نے کیا ہے۔ اور بعض حضرات فرماتے ہیں کہ اِلَیْـهِ کی ضمیر کبیر کی طرف لوٹتی ہے۔ معنیٰ ہوگا تاکہ اس بڑے کی طرف رجوع کریں کہ جب مجھ سے سوال جواب ہونگے تو میں کہوں گا یہ بڑا گرو گھنٹال ہے اس سے پوچھو یہ کس نے کیا ہے۔ یہ خود رہ گیا ہے اور باقیوں کو اڑا دیا گیا ہے۔ جس وقت مجاور اور پجاری آئے اور اپنے بتوں کی درگت بنی ہوئی دیکھی تو ان کے کلیجے جل گئے کہ ہمارے معبودوں کے ساتھ یہ کاروائی کس نے کی ہے۔ عقیدہ عقیدہ ہوتا ہے چاہے جھوٹا ہی کیوں نہ ہو۔ قَالُوْا کہنے لگے مَنْ فَعَلَ هٰذَا بِاٰلِهَتِنَآ کس نے کی ہے یہ کارروائی ہمارے معبودوں کے ساتھ اِنَّهٗ لَمِنَ الظّٰلِمِيْنَ البتہ بیشک وہ ظالموں میں سے ہے۔ جس نے ہمارے خداؤں کے ساتھ یہ کاروائی کی ہے وہ ظالم ہے قَالُوْا کہنے لگے سَمِعْنَا فَتًى سنا ہے ہم نے ایک نوجوان يَّذْكُرُهُمْ جوان بتوں کو یاد کرتا ہے يُقَالُ لَهٗ اِبْرٰهِيْمُ کہا جاتا ہے اس کو ابراہیم۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے بڑا مقام عطا فرمایا۔ سورۃ البقرہ آیت نمبر ۱۳۰ وَلَقَدِ اصْطَفَيْنٰهُ فِى الدُّنْيَا وَاِنَّهٗ فِى الْاٰخِرَةِ لَمِنَ الصّٰلِحِيْنَ ''اور البتہ تحقیق ہم نے چنا ابراہیم علیہ السلام کو دنیا میں اور بیشک وہ آخرت میں نیکوکاروں میں سے ہونگے۔''

حضرت ابراہیم علیہ السلام تمام مذاہب میں مسلم شخصیت :

حضرت ابراہیم علیہ السلام تمام مذاہب میں مسلم شخصیت تھے۔ مسلمانوں کے تو خیر عقیدے کا حصہ ہیں۔ یہودی، عیسائی، صابی سب ان کو اچھی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ ہندوستان میں جو برہما مہاراج ہیں ان کے متعلق مشہور صوفی عبدالکریم جیلی جو بڑے اکابر اولیاءاللہ میں سے گزرے ہیں۔ تصوف کے موضوع پر ان کی کتاب ہے ''الانسان الکامل''

اس میں وہ لکھتے ہیں کہ ہندو جن کو برہما کہتے ہیں اس سے مراد ابراہیم علیہ السلام ہی ہیں۔ پھر وہ اس پر دلیل پیش کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں فرماتے ہیں اِنِّیۡ جَاعِلُکَ لِلنَّاسِ اِمَامًا [بقرۃ:۱۲۴] ''بیشک میں بنانے والا ہوں آپ کو لوگوں کا امام، پیشوا، مقتداء۔'' تو فرماتے ہیں کہ ہندوستان میں رہنے والے بھی تو لوگ ہی ہیں ان کا بھی ان کو پیشوا ہونا چاہیے۔ حضرت کی دلیل بڑی وزنی ہے۔ تو معلوم ہوا کہ ابراہیم علیہ السلام کی قدر کرنے والوں میں وہ بھی تھے بعد والوں نے ان کی تعلیمات کو بگاڑ دیا جیسا کہ عرب کے مشرکوں نے ابراہیم علیہ السلام کی توحید کو بگاڑ دیا اور وہ گھر جو صرف اللہ تعالیٰ کی عبادت کے لیے تھا اس میں انہوں نے تین سو ساٹھ بت رکھ دیئے۔

ابن عساکر بہت بڑے محدث ہوئے ہیں ان کی کتاب ہے ''ابن عساکر'' پہلے نایاب تھی اب طبع ہو چکی ہے۔ اس میں انہوں نے کچھ روایات نقل کی ہیں کہ آدم علیہ السلام بھی سب سے پہلے ہندوستان تشریف لائے تھے۔ تو کہنے لگے ہم نے ایک نوجوان کو سنا ہے وہ ان کا ذکر بہت کرتا ہے اس کو ابراہیم کہا جاتا ہے۔ قَالُوۡا کہنے لگے فَاۡتُوۡا بِہٖ عَلٰۤی اَعۡیُنِ النَّاسِ لاؤ تم اس کو لوگوں کی آنکھوں کے سامنے لَعَلَّہُمۡ یَشۡہَدُوۡنَ تاکہ وہ گواہی دیں اور دیکھ لیں کہ واقعی یہ نوجوان تھا جس نے کہا تھا تَاللّٰہِ لَاَکِیۡدَنَّ اَصۡنَامَکُمۡ اللہ تعالیٰ کی قسم ہے میں ضرور تمہارے بتوں کی درگت بناؤں گا۔ زندگی رہی تو باقی واقعہ کل آئے گا۔ ان شاء اللہ تعالیٰ

❁❁❁

قَالُوْٓا ءَاَنْتَ فَعَلْتَ هٰذَا

بِاٰلِهَتِنَا یٰۤاِبْرٰهِیْمُ ؕ﴿۶۲﴾ قَالَ بَلْ فَعَلَهٗ ۖۗ كَبِیْرُهُمْ هٰذَا فَسْــٴَـلُوْهُمْ اِنْ كَانُوْا یَنْطِقُوْنَ ﴿۶۳﴾ فَرَجَعُوْۤا اِلٰۤى اَنْفُسِهِمْ فَقَالُوْۤا اِنَّكُمْ اَنْتُمُ الظّٰلِمُوْنَ ۙ﴿۶۴﴾ ثُمَّ نُكِسُوْا عَلٰى رُءُوْسِهِمْ ۚ لَقَدْ عَلِمْتَ مَا هٰۤؤُلَآءِ یَنْطِقُوْنَ ﴿۶۵﴾ قَالَ اَفَتَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا یَنْفَعُكُمْ شَیْــٴًـا وَّ لَا یَضُرُّكُمْ ؕ﴿۶۶﴾ اُفٍّ لَّكُمْ وَ لِمَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ؕ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ﴿۶۷﴾ قَالُوْا حَرِّقُوْهُ وَ انْصُرُوْۤا اٰلِهَتَكُمْ اِنْ كُنْتُمْ فٰعِلِیْنَ ﴿۶۸﴾ قُلْنَا یٰنَارُ كُوْنِیْ بَرْدًا وَّ سَلٰمًا عَلٰۤى اِبْرٰهِیْمَ ۙ﴿۶۹﴾ وَ اَرَادُوْا بِهٖ كَیْدًا فَجَعَلْنٰهُمُ الْاَخْسَرِیْنَ ۚ﴿۷۰﴾ وَ نَجَّیْنٰهُ وَ لُوْطًا اِلَى الْاَرْضِ الَّتِیْ بٰرَكْنَا فِیْهَا لِلْعٰلَمِیْنَ ﴿۷۱﴾

قَالُوْآ کہنے لگے لوگ ءَ اَنْتَ کیا آپ نے فَعَلْتَ هٰذَا کی ہے یہ کاروائی بِاٰلِهَتِنَا ہمارے معبودوں کیساتھ یٰٓاِبْرٰهِیْمُ اے ابراہیم علیہ السلام قَالَ فرمایا بَلْ فَعَلَهٗ كَبِیْرُهُمْ هٰذَا بلکہ کی ہوگی یہ کاروائی ان کے اس بڑے نے فَسْئَلُوْهُمْ تم ان سے سوال کرو اِنْ كَانُوْا یَنْطِقُوْنَ اگر یہ بولتے ہیں فَرَجَعُوْآ اِلٰٓى اَنْفُسِهِمْ پس لوٹے وہ اپنی جانوں کی طرف فَقَالُوْآ پس کہنے لگے اِنَّكُمْ اَنْتُمُ الظّٰلِمُوْنَ بیشک تم ظالم ہو ثُمَّ نُكِسُوْا عَلٰى رُءُوْسِهِمْ پھر اندھے کیے گئے اپنے سروں کے بل لَقَدْ عَلِمْتَ البتہ تحقیق آپ جانتے ہیں مَا هٰٓؤُلَآءِ یَنْطِقُوْنَ نہیں ہیں یہ گفتگو کرتے قَالَ فرمایا اَفَتَعْبُدُوْنَ کیا پس تم

عبادت کرتے ہو مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اللہ تعالیٰ سے نیچے نیچے مَا لَا يَنْفَعُكُمْ شَيْئًا اس مخلوق کی جو نہیں نفع دے سکتی تمہیں کچھ بھی وَّ لَا يَضُرُّكُمْ اور نہ تمہیں نقصان دے سکتی ہے اُفٍّ لَّكُمْ ہلاکت ہے تمہارے لیے وَلِمَا اور ان کے لیے تَعْبُدُوْنَ جن کی تم عبادت کرتے ہو مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اللہ تعالیٰ کے سوا اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ کیا پس تم عقل نہیں رکھتے قَالُوْا کہنے لگے حَرِّقُوْهُ جلاؤ اس کو وَانْصُرُوْٓا اٰلِهَتَكُمْ اور مدد کرو اپنے معبودوں کی اِنْ كُنْتُمْ فٰعِلِيْنَ اگر ہو تم کرنے والے قُلْنَا ہم نے کہا يٰنَارُ كُوْنِيْ اے آگ ہو جا بَرْدًا ٹھنڈی وَّسَلٰمًا اور سلامتی والی عَلٰٓی اِبْرٰهِيْمَ ابراہیم علیہ السلام پر وَاَرَادُوْا بِهٖ كَيْدًا اور انہوں نے ارادہ کیا ان کے بارے میں تدبیر کرنے کا فَجَعَلْنٰهُمُ الْاَخْسَرِيْنَ پس کر دیا ہم نے ان کو بہت زیادہ نقصان اٹھانے والے وَنَجَّيْنٰهُ اور ہم نے نجات دی ابراہیم علیہ السلام کو وَلُوْطًا اور لوط علیہ السلام کو اِلَى الْاَرْضِ الَّتِيْ اس زمین کی طرف بٰرَكْنَا فِيْهَا جس میں ہم نے برکت رکھی لِلْعٰلَمِيْنَ جہان والوں کے لیے۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کا بتوں کی درگت بنانا :

کل کے سبق میں تم نے یہ بات سنی ہے کہ نمرود بن کنعان جو بڑا ظالم، جابر اور مشرک بادشاہ تھا۔ اس کے شاہی بت خانے میں بہتر بت رکھے ہوئے تھے جن کے متعلق ابراہیم علیہ السلام نے کہا تھا کہ میں ضرور ان کی درگت بناؤں گا۔ عید کا دن تھا لوگوں نے بتوں کو خوشبوؤں کیساتھ خوب سجایا ہوا تھا اور کھانے پینے کی چیزیں ان کے سامنے لا کر

رکھیں تھیں۔ان کے مجاور سیر وسیاحت کے لیے گئے ہوئے تھے۔حضرت ابراہیم علیہ السلام نے موقع پا کر پہلے تو ان کے ساتھ مذاق کیا کہ یہ تمہارے سامنے کھانے رکھے ہوئے ہیں کھاتے کیوں نہیں ہو؟ باتیں کیوں نہیں کرتے؟ کلہاڑی سے ان کو توڑ پھوڑ دیا سوائے بڑے کے اور خوب ان کی ورگت بنائی۔جب ان لوگوں نے آ کر یہ منظر دیکھا تو ان کے کلیجے پھٹ گئے کہ یہ ہمارے ساتھ کیا ہوا ہے یہ کارروائی کس نے کی ہے؟ کہنے لگے ایک نوجوان ہے جس کو ابراہیم کہتے ہیں یہ اس کی کارروائی ہے۔کہنے لگے اس کو لوگوں کے سامنے لاؤ تا کہ لوگ گواہی دیں کہ واقعی اس نے یہ لفظ کہے تھے لَاَكِيْدَنَّ اَصْنَامَكُمْ ’’میں ضرور درگت بناؤں گا تمہارے معبودوں کی۔‘‘ چنانچہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو لایا گیا اور عدالت قائم ہوئی،اس کا ذکر ہے۔

قَالُوْٓا کہا ان افسروں نے جو تحقیق کے لیے مقرر تھے ءَاَنْتَ فَعَلْتَ هٰذَا کیا آپ نے یہ کارروائی کی ہے بِاٰلِهَتِنَا يٰٓاِبْرٰهِيْمُ ہمارے معبودوں کیساتھ اے ابراہیم علیہ السلام کہ ان کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا ہے قَالَ ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا بَلْ فَعَلَهٗ كَبِيْرُهُمْ هٰذَا فَسْـَٔلُوْهُمْ اِنْ كَانُوْا يَنْطِقُوْنَ بلکہ یہ کاروائی کی ہوگی ان کے اس بڑے نے جو کھڑا ہوا ہے پس تم ان سے پوچھو تو سہی کہ یہ کس نے کیا ہے اگر یہ گفتگو کرتے ہیں۔ دنیا میں مشاہدے کی بات ہے کہ بڑی مچھلیاں چھوٹی مچھلیوں کو کھا جاتی ہیں،بڑے اژدھا چھوٹے سانپوں کو کھا جاتے ہیں،بڑی حکومتیں چھوٹی حکومتوں کو کھا جاتی ہیں ان سے پوچھو شاید یہ جو بڑا کھڑا ہے اس نے یہ کاروائی کی ہو۔اگر باتیں کرتے ہیں تو ان سے پوچھو۔ تحقیق کرنے والے افسر نے فَرَجَعُوْٓا اِلٰٓى اَنْفُسِهِمْ پس رجوع کیا اپنی جانوں کی طرف،فکر کیا،غور کیا فَقَالُوْٓا پس کہنے لگے اِنَّكُمْ اَنْتُمُ الظّٰلِمُوْنَ بیشک تم ظالم ہو۔جو

اپنے آپ کو نہ بچا سکے اوراب عدالت کو بھی نہیں بتا سکتے کہ ہمارے ساتھ یہ کاروائی کس نے کی ہے ان کے ساتھ امیدیں رکھنا ہماری غلطی ہے۔ جمہور ایک تفسیر یہ کرتے ہیں کہ انہوں نے اپنی غلطی کو مان لیا کہ جو اپنے آپ کو نہیں بچا سکے وہ اوروں کو کیا بچائیں گے اور جو انکوائری اور تحقیق کے موقع پر بات نہیں کر سکتے وہ ہمارے کیا کام آئیں گے۔ اور بعض مفسرینؒ یہ تفسیر کرتے ہیں کہ یہ بات تحقیق کرنے والے افسروں نے مجاوروں کو کہی کہ بیشک تم ظالم ہو کہ اتنے ملازم ہو کر سارے باہر چلے گئے تمہاری ڈیوٹی تھی تم نے ڈیوٹی میں کوتاہی کر کے ظلم کیا ہے۔ چلو اگر جانا ہی تھا تو ایک آدھ چلا جاتا تم سارے چلے گئے لہٰذا تم مجرم ہو ثُمَّ نُكِسُوْا عَلٰى رُءُوْسِهِمْ پھر انہوں نے سر جھکا لیے نگاہیں نیچی کرلیں اور ابراہیم علیہ السلام کو کہنے لگے لَقَدْ عَلِمْتَ مَا هٰٓؤُلَآءِ يَنْطِقُوْنَ آپ اچھی طرح جانتے ہیں کہ یہ گفتگو نہیں کرتے یہ بولتے نہیں ہیں قَالَ فرمایا ابراہیم علیہ السلام نے اَفَتَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ کیا پس تم عبادت کرتے ہو اللہ تعالیٰ کے سوا۔ اللہ تعالیٰ کی ذات سے ورے ورے ان کی عبادت کرتے ہو مَا لَا يَنْفَعُكُمْ شَيْئًا وَّ لَا يَضُرُّكُمْ جو نہ تمہیں نفع دے سکتے ہیں اور نہ نقصان دے سکتے ہیں اُفٍّ لَّكُمْ وَلِمَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ہلاکت ہے تمہارے لیے اور ان کے لیے جن کی تم عبادت کرتے ہو اللہ تعالیٰ کے سوا۔ تمہارے اوپر اُف ہے تمہارے اوپر تف ہے اور تمہارے معبودوں پر بھی جن کی تم پوجا کرتے ہو۔ جو اپنے آپ کو نہیں بچا سکے اور تحقیق کے موقع پر کچھ بتا نہیں سکے اور تم نے خود اقرار کیا ہے کہ یہ گفتگو نہیں کرتے یہ مفت میں تمہارے الٰہ بن گئے ہیں اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ کیا پس تم عقل نہیں رکھتے۔ اتنی بات تمہیں سمجھ نہیں آتی۔

دنیا میں ضد کا کوئی علاج نہیں :

انصاف کا تقاضا تو یہ تھا کہ ابراہیم علیہ السلام کی گفتگو کو سن کر جو مدلل تھی اور ان کی کاروائی کو دیکھ کر عبرت حاصل کرتے مگر ضد کا دنیا میں کوئی علاج نہیں ہے۔ الٹا کہنے لگے کہ اس نے ہمارے کلیجے جلائے ہیں ہمارے بت توڑ کر قَالُوْا کہنے لگے حَرِّقُوْهُ جلاؤ اس کو تا کہ ہمارے دل ٹھنڈے ہوں۔ چنانچہ بادشاہ نے اعلان کر دیا کہ فلاں مقام پر ہم نے آگ کا بھٹا گرم کرنا ہے جس میں سب کے سامنے ابراہیم علیہ السلام کو آگ میں ڈالنا ہے۔

گالیاں دینے اور رد کرنے میں فرق ہے :

تاریخ اور تفسیر کی کتابوں میں بڑے عجیب قسم کے واقعات آئے ہیں کہ بوڑھی بوڑھی عورتیں جو سیدھی ہو کر چل نہیں سکتی تھیں پیٹھ پر لکڑیوں کا گٹھا ہاتھ میں لاٹھی کبڑی ہو کر جا رہی تھیں۔ پوچھا گیا بی بی! کہاں جا رہی ہے اتنی مشقت کے ساتھ؟ تو کہتی تمہیں معلوم نہیں ہے کہ ابراہیم علیہ السلام کو جلانا ہے بھٹے کیلئے ایندھن لے کر جا رہی ہوں۔ کیونکہ ان کے عقیدے پر بڑی کاری ضرب آئی تھی اور عقیدہ عقیدہ ہی ہوتا ہے چاہے صحیح ہو یا غلط ہو۔ اسی لیے رب تعالیٰ نے قرآن پاک میں فرمایا ہے وَ لَا تَسُبُّوا الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ فَيَسُبُّوا اللّٰهَ عَدْوًا ۢ بِغَيْرِ عِلْمٍ [انعام:۱۰۸] "تم گالیاں نہ دو ان کو جن کی یہ پرستش کرتے ہیں اللہ تعالیٰ کے سوا پس وہ گالیاں دیں گے اللہ تعالیٰ کو تجاوز کرتے ہوئے جہالت کی وجہ سے۔" گالیاں دینے اور رد کرنے میں زمین آسمان کا فرق ہے۔ مثلاً یہ کہنا کہ لات، منات، عزّیٰ وغیرہ خالق، مالک، رازق نہیں ہیں، عالم الغیب والشہادہ نہیں ہیں، حاضر و ناظر نہیں ہیں ان کے پاس خدائی اختیارات نہیں ہیں، یہ حق ہے اور فریضہ

ہے۔ مگر اس طرح کہنا کہ تمہارے لات کی ایسی کی تیسی منات کی ایسی کی تیسی العیاذ باللہ اگر تم اس طرح کروگے تو وہ تمہارے سچے خدا کو گالیاں دیں گے۔ تو گالی اور چیز ہے اور رد کرنا اور چیز ہے۔ ہاں! اگر کوئی اپنے غلط نظریات کی تردید کو توہین سمجھے تو یہ بات الگ ہے بیشک سمجھتے رہیں باطل کی تردید کرنا ہے۔

مہاجرین حبشہ کی استقامت :

احادیث اور تاریخ کی کتابوں میں مذکور ہے کہ مشرکین مکہ نے جب مسلمانوں پر مظالم کی انتہاء کردی تو چوہتر کے قریب مسلمانوں نے حبشہ ہجرت کی مگر مکے والوں کو پھر بھی سکون نہ آیا۔ مہاجرین کے تعاقب کے لیے ایک وفد حبشہ بھیجا جس میں عمرو ابن العاص اور عبداللہ ابن ربیعہ شامل تھے۔ یہ بڑے ہوشیار، چالاک اور سمجھدار آدمی تھے۔ انہوں نے بادشاہ کو کہا کہ کچھ لوگ ہمارے ملک سے بھاگ کر تمہارے ملک میں آئے ہیں ان کو ہمارے ساتھ بھیج دو۔ بادشاہ نجاشی بڑا عقلمند تھا اس نے کہا کہ میں دوسروں کی بھی بات سنوں گا یک طرفہ کاروائی نہیں کرونگا اور یہ بہترین اصول ہے کہ دونوں طرف سے بات سنو اور پھر فیصلہ کرو۔ حضرت علی ؓ فرماتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے مجھے ایک علاقے کا گورنر بنا کر بھیجنا چاہا تو میں نے کہا حضرت! میں نو عمر ہوں اور تجربہ کوئی نہیں ہے بڑے مشکل مسائل اور مقدمے آئیں گے تو میں کیسے فیصلہ کروں گا؟ فرماتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے میری چھاتی پر ہاتھ مارا اور فرمایا میں تجھے گر کی بات بتا دیتا ہوں۔ وہ یہ کہ جب تمہارے سامنے ایک فریق اپنا موقف پیش کرے تو فیصلہ نہیں کرنا جب تک دوسرے فریق کا موقف نہ سن لینا۔ فرماتے ہیں فَمَا زِلْتُ قَاضِیًا ''میں جج بن گیا۔'' تو نجاشی نے کہا کہ میں ان کی بھی بات سنوں گا۔ کہنے لگے ان کی بات سننے کی کیا ضرورت ہے وہ ایسے

ہیں ویسے ہیں۔ ہمارے قرضی (مقروض) ہیں ہمارے غلام ہیں ہمارے ساتھ بھیج دو۔
فرمایا ایسے نہیں ہوسکتا۔ چنانچہ صحابہ کرام ﷺ کو بھی وقت دیا گیا۔ حضرت جعفر طیار ﷺ
مہاجرین کے نمائندے تھے، ان کی باتیں سنیں اور فرمایا حضرت! واقعی یہ چار پانچ پہلے ان
کے غلام تھے اب نہیں ہیں اب یہ رقم دے کر آزاد ہو گئے ہیں۔ رہا مسئلہ قرضے کا تو اکثر تو ادا
کر چکے ہیں اگر ایک آدھ کا ہوگا تو وہ کھاتے نہیں ہیں ان شاء اللہ تعالیٰ ادا کر دیں گے۔
جب مشرکوں کے وفد سے بات نہ بنی تو پینترا بدلا۔ کہنے لگے کہ یہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی
توہین کرتے ہیں ان کو ابن اللہ نہیں مانتے۔ نجاشی نے کہا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے
متعلق تمہارا کیا نظریہ ہے؟ حضرت جعفر طیار ﷺ نے پچیسویں پارے کی آیات پڑھیں
جن میں یہ الفاظ بھی آتے ہیں اِنْ هُوَ اِلَّا عَبْدٌ اَنْعَمْنَا عَلَيْهِ وَجَعَلْنٰهُ مَثَلًا لِّبَنِيْٓ
اِسْرَآءِيْلَ [زخرف:۵۹] "نہیں ہے وہ عیسیٰ علیہ السلام مگر ایک بندہ جس پر ہم نے انعام کیا
اور بنایا ہم نے اس کو نمونہ بنی اسرائیل کے لیے۔" جب یہ آیت کریمہ پڑھی تو عمرو بن
العاص نے کہا دیکھو جی! توہین کر گیا بندہ کہا ہے۔ نجاشی نے ایک تنکا اٹھایا اور اس کا کنارہ
سامنے کر کے کہا کہ اتنی بھی توہین نہیں ہوئی واقعی عیسیٰ علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے بندے ہیں۔
اپنے ذہن میں کوئی توہین سمجھے تو سمجھے بلکہ حقیقت یہی ہے۔ جیسے آج کل کے جاہل کہتے
ہیں کہ آنحضرت ﷺ کو بندہ کہنے میں آپ ﷺ کی توہین ہوتی ہے لاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی
العظیم۔ اگر اس میں توہین ہے تو پھر معاذ اللہ تعالیٰ ہم ہر نماز میں توہین کے مرتکب ہوتے
ہیں کیونکہ التحیات کے بغیر تو نماز پوری نہیں ہوتی اور التحیات میں ہے اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ
اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ اور اگر لفظ عبد میں توہین ہوتی تو رب
تعالیٰ ہمیں کبھی یہ پڑھنے کا سبق نہ دیتا۔ اسی طرح اگر کوئی شخص بزرگوں کو حاضر و ناظر نہ

سمجھے، مختارکل نہ سمجھے، رزاق نہ سمجھے تو اہل بدعت کہتے ہیں کہ یہ بزرگوں کی توہین کرتا ہے۔ یہ ان کی سمجھ ہے ورنہ حقیقت یہ ہے کہ انبیاء، اولیاء، فرشتوں کے اپنے اپنے درجے ہیں نہ ان میں کوئی خالق ہے، نہ مالک ہے، نہ حاضر ناظر ہے، نہ مختارکل ہے، نہ کوئی عالم الغیب ہے۔ ان صفات کی ان سے نفی کرنا اور اچھے طریقے سے ان کی تردید کرنا اہل حق کا فریضہ ہے اور یہ گالی نہیں ہے۔

منجنیق تیار کرنے والے انجینئر کا نام :

چنانچہ آگ کا بہت بڑا بھٹا (الاؤ) تیار کیا گیا اس میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کو پھینکنے کیلئے ھیزن نامی انجینئر نے آلہ منجنیق تیار کیا کہ اس کے ذریعے درمیان میں پھینکیں کہ ابراہیم علیہ السلام باہر نہ آجائیں اور ''دارمی شریف'' جو حدیث کی کتاب ہے اس میں ہے کہ جُرِّدَ عَنِ الثِّیَابِ ''ابراہیم علیہ السلام کے سارے کپڑے انہوں نے اتار دیئے۔'' ننگا کر کے رسیوں میں جکڑ کر منجنیق میں بٹھا کر آگ کے درمیان میں پھینک دیا۔ اس کا ذکر ہے کہ انہوں نے کہا کہ اس کو جلا ڈالو وَانْصُرُوْٓا اٰلِهَتَكُمْ اور مدد کرو اپنے معبودوں کی اِنْ كُنْتُمْ فٰعِلِيْنَ اگر ہو تم کچھ کرنے والے۔ جب انہوں نے ابراہیم علیہ السلام کو آگ میں ڈال دیا تو اللہ تعالیٰ نے آگ کو حکم دیا فرمایا قُلْنَا يٰنَارُ كُوْنِيْ بَرْدًا وَّسَلٰمًا کہا ہم نے اے آگ ہو جا ٹھنڈی اور سلامتی والی عَلٰٓى اِبْرٰهِيْمَ ابراہیم علیہ السلام پر۔ حافظ ابن کثیر نقل فرماتے ہیں حضرت ابراہیم علیہ السلام جب بھٹے سے بالکل صحیح سالم باہر آ گئے تو ان کو باپ نے یہ الفاظ کہے نِعْمَ الرَّبُّ رَبُّكَ يَا اِبْرَاهِيْمُ ''اے ابراہیم تیرا رب بڑا خوبصورت ہے بہت اچھا ہے۔'' مگر ایمان پھر بھی نہیں لایا۔ اپنا دھڑا نہیں چھوڑا۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں وَاَرَادُوْا بِهٖ كَيْدًا اور انہوں نے ارادہ کیا ان کے بارے میں تدبیر کرنے

کا۔ یعنی ان کو جلانے کی تدبیر کی فَجَعَلۡنٰهُمُ الۡاَخۡسَرِيۡنَ پس کر دیا ہم نے ان کو بہت زیادہ نقصان اٹھانے والے۔ لکڑیاں جمع کرتے کرتے ہاتھ پاؤں تھکائے وہ جل کر راکھ ہوگئیں حاصل کچھ بھی نہ ہوا۔

چھپکلی مارنے کا ثواب :

اس مقام پر بعض سیرت نگار اور تاریخ والے لکھتے ہیں بخاری شریف میں روایت ہے کہ گھروں میں جو چھپکلی ہوتی ہے یہ پھونک مارتی تھی کہ آگ تیز ہو۔ بھئی! تیری پھونک مارنے سے کیا ہوگا؟ پہلے آگ کے شعلے آسمان کے ساتھ باتیں کر رہے ہیں مگر وہ اپنا خبث باطن ظاہر کر رہی تھی۔ حدیث پاک میں آتا ہے کہ جو اس کو ایک ہی ضرب سے مارے گا اس کو سو نمبر کا ثواب ملے گا اور جو دو ضربوں کیساتھ مارے گا تو پھر بھی اتنا ہی ثواب ملے گا اور جو تین ضربوں کیساتھ مارے گا تو اس کو دس نمبر کا ثواب ملے گا۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا جن دنوں میں نماز نہیں پڑھتی تھیں چھڑی لے کر ان کے پیچھے لگی رہتی تھیں اور تاریخ میں یہ لکھا ہے کہ کالی کات اور بعض نے بلبل کا کہا ہے کہ یہ قطرہ پانی کا لے کر بہت بلندی پر گئی اور اس بھٹے پر پانی کا قطرہ گرایا پرندوں نے مذاق کیا کہ تیرے اس چونچ والے قطرے سے بھٹا بجھ جائے گا؟ اس نے کہا کہ میں بجھا تو نہیں سکتی مگر اللہ تعالیٰ کے خلیل کی تائید میں ایک قطرہ پانی کا تو گرا سکتی ہوں۔

فرمایا وَنَجَّيۡنٰهُ اور ہم نے ان کو نجات دی وَلُوۡطًا اِلَى الۡاَرۡضِ الَّتِىۡ بٰرَكۡنَا فِيۡهَا لِلۡعٰلَمِيۡنَ اور لوط علیہ السلام کو بھی جو ان کے سگے بھتیجے تھے اس زمین کی طرف جس میں ہم نے برکت رکھی جہان والوں کے لیے۔ اس زمین سے مراد شام کا علاقہ ہے۔ اس وقت اردن، لبنان، موجودہ شام اور اسرائیل یہ سارا علاقہ شام کہلاتا تھا۔ اب ان باطل

قوتوں نے اس کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا ہے اور مسلمان سربراہوں کے دلوں میں ایک دوسرے کے بارے میں ایسی نفرت بھری ہے کہ وہ کافروں کیساتھ تو صلح کر سکتے ہیں مگر آپس میں مل کر نہیں بیٹھ سکتے۔ اللہ تعالیٰ ان کو سمجھ عطا فرمائے۔ تو حضرت ابراہیم علیہ السلام شام کی طرف ہجرت کر گئے۔

❁❁❁

وَوَهَبْنَا لَهٗۤ اِسْحٰقَ ؕ وَیَعْقُوْبَ نَافِلَةً ؕ وَكُلًّا جَعَلْنَا صٰلِحِیْنَ ۝ وَجَعَلْنٰهُمْ اَىِٕمَّةً یَّهْدُوْنَ بِاَمْرِنَا وَاَوْحَیْنَاۤ اِلَیْهِمْ فِعْلَ الْخَیْرٰتِ وَاِقَامَ الصَّلٰوةِ وَاِیْتَآءَ الزَّكٰوةِ ۚ وَكَانُوْا لَنَا عٰبِدِیْنَ ۝ۙ وَلُوْطًا اٰتَیْنٰهُ حُكْمًا وَّعِلْمًا وَّنَجَّیْنٰهُ مِنَ الْقَرْیَةِ الَّتِیْ كَانَتْ تَّعْمَلُ الْخَبٰٓىِٕثَ ؕ اِنَّهُمْ كَانُوْا قَوْمَ سَوْءٍ فٰسِقِیْنَ ۝ۙ وَاَدْخَلْنٰهُ فِیْ رَحْمَتِنَا ؕ اِنَّهٗ مِنَ الصّٰلِحِیْنَ ۝۠ وَنُوْحًا اِذْ نَادٰی مِنْ قَبْلُ فَاسْتَجَبْنَا لَهٗ فَنَجَّیْنٰهُ وَاَهْلَهٗ مِنَ الْكَرْبِ الْعَظِیْمِ ۝ۚ وَنَصَرْنٰهُ مِنَ الْقَوْمِ الَّذِیْنَ كَذَّبُوْا بِاٰیٰتِنَا ؕ اِنَّهُمْ كَانُوْا قَوْمَ سَوْءٍ فَاَغْرَقْنٰهُمْ اَجْمَعِیْنَ ۝

وَوَهَبْنَا لَهٗ اور بخشا ہم نے ابراہیم علیہ السلام کو اِسْحٰقَ اسحاق وَ یَعْقُوْبَ اور یعقوب علیہ السلام نَافِلَةً انعام میں وَكُلًّا اور ہر ایک کو جَعَلْنَا بنایا ہم نے صٰلِحِیْنَ نیک وَجَعَلْنٰهُمْ اور ہم نے بنایا ان کو اَىِٕمَّةً پیشوا یَّهْدُوْنَ بِاَمْرِنَا راہنمائی کرتے تھے ہمارے حکم کے مطابق وَاَوْحَیْنَاۤ اِلَیْهِمْ اور ہم نے وحی کی ان کی طرف فِعْلَ الْخَیْرٰتِ اچھے کام کرنے کی وَاِقَامَ الصَّلٰوةِ اور نماز قائم کرنے کی وَاِیْتَآءَ الزَّكٰوةِ اور زکوٰۃ ادا کرنے کی وَكَانُوْا لَنَا عٰبِدِیْنَ اور تھے وہ ہماری ہی عبادت کرنے والے وَلُوْطًا اور لوط علیہ السلام کو اٰتَیْنٰهُ

حُکْمًا دیا ہم نے حکم وَّعِلْمًا اور علم وَّنَجَّیْنٰهُ اور نجات دی ہم نے ان کو مِنَ الْقَرْیَةِ اس بستی سے الَّتِیْ كَانَتْ تَّعْمَلُ الْخَبٰٓئِثَ جس کے باشندے برے عمل کرتے تھے اِنَّهُمْ بیشک وہ كَانُوْا قَوْمَ سَوْءٍ بری قوم تھے فٰسِقِیْنَ نافرمان وَ اَدْخَلْنٰهُ اور داخل کیا ہم نے لوط علیہ السلام کو فِیْ رَحْمَتِنَا اپنی رحمت میں اِنَّهٗ مِنَ الصّٰلِحِیْنَ بیشک وہ نیکوں میں سے تھے وَنُوْحًا اور نوح علیہ السلام کو اِذْ نَادٰی جس وقت اس نے پکارا مِنْ قَبْلُ اس سے پہلے فَاسْتَجَبْنَا لَهٗ پس ہم نے قبول کیا اس کی دعا کو فَنَجَّیْنٰهُ پس ہم نے نجات دی اس کو وَاَهْلَهٗ اور اس کے گھر والوں کو مِنَ الْكَرْبِ الْعَظِیْمِ بڑی پریشانی سے وَنَصَرْنٰهُ اور ہم نے مدد کی اس کی مِنَ الْقَوْمِ الَّذِیْنَ اس قوم کے مقابلے میں كَذَّبُوْا بِاٰیٰتِنَا جنہوں نے جھٹلایا ہماری آیتوں کو اِنَّهُمْ كَانُوْا بیشک وہ تھی قَوْمَ سَوْءٍ بری قوم فَاَغْرَقْنٰهُمْ اَجْمَعِیْنَ پس ہم نے ان سب کو غرق کر دیا۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کا واقعہ اوپر سے چلا آ رہا ہے۔ کل آپ حضرات نے تفصیل سے سنا کہ ان ظالموں نے جب ابراہیم علیہ السلام کو آگ کے الاؤ میں ڈالا تو اللہ تعالیٰ نے آگ کو حکم دیا وہ گل وگلزار ہوگئی۔ اللہ تعالیٰ نے اس کو باغ و بہار بنا دیا آگ نے صرف رسیاں جلائیں جن سے ابراہیم علیہ السلام کو باندھا گیا تھا۔ جب آگ سے باہر تشریف لائے تو والد نے کہا نِعْمَ الرَّبُّ رَبُّكَ یَا اِبْرَاهِیْمُ ''اے ابراہیم آپ کا رب بہت اچھا ہے۔'' مگر دھڑا نہیں چھوڑا، ایمان نہیں لایا۔ پھر ابراہیم علیہ السلام اپنی اہلیہ محترمہ حضرت سارہ علیہا السلام اور بھتیجے لوط علیہ السلام کے ہمراہ یہاں سے شام ہجرت کر گئے۔

راستے میں یہ واقعہ بھی پیش آیا کہ ایک ظالم بادشاہ نے بی بی پر ہاتھ ڈالنا چاہا مگر رب تعالیٰ نے اس کو کامیابی نہ دی۔ آخر پیغمبر کی بیوی تھی بلکہ اس نے اپنے پاس سے ایک لونڈی حضرت ہاجرہ علیہا السلام ابراہیم علیہ السلام کو دی جن کے بطن سے حضرت اسماعیل علیہ السلام پیدا ہوئے۔ حضرت اسماعیل علیہ السلام عمر میں اسحاق علیہ السلام سے بڑے ہیں۔ حضرت اسحاق علیہ السلام کی والدہ حضرت سارہ علیہا السلام ہیں۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام پر اللہ تعالیٰ کے انعامات :

تو اس مقام پر ارشاد ہے وَوَهَبْنَا لَهٗ اِسْحٰقَ وَ يَعْقُوْبَ نَافِلَةً اور بخشا ہم نے ابراہیم علیہ السلام کو اسحاق اور یعقوب علیہا السلام پوتا انعام میں۔ عربی زبان میں نَافِلَةً کے معنٰی زیادتی کے بھی آتے ہیں۔ اور نفلوں کو نفل اسی لیے کہتے ہیں کہ وہ فرضوں سے زائد ہوتے ہیں۔ تو ابراہیم علیہ السلام نے اولاد مانگی رب تعالیٰ نے ان کو اولاد بھی دی اور ان کی زندگی میں پوتا بھی دیا اور اسحاق علیہ السلام اس بیوی سے ہوئے جسکو اولاد کی امید بھی نہیں تھی۔ سورہ ہود آیت نمبر ۷۲ میں ہے کہ جب حضرت جبرائیل علیہ السلام نے خوشخبری سنائی تو حضرت سارہ علیہا السلام کہنے لگیں یٰوَيْلَتٰٓى ءَاَلِدُ وَاَنَا عَجُوْزٌ وَّهٰذَا بَعْلِىْ شَيْخًا اِنَّ هٰذَا لَشَىْءٌ عَجِيْبٌ ''ہائے افسوس مجھ پر کیا میں بچہ جنوں گی حالانکہ میں بوڑھی ہوں اور یہ میرا خاوند بوڑھا ہے بیشک البتہ یہ تو عجیب بات ہے۔ میری عمر ننانوے سال ہے اور میرے خاوند کی عمر ایک سو بیس سال ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فرشتے نے کہا اَتَعْجَبِيْنَ مِنْ اَمْرِ اللّٰهِ ''کیا آپ تعجب کرتی ہیں اللہ تعالیٰ کے حکم پر۔'' تو اللہ تعالیٰ نے بیٹا بھی دیا اور پوتا بھی دیا وَكُلًّا جَعَلْنَا صٰلِحِيْنَ اور ہر ایک کو بنایا ہم نے نیک۔ حضرت اسحاق علیہ السلام پیغمبر ہیں پیغمبر سے زیادہ کون نیک ہو سکتا ہے۔ یعقوب علیہ

السلام بھی پیغمبر ہیں پھر ان کے بیٹے یوسف علیہ السلام بھی پیغمبر ہیں۔

ایں خانہ ہمہ آفتاب است

وَجَعَلْنٰهُمْ اَئِمَّةً اور ہم نے بنایا ان کو امام اور پیشوا یَهْدُوْنَ بِاَمْرِنَا وہ راہنمائی کرتے تھے ہمارے حکم کے مطابق اپنے حق میں نیک اور دوسرے لوگوں کی اصلاح کرتے تھے۔

دوسروں کے اصلاح کی فکر کرنا چاہیے :

دیکھو! بیشک خود نیک ہونا بڑی بات ہے لیکن حدیث پاک میں آتا ہے آنحضرت ﷺ نے حضرت علی ؓ کو خطاب کر کے فرمایا لَاَنْ یَّهْدِیَ اللّٰهُ بِکَ رَجُلًا وَّاحِدًا خَیْرٌ لَّکَ مِنْ حُمُرِ النَّعَمِ "یاد رکھو! آپ کی وجہ سے ایک آدمی کو بھی ہدایت نصیب ہو جائے تو سرخ رنگ کے اونٹوں سے آپ کے لیے بہتر ہے۔" یعنی عرب میں سرخ رنگ کے جتنے بھی قیمتی اونٹ ہیں ان سب کو تم صدقہ کر دو تو اتنا ثواب نہیں ملے گا جتنا ایک شخص کے ہدایت یافتہ ہونے کا ملے گا۔ جو اصل تڑپ تھی تبلیغ والی وہ ہم چھوڑ بیٹھے ہیں۔ اللہ تعالیٰ جزائے خیر عطا فرمائے مولانا محمد الیاس ؒ کو انھوں نے کھوئے ہوئے سلسلے کو دوبارہ زندہ کر دیا۔ الحمد للہ! اس وقت پوری دنیا میں تبلیغی ساتھی موجود ہیں ہم سب کو فکر کرنی چاہیے۔ پہلے اپنے گھر کے افراد کی اصلاح کرنے کی پھر اپنے محلے اور برادری کی اور یہ نہ سمجھو کہ یہ فکر صرف مولوی نے کرنی ہے اور ہم مزے کرتے رہیں۔ سب کو فکر مند ہونا چاہیے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کُنْتُمْ خَیْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ "تم بہترین امت ہو تمہیں لوگوں کے لیے پیدا کیا گیا ہے نیکی کا حکم کرتے ہو اور برائی سے منع کرتے ہو۔" فرمایا کہ ہم نے ان کو پیشوا بنایا راہنمائی کرتے تھے ہمارے حکم کے مطابق وَاَوْحَیْنَآ اِلَیْهِمْ فِعْلَ الْخَیْرٰتِ اور ہم نے وحی کی ابراہیم علیہ السلام،

اسحاق علیہ السلام، یعقوب علیہ السلام اور اوپر موسیٰ علیہ السلام کا بھی ذکر ہوا ہے، کی طرف اچھے کام کرنے کی وَاِقَامَ الصَّلٰوۃِ اور نماز قائم کرنے کی وَاِیْتَآءَ الزَّکٰوۃِ اور زکوٰۃ ادا کرنے کی۔ یہ اللہ تعالیٰ نے پیغمبروں کو خطاب کر کے ان کی امتوں کو سبق دیا ہے۔ دنیا میں نیکی کرنے اور موت وحیات کا سلسلہ اللہ تعالیٰ نے اسی لیے بنایا ہے تاکہ وہ تمہارا امتحان لے خَلَقَ الْمَوْتَ وَالْحَیٰوۃَ لِیَبْلُوَکُمْ اَیُّکُمْ اَحْسَنُ عَمَلاً [ملک:۲۹] ''رب تعالیٰ نے موت کو پیدا فرمایا اور زندگی بنائی تاکہ تمہارا امتحان لے کہ تم میں سے کون اچھے کام کرتا ہے۔'' ہر آدمی کو یہ عزم کر لینا چاہیے حتی الوسع جو نیکی میری توفیق میں ہوگی وہ نہیں چھوڑوں گا اور برائی نہیں کروں گا۔ یہ اختیاری چیز ہے۔ جتنا کسی کے اختیار میں ہے اتنا کرے۔ ایمان کے بعد تمام عبادتوں میں نماز سرفہرست ہے قیامت والے دن اللہ تعالیٰ کے حقوق میں سے سب سے پہلے نماز کا سوال ہوگا اور قرآن پاک میں آتا ہے دوزخی لوگ ایک دوسرے سے پوچھیں گے مَا سَلَکَکُمْ فِیْ سَقَرَ [سورۃ المدثر] ''تمہیں دوزخ میں کس چیز نے ڈالا ہے۔'' وہ کہیں گے لَمْ نَکُ مِنَ الْمُصَلِّیْنَ ''ہم نماز پڑھنے والوں میں سے نہیں تھے۔'' تو پہلا جرم یہ بتلائیں گے کہ ہم نماز نہیں پڑھتے تھے۔ نماز ایک ایسی عبادت ہے جو تمام عبادتوں کا مجموعہ ہے۔ بدنی، مالی، زبانی سب اس میں آجاتی ہیں اور نماز کے بغیر اسلام کا کوئی تصور نہیں ہے اَلصَّلٰوۃُ عِمَادُ الدِّیْنِ ''نماز دین کا ستون ہے۔'' ستون کے بغیر عمارت کھڑی نہیں ہو سکتی۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم فرماتے ہیں کہ ہم مومن اور کافر کے درمیان فرق صرف نماز سے سمجھتے تھے۔ پڑھتا ہے تو مومن ہے نہیں پڑھتا تو کافر ہے۔

فرمایا ہم نے ان انبیاء کرام علیہم السلام کی طرف وحی بھیجی اچھے کام کرنے کی، نماز

قائم کرنے کی زکوۃ ادا کرنے کی وَ کَانُوْا لَنَا عٰبِدِیْنَ اور تھے وہ ہماری عبادت کرنے والے۔ ہمارے علاوہ کسی کی عبادت نہیں کرتے تھے وَلُوْطًا اٰتَیْنٰهُ حُکْمًا وَّعِلْمًا اور لوط علیہ السلام کو دیا ہم نے حکم اور علم۔ حکم سے مراد ہے کہ ہم نے ان کو نبی بنایا اور حکم دیا کہ لوگوں کی اصلاح کریں اور علم عطا فرمایا جو ان کی شان کے لائق اور مناسب تھا وَّنَجَّیْنٰهُ مِنَ الْقَرْیَةِ اور ہم نے ان کو نجات دی اس بستی سے الَّتِیْ كَانَتْ تَّعْمَلُ الْخَبٰٓئِثَ جس کے باشندے برے کام کرتے تھے۔

ہم جنسی کے مرض کی ابتدا :

اس بستی کا نام سدوم تھا۔ یہ اس علاقے کی بڑی بستی تھی اور اس کی کافی آبادی تھی اس کے آس پاس چھوٹی چھوٹی بستیاں تھیں۔ اس بستی کے رہنے والے پہلے مجرم ہیں اس گناہ کے کہ وہ مردوں کے ساتھ شہوت رانی کرتے تھے۔ سورہ عنکبوت آیت نمبر ۲۸ میں ہے مَا سَبَقَكُمْ بِهَا مِنْ اَحَدٍ مِّنَ الْعٰلَمِیْنَ ”نہیں سبقت کی اس بے حیائی کے ساتھ تم سے پہلے کسی ایک نے جہان والوں میں سے۔“ نہ بوڑھے کو دیکھتے تھے نہ جوان نہ بچے کو۔ کبوتر اڑاتے، ایک دوسرے پر پتھر پھینکتے، ایک دوسرے پر تھوکنا، گوز بازی یعنی ہوا خارج کرنے کا مقابلہ کرنا کہ کس کا دھما کا زیادہ ہوتا ہے۔ تَطْرِیْفُ الْاَصَابِعِ انگلیوں کے ناخنوں کو رنگنا، جیسے آج کل ناخن پالش لگاتے ہیں۔ یہ تمام جرائم ان میں تھے۔ حضرت لوط علیہ السلام نے ان کو بڑا سمجھایا مگر وہ باز نہیں آئے۔ جب کوئی آدمی ضد پر اڑ جائے تو اس کو کوئی بات سمجھ نہیں آتی۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس قوم پر چار قسم کا عذاب آیا۔

ان کی آنکھوں کی بینائی ختم کر دی گئی۔ سورۃ القمر میں ہے فَطَمَسْنَآ اَعْیُنَهُمْ ”ہم نے مٹا دیں ان کی آنکھیں۔“ پھر ان کے سروں پر پتھر برسائے، پھر ایسی ڈراونی آواز آئی

کہ ان کے کلیجے پھٹ گئے، پھر جبرائیل علیہ السلام نے سارے علاقے کو پر پر اٹھا کر الٹا دیا جَعَلْنَا عَالِيَهَا سَافِلَهَا [سورۃ ہود:۸۲] ''ہم نے کر دیا اوپر والے حصے کو نیچے۔'' اللہ تعالیٰ نے ان قوموں کے واقعات ہمارے سامنے اس لیے بیان فرمائے ہیں کہ جن جرائم کی وجہ سے وہ قومیں تباہ ہوئی ہیں ہم ان سے بچ جائیں۔ مگر آج حالت یہ ہے کہ جو گناہ ایک ایک قوم کرتی تھی وہ سارے اس قوم میں موجود ہیں۔ دفعتاً ہلاک نہ ہونے کی وجہ آنحضرت ﷺ کی دعا ہے ورنہ ان میں ایک ایک عیب تھا ہمارے اندر سارے عیب ہیں۔ فرمایا اِنَّهُمْ كَانُوْا قَوْمَ سَوْءٍ فٰسِقِيْنَ بیشک وہ بری قوم تھے نافرمان وَاَدْخَلْنٰهُ فِيْ رَحْمَتِنَا اور داخل کیا ہم نے لوط علیہ السلام کو اپنی رحمت میں اِنَّهٗ مِنَ الصّٰلِحِيْنَ بیشک وہ نیکوں میں سے تھے۔ حضرت لوط علیہ السلام کی دو بیٹیاں تھیں بعض روایات میں تین کا بھی ذکر آتا ہے۔ حضرت لوط علیہ السلام کی بیوی نے ان کا ساتھ نہیں دیا بیٹیاں مومن تھیں اور چند اور مومن تھے اللہ تعالیٰ نے ان کو حکم دیا کہ آپ یہاں سے چلیں جائیں ہم نے اس علاقے کو الٹ کر پھینک دینا ہے۔

وَنُوْحًا اِذْ نَادٰى مِنْ قَبْلُ اور نوح علیہ السلام کو ہم نے نجات دی جب پکارا اس نے اس سے پہلے۔ حضرت نوح علیہ السلام کا زمانہ حضرت ابراہیم علیہ السلام، اسحاق علیہ السلام، یعقوب علیہ السلام، لوط علیہ السلام سے پہلے ہے۔ حضرت نوح علیہ السلام نے ساڑھے نو سو سال قوم کو وعظ، تبلیغ کی۔ دن کو، رات کو، کھلے لفظوں میں، چھت پر چڑھ کر اعلان کیا يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ [اعراف:۵۹] ''اے میری قوم! عبادت کرو اللہ تعالیٰ کی اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں ہے۔'' اور پوشیدہ طور پر بھی توحید کی دعوت دی یعنی ایک ایک کے کان میں کہا اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں

ہے۔

حضرت نوح علیہ السلام پر ایمان لانے والوں کی تعداد :

سورہ نوح میں پوری تفصیل موجود ہے۔ سورہ ہود آیت نمبر ۴۰ میں ہے وَمَآ اٰمَنَ مَعَهٗٓ اِلَّا قَلِيْلٌ ''اور نہیں ایمان لائے ان کے ساتھ مگر بہت تھوڑے۔'' بعض تفسیروں میں ۸۰ کا ذکر آتا ہے بعض میں چوراسی کا، سو آدمی پورا نہیں ہوا، بیوی ایمان نہیں لائی، ایک بیٹا ایمان نہیں لایا کنعان اس کا نام تھا۔ تو نوح علیہ السلام نے پکارا ستائیسواں پارہ سورۃ القمر میں ہے فَدَعَا رَبَّهٗٓ اَنِّىْ مَغْلُوْبٌ فَانْتَصِرْ ''پس دعا کی نوح علیہ السلام نے اپنے رب سے بیشک میں عاجز ہوں پس میرا بدلہ لے۔'' ساڑھے نو سو سال مقابلہ کرنا کوئی معمولی بات نہیں ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں فَاسْتَجَبْنَا لَهٗ پس ہم نے قبول کیا اس کی دعا کو فَنَجَّيْنٰهُ وَاَهْلَهٗ پس ہم نے نجات دی اس کو اور اس کے اہل کو جو مومن تھے مِنَ الْكَرْبِ الْعَظِيْمِ بڑی پریشانی سے۔ کرب عظیم سے مراد وہ دکھ ہے جو غیر اللہ کی عبادت کرتے ہوئے لوگوں کو دیکھتے تھے تو ان کو ہوتا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے غیر اللہ کی پوجا بھی ختم کی اور غیر اللہ کے پوجا کرنے والے بھی ختم کیے۔ اور بعض کرب عظیم سے وہ غرقابی مراد لیتے ہیں جس میں ساری قوم غرق ہوئی۔ رب تعالیٰ نے نوح علیہ السلام اور جو ان کے ساتھ کشتی میں سوار تھے ان کو نجات دی۔ وَنَصَرْنٰهُ مِنَ الْقَوْمِ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا اور ہم نے مدد کی ان کی اس قوم کے مقابلے میں جنھوں نے جھٹلایا بِاٰيٰتِنَا ہماری آیتوں کو اِنَّهُمْ كَانُوْا قَوْمَ سَوْءٍ بیشک وہ بری قوم تھے فَاَغْرَقْنٰهُمْ اَجْمَعِيْنَ پس ہم نے ان سب کو غرق کر دیا سیلاب میں۔ یہ واقعات اللہ تعالیٰ نے ہمارے لیے اس لیے بیان کیے ہیں کہ انبیاء کرام علیہم السلام کے نقش

قدم پر چلو اور کافر قوموں کے طریقے نہ اپناؤ۔

❁❁❁
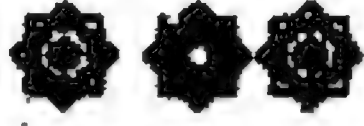
وَدَاوٗدَ وَسُلَيْمٰنَ اِذْ يَحْكُمٰنِ فِى الْحَرْثِ اِذْ نَفَشَتْ فِيْهِ غَنَمُ الْقَوْمِ ۚ وَكُنَّا لِحُكْمِهِمْ شٰهِدِيْنَ ﴿۷۸﴾ فَفَهَّمْنٰهَا سُلَيْمٰنَ ۚ وَكُلًّا اٰتَيْنَا حُكْمًا وَّعِلْمًا ۫ وَّسَخَّرْنَا مَعَ دَاوٗدَ الْجِبَالَ يُسَبِّحْنَ وَالطَّيْرَ ؕ وَكُنَّا فٰعِلِيْنَ ﴿۷۹﴾ وَعَلَّمْنٰهُ صَنْعَةَ لَبُوْسٍ لَّكُمْ لِتُحْصِنَكُمْ مِّنْۢ بَاْسِكُمْ ۚ فَهَلْ اَنْتُمْ شٰكِرُوْنَ ﴿۸۰﴾ وَلِسُلَيْمٰنَ الرِّيْحَ عَاصِفَةً تَجْرِيْ بِاَمْرِهٖۤ اِلَى الْاَرْضِ الَّتِيْ بٰرَكْنَا فِيْهَا ؕ وَكُنَّا بِكُلِّ شَيْءٍ عٰلِمِيْنَ ﴿۸۱﴾ وَمِنَ الشَّيٰطِيْنِ مَنْ يَّغُوْصُوْنَ لَهٗ وَيَعْمَلُوْنَ عَمَلًا دُوْنَ ذٰلِكَ ۚ وَكُنَّا لَهُمْ حٰفِظِيْنَ ﴿۸۲﴾

وَدَاوٗدَ اور آپ یاد کریں تذکرہ داؤد علیہ السلام کا وَسُلَيْمٰنَ اور سلیمان علیہ السلام کا اِذْ يَحْكُمٰنِ جس وقت انہوں نے فیصلہ کیا فِى الْحَرْثِ کھیتی کے بارے میں اِذْ نَفَشَتْ فِيْهِ جس وقت رات کو جا پڑیں اس میں غَنَمُ الْقَوْمِ ایک قوم کی بھیڑ بکریاں وَكُنَّا لِحُكْمِهِمْ شٰهِدِيْنَ اور تھے ہم ان کے فیصلے کے گواہ فَفَهَّمْنٰهَا سُلَيْمٰنَ پس ہم نے سمجھا دیا وہ معاملہ سلیمان علیہ السلام کو وَكُلًّا اٰتَيْنَا حُكْمًا اور ہر ایک کو ہم نے حکم دیا وَّعِلْمًا اور علم دیا وَّسَخَّرْنَا اور ہم نے مسخر کیے مَعَ دَاوٗدَ داؤد علیہ السلام کے ساتھ الْجِبَالَ پہاڑ يُسَبِّحْنَ وہ تسبیح پڑھتے تھے وَالطَّيْرَ اور پرندے وَكُنَّا فٰعِلِيْنَ اور ہم کرنے

والے تھے وَعَلَّمۡنٰهُ اور ہم نے تعلیم دی ان کو صَنۡعَةَ بنانے کی لَبُوۡسٍ زرہ لَّكُمۡ تمہارے لیے لِتُحۡصِنَكُمۡ تاکہ وہ بچائے تمہیں مِّنۡۢ بَاۡسِكُمۡ تمہاری لڑائی میں فَهَلۡ اَنۡتُمۡ شٰكِرُوۡنَ پس کیا تم شکر ادا کرتے ہو وَلِسُلَيۡمٰنَ الرِّيۡحَ اور سلیمان علیہ السلام کے لیے ہم نے مسخر کیا ہوا کو عَاصِفَةً بڑی تیز چلتی تھی تَجۡرِىۡ بِاَمۡرِهٖۤ چلتی تھی ان کے حکم سے اِلَى الۡاَرۡضِ الَّتِىۡ اس زمین کی طرف بٰرَكۡنَا فِيۡهَا جس میں ہم نے برکت رکھی ہے وَكُنَّا بِكُلِّ شَىۡءٍ عٰلِمِيۡنَ اور ہم ہر چیز کو جاننے والے ہیں وَمِنَ الشَّيٰطِيۡنِ اور جنات میں سے ہم نے تابع کیے مَنۡ وہ يَّغُوۡصُوۡنَ لَهٗ جو غوطہ لگاتے تھے ان کے لیے وَيَعۡمَلُوۡنَ عَمَلًا اور عمل کرتے تھے عمل کرنا دُوۡنَ ذٰلِكَ اس کے علاوہ وَكُنَّا لَهُمۡ حٰفِظِيۡنَ اور تھے ہم ان کے نگران۔

شرعی طور پر وکیل کی کوئی ضرورت نہیں:

حضرت داؤد علیہ الصلاۃ والسلام خلیفۃ اللہ فی الارض کو اللہ تعالیٰ نے نبوت عطا فرمائی اور زبور کتاب عطا فرمائی۔ حضرت داؤد علیہ السلام کے انیس بیٹے تھے۔ ان میں سے ایک پیغمبر حضرت سلیمان علیہ السلام تھے۔ حضرت داؤد علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے اس علاقے کا بادشاہ بنایا۔ ایک دن اپنی عدالت میں فصل خصومات یعنی مقدمات سننے کے لیے بیٹھے ہوئے تھے کہ کچھ لوگ پریشان ہو کر آئے۔ اس زمانے میں ججوں اور قاضیوں کیساتھ براہ راست گفتگو ہو سکتی تھی۔ آج وکیل کے بغیر جج کیساتھ گفتگو نہیں کر سکتے اور اسلامی قانون کے مطابق تمہیں جج کو ملنے کے لیے کسی وکیل کی ضرورت نہیں ہے۔ ہاں! اگر تم

مناسب سمجھو کہ اپنے مقدمے کی اچھی طرح پیروی نہیں کر سکتے یا جج اور قاضی کی زبان تم نہیں جانتے تو گنجائش ہے کہ اپنا وکیل مقرر کرلو ورنہ تمہیں شرعی طور پر کسی وکیل کی ضرورت نہیں ہے اور نہ ہی درخواست دینے کے لیے کسی کورٹ فیس ٹکٹ کی ضرورت ہے۔ آج تو اپنا مقدمہ لڑنے کا حال ہی کوئی نہیں ہے۔

تو خیر کچھ لوگ اپنا مقدمہ لے کر حضرت داؤد علیہ السلام کی عدالت میں آئے۔ کہنے لگے حضرت! ہم نے بڑی محنت کیساتھ کھیتی کاشت کی، اس کی گوڈی (ٹلائی) کی، پانی لگایا اور اس کھیتی کے علاوہ عالم اسباب میں ہمارا اور کوئی گزر اوقات بھی نہیں ہے۔ اور ہمارے ہمسائیوں کی بے شمار بھیڑ بکریاں رات کو کھیتی میں جا پڑیں اور صفایا کر دیا۔ حضرت! بیشک خود تشریف لے جا کر معاینہ کرلیں یا اپنا نمائندہ بھیج کر تحقیق کرلیں ہمارا بڑا نقصان ہوا ہے۔ حضرت داؤد علیہ السلام نے تحقیق کی تو واقعتاً بات ٹھیک تھی دوسرے لوگوں کی کھیتیاں بڑی اونچی اونچی تھیں اور ان کے ہاں ایک پودا بھی نظر نہیں آتا تھا۔ حضرت داؤد علیہ السلام نے کچھ سمجھدار آدمیوں سے جو کھیتی کے فن کو جانتے تھے مشورہ کیا ان کا کتنا نقصان ہوا ہے؟ مثال کے طور پر انہوں نے بتایا کہ ان کا پانچ ہزار کا نقصان ہوا ہے۔ منشی کو فرمایا کہ لکھ لو مدعی کا پانچ ہزار کا نقصان ہوا ہے۔ بھیڑ بکریوں والوں سے پوچھا کہ تم نقد کی صورت میں ان کا یہ نقصان ادا کر سکتے ہو؟ انہوں نے کہا کہ ہمارے پاس تو صرف یہی ریوڑ ہے۔ جب ریوڑ کی قیمت لگائی تو بھی پانچ ہزار بنتی تھی۔ فرمایا یہ بھیڑ بکریاں کھیتی والے کے حوالے کر دو۔ یہ فیصلہ سنا دیا۔ حضرت سلیمان علیہ السلام بھی مقدمہ سن رہے تھے اللہ تعالیٰ نے ان کے دل میں القاء کیا۔ کہنے لگے ابا جی! میں بھی کوئی بات کر سکتا ہوں؟ فرمایا کیوں نہیں! کہنے لگے ابھی کھیتی کی جڑیں موجود ہیں یہ ریوڑ والے کے حوالے کرو وہ اس کو پانی دے، گوڈی

کرے، اس کی حفاظت کریں اور ان کا ریوڑ کھیتی والے کے حوالے کر دیں وہ ان کا دودھ نکال کر پئیں۔ جب کھیتی جوان ہو جائے تو کھیتی کھیتی والوں کے حوالے کر دی جائے اور ریوڑ ریوڑ والوں کے حوالے کر دیا جائے۔ نہ ان کا نقصان ہو اور نہ ان کا نقصان ہو۔ اس کا ذکر ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں وَدَاوٗدَ وَ سُلَیْمٰنَ اور آپ ذکر کریں داؤد علیہ السلام کا اور سلیمان علیہ السلام کا اِذْ یَحْکُمٰنِ فِی الْحَرْثِ جس وقت انہوں نے فیصلہ کیا کھیتی کے بارے میں اِذْ نَفَشَتْ فِیْہِ غَنَمُ الْقَوْمِ جس وقت رات کو جا پڑیں اس میں ایک قوم کی بھیڑ بکریاں وَکُنَّا لِحُکْمِهِمْ شٰهِدِیْنَ اور تھے ہم ان کے فیصلے کے گواہ فَفَهَّمْنٰهَا سُلَیْمٰنَ پس ہم نے سمجھا دیا وہ معاملہ سلیمان علیہ السلام کو۔ حضرت داؤد علیہ السلام کا فیصلہ بھی حق تھا اور سلیمان علیہ السلام کا فیصلہ بھی حق تھا۔

معصوموں کی رائے میں اختلاف ہو سکتا ہے تو اماموں کی رائے میں کیوں نہیں ہو سکتا :

اس سے معلوم ہوا کہ معصوموں کے فیصلے میں بھی اختلاف ہو سکتا ہے۔ کیونکہ دونوں پیغمبر ہیں اور پیغمبر معصوم ہوتا ہے۔ تو جب معصوموں کی رائے میں اختلاف ہو سکتا ہے اور دونوں کی رائے صحیح ہے ایک کی زیادہ صحیح ہے اور ایک کی اس سے ذرا کم۔ تو اماموں کی رائے میں اختلاف کیوں نہیں ہو سکتا جب کہ ہم اماموں اور مجتہدین کو معصوم بھی نہیں سمجھتے۔ بات ہے ائمہ مجتہدین کی جو واقعتاً مجتہد ہیں۔ ویسے کوئی یونہی اعتراض کرے تو اس کی بات ہم نہیں کرتے۔ لہٰذا ائمہ مجتہدین کے فیصلے اپنی اپنی جگہ صحیح ہیں، ثابت ہیں چاہے ایک دوسرے سے ٹکراتے کیوں نہ ہوں۔ حدیث پاک میں آتا ہے کہ مجتہد سے غلطی بھی ہو جائے تو پھر بھی رب تعالیٰ اس کو اجر دے گا اور اگر صحیح بات کو پہنچ گیا تو دوہرا اجر ملے گا۔ تو

رائے کا اختلاف ہو سکتا ہے۔

دینی مجلس کی فضیلت :

بخاری شریف اور مسلم شریف میں روایت ہے جہاں کوئی اچھی مجلس ہوتی ہے مثلاً قرآن پاک کے درس کی مجلس ہے، حدیث شریف کے درس کی مجلس ہے، کہیں دین کی باتیں ہو رہی ہوتی ہیں، اللہ تعالیٰ کا ذکر ہو رہا ہے، غرض کہ جو بھی نیکی کی مجلس ہو وہاں پر فرشتوں نے ان لوگوں کے سروں سے لے کر آسمان تک فضا کو گھیرا ہوتا ہے پھر اللہ تعالیٰ کو جا کر سناتے ہیں حالانکہ اللہ تعالیٰ کو سب کچھ معلوم ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرشتوں سے پوچھتے ہیں کَیْفَ تَرَکْتُمْ عِبَادِی ''میرے بندوں کو تم نے کس حال میں چھوڑا ہے۔'' کہتے ہیں اے پروردگار! آپ کی رضا کے لیے اکٹھے ہوئے تھے آپ کے دین کی باتیں اور احکام سنتے تھے۔ رب تعالیٰ فرماتے ہیں فرشتو! گواہ ہو جاؤ میں نے ان کو بخش دیا ہے۔ ان میں سے ایک فرشتہ کہتا ہے اے پروردگار! ایک آدمی بخشنے کے قابل نہیں ہے وہ مجلس میں شریک نہیں تھا اس کو مجلس والوں میں سے کسی کے ساتھ کام تھا مثلاً چابی لینے آیا تھا یا کوئی پیغام دینے آیا تھا یا کسی سے کچھ پوچھنے کے لیے آیا تھا۔ اس فرشتے کی رائے تھی کہ اس کی بخشش نہیں ہونی چاہیے۔ باقی فرشتوں کی رائے تھی کہ سب کی بخشش ہونی چاہیے۔ رب تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میں نے اس مجلس کی برکت سے سب کو بخش دیا۔ تو فرشتوں کی رائے میں اختلاف موجود ہے۔

بخاری شریف کی حدیث میں ہے کہ پہلی امتوں میں سے ایک آدمی نے ننانوے قتل کیے پھر دل میں خیال پیدا ہوا کہ میں نے بڑے گناہ کیے ہیں بڑا مجرم ہوں کسی عالم سے مسئلہ پوچھوں کہ میرے لیے توبہ کی کوئی صورت ہے؟ اس کو بتلایا گیا کہ فلاں گاؤں

میں ایک بہت بڑے عالم ہیں ان سے جا کر مسئلہ پوچھو۔ ان کے پاس گیا اور کہنے لگا میں ننانوے آدمیوں کا قاتل ہوں ھل لی توبۃ ''کیا میرے لیے کوئی توبہ ہے؟'' اس نے کہا کہ ننانوے آدمیوں کا تو قاتل ہے تیرے لئے توبہ کہاں سے ہوگی؟ وہ جذباتی آدمی تھا اس نے اس عالم پادری کو بھی قتل کر دیا اب سو پورے ہو گئے۔ پھر پوچھا کہ اس علاقے میں کوئی عالم ہے جو میرا مسئلہ حل کر دے؟ لوگوں نے بتلایا کہ فلاں علاقے میں ایک بڑے پادری ہیں۔ ادھر جاتے ہوئے راستے میں فوت ہو گیا اور اس نے مرتے ہوئے بھی اپنے آپ کو اس بستی کی طرف گھسیٹا۔ بخاری شریف میں روایت ہے عذاب والے فرشتے آ گئے کہ یہ سو آدمیوں کا قاتل ہے ہم نے اس کو دوزخ میں لے جانا ہے۔ اور رحمت والے فرشتے بھی آ گئے کہ یہ توبہ کی نیت سے جا رہا تھا ہم نے اس کو جنت میں لے جانا ہے۔ اب فرشتوں میں اختلاف ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ تم پیمائش کر لو کہ توبہ کے لیے جس گاؤں کی طرف جا رہا تھا اگر وہ قریب ہے تو رحمت والے فرشتے لے جائیں اور اگر جدھر سے آیا ہے وہ سفر کم ہے تو عذاب والے فرشتے لے جائیں۔ پیمائش ہوئی تو جدھر جا رہا تھا اس طرف کی مسافت ایک بالشت کم نکلی۔ فرمایا رحمت کے فرشتے لے جائیں۔ دیکھو! اختلاف تو معصوم فرشتوں کی رائے میں بھی ہو گیا البتہ اس میں ایک بڑا اشکال ہے اور محدثین بڑے پریشان ہیں کہ سو آدمیوں کا قاتل کیسے جنت میں چلا گیا؟ قتل تو ایک بھی بڑا گناہ ہے۔ شارح حدیث، محدثین، فقہاء اس سلسلے میں بڑے پریشان ہیں۔ حافظ ابن حجر عسقلانیؒ نے جو آخری بات فرمائی ہے وہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اصحاب حقوق کے حقوق پورے کر دے گا ان کو راضی کر دے گا۔ کیونکہ حقوق العباد ضروری ہیں اور اصل بات یہ ہے کہ جب رب تعالیٰ راضی ہو تو پھر سب راضی ہیں وہ خود انتظام کرے گا۔

تو فرمایا ہم نے سلیمان علیہ السلام کو سمجھا دیا وَ كُلًّا اٰتَيْنَا حُكْمًا وَّعِلْمًا اور ہر ایک کو ہم نے حکم دیا اور علم دیا۔ داؤد علیہ السلام بھی پیغمبر ہیں اور سلیمان علیہ السلام بھی پیغمبر ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے داؤد علیہ السلام کو خلیفۃ اللہ فی الارض بنایا اور جو ان کی شان کے لائق علم تھا عطا فرمایا۔ وَّسَخَّرْنَا مَعَ دَاوٗدَ الْجِبَالَ اور ہم نے مسخر کیے داؤد علیہ السلام کے ساتھ پہاڑ، تابع کیے۔ کیسے تابع کیے يُسَبِّحْنَ وہ تسبیح پڑھتے تھے۔ مثلاً حضرت داؤد علیہ السلام کہتے سبحان اللہ! تو ساتھ پہاڑ بھی کہتے سبحان اللہ! وہ کہتے الحمد للہ! ساتھ پہاڑ بھی کہتے الحمد للہ!

منکرین معجزات کی خرافات :

وہ لوگ جو معجزات اور کرامات کے منکر ہیں ان کی خرافات بھی سن لو۔ وہ کہتے ہیں کہ بات یہ تھی کہ جب داؤد علیہ السلام پہاڑ کے دامن میں کھڑے ہو کر کہتے تھے سبحان اللہ! تو پہاڑوں سے جو واپسی آواز آتی ہے جس کو صدائے بازگشت کہتے ہیں یہ پہاڑوں کی تسبیح تھی۔ بھئی! اگر یہ معنیٰ ہو تو پھر سَخَّرْنَا کا کیا معنیٰ ہے کہ ہم نے مسخر کیے داؤد علیہ السلام کے ساتھ پہاڑ؟ اگر ان کی بات مان لی جائے تو پھر تو میرے جیسا گنہگار، بلغم کا مارا ہوا بھی پہاڑ کے دامن میں جا کر کہے سبحان اللہ! تو واپسی کی آواز آئے گی۔ پھر داؤد علیہ السلام کی خصوصیت کیا ہوئی؟ میری بات کچھ سمجھ آ رہی ہے نا؟ لہٰذا حقیقتاً پہاڑ داؤد علیہ السلام کے ساتھ تسبیح پڑھتے تھے وَالطَّيْرَ اور پرندے بھی ہم نے مسخر کیے۔ پرندے بھی داؤد علیہ السلام کے ساتھ سبحان اللہ! الحمد للہ! پڑھتے تھے جو ان کے آس پاس ہوتے تھے۔ رب تعالیٰ نے فرمایا ہے انکار نہ کرنا، شک نہ کرنا کیوں؟ وَكُنَّا فٰعِلِيْنَ اور ہم کرنے والے تھے۔ اگر آواز ہی واپس آنی تھی تو رب تعالیٰ کو یہ الفاظ فرمانے کی کیا ضرورت تھی؟ فرمایا

وَعَلَّمْنٰهُ صَنْعَةَ لَبُوْسٍ لَّكُمْ اور ہم نے ان کو تعلیم دی زرہ بنانے کی تمہارے لیے۔ لَبُوْسٍ زرہ کو کہتے ہیں۔ لڑائی کے وقت لوہے کا جو کوٹ پہنتے ہیں جس پر تیر تلوار اثر نہیں کرتی اور سر پر جو ٹوپی پہنتے ہیں لوہے کی اس کو خود کہتے ہیں لِتُحْصِنَكُمْ تاکہ وہ زرہ تمہیں بچائے مِّنْ بَاْسِكُمْ تمہاری لڑائی میں۔ میدان جنگ میں زرہ پہن لو دشمن کا تیر، تلوار، نیزہ تمہارے بدن پر اثر نہیں کرے گا فَهَلْ اَنْتُمْ شٰكِرُوْنَ پس کیا تم شکر ادا کرتے ہو اپنے رب کی نعمتوں کا۔ حقیقت یہ ہے کہ انسان بڑا ناشکرا ہے دیکھو! انسان کی نبض چلتی ہے اور اس سے دل حرکت کرتا ہے اور حیات باقی رہتی ہے۔ تو انسان اس نبض کے حرکت کرنے کا شکر ادا نہیں کر سکتا، سانس کا شکر ادا نہیں کر سکتا۔ باقی رب تعالیٰ کی نعمتوں کا تو شمار ہی نہیں ہے وَاِنْ تَعُدُّوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ لَا تُحْصُوْهَا [ابراہیم:۳۴] ”اور اگر تم شمار کرو اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کو تو شمار نہیں کر سکتے۔ فرمایا وَلِسُلَيْمٰنَ الرِّيْحَ اور ہم نے مسخر کیا سلیمان علیہ السلام کے لیے ہوا کو عَاصِفَةً بڑی تیز چلتی تھی تَجْرِيْ بِاَمْرِهٖ چلتی تھی ان کے حکم کے ساتھ اِلَى الْاَرْضِ الَّتِيْ بٰرَكْنَا فِيْهَا اس زمین کی طرف جس میں ہم نے برکت رکھی ہے۔ اب جوزائغین اور کج رو ہیں انہوں نے یہاں بھی تاویل کی ہے۔ کہتے ہیں کہ سلیمان علیہ السلام کی بڑی بڑی کشتیاں تھیں تیز ہوا ان کو دھکیلتی ہوئی چلتی تھی۔ سوال یہ ہے کہ وہ ہوا آج بھی چلتی ہے پہلے بھی چلتی تھی پھر سلیمان علیہ السلام کے لیے ہوا کے مسخر کرنے کا کیا معنیٰ ہے؟ ان تاویلوں کی کوئی حیثیت نہیں ہے حق یہ ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کا ایک بڑا تخت تھا اس میں سیٹیں تھیں جیسے جہاز میں ہوتی ہیں اللہ تعالیٰ کے حکم سے ہوا آتی تھی تخت کو اٹھا کر بلندیوں پر چلتی تھی اور جہاں حکم ہوتا تھا وہاں رکھ دیتی تھی۔ یہاں عَاصِفَةً کا لفظ ہے تیزی کے ساتھ۔ اور تیئیسویں پارہ میں سورہ ص

میں رُخَـآءً کا لفظ ہے آہستہ چلتی تھی۔اس کی تطبیق یوں دیتے ہیں کہ سلیمان علیہ السلام کو جلدی ہوتی تھی تو تیز چلتی تھی اور اگر جلدی نہیں ہوتی تھی تو آہستہ چلتی تھی۔ جیسے ریل گاڑیاں، بسیں وغیرہ ہیں ڈرائیور تیز چلائیں تو تیز چلتی ہیں آہستہ چلائیں تو آہستہ چلتی ہیں ۔صبح سے لے کر دوپہر تک ایک مہینے کا سفر ہوتا تھا اور دوپہر سے لے کر شام تک ایک مہینے کا سفر ہوتا تھا۔سورہ سبا آیت نمبر۱۲ میں ہے غُدُوُّهَا شَهْرٌ وَّرَوَاحُهَاشَهْرٌ ''اس کا پہلا پہر ایک ماہ کی مسافت طے کرتا تھا اور پچھلا پہر بھی ایک ماہ کی۔''یعنی لوگ طبعی طور پر ایک ماہ میں جتنا سفر کرتے ہیں مثلاً اُستُخر ایک مقام ہے ایران میں وہاں سے کابل کا ایک مہینے کا سفر ہے۔تو ایک مہینے کا سفر صبح سے دوپہر تک ہوتا ہے۔رب تعالیٰ نے ہوا کو ان کے تابع کیا تھا وہ ان کے حکم کے ساتھ چلتی تھی کسی شک ،شبہ کی گنجائش نہیں ہے۔برکت والی زمین سے مراد شام کا علاقہ ہے آج کا شام، اردن، لبنان، فلسطین اور جو علاقہ اسرائیل کے پاس ہے یہ سارا شام بھی کہلاتا تھا اور کنعان بھی کہلاتا تھا اب ان مغربی باطل قوتوں نے اس کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا ہے کہ یہ آپس میں سر جوڑ کر بیٹھنے کیلئے بھی تیار نہیں ہیں۔

دشمنانِ دین کی سازش :

یہ ایسی خبیث قومیں ہیں کہ حضرت مدنیؒ فرماتے تھے کہ اگر فضا میں دو پرندے لڑتے ہوں تو ہمیں خدشہ ہوتا ہے کہ اس میں بھی برطانیہ کا ہاتھ ہوگا اور اگر سمندر میں دو مچھلیاں لڑتی ہوں تو ہم کہتے ہیں کہ اس میں بھی اس شیطان کا ہاتھ ہوگا۔ وہ اسلام اور مسلمان کے نام سے جلتے ہیں لیکن مسلمانوں کیساتھ ان کے مفاد بھی ہیں۔تیل مسلمانوں کے پاس ہے،سونا ان کے پاس ہے دنیا کا نصف سے زیادہ حصہ مسلمانوں کے پاس ہے جس میں ہر قسم کی پیداوار ہوتی ہے مگر افسوس ہے کہ مسلمان ابھی تک سنبھلے نہیں ہیں غفلت

کی نیند سوئے ہوئے ہیں۔ چین پاکستان سے دو سال بعد آزاد ہوا ہے اس نے ایٹم بم، ہائیڈروجن بم بنالیے ہیں ہم ٹینکوں میں اس کا مقابلہ نہیں کرسکتے ابھی تک کوئی جہاز نہیں بنا سکے ہم آپس میں لڑتے ہیں کوٹھیاں بناتے ہیں وغیرہ۔ پبلک کے لیے کچھ نہیں کرتے اپنے پیٹ کیلئے کرتے ہیں۔ اپنی برادری، عزیز رشتہ داروں کو خوب نوازتے ہیں ملک وقوم کے لیے کچھ نہیں کرتے۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں وَكُنَّا بِكُلِّ شَيْءٍ عٰلِمِيْنَ اور ہم ہر چیز کو جاننے والے ہیں وَمِنَ الشَّيٰطِيْنِ اور جنات میں سے ہم نے تابع کیے سلیمان علیہ السلام کے، جنات پران کی حکمرانی تھی مَنْ يَّغُوْصُوْنَ لَهٗ جو غوطہ لگاتے تھے ان کے لیے سمندروں میں، دریاؤں میں ہیرے اور موتی نکالتے تھے وَيَعْمَلُوْنَ عَمَلًا دُوْنَ ذٰلِكَ اور عمل کرتے تھے عمل اس کے علاوہ۔ عمارتیں بناتے تھے، مسجد اقصیٰ کی تعمیر میں جنات کا کافی حصہ ہے، قلعے بناتے تھے وَكُنَّا لَهُمْ حٰفِظِيْنَ اور تھے ہم ان کے نگران۔ ہمیں سمجھتے ہو کہ نہیں؟ یہ نہ سمجھنا کہ جنات انسان کے تابع ہوگئے ہم حفاظت کرنے والے تھے۔ انکار کی کوئی بات نہیں ہے۔

❁❁❁
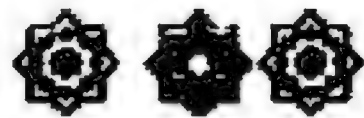
وَ اَیُّوْبَ اِذْ نَادٰی رَبَّهٗۤ اَنِّیْ مَسَّنِیَ الضُّرُّ وَ اَنْتَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِیْنَ ۝ فَاسْتَجَبْنَا لَهٗ فَكَشَفْنَا مَا بِهٖ مِنْ ضُرٍّ وَّ اٰتَیْنٰهُ اَهْلَهٗ وَ مِثْلَهُمْ مَّعَهُمْ رَحْمَةً مِّنْ عِنْدِنَا وَ ذِكْرٰی لِلْعٰبِدِیْنَ ۝ وَ اِسْمٰعِیْلَ وَ اِدْرِیْسَ وَ ذَا الْكِفْلِ كُلٌّ مِّنَ الصّٰبِرِیْنَ ۝ وَ اَدْخَلْنٰهُمْ فِیْ رَحْمَتِنَا اِنَّهُمْ مِّنَ الصّٰلِحِیْنَ ۝ وَ ذَا النُّوْنِ اِذْ ذَّهَبَ مُغَاضِبًا فَظَنَّ اَنْ لَّنْ نَّقْدِرَ عَلَیْهِ فَنَادٰی فِی الظُّلُمٰتِ اَنْ لَّاۤ اِلٰهَ اِلَّاۤ اَنْتَ سُبْحٰنَكَ اِنِّیْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ ۝ فَاسْتَجَبْنَا لَهٗ وَ نَجَّیْنٰهُ مِنَ الْغَمِّ وَ كَذٰلِكَ نُـْۨجِی الْمُؤْمِنِیْنَ ۝

وَاَیُّوْبَ اور ذکر کریں ایوب علیہ السلام کا اِذْ نَادٰی رَبَّهٗ جس وقت پکارا اس نے اپنے رب کو اَنِّیْ مَسَّنِیَ الضُّرُّ بیشک مجھے پہنچی ہے تکلیف وَاَنْتَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِیْنَ اور آپ سب سے زیادہ رحم کرنے والے ہیں فَاسْتَجَبْنَا لَهٗ پس ہم نے قبول کی اس کی دعا فَكَشَفْنَا مَا بِهٖ مِنْ ضُرٍّ پس ہم نے دور کی جو اس کی تکلیف تھی وَّاٰتَیْنٰهُ اور ہم نے دیئے ان کو اَهْلَهٗ ان کے گھر کے افراد وَمِثْلَهُمْ مَّعَهُمْ اور ان جیسے اور بھی ان کے ساتھ رَحْمَةً مِّنْ عِنْدِنَا رحمت کرتے ہوئے اپنی طرف سے وَذِكْرٰی لِلْعٰبِدِیْنَ اور نصیحت ہے عبادت کرنے والوں کے لیے وَاِسْمٰعِیْلَ اور ذکر کریں اسماعیل علیہ السلام کا

وَاِدْرِيْسَ اور ادریس علیہ السلام کا وَذَا الْكِفْلِ اور ذوالکفل علیہ السلام کا كُلٌّ مِّنَ الصّٰبِرِيْنَ سب کے سب صبر کرنے والوں میں سے تھے وَاَدْخَلْنٰهُمْ اور داخل کیا ہم نے ان کو فِيْ رَحْمَتِنَا اپنی رحمت میں اِنَّهُمْ مِّنَ الصّٰلِحِيْنَ بیشک وہ نیکوں میں سے تھے وَذَا النُّوْنِ اور مچھلی والے کا بھی ذکر کرو اِذْ ذَّهَبَ جس وقت وہ گیا مُغَاضِبًا ناراض ہوکر فَظَنَّ پس اس نے خیال کیا اَنْ لَّنْ نَّقْدِرَ عَلَيْهِ یہ کہ ہم اس پر تنگی نہیں کریں گے فَنَادٰى فِي الظُّلُمٰتِ پس پکارا اس نے اندھیروں میں اَنْ لَّآ اِلٰـهَ یہ کہ نہیں ہے کوئی حاجت روا اور مشکل کشا اِلَّآ اَنْتَ مگر آپ ہی سُبْحٰنَكَ آپ کی ذات پاک ہے اِنِّيْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ بیشک میں تھا ظالموں میں سے فَاسْتَجَبْنَا لَهٗ پس ہم نے قبول کیا اس کی دعا کو وَنَجَّيْنٰهُ مِنَ الْغَمِّ اور ہم نے نجات دی اس کو پریشانی سے وَكَذٰلِكَ نُـْجِي الْمُؤْمِنِيْنَ اور اسی طرح ہم نجات دیتے ہیں مومنوں کو۔

حضرت ایوب علیہ السلام کی اولاد اور مال کا ذکر :

اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ پیغمبروں کا ذکر اور حال چلا آرہا ہے۔ پہلے نوح علیہ السلام کا پھر داؤد علیہ السلام اور سلیمان علیہ السلام کا۔ اب ایوب علیہ السلام کا ذکر ہے ان کا علاقہ ایشیائے کوچک ہے جو اس وقت ترکوں کے پاس ہے ان کے والد محترم کا نام عیش تھا۔ ایوب بن عیش علیہما الصلوٰۃ والسلام۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو نبوت و رسالت عطا فرمائی اور اس کے ساتھ ساتھ دنیا، مال و دولت سے بھی نوازا۔ ”ایوب“ مستقل کتاب ہے بائبل میں۔ اس میں تصریح ہے کہ ان کو اللہ تعالیٰ نے سات لڑکے اور تین لڑکیاں عطا فرمائیں۔ سب

کے سب جوان ہوئے اوران کی شادیاں کردیں۔ ان کی اہلیہ محترمہ کا نام تھا رحمت بنت فراثیم رحمہا اللہ تعالیٰ۔ تین ہزار اونٹ، سات ہزار بھیڑ بکریاں، پانچ سو جوڑی بیلوں کی ان کے پاس تھی بڑا عجیب قسم کا منظر تھا لنگر ہر وقت جاری رہتا تھا، مہمانوں کا سلسلہ جاری رہتا تھا۔ حضرت ایوب علیہ السلام ان کے سامنے دین کا صحیح نقشہ پیش فرماتے کہ توحید کو قبول کرو رسالت اور قیامت کو تسلیم کرو۔ وہ کھانا کھاتے، تقریر سنتے۔

حضرت ایوب علیہ السلام کا ابتلا :

تفسیروں میں بہت ساری باتیں لکھی ہوئی ہیں اُن میں سے ایک یہ بھی ہے کہ ایک دفعہ ایوب علیہ السلام کے ذہن میں خیال آیا کہ اس علاقہ میں مجھ سے بڑا مالدار کوئی نہیں ہے یعنی اپنے مال پر تھوڑا سا ناز کیا یہ رب تعالیٰ کو پسند نہ آیا رب تعالیٰ نے امتحان میں مبتلا کر دیا۔ اور یہ وجہ بھی لکھی ہے کہ کسی جگہ جا رہے تھے راستے میں ایک مظلوم نے اپنی مظلومیت بیان کی اور مدد مانگی ان کو جلدی تھی چلے گئے اور اس کی مدد نہ کی اور تیسری وجہ یہ لکھی ہے کہ ایک دن ایوب علیہ السلام نے اپنے اہل خانہ کو فرمایا کہ بکری ذبح کر کے بھونو۔ خود بھی کھاؤ اور مجھے بھی کھلاؤ۔ پہلے پڑوسیوں کو دینے کی عادت تھی اس دن بھول گئے اللہ تعالیٰ کو یہ پسند نہ آیا۔ کوئی بھی وجہ ہو یہ بات حقیقت ہے کہ اللہ تعالیٰ کو انانیت پسند نہیں ہے، فخر و ناز پسند نہیں ہے، تواضع اور عاجزی پسند ہے۔ ایک دن ایسا ہوا کہ ایک لڑکے نے سب بہن بھائیوں کی دعوت کی والدین سمیت۔ والدہ رحمت بی بی رحمہا اللہ اور والد ایوب علیہ السلام نے کہا کہ سارے مکان کو بند کر کے جانا مشکل ہے۔ بہت بڑا مکان تھا کوئی کتا بلا اندر نہ آجائے تم سارے جا کر کھا کر فارغ ہو کر آجاؤ پھر ہم جا کر کھالیں گے ان شاء اللہ تعالیٰ۔ رب تعالیٰ کی قدرت کھانا کھا رہے تھے کہ مکان گرا سب نیچے آکر دب کے مر گئے۔ بیٹے

بیٹیاں، داماد، بہوئیں، بڑے چھوٹے کوئی ایک بھی نہ بچا۔ حضرت ایوب علیہ السلام کے لیے بہت بڑا صدمہ تھا۔ دیکھو! آج گھر میں ایک فرد فوت ہو جائے تو کتنا صدمہ ہوتا ہے؟ آخر وہ بھی انسان تھے ان کے کفن دفن کا انتظام کیا صدمے کا کوئی حساب نہیں تھا۔ ملازموں سے کہا یہ مال ڈنگر تمہارا ہے اب مجھے ان کا کیا کرنا ہے۔ ملازموں کے علاوہ دوسرے لوگوں نے بھی غلط فائدہ اٹھایا کچھ ملازم لے گئے کچھ دوسرے لوگ لے گئے حتیٰ کہ وہ وقت بھی آیا کہ بی بی! گھروں میں جا کر کام کرتی اور روٹی وغیرہ لے کر آتی۔ جہاں ہر وقت دیگیں پکتی ہوں وہاں یہ حال ہو جائے کہ کسی کے گھر جھاڑو پھیر کر روٹی لائے بہت بڑا امتحان ہے۔ یہ حالت کتنا عرصہ رہی؟ تین سال، سات سال، تیرہ سال اور اٹھارہ سال بھی لکھے ہیں۔ حافظ ابن حجر عسقلانیؒ بڑے بلند پائے کے محدث ہیں۔ وہ فرماتے ہیں کہ سند کے لحاظ سے تیرہ سال والی روایت قوی ہے۔ آج تو بندہ ایک دن کی تکلیف گوارا نہیں کر سکتا۔ تین، سات سال بھی کیا کم ہیں؟ پہلے جو لوگ آتے جاتے، کھاتے اور مونچھیں تر کر کے جاتے تھے اب وہ قریب بھی نہیں لگتے۔ یہ دنیا کا وطیرہ ہے جب رب تعالیٰ کسی کو مال و دولت دے تو سارے رشتہ دار بن جاتے ہیں کہ میرا یہ رشتہ ہے میرا یہ رشتہ ہے۔ غریب کے قریب کوئی نہیں آتا۔ یہاں بعض تفسیروں میں کہاوتیں لکھی ہیں جو صحیح نہیں ہیں کہ ان کے بدن میں کیڑے پڑ گئے تھے، یہ تھا اور وہ تھا یہ نری خرافات ہیں۔ اللہ تعالیٰ اپنے پیغمبروں کو ایسی بیماری سے محفوظ رکھتا ہے جو لوگوں کی نفرت کا سبب ہو۔ کوئی پیغمبر گنجا نہیں تھا، کانا نہیں تھا، کوئی کوڑھ والا نہیں تھا۔ البتہ جسم کے اندر درد، پیٹ درد، بخار، صدمہ وغیرہ یہ چیزیں نبوت کے خلاف نہیں ہیں۔

حضرت ایوب علیہ السلام کی باوفا بیوی کا ذکر :

بہر حال بی بی! بڑی وفادار تھی۔محنت مشقت کر کے لاتی خود بھی کھاتی ان کو بھی کھلاتی اس نے ساتھ نہیں چھوڑا۔ایک دن ایسا ہوا کہ واپس گھر آرہی تھی ایک جگہ مجمع لگا ہوا تھا اس میں ایک حکیم کھڑا تھا لوگوں کو گولیاں اور پڑیاں دے رہا تھا یہ بھی جا کر کھڑی ہوگئیں اور کہا کہ میرا خاوند بیمار ہے اور میرے پاس پیسہ دھیلا بھی کوئی نہیں ہے۔اس نے کہا تمہارا کیا نام ہے؟ انہوں نے کہا رحمت بی بی بنت فرائیم۔خاوند کا کیا نام ہے؟ ایوب بن عیش علیہ السلام۔کہنے لگا بی بی! میں نے کوئی پیسہ نہیں لینا یہ دوائی مفت لے جاؤ مگر اتنی بات کہہ دینا کہ حکیم نے شفا دیدی، حکیم نے شفا دے دی۔وہ بناوٹی حکیم ابلیس لعین تھا۔بی بی پڑیاں لے کر گھر گئی اور کہا کہ حکیم نے دوائی مفت میں دی ہے اور کہا ہے کہ بس اتنا کہہ دینا کہ حکیم نے شفا دی ہے۔یہ شرکیہ جملہ تھا اگرچہ اس کی تاویل ہو سکتی تھی کہ حکیم شفا کا سبب بنا ہے شفا تو اللہ تعالیٰ نے دی ہے۔

دوا اِس سے شفا اُس سے نہ دوسرا شافی پایا
حکیموں کے بھی نسخوں پر ھوالشافی لکھا پایا

پہلے جو حکیم تھے نسخہ لکھتے تھے تو کنارے پر ھوالشافی لکھتے تھے۔اب تو اللہ تعالیٰ کا نام لینے والے بھی کم ہوگئے ہیں۔بہر حال حضرت ایوب علیہ السلام کو اس جملے پر غصہ آیا کہ کہہ دینا حکیم نے شفا دی ہے۔فرمایا میں تجھے سو لاٹھیاں ماروں گا ابلیس کو اتنی جرأت ہوگئی ہے کہ وہ میرے ایمان پر ڈاکا ڈالتا ہے۔یہ لاٹھیوں کا ذکر سورۃ ص میں ہے۔ایک دن رب تعالیٰ کی رحمت نے جوش مارا حضرت ایوب علیہ السلام کو فرمایا اُرْكُضْ بِرِجْلِكَ اپنے پاؤں کو زمین پر مارو هٰذَا مُغْتَسَلٌ بَارِدٌ وَّ شَرَابٌ [ص:۴۲] "یہ ایک چشمہ ہے نہانے کے

لیے ٹھنڈا اور پینے کے لیے۔'' حضرت ایوب علیہ السلام جوان کی طرح ہو گئے ۔ حضرت رحمت بی بی! رحمہا اللہ تعالیٰ لوگوں کے گھروں میں کام کر کے واپس آئی تو پہچان نہ سکی ۔ کہنے لگی یہاں میرے بیمار کمزور خاوند تھے۔ فرمایا میں ہی ہوں۔ بیوی نے کہا میرے ساتھ مسخرہ نہ کرو میں پیغمبر کی بیوی ہوں ۔ فرمایا میں ہی ایوب پیغمبر ہوں اللہ تعالیٰ نے تندرستی دی ہے۔ پھر آگے دو روایتیں ہیں۔ ایک یہ کہ اللہ تعالیٰ نے اسی اولاد کو زندہ کیا اور اتنے بچے اور دیئے اور یہ خدا کی قدرت سے بعید نہیں ہے۔

اور دوسری روایت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو صحت دی پہلے سات بیٹے تھے اب چودہ بیٹے عطا فرمائے ۔ تین بیٹیاں تھیں اب چھ دیدیں۔ حضرت ایوب علیہ السلام غسل کر رہے تھے تو اوپر سے سونے کی ٹیڈیاں گر رہی تھیں ، ڈھیر لگ گیا۔ ایوب علیہ السلام نے جلدی جلدی کپڑے سے لپیٹنا شروع کیں اللہ تعالیٰ کی طرف سے آواز آئی یَا اَیُّوْبُ اَلَمْ اَکُنْ اُغْنِیْکَ ''اے ایوب میں نے تجھے غنی نہیں کیا مال کے ساتھ۔'' کہنے لگے اے پروردگار! جب آپ دینے والے ہیں تو پھر میں کیوں نہ لوں؟ یہ روایت بخاری شریف کی ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں وَاَیُّوْبَ اِذْ نَادٰی رَبَّهٗ اور ذکر کریں ایوب علیہ السلام کا جس وقت پکارا اس نے اپنے رب کو اَنِّیْ مَسَّنِیَ الضُّرُّ بیشک مجھے پہنچی ہے تکلیف وَاَنْتَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِیْنَ اور آپ سب سے زیادہ رحم کرنے والے ہیں فَاسْتَجَبْنَا لَهٗ پس ہم نے قبول کیا اس کی دعا فَكَشَفْنَا مَا بِهٖ مِنْ ضُرٍّ پس ہم نے دور کر دیا اس کو جو ان کو تکلیف تھی وَّاٰتَیْنٰهُ اَهْلَهٗ اور ہم نے دیئے ان کو ان کے گھر کے افراد وَمِثْلَهُمْ مَّعَهُمْ اور ان جیسے اور بھی ان کے ساتھ۔ سات بیٹے پہلے تھے اب چودہ ہو گئے پہلے تین بیٹیاں

تھیں اب چھ ہوگئیں رَحۡمَةً مِّنۡ عِنۡدِنَا رحمت کرتے ہوئے اپنی طرف سے وَذِكۡرٰى لِلۡعٰبِدِيۡنَ اور نصیحت ہے عبادت کرنے والوں کے لیے کہ جو رب کے پجاری ہیں رب تعالیٰ ان کو محروم نہیں کرتے۔ وَاِسۡمٰعِيۡلَ اور ذکر کریں اسماعیل علیہ السلام کا جو فرزند تھے ابراہیم علیہ السلام کے وَاِدۡرِيۡسَ اور ادریس علیہ السلام کا جو نوح علیہ السلام کے پردادا تھے وَذَا الۡكِفۡلِ اور ذا الکفل علیہ السلام کا ذکر کریں جن کا نام بشر تھا اور وہ ایوب علیہ السلام کے بیٹے تھے۔ حضرت ایوب علیہ السلام کی وفات کے بعد اللہ تعالیٰ نے ان کو نبوت عطا فرمائی اور ان کو ذوالکفل اس لیے کہتے ہیں کہ ستر (۷۰) پیغمبر اپنے اپنے علاقے سے ہجرت کر کے ان کے پاس رہتے تھے جن کو ان کی ظالم قوموں نے نہیں چھوڑا تھا۔ انہوں نے ان کی کفالت کی تھی اس لیے ان کو ذوالکفل کہا جاتا ہے۔ نام بشر ابن ایوب بن عیش تھا۔ كُلٌّ مِّنَ الصّٰبِرِيۡنَ یہ سب کے سب صبر کرنے والے تھے وَاَدۡخَلۡنٰهُمۡ فِىۡ رَحۡمَتِنَا اور ہم نے ان کو داخل کیا اپنی رحمت میں اِنَّهُمۡ مِّنَ الصّٰلِحِيۡنَ بیشک وہ نیکوں میں سے تھے وَذَا النُّوۡنِ اور مچھلی والے کا بھی ذکر کرو، یونس بن متّٰی علیہ الصلوٰۃ والسلام۔

حضرت یونس علیہ السلام کا واقعہ :

ملک عراق کے صوبہ موصل میں نینوا شہر تھا ایک لاکھ بیس ہزار کے قریب آبادی تھی حضرت یونس علیہ السلام کو ان کی نصیحت کے لیے بھیجا گیا۔ حضرت یونس علیہ السلام نے شادی کی اللہ تعالیٰ نے ان کو دو لڑکے عطا فرمائے۔ ایک کی عمر آٹھ سال ہوگئی اور دوسرے کی گیارہ سال کے قریب۔ اتنی بڑی آبادی میں سے ایک آدمی نے بھی کلمہ نہ پڑھا، ایک آدمی بھی ایمان نہ لایا اللہ تعالیٰ نے دھمکی دی کہ اگر تم ایمان نہیں لاؤ گے تو میں تم پر عذاب نازل کروں گا۔ حضرت یونس علیہ السلام نے ایک دن وعظ کرتے ہوئے فرمایا اگر تم حق کو

قبول نہیں کروں گے تو عذاب آئے گا۔ کسی نے پوچھا کتنے دنوں میں آئے گا۔ آگے مختلف روایتیں ہیں تین دنوں میں، چالیس دنوں میں، یہ دنوں کی تعیین رب تعالیٰ کی طرف سے نہیں تھی انہوں نے اپنے اجتہاد کے ساتھ کی۔ جس وقت دن قریب آنے لگے بیوی بچے لیے اور چل پڑے کہ ان لوگوں پر تو عذاب آنا ہی ہے ہم یہاں کیوں رہیں۔ اور یہ تفسیر بھی شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلویؒ سے نقل کی گئی ہے کہ خیال ہوا کہ میری زبان سے تین کا لفظ یا چالیس دنوں کا لفظ نکلا ہے رب تعالیٰ تو میری زبان کا پابند نہیں ہے خدانخواستہ اگر عذاب نہ آیا تو قوم مجھے شرمندہ کرے گی میں چلا ہی جاؤں تو بہتر ہے۔ چلتے ہوئے راستے میں ایک قافلہ نظر آیا قافلے والوں نے کہا کہ یہ بی بی کون ہے کہاں لے جا رہے ہو؟ فرمایا یہ میری بیوی ہے یہ میرے بچے ہیں وہ زیادہ تھے ان سے بیوی چھین لی۔ آگے ایک نہر آئی ایک بچے کو نہر کے کنارے بٹھایا دوسرے کو کندھے پر بٹھایا کہ اس کو عبور کرا کے دوسرے کو لے جاؤں گا۔ نہر تیز چل رہی تھی درمیان میں پہنچے تو اُس بچے کو بھیڑیے نے اٹھا لیا جس کو کنارے بٹھا کر گئے تھے گھبرائے تو دوسرا بھی گر گیا۔ ایک کو بھیڑیا لے گیا دوسرے کو نہر لے گئی بڑی کوشش کی مگر کامیاب نہ ہوئے۔ آگے دریائے دجلہ یا فرات تھا۔ علامہ آلوسیؒ فرات کا نام لیتے ہیں کشتی لوگوں سے بھری ہوئی تھی یہ بھی ساتھ سوار ہو گئے لوگوں کے ساتھ جا رہے ہیں کچھ سمجھ نہیں آ رہی کہ کیا کرنا ہے۔ کشتی تھوڑی سی چلی اور رک گئی۔ ملاحوں نے کہا کہ ہمارا تجربہ ہے کہ جب کوئی غلام آقا سے بھاگ کر آتا ہے تو کشتی نہیں چلتی۔ قرعہ اندازی ہوئی تو ان کا نام آیا ان کو دریا میں گرا دیا گیا اور مچھلی نے نگل لیا۔ کتنا عرصہ مچھلی کے پیٹ میں رہے؟ تین دن، دس دن، چالیس دن بھی لکھے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے مچھلی سے فرمایا یہ تمہاری خوراک نہیں ہے بلکہ تمہارا پیٹ ان کے لیے جیل ہے۔

تو فرمایا آپ ذکر کریں مچھلی والے کا اِذْ ذَّھَبَ مُغَاضِبًا جس وقت وہ گیا ناراض ہوکر فَظَنَّ پس اس نے خیال کیا اَنْ لَّنْ نَّقْدِرَ عَلَیْہِ یہ کہ ہم اس پر تنگی اور سختی نہیں کریں گے فَنَادٰی فِی الظُّلُمٰتِ پس پکارا اس نے اندھیروں میں۔ مچھلی کے پیٹ کا اندھیرا، دریا کی گہرائی کا اندھیرا۔ بعض فرماتے ہیں کہ تیسرا اندھیرا بادل کا تھا اور بعض فرماتے ہیں تیسرا اندھیرا رات کا تھا۔ تو ان اندھیروں میں پکارا اَنْ لَّآ اِلٰـہَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحٰنَکَ اِنِّیْ کُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ یہ کہ نہیں ہے کوئی حاجت روا اور مشکل کشا، فریادرس، دستگیر مگر آپ ہی ہیں۔ اے پروردگار! تیری ذات پاک ہے بیشک میں ہی تھا ظالموں میں سے کہ مجھ سے خطا ہوئی ہے کہ میں اپنی رائے سے دن متعین کر کے چل پڑا آپ کی اجازت کے بغیر یہ میری غلطی تھی۔ سورہ صفّٰت آیت نمبر ۱۴۴ فَلَوْ لَآ اَنَّـہٗ کَـانَ مِنَ الْمُسَبِّحِیْنَ لَلَبِثَ فِیْ بَطْنِہٖٓ اِلٰی یَوْمِ یُبْعَثُوْنَ "پس اگر یہ بات نہ ہوتی کہ وہ تسبیح پڑھنے والوں میں سے ہوتے تو البتہ وہ ٹھہرتے مچھلی کے پیٹ میں لوگوں کو دوبارہ اٹھائے جانے کے دن تک۔" اس دعا کے بعد مچھلی نے ان کو کنارے پر ڈال دیا۔ ہل جل نہیں سکتے تھے اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت سے کدو کی بیل کو درخت بنا دیا وہ ان پر چھا گیا سایہ کیا تاکہ دھوپ نہ لگے اور رب تعالیٰ کی قدرت کہ ایک ہرنی آتی ان کو دودھ پلا جاتی تھی جسم میں قوت و طاقت آئی چل پڑے دیکھا تو ایک قافلہ آ رہا ہے ان کے پاس ان کا لڑکا تھا۔ فرمایا یہ لڑکا میرا ہے۔ وہ کہنے لگے کہ ہم بھی اس کے وارث کی تلاش میں تھے ہم نے اس کو بھیڑیئے سے چھینا ہے۔ فرمایا میرا ایک اور بچہ نہر میں بہہ گیا تھا۔ انہوں نے کہا کہ فلاں جگہ ایک ڈیرا ہے ان کے پاس اسی لڑکے کی شکل کا ایک لڑکا ہے۔ انہوں نے ہمیں کہا تھا کہ اگر کوئی اس کا وارث مل جائے تو ہمارے پاس بھیج دینا۔ وہاں گئے تو دوسرا بچہ بھی مل گیا دونوں بچے مل گئے بڑے

خوش ہوئے۔ وہ قافلے والے جنہوں نے بیوی چھینی تھی وہ فرشتے تھے رب تعالیٰ کی طرف سے امتحان تھا انہوں نے کہا کہ لو یہ تمہاری بیوی ہے اپنی امانت لے لو ہم فرشتے ہیں ہمیں رب تعالیٰ کا حکم تھا۔ اِدھر یہ کاروائی ہوئی اُدھر قوم مِن حیث القوم سب نے توبہ کی، استغفار کیا، مسلمان ہو گئے۔ اس شہر میں ایک آدمی بھی بغیر کلمے کے نہ رہا۔ اس کے بعد دنیا کی تاریخ میں تین قومیں من حیث القوم مسلمان ہوئی ہیں۔ پہلے عربی، دوسرے ترکی اور تیسرے افغانی۔ عربی جب مسلمان ہوئے تو کوئی عربی غیر مسلم نہ رہا۔ ترکی جب عثمان اول کے زمانے میں مسلمان ہوئے تو ان میں کوئی غیر مسلم نہ رہا۔ افغانی جب مسلمان ہوئے تو ان میں بھی کوئی غیر مسلم نہ رہا۔ اب روس، امریکہ، برطانیہ، جرمنی، فرانس، ان باطل اور خبیث قوموں نے مسلمانوں کے ذہن بگاڑ دیئے ہیں۔

تو یونس علیہ السلام کی ساری قوم مسلمان ہو گئی اور ان کی تلاش میں نکلے کہ وہ اللہ کا بندہ ہمیں ملے تو ہم اس سے معافی مانگیں، اس کے پاؤں پکڑیں، پاؤں دھوئیں۔ ادھر سے یہ بھی جا پہنچے قوم نے استقبال کیا اور بتایا کہ اللہ تعالیٰ کا عذاب ہمارے سروں پر آ گیا تھا ہم نے توبہ کی اللہ تعالیٰ نے معاف کر دیا۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں فَاسْتَجَبْنَا لَهُ وَنَجَّيْنٰهُ مِنَ الْغَمِّ پس ہم نے قبول کیا اس کی دعا کو اور ہم نے نجات دی اس کو پریشانی سے وَكَذٰلِكَ نُنْجِي الْمُؤْمِنِيْنَ اور اسی طرح ہم نجات دیتے ہیں مومنوں کو۔

پریشان حال آدمی کے لیے دعا:

ایک بات سمجھ لیں۔ حدیث پاک میں آتا ہے۔ دَعْوَةُ الْمَكْرُوْبِ دَعْوَةُ الذُّوالنُّوْنِ "جو آدمی پریشان ہو وہ، وہ دعا کرے جو مچھلی والے پیغمبر نے کی تھی۔" لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحٰنَكَ اِنِّيْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ اخلاص اور توجہ کے ساتھ ایک

دفعہ بھی ذکر کرو تو کافی ہے۔ کسی موقع پر کسی بزرگ نے سوا لاکھ مرتبہ اس کا ورد کیا اب لوگوں نے اس کو پلے باندھ لیا ہے۔ قطعاً اس کی کوئی حقیقت نہیں ہے ویسے ہی لوگوں کو مجبور کرتے ہیں۔ عورتوں بچوں کو اکٹھا کرتے ہیں وہ ایک گٹھلی کی جگہ چار گراتے ہیں اور سارا دھیان رس گلّوں کی طرف ہوتا ہے۔ اس دعا کا کیا اثر ہوگا؟ اخلاص کے ساتھ ایک دفعہ پڑھو اثر ہو گا اخلاص کے بغیر کچھ حاصل نہیں ہوتا اخلاص دعا کا جز ہے۔

حدیث پاک میں آتا ہے لَا يَقْبَلُ اللّٰهُ الدُّعَآءَ مِنْ قَلْبٍ غَافِلٍ ''اللہ تعالیٰ غافل دل کی دعا قبول نہیں فرماتے۔'' اللہ تعالیٰ سے مانگو ایمان کے ساتھ، اخلاص کے ساتھ اور پورے یقین کے ساتھ تو قبول ہوگی۔ خواہ مخواہ قیدیں لگانے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ بچیوں بچوں کو تلاش کرو، یہ سب خرافات ہے۔

۞ ۞ ۞
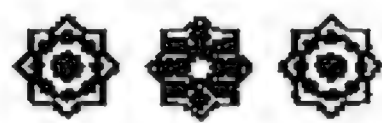
وَزَكَرِيَّآ اِذْ نَادٰى رَبَّهٗ

رَبِّ لَا تَذَرْنِىْ فَرْدًا وَّاَنْتَ خَيْرُ الْوٰرِثِيْنَ ﴿٨٩﴾ فَاسْتَجَبْنَا لَهٗ وَوَهَبْنَا لَهٗ يَحْيٰى وَاَصْلَحْنَا لَهٗ زَوْجَهٗ ۭ اِنَّهُمْ كَانُوْا يُسٰرِعُوْنَ فِى الْخَيْرٰتِ وَيَدْعُوْنَنَا رَغَبًا وَّرَهَبًا ۭ وَكَانُوْا لَنَا خٰشِعِيْنَ ﴿٩٠﴾ وَالَّتِىْٓ اَحْصَنَتْ فَرْجَهَا فَنَفَخْنَا فِيْهَا مِنْ رُّوْحِنَا وَجَعَلْنٰهَا وَابْنَهَآ اٰيَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ ﴿٩١﴾ اِنَّ هٰذِهٖٓ اُمَّتُكُمْ اُمَّةً وَّاحِدَةً ڮ وَّاَنَا رَبُّكُمْ فَاعْبُدُوْنِ ﴿٩٢﴾ وَتَقَطَّعُوْٓا اَمْرَهُمْ بَيْنَهُمْ ۭ كُلٌّ اِلَيْنَا رٰجِعُوْنَ ﴿٩٣﴾

وَزَكَرِيَّآ اور زکریا علیہ السلام کا قصہ بھی بیان کرو اِذْ نَادٰى رَبَّهٗ جس وقت پکارا اس نے اپنے رب کو رَبِّ لَا تَذَرْنِىْ اے میرے رب نہ چھوڑیں آپ مجھ کو فَرْدًا اکیلا وَّاَنْتَ خَيْرُ الْوٰرِثِيْنَ اور آپ سب سے بہتر وارث ہیں فَاسْتَجَبْنَا لَهٗ پس ہم نے قبول کر لی اس کی دعا وَوَهَبْنَا لَهٗ يَحْيٰى اور عطا کیا ہم نے اس کو یحییٰ علیہ السلام وَاَصْلَحْنَا لَهٗ زَوْجَهٗ اور ہم نے درست کر دی اس کے لیے اس کی بیوی اِنَّهُمْ بیشک وہ كَانُوْا يُسٰرِعُوْنَ تھے جلدی کرتے فِى الْخَيْرٰتِ اچھے کاموں میں وَيَدْعُوْنَنَا اور ہمیں پکارتے تھے رَغَبًا شوق کرتے ہوئے وَّرَهَبًا اور ڈرتے ہوئے وَكَانُوْا لَنَا اور وہ تھے ہمارے سامنے خٰشِعِيْنَ عاجزی کرنے والے وَالَّتِىْٓ اور اس عورت کا بھی ذکر کریں اَحْصَنَتْ فَرْجَهَا جس نے حفاظت کی اپنے ناموس کی فَنَفَخْنَا فِيْهَا مِنْ

رُوْحِنَا پس پھونکی ہم نے اس بی بی کے بدن میں اپنی طرف سے روح وَجَعَلْنٰهَا اور ہم نے بنایا اس کو وَابْنَهَآ اور اس کے بیٹے کو اٰیَةً نشانی لِّلْعٰلَمِیْنَ جہان والوں کے لیے اِنَّ هٰذِهٖۤ اُمَّتُكُمْ بیشک یہ لوگ ہیں تمہارا گروہ اُمَّةً وَّاحِدَةً ایک ہی گروہ وَّاَنَا رَبُّكُمْ اور میں تمہارا رب ہوں فَاعْبُدُوْنِ پس میری ہی عبادت کرو وَتَقَطَّعُوْٓا اَمْرَهُمْ بَیْنَهُمْ اور ٹکڑے ٹکڑے کر دیا لوگوں نے اپنا معاملہ آپس میں كُلٌّ اِلَیْنَا رٰجِعُوْنَ سب کے سب ہماری طرف ہی لوٹ کر آنے والے ہیں۔

اس سے پہلے حضرت نوح علیہ السلام کا ذکر ہوا پھر حضرت داؤد اور سلیمان علیہما السلام کا پھر حضرت ایوب علیہ السلام کا پھر حضرت اسماعیل علیہ السلام اور حضرت ادریس علیہ السلام حضرت ذوالکفل علیہ السلام کا پھر مچھلی والے حضرت یونس علیہ السلام کا۔ ان تمام انبیاء کرام علیہم السلام کے نام اسی رکوع میں آتے ہیں۔

حضرت زکریا علیہ السلام کا واقعہ :

اس کے ساتھ رب تعالیٰ فرماتے ہیں وَزَكَرِیَّآ اور آپ ان کے سامنے زکریا علیہ السلام کا ذکر کریں اِذْ نَادٰی رَبَّهٗ جس وقت پکارا زکریا علیہ السلام نے اپنے رب کو یہ فرماتے ہوئے رَبِّ لَا تَذَرْنِیْ فَرْدًا اے میرے پروردگار! نہ چھوڑیں آپ مجھ کو اکیلا وَّاَنْتَ خَیْرُ الْوٰرِثِیْنَ اور آپ تمام وارثوں میں بہتر وارث ہیں۔ حضرت زکریا علیہ السلام کا علاقہ بھی شام تھا۔ واقعہ اس طرح ہوا کہ دو بہنیں تھیں ایک حَنَّہ بنت فاقوذا اور دوسری تھیں عشاعہ بنت فاقوذ۔ حَنَّہ بنت فاقوذ حضرت عمران رحمہ اللہ تعالیٰ کے نکاح میں تھیں جو

مسجد اقصیٰ کے امام اور خطیب تھے۔ بڑے نیک طبع آدمی تھے ان کو رب تعالیٰ نے ایک لڑکا عطا فرمایا جس کا نام تھا ہارونؒ۔ اس کی جوانی ہی میں اس کے تذکرے ہوتے تھے اور یہ جوانی میں ہی فوت ہو گیا اور کوئی اولاد نہ ہوئی تو حضرت حَنَّــه نے دعا کی اے پروردگار! مجھے اولاد عطا فرما تا کہ وہ آپ کے گھر کی خدمت کرے۔ اللہ تعالیٰ نے لڑکے کی بجائے لڑکی عطا فرمائی حضرت مریم علیہا السلام حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی والدہ۔ دوسری بہن عشاعہ بنت فاقوذ کا نکاح حضرت زکریا علیہ السلام کے ساتھ ہوا۔ اس وقت حضرت زکریا علیہ السلام کی عمر مبارک پچیس سال تھی۔ شادی کے بعد پچانوے سال گزر گئے حضرت زکریا علیہ السلام کی عمر ایک سو بیس سال ہوگئی بیوی کی عمر ننانوے سال لکھی ہے کوئی اولاد نہ ہوئی۔ حضرت زکریا علیہ السلام نے دعا کی اے پروردگار! وارث عطا فرما یہ نیکی کا کام چلتا رہے۔ اس کا ذکر ہے اِذْ نَــادٰی رَبَّــهٗ جس وقت پکارا اس نے اپنے رب کو رَبِّ لَا تَـذَرْنِیْ فَرْدًا وَّاَنْـتَ خَیْرُ الْوٰرِثِیْنَ اے میرے رب نہ چھوڑیں آپ مجھ کو اکیلا اور آپ سب سے بہتر وارث ہیں۔

پیغمبر کی وراثت علمی ہوتی ہے نہ کہ مالی :

اس وراثت سے مراد دینی اور علمی وراثت ہے کہ یہ اچھا کام چلتا رہے دین کی خدمت ہمارے خاندان میں رہے۔ جن نادانوں نے یہ سمجھا ہے کہ مال کا وارث مانگا تھا انہوں نے غلط سمجھا ہے۔

پہلی بات تو یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے پیغمبروں کے ہاں مال کی حیثیت کیا ہے؟ اگر دعا مانگنے والے ہم ہوتے تو بات علیحدہ تھی۔ اللہ تعالیٰ کے معصوم پیغمبر کو مال کے ساتھ اتنی محبت ہوتی ہے جتنی ہمیں ہے؟ قطعاً نہیں!

دوسری بات یہ ہے کہ زکریا علیہ السلام کے پاس کتنا مال تھا؟ تیشہ آری چلا کر اپنا وقت گزارتے تھے۔ مسلم شریف کی روایت میں ہے کَانَ عَبۡدًا نَجَّارًا ''ترکھان تھے۔'' پھر مشینی دور بھی نہیں تھا کہ بٹن دبایا اور بہت کچھ ہو گیا۔ نمازیں بھی پڑھنی ہیں، تبلیغ کا کام بھی کرنا ہے اور دین کے کام بھی کرنے ہیں، مہمانوں کو بھی بھگتانا ہے۔ ایک جان ہے گھر میں اور کوئی ہے بھی نہیں۔ تو تیشے آری سے کتنی دولت انہوں نے کمائی ہوگی جس کی فکر تھی کہ وارث مانگ رہے تھے۔ اور سورۃ مریم آیت نمبر ۶ میں تم پڑھ چکے ہو یَرِثُنِیۡ وَ یَرِثُ مِنۡ اٰلِ یَعۡقُوۡبَ ''وہ میرا وارث ہو اور آل یعقوب کا وارث ہو۔'' اگر مال کی وراثت مراد ہو تو حضرت زکریا علیہم السلام کی وراثت تو مل سکتی ہے یعقوب علیہ السلام کے سارے خاندان کی وراثت اس کو کیسے مل سکتی ہے؟

مثال کے طور پر یوں سمجھو کہ اس وقت کوئی سید دعا کرے کہ اے پروردگار! مجھے بیٹا دے جو میرا بھی وارث بنے اور سب سیدوں کا وارث بنے، کوئی جاٹ برادری کا دعا کرے کہ اے پروردگار! مجھے بیٹا عطا فرما جو میرا بھی وارث بنے اور سب جاٹوں کا وارث بنے۔ بھئی! تیرا بیٹا تیرا تو وارث بنے گا باقیوں کا کیسے وارث بنے گا؟ یہ الفاظ خود بتلا رہے ہیں کہ رسالت کی وراثت، دین کی وراثت، شریعت کی وراثت مراد ہے۔ یہ کس موقع پر دعا کی؟ حضرت مریم علیہا السلام ان کی کفالت میں تھیں ابھی بالغ بھی نہیں ہوئی تھیں جالی دار کمرہ تھا تازہ ہوا آتی رہتی تھی حضرت زکریا علیہ السلام جب جاتے تھے تو تالا لگا کر جاتے تھے اور چابی اپنے پاس رکھتے تھے۔ جب واپس آتے تو ان کے پاس پھلوں کا ڈھیر لگا ہوا دیکھتے قَالَ ''فرمانے لگے یٰمَرۡیَمُ اَنّٰی لَکِ ھٰذَا اے مریم! یہ روزی کہاں سے آتی ہے قَالَتۡ ھُوَ مِنۡ عِنۡدِ اللّٰہِ [آل عمران: ۳۷] فرمانے لگیں یہ رب تعالیٰ کی طرف سے

ہے۔'' حضرت مریم علیہا السلام کی کرامت تھی۔ نبی کا معجزہ ہوتا ہے امت کی کرامت ہوتی ہے۔ پھر وہ بے موسم کا پھل ہوتا تھا یہ دیکھ کر زکریا علیہ السلام کے دل میں رقت پیدا ہوئی کہ جو پروردگار ان کو بے موسم کے پھل دے سکتا ہے تو مجھے بھی بغیر موسم کے پھل دے سکتا ہے هُنَا لِكَ دَعَا زَكَرِيَّا رَبَّهٗ اسی کمرے میں کھڑے ہو کر نماز پڑھی اور دعا کی اے پروردگار! اگر چہ میری عمر تو نہیں ہے ایک سو بیس سال میری عمر ہے وَامْرَاَتِیْ عَاقِرًا اور بیوی میری بانجھ ہے، مجھے بغیر موسم کے پھل عطا فرما۔ اللہ تعالیٰ نے دعا قبول فرمائی ابھی نماز میں تھے کہ جبرائیل علیہ السلام آ گئے کہ اللہ تعالیٰ نے تمہاری دعا قبول فرمالی ہے اللہ تعالیٰ آپ کو لڑکا دے گا اور اس کا نام بھی خود رکھا ہے یحییٰ علیہ السلام۔ حضرت زکریا علیہ السلام نے تعجب کا اظہار کیا اَنّٰی یَكُوْنُ لِیْ غُلٰمٌ ''میرے ہاں بچہ کیسے ہوگا بڑھاپے کی وجہ سے میری کمر ٹیڑھی ہوگئی ہے وَاشْتَعَلَ الرَّاْسُ شَیْبًا سر کے بال سفید ہو گئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے فرشتے نے کہا رب تعالیٰ کے لیے کوئی کام مشکل نہیں ہے قَدْ خَلَقْتُكَ مِنْ قَبْلُ وَلَمْ تَكُ شَیْئًا [مریم:۹] تحقیق میں نے تجھے پیدا کیا اس سے پہلے اور نہیں تھے آپ کوئی چیز۔'' حضرت زکریا علیہ السلام نے کہا کہ مجھے کوئی نشانی بتلاؤ کہ جس سے میں سمجھ جاؤں کہ میری بیوی باامید ہوگئی ہے۔ فرمایا نشانی یہ ہے کہ اَنْ لَّا تُكَلِّمَ النَّاسَ ثَلٰثَ لَیَالٍ سَوِیًّا [مریم:۱۰] تین راتوں کا ذکر بھی ہے اور تین دنوں کا ذکر بھی ہے کہ آپ لوگوں سے بات کرنا چاہیں گے تو آپ کی زبان نہیں چلے گی۔ اللہ تعالیٰ کے ذکر میں کوئی رکاوٹ نہیں ہوگی اور ہوگی بھی زبان ٹھیک کسی تکلیف یا بیماری کی وجہ سے رکاوٹ نہیں بنے گی۔ چنانچہ حضرت یحییٰ علیہ السلام پیدا ہوئے جوان کے صحیح جانشین بنے۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں فَاسْتَجَبْنَا لَهٗ پس ہم نے قبول کی اس کی دعا وَوَهَبْنَا

لَهٗ يَحْيٰى اور ہم نے عطا کیا زکریا علیہ السلام کو یحییٰ علیہ السلام وَاَصْلَحْنَا لَهٗ زَوْجَهٗ اور ہم نے درست کردی، ٹھیک کردی ان کی بیوی۔ جو بانجھ پن کی وجہ سے نقص تھا وہ دور کر دیا۔ جائز عملیات کی کتابوں میں ہے کہ جو شخص اخلاص کیساتھ اس دعا کو پڑھے رَبِّ لَا تَذَرْنِىْ فَرْدًا وَّاَنْتَ خَيْرُ الْوٰرِثِيْنَ اگر رب تعالیٰ کی طرف سے اولاد کی منظوری ہوگئی تو اولاد ملے گی اور اگر اللہ تعالیٰ کی طرف سے منظوری نہ ہوئی تو پھر کچھ بھی نہیں ہوگا اولاد رب تعالیٰ ہی نے دینی ہے۔ سورۃ شوریٰ آیت نمبر ۴۹-۵۰ میں ہے يَهَبُ لِمَنْ يَّشَآءُ اِنَاثًا ”بخشتا ہے جس کو چاہتا ہے بیٹیاں وَيَهَبُ لِمَنْ يَّشَآءُ الذُّكُوْرَ اور بخشتا ہے جس کو چاہتا ہے بیٹے اَوْ يُزَوِّجُهُمْ ذُكْرَانًا وَّاِنَاثًا یا جوڑے جوڑے دیتا ہے بیٹے بیٹیاں وَيَجْعَلُ مَنْ يَّشَآءُ عَقِيْمًا اور بنا دیتا ہے جس کو چاہتا ہے بانجھ۔“ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی طبعی خواہش تھی کہ رب تعالیٰ مجھے کوئی اولاد دے مگر رب تعالیٰ کی طرف سے مقدر نہیں تھی نہیں ملی۔ حالانکہ امام الانبیاء اللہ تعالیٰ کی مخلوق میں سب سے اعلیٰ شخصیت کی بیوی ہیں۔ تو مقدر نہیں تو کچھ بھی نہیں ہے۔

حضرت عائشہ صدیقہؓ کی طبعی خواہش تھی اللہ تعالیٰ مجھے اولاد دے :

ایک دفعہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اپنے بھانجے عبداللہ ابن زبیر جو حضرت اسماء بنت صدیق اکبر ﷺ کے لڑکے ہیں کو گود میں بٹھایا ہوا تھا۔ فرمانے لگیں رب تعالیٰ مجھے بھی کوئی بچہ دیتا تو میں بھی خوشی کرتی۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا یہ تیرا بھانجا ہے یہ بھی تیرا بچہ ہے اس کو بیٹا بنالو۔ تو انہوں نے عبداللہ بن زبیر ﷺ کو بیٹا بنالیا اور انہی کی نسبت سے ان کی کنیت ہے اُمّ عبداللہ۔ آدمی ان کی کنیت پڑھ کے حیران ہوتا ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی تو اولاد نہیں تھی وہ اُمّ عبداللہ کیسے ہوگئیں؟ وہ اصل

میں بھانجے ہیں اور حضرت اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بیٹے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا یہ تمہارا بیٹا ہے۔ رب تعالیٰ کی حکمتیں ہیں ہم آپ نہیں سمجھ سکتے۔

تو اللہ تعالیٰ نے حضرت زکریا علیہ السلام کی دعا کو قبول فرمایا بیوی کو ٹھیک کر دیا اور یحییٰ علیہ السلام عطا فرمائے۔ کیوں؟ اِنَّھُمْ کَانُوْا یُسٰرِعُوْنَ فِی الْخَیْرٰتِ بیشک وہ تھے جلدی کرتے نیک کاموں میں۔ ہم تو دنیا کے کاموں میں دنیا کمانے میں جلدی کرتے ہیں اور دین کے بارے میں بڑے لاپرواہیں۔ وہ دین کے کاموں میں ایک دوسرے سے آگے بڑھنے کی کوشش کرتے تھے حالانکہ ہمیں حکم ہے فَاسْتَبِقُوا الْخَیْرَات [سورۃ البقرہ] ”نیکیوں میں ایک دوسرے سے آگے بڑھنے کی کوشش کرو۔“ وَیَدْعُوْنَنَا رَغَبًا وَّرَھَبًا اور ہمیں پکارتے تھے شوق کرتے ہوئے اور ڈرتے ہوئے۔ خوشی اور غمی میں ہمیں ہی پکارتے تھے۔ ایسے نہیں کہ غمی آئے تو کوئی اور حاجت روا، مشکل کشا اور دستگیر ہو جائے اور خوشی اور راحت آ جائے تو کسی اور جگہ دیگیں چڑھانے لگ جائیں۔ وہ ہر حال میں اپنے رب ہی کو پکارتے تھے وَکَانُوْا لَنَا خٰشِعِیْنَ اور وہ تھے ہمارے سامنے عاجزی کرنے والے۔ وہ اللہ تعالیٰ کی مخلوق میں سے کسی سے نہیں ڈرتے تھے وَالَّتِیْٓ اور اس بی بی کا بھی ذکر کرو اَحْصَنَتْ فَرْجَھَا جس نے حفاظت کی اپنے ناموس کی، اپنی شرمگاہ کو محفوظ رکھا فَنَفَخْنَا فِیْھَا مِنْ رُّوْحِنَا پس پھونکی ہم نے اس بی بی کے بدن میں اپنی طرف سے روح وَجَعَلْنٰھَا وَابْنَھَآ اٰیَۃً لِّلْعٰلَمِیْنَ اور ہم نے بنایا اس کو اور اس کے بیٹے کو نشانی جہان والوں کے لیے۔

یہ تفصیل آپ حضرات سورۃ مریم میں سن چکے ہیں کہ حضرت مریم علیہا السلام جب جوان ہوئیں سولہ سترہ سال کی عمر تھی مکان کے شرقی کونے میں دو دیواروں کیساتھ کپڑا لٹکا

کر غسل کیا سادہ زمانہ تھا غسل کے بعد کپڑے پہنے تو دیکھا کہ ایک صحت مند نوجوان کھڑا ہے، گھبرا گئیں۔ فرمانے لگیں اِنِّیۡۤ اَعُوۡذُ بِالرَّحۡمٰنِ مِنۡکَ اِنۡ کُنۡتَ تَقِیًّا [مریم:۱۸] ''میں پناہ لیتی ہوں رحمان کے ساتھ تجھ سے اگر تو ڈرنے والا ہے۔'' تو یہاں سے چلا جا۔ خیال گزرا کہ تنہائی میں کسی برے ارادے سے آیا ہے۔ وہ حقیقت میں حضرت جبرائیل علیہ السلام تھے فَتَمَثَّلَ لَهَا بَشَرًا سَوِيًّا ''وہ متمثل ہوئے ان کے سامنے ایک پورے انسان کی شکل میں۔'' فرمایا بی بی! ڈرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے اِنَّمَاۤ اَنَا رَسُوۡلُ رَبِّکِ ''میں تو آپ کے رب کا بھیجا ہوا فرشتہ ہوں جبرائیل علیہ السلام۔'' تاکہ آپ کو لڑکا دوں اور لڑکا اس طرح دوں گا کہ میں بدن میں پھونک ماروں گا رب تعالیٰ آپ کے بدن میں بچے کا وجود بنا دے گا۔ حضرت مریم علیہا السلام نے کہا اَنّٰی یَکُوۡنُ لِیۡ غُلٰمٌ وَّلَمۡ یَمۡسَسۡنِیۡ بَشَرٌ وَّلَمۡ اَکُ بَغِیًّا [مریم:۲۰] ''کہاں سے ہوگا میرے لیے لڑکا اور نہیں چھوا مجھے کسی انسان نے اور نہیں ہوں میں بدکار۔'' میری شادی نہیں ہوئی کہ جائز طریقے سے ہو اور میں نے ناجائز بھی کوئی حرکت نہیں کی۔ یہی دو طریقے ہیں بچہ ہونے کے۔ اللہ تعالیٰ کے معصوم فرشتے نے کہا کَذٰلِکِ اللّٰہُ یَخۡلُقُ مَا یَشَآءُ [آل عمران:۴۷] ''اسی طرح اللہ تعالیٰ پیدا کرتا ہے جو چاہتا ہے۔'' حضرت عیسیٰ علیہ السلام بغیر والد کے پیدا ہوئے ہیں چونکہ ان کا والد کوئی نہیں ہے اس لیے رب تعالیٰ فرماتے ہیں کہ وَجَعَلۡنٰهَا وَابۡنَهَاۤ اٰیَۃً لِّلۡعٰلَمِیۡنَ اور بنایا ہم نے مریم علیہا السلام اور اس کے بیٹے عیسیٰ علیہ السلام کو نشانی جہان والوں کے لیے کہ بی بی کو بغیر خاوند کے بیٹا ملا اور بیٹا بغیر باپ کے پیدا ہوا۔

عیسائیوں کے غلط نظریہ کا رد :

بات سمجھ لیں کہ عیسائی کہتے ہیں کہ عیسیٰ علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے بیٹے ہیں۔ چنانچہ

ہجرت کے نویں سال رجب کے مہینے میں نجران کے عیسائیوں کا ایک وفد آنحضرت ﷺ کے پاس آیا مناظرہ تو نہ ہوا سرسری گفتگو ہوئی، مناظرہ ہی سمجھ لو۔ایک پادری بولا کہ آپ بتائیں اگر عیسیٰ علیہ السلام کا والد اللہ تعالیٰ نہیں ہے معاذ اللہ تعالیٰ تو پھر کون ہے؟ سورہ آل عمران آیت نمبر ۵۹ میں اس کا جواب ہے اِنَّ مَثَلَ عِیسٰی عِندَ اللّٰهِ كَمَثَلِ اٰدَمَ ''بیشک عیسیٰ علیہ السلام کی مثال اللہ تعالیٰ کے ہاں ایسی ہے جیسے آدم علیہ السلام خَلَقَهٗ مِنْ تُرَابٍ پیدا کیا اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو مٹی سے۔'' اگر بغیر باپ کے پیدا ہونا دلیل ہے اللہ تعالیٰ کے بیٹے ہونے کی تو پھر آدم علیہ السلام تو ماں باپ دونوں کے بغیر پیدا ہوئے ہیں ورنہ بتلاؤ آدم علیہ السلام کا باپ کون ہے اور ان کی ماں کون ہے؟ لہٰذا کہو نا کہ آدم علیہ السلام رب تعالیٰ کے بیٹے ہیں اور تم سب رب تعالیٰ کے پوتے پڑپوتے اور نور سے ہوئے معاذ اللہ تعالیٰ۔ کتنی صاف آیتیں ہیں سمجھنے کے لیے کہ عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کی طرح کلمہ کن سے پیدا فرمایا ہے بغیر باپ کے جس طرح آدم علیہ السلام کو پیدا فرمایا ہے بغیر ماں باپ کے۔

مرزا قادیانی کی زبان درازی :

لیکن ناس ہو جائے قادیانیوں کا اور ان کے جھوٹے نبی کا جس نے عیسیٰ علیہ السلام کا باپ اور بہن بھائی بھی بنا ڈالے۔ مرزا غلام احمد قادیانی اپنی کتاب ''کشتی نوح'' طبع قادیان صفحہ نمبر ۱۶ پر لکھا ہے کہ مولوی بڑی بری چیز ہوتے ہیں۔ پھر مولوی کو حرف تہجی کے لحاظ سے گالیاں دی ہیں الف سے اُلو وغیرہ۔ کہتا ہے کہ یہ مولوی کہتے ہیں میں عیسیٰ علیہ السلام کی توہین کرتا ہوں میں تو عیسیٰ علیہ السلام کی تعظیم کرتا ہوں، اس کی ماں کی تعظیم کرتا ہوں، ان کے والد یوسف نجار کی تعظیم کرتا ہوں، عیسیٰ علیہ السلام کے چھ بہن بھائیوں کی

تعظیم کرتا ہوں مجھ سے زیادہ احترام کرنے والا کون ہے؟ یہ ہے تعظیم کہ رب تعالیٰ فرماتے ہیں میں نے بغیر باپ کے پیدا کیا ہے اور یہ لکھتا ہے کہ یوسف نجار والد ہے۔ رب تعالیٰ نے عیسیٰ علیہ السلام کو اکیلا پیدا کیا اور اس نے چھ بہن بھائی بنا ڈالے اور اس کی ایک کتاب ہے ''تریاق القلوب'' اس میں لکھا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تین دادیاں اور تین نانیاں زنا کار اور کسبی عورتیں تھیں لاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم۔ اس موضوع پر مولانا شبیر احمد عثمانیؒ نے ایک رسالہ لکھا ''الشہاب الثاقب'' ظفر اللہ قادیانی (جو پاکستان کا وزیر خارجہ تھا) نے اس پر پابندی لگوائی تھی۔ بڑا علمی رسالہ ہے علماء کا ایک وفد گورنر پنجاب سردار عبدالرب نشتر کو ملا حوالے پیش کیے کہ اس میں جو کچھ لکھا ہے وہ حقیقت ہے وہ حوالے سن کر رو پڑا اور کہا کہ علماء کی چیخ پکار بالکل صحیح ہے لیکن میں مجبور ہوں ملازم ہوں تم اوپر رابطہ کرو۔ اب مرزائیت کا خطرہ کم ہے چونکہ اس پر بڑا کام ہو چکا ہے اور رافضیت کا خطرہ زیادہ ہے۔ معلوم نہیں ہمارے بادشاہ ایران سے کیا آرڈر لے کر آئے ہیں اس بات کو بھولنا نہیں نوٹ کر لیں کہ پاکستان کے لیے اس وقت سب سے بڑا فتنہ رافضی اور شیعہ ہے۔

رب تعالیٰ فرماتے ہیں اِنَّ هٰذِهٖٓ اُمَّتُكُمْ بیشک یہ لوگ ہیں تمہارا گروہ اُمَّةً وَّاحِدَةً ایک ہی گروہ۔ یہ جن بزرگوں کا ذکر ہوا ہے نوح علیہ السلام، ابراہیم علیہ السلام، ایوب علیہ السلام، زکریا علیہ السلام، داؤد علیہ السلام، سلیمان علیہ السلام، اسماعیل علیہ السلام وعلی ھذا القیاس یہ سچا گروہ ایک ہی گروہ تھا وَّاَنَا رَبُّكُمْ اور میں تمہارا رب ہوں فَاعْبُدُوْنِ پس تم عبادت میری کرنا ان کی نہ کرنا یہ پیغمبر ہیں خدا نہیں ہیں وَتَقَطَّعُوْٓا اَمْرَهُمْ بَيْنَهُمْ اور لوگوں نے اپنا معاملہ آپس میں ٹکڑے ٹکڑے کر لیا۔ کوئی کچھ بن گیا کوئی کچھ بن گیا صحیح دین پر نہ رہے اور شک نہ کریں كُلٌّ اِلَيْنَا رٰجِعُوْنَ سب کے سب ہماری

طرف ہی لوٹ کر آنے والے ہیں ہم ان کے ساتھ نمٹ لیں گے۔

۞۞۞

فَمَنْ يَّعْمَلْ مِنَ الصّٰلِحٰتِ وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَا كُفْرَانَ لِسَعْيِهٖ ۚ وَاِنَّا لَهٗ كٰتِبُوْنَ ﴿۹۴﴾ وَحَرٰمٌ عَلٰى قَرْيَةٍ اَهْلَكْنٰهَآ اَنَّهُمْ لَا يَرْجِعُوْنَ ﴿۹۵﴾ حَتّٰٓى اِذَا فُتِحَتْ يَاْجُوْجُ وَمَاْجُوْجُ وَهُمْ مِّنْ كُلِّ حَدَبٍ يَّنْسِلُوْنَ ﴿۹۶﴾ وَاقْتَرَبَ الْوَعْدُ الْحَقُّ فَاِذَا هِيَ شَاخِصَةٌ اَبْصَارُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ۭ يٰوَيْلَنَا قَدْ كُنَّا فِيْ غَفْلَةٍ مِّنْ هٰذَا بَلْ كُنَّا ظٰلِمِيْنَ ﴿۹۷﴾ اِنَّكُمْ وَمَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ حَصَبُ جَهَنَّمَ ۭ اَنْتُمْ لَهَا وٰرِدُوْنَ ﴿۹۸﴾ لَوْ كَانَ هٰٓؤُلَاۗءِ اٰلِهَةً مَّا وَرَدُوْهَا ۭ وَكُلٌّ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ﴿۹۹﴾ لَهُمْ فِيْهَا زَفِيْرٌ وَّهُمْ فِيْهَا لَا يَسْمَعُوْنَ ﴿۱۰۰﴾

فَمَنْ يَّعْمَلْ پس جو شخص عمل کرے گا مِنَ الصّٰلِحٰتِ اچھے کاموں کا وَهُوَ مُؤْمِنٌ بشرطیکہ وہ مومن ہو فَلَا كُفْرَانَ پس ناقدری نہیں کی جائے گی لِسَعْيِهٖ اس کی محنت کی وَاِنَّا لَهٗ كٰتِبُوْنَ اور بیشک ہم اس کو لکھنے والے ہیں وَحَرٰمٌ اور لازم ہو چکا ہے عَلٰى قَرْيَةٍ اس بستی پر اَهْلَكْنٰهَآ جسکو ہم نے ہلاک کیا ہے اَنَّهُمْ لَا يَرْجِعُوْنَ کہ بیشک وہ نہیں لوٹیں گے حَتّٰٓى اِذَا فُتِحَتْ يَاْجُوْجُ وَمَاْجُوْجُ یہاں تک کہ جب کھولے جائیں گے یاجوج ماجوج وَهُمْ مِّنْ كُلِّ حَدَبٍ اور وہ ہر اونچی جگہ سے يَّنْسِلُوْنَ پھسلتے ہوئے چلے آئیں گے وَاقْتَرَبَ الْوَعْدُ الْحَقُّ اور قریب ہو گا وعدہ سچا فَاِذَا هِيَ پس قصہ یہ ہو گا شَاخِصَةٌ اَبْصَارُ الَّذِيْنَ کھلی رہ جائیں گی آنکھیں ان لوگوں کی كَفَرُوْا جو کافر

ہیں یٰوَیۡلَنَا کہیں گے ہائے افسوس ہمارے اوپر قَدۡ کُنَّا فِیۡ غَفۡلَۃٍ مِّنۡ ھٰذَا تحقیق تھے ہم غفلت میں اس چیز کے بارے میں بَلۡ کُنَّا ظٰلِمِیۡنَ بلکہ ہم ظالم تھے اِنَّکُمۡ بیشک تم وَمَا تَعۡبُدُوۡنَ اور جن کی تم عبادت کرتے ہو مِنۡ دُوۡنِ اللّٰہِ اللہ تعالیٰ سے نیچے نیچے حَصَبُ جَھَنَّمَ جہنم کا ایندھن ہونگے اَنۡتُمۡ لَھَا وَارِدُوۡنَ تم اس میں وارد ہونے والے ہو لَوۡ کَانَ ھٰۤؤُلَآءِ اٰلِھَۃً اگر ہوتے یہ الٰہ مَّا وَرَدُوۡھَا تو نہ وارد ہوتے دوزخ میں وَکُلٌّ فِیۡھَا خٰلِدُوۡنَ اور سب کے سب اس میں ہمیشہ رہیں گے لَھُمۡ فِیۡھَا زَفِیۡرٌ ان کے لیے اس جہنم میں گدھے کی آواز ہوگی وَّھُمۡ فِیۡھَا لَا یَسۡمَعُوۡنَ اور وہ اس دوزخ میں سنیں گے نہیں۔

کراماً کاتبین کی ڈیوٹیوں کا ذکر :

اس سے پہلی آیت کا آخری جملہ ہے کُلٌّ اِلَیۡنَا رٰجِعُوۡنَ سب کے سب ہماری طرف لوٹ کر آنے والے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی سچی عدالت میں قیامت والے دن پیش ہونا ہے۔ پھر کیا ہوگا؟ فَمَنۡ یَّعۡمَلۡ مِنَ الصّٰلِحٰتِ پس جو شخص عمل کرے گا اچھے کاموں کا اور نرے اچھے کام معتبر نہیں ہیں وَھُوَ مُؤۡمِنٌ بشرطیکہ وہ مومن ہو۔ مومن ہے اور اچھے کام کرتا ہے فَلَا کُفۡرَانَ لِسَعۡیِہٖ پس ناقدری نہیں کی جائے گی اس کی محنت کی بلکہ ایک نیکی کا اجر دس گنا ملے گا اور جو نیکی فی سبیل اللہ کی مد میں ہوگی اس کا اجر سات سو گنا ملے گا وَاِنَّا لَہٗ کٰتِبُوۡنَ اور بیشک ہم اس کو لکھنے والے ہیں۔ اللہ تعالیٰ خود نہیں لکھتے اس کے حکم سے اس کے فرشتے کراماً کاتبین لکھتے ہیں۔ نیکیاں لکھنے والا دائیں کندھے پر بیٹھا ہے اور بدیاں لکھنے والا بائیں کندھے پر بیٹھا ہے عَنِ الۡیَمِیۡنِ وَعَنِ الشِّمَالِ قَعِیۡدٌ [سورۃ ق]

دو فرشتوں کی ڈیوٹی دن کی ہے اور دو کی رات کی ۔ہے اور ان کی ڈیوٹیاں نماز کے وقت تبدیل ہوتی ہیں مثلاً اب جب تم نے فجر کی نماز شروع کی اور اللہ اکبر کہا تو اس مسجد کے ساتھ جتنے لوگ وابستہ ہیں محلے کے سب فرشتوں کی ڈیوٹی بدل گئی رات کے فرشتے بدل گئے دن کے فرشتوں نے چارج لے لیا۔ مَا يَلْفِظُ مِنْ قَوْلٍ اِلَّا لَدَيْهِ رَقِيْبٌ عَتِيْدٌ [ق:۲۶] ''نہیں بولتا وہ کوئی لفظ مگر اس کے پاس ایک نگران ہوتا ہے تیار۔'' جو فوراً لکھ لیتا ہے۔ نیکی ہے تو فوراً لکھی جاتی ہے برائی ہے تو تھوڑا سا وقفہ کرتے ہیں کہ شاید یہ بندہ توبہ کر لے اگر توبہ کر لے تو پھر نہیں لکھتے پھر توبہ لکھی جاتی ہے اور وہ نیکی ہو گئی۔ تو فرشتے نیکیاں بدیاں لکھتے ہیں۔ قول بھی ،فعل بھی آنکھوں کے اشارے بھی اور یہ سارا لکھا ہوا قیامت والے دن سامنے آئے گا اور اللہ تعالیٰ فرمائیں گے اِقْرَاْ كِتٰبَكَ كَفٰى بِنَفْسِكَ الْيَوْمَ عَلَيْكَ حَسِيْبًا [بنی اسرائیل:۱۴] ''پڑھ اپنی کتاب کافی ہے تیرا نفس آج کے دن تجھ پر محاسبہ کرنے والا۔'' دنیا میں کوئی پڑھنا جانتا ہے یا نہیں جانتا وہاں سارے اپنا اعمال نامہ خود پڑھیں گے سب کو اللہ تعالیٰ ادراک وشعور عطا فرمائے گا۔ تھوڑا سا پڑھے گا رب تعالیٰ فرمائیں گے ذرا ٹھہر جا! اَقَدْ ظَلَمَكَ كَتَبِىْ ''کیا میرے فرشتوں نے تیرے ساتھ کوئی زیادتی کی ہے؟'' جو کچھ تو نے کیا اور کہا ہے وہی کچھ لکھا ہے نا۔ کہے گا اے پروردگار! جو کچھ کہا تھا اور جو کچھ کیا تھا وہی لکھا ہے۔ فرمائیں گے اچھا اور پڑھو۔ جب کچھ صفحات پڑھ لے گا رب تعالیٰ فرمائیں گے بتلا بندے میرے فرشتوں نے تیرے ساتھ کوئی زیادتی تو نہیں کی؟ کہے گا نہیں۔ تو بندہ اپنا اعمال نامہ خود پڑھے گا اور یہ جتنی باتیں میں نے کی ہیں سب قرآن پاک میں موجود ہیں۔ تو فرمایا فَلَا كُفْرَانَ لِسَعْيِهٖ اس کی محنت کی ناقدری نہیں کی جائے گی اور بیشک ہم اس کو لکھنے والے ہیں۔

اعمال لکھنے کی وجہ :

کسی سائل نے سوال کیا کہ کیوں لکھتے ہیں؟ فرمایا ایسے لوگ بھی ہوں گے جو اپنے اعمال کا انکار کریں گے۔ جب پہلی پیشی ہوگی کہ بتلاؤ وہ تمہارے شریک ہیں جن کے متعلق تم بڑے دعوے کرتے تھے؟ کہیں گے وَاللّٰہِ رَبِّنَا مَا کُنَّا مُشْرِکِیْنَ [انعام:۲۳] "قسم ہے اللہ تعالیٰ کی جو ہمارا پروردگار ہے نہیں تھے ہم شرک کرنے والے۔" پھر اللہ تعالیٰ فرمائیں گے اپنی کتاب پڑھو، تو پھر اقرار کریں گے۔ یہ باتیں مختلف اوقات میں ہوں گی۔ فرمایا وَحَرٰمٌ یہاں حرام کا معنٰی لازم اور واجب ہے۔ اور مقرر اور لازم ہو چکا ہے عَلٰی قَرْیَۃٍ ایسی بستی پر اَھْلَکْنٰھَآ جس بستی کو ہم نے ہلاک کیا کہ اَنَّھُمْ لَا یَرْجِعُوْنَ بیشک وہ نہیں لوٹیں گے دنیا کی طرف۔

خرق عادت کے طور پر مردہ دنیا میں آ سکتا ہے :

قانون یہی ہے کہ جو اس دنیا سے گیا ہے واپس نہیں آئے گا۔ ہاں! معجزے اور خرقِ عادت کے طور پر مردوں کا زندہ ہونا قرآن پاک میں موجود ہے۔ موسیٰ علیہ السلام کے زمانے میں ایک آدمی کو ناحق قتل کر دیا گیا تھا یہ قضیہ موسیٰ علیہ السلام کے سامنے پیش ہوا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ان کو کہو ایک بیل ذبح کر کے گوشت کا ٹکڑا مقتول کے بدن پر مارو وہ زندہ ہو کر بتلا دے گا۔ چنانچہ اس نے زندہ ہو کر بتلا دیا کہ میرا قاتل فلاں ہے۔ قرآن پاک میں مذکور ہے کہ وہ زندہ ہوا۔ موسیٰ علیہ السلام ستر آدمیوں کو کوہ طور لے گئے، رب تعالیٰ کا کلام سن کر کہنے لگے ہمیں کیا معلوم کون بول رہا ہے؟ جن بول رہا ہے، فرشتہ بول رہا ہے لَنْ نُّؤْمِنَ لَکَ حَتّٰی نَرَی اللّٰہَ جَھْرَۃً [بقرہ:۵۵] "ہم ہرگز آپ کی تصدیق نہیں کریں گے یہاں تک کہ ہم دیکھ لیں اللہ تعالیٰ کو ظاہر۔" اللہ تعالیٰ نے ان پر بجلی

گرائی وہ ستر کے ستر ہلاک ہو گئے۔رب تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کی دعا سے ان کو زندہ کیا
ثُمَّ بَعَثْنٰکُمْ مِنْ بَعْدِ مَوْتِکُمْ ''پھر اٹھایا ہم نے تم کو تمہاری موت کے بعد۔'' اسی طرح
حضرت حِزْقِیْل علیہ السلام کی قوم کا واقعہ بھی دوسرے پارے میں آتا ہے۔ان کی قوم کے
ہزاروں لوگوں نے جہاد سے بھاگ کر جنگل میں ڈیرا لگا لیا۔رب تعالیٰ نے فرمایا سب مر
جاؤ۔آٹھ دن کے بعد اللہ تعالیٰ نے ان کو زندہ کیا اور بتایا کہ جہاد سے کوئی نہیں مرتا جب
تک زندگی باقی ہو اور جس نے مرنا ہے وہ گھر میں ہو پھر بھی موت آجائے گی۔

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی موت کا واقعہ :

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ موت کے وقت بڑے روتے تھے۔ساتھی عیادت کے
لیے آتے تو کہتے حضرت آپ صحابی ہیں اور جہاد میں بڑے کارنامے سرانجام دیئے ہیں
شام کا علاقہ آپ کے ہاتھ پر فتح ہوا ہے آخرت کے لیے بڑا ذخیرہ جمع کیا ہے کیوں روتے
ہو؟ فرماتے اس وجہ سے نہیں روتا کہ مجھے کوئی آخرت کی فکر ہے کہ کیا بنے گا؟ روتا اس لیے
ہوں کہ میرے سر سے لے کر پاؤں تک کوئی عضو ایسا نہیں ہے جہاں کافر کی تلوار، نیزہ یا تیر
نہ لگا ہو مگر میں شہادت سے محروم رہا ہوں اس لیے روتا ہوں۔غزوہ موتہ میں جب جھنڈا
حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے پکڑا تو آنحضرت ﷺ نے فرمایا اَخَذَ الرَّایَةَ سَیْفٌ مِنْ
سُیُوْفِ اللّٰہِ ''اللہ تعالیٰ کی تلواروں میں سے ایک تلوار نے جھنڈا پکڑ لیا ہے اب فتح ہو
گی۔'' کیونکہ خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو آنحضرت ﷺ کی پاک زبان سے سیف اللہ کا لقب ملا تھا
تو اس تلوار کو کون توڑ سکتا تھا۔علماء فرماتے ہیں کہ اسی لیے وہ شہید نہیں ہوئے اگر وہ شہید ہو
جاتے تو لوگ کہتے کہ اللہ تعالیٰ کی تلوار کو کافروں نے توڑ دیا ہے۔تو خیر قاعدہ یہی ہے کہ
جس بستی کو اللہ تعالیٰ نے ہلاک کر دیا وہ واپس دنیا میں نہیں آئے گی مگر خرق عادت کے طور

پڑے۔

سام، حام کی اولاد :

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں حَتّٰی اِذَا فُتِحَتْ یَاْجُوْجُ وَمَاْجُوْجُ یہاں تک کہ جب کھولے جائیں گے یاجوج ماجوج وَهُمْ مِّنْ كُلِّ حَدَبٍ یَّنْسِلُوْنَ اور وہ ہر اونچے ٹیلے اور پہاڑی سے یعنی ہر اونچی جگہ سے پھسلتے ہوئے چلے آئیں گے نیچے۔ حضرت نوح علیہ السلام کے چار بیٹے تھے بیٹی کوئی نہیں تھی۔ ایک کا نام یام تھا اور اسی کا لقب کنعان تھا جو ایمان نہیں لایا تھا باقی تینوں بیٹے حام، سام، یافث مسلمان ہوئے رحمہم اللہ تعالیٰ۔ ان کی آگے نسلیں چلی ہیں۔ سام کی اولاد میں عربی، فارسی اور رومی ہیں اور حام کی اولاد میں حبشی اور سوڈانی ہیں اور یافث کی اولاد میں ترکی، افغانی اور یاجوج ماجوج ہیں۔ یہ چین، روس اور منگولیا کے لوگ یہ سب یاجوج ماجوج کی نسل سے ہیں۔ آج کی دنیا میں سب سے زیادہ آبادی چین کی ہے، ایک ارب سولہ کروڑ۔ اتنی آبادی اور کسی ملک کی نہیں ہے۔ اس کے بعد دوسرے نمبر پر ہندوستان ہے جس کی آبادی نوے (۹۰) کروڑ کے قریب ہے۔ امریکہ کی آبادی چالیس کروڑ ہے اور روس کی آبادی تقریباً بتیس (۳۲) کروڑ ہے۔ باقی ملک چھوٹی چھوٹی آبادیوں والے ہیں بنگالی ہم سے زیادہ ہیں ان کی آبادی پندرہ کروڑ کے قریب ہے اور ہم بارہ کروڑ ہیں۔ تو چین آبادی کے اعتبار سے اس وقت دنیا کا سب سے بڑا ملک ہے چین میں مسلمانوں کی تعداد تقریباً دس کروڑ ہے پہلے ان پر حکومت کی طرف سے پابندیاں تھیں اب تھوڑی تھوڑی رہائی ملی ہے۔ گزشتہ سال چین کے ایک عالم میرے پاس دورہ تفسیر پڑھ کر گئے ہیں انہوں نے وہاں بڑا کام کیا ہے۔ چین کے مسلمان اسلام سے واقف نہیں ہیں بس یہ سمجھتے ہیں کہ ہم مسلمان ہیں حکومت چین نے ان کو دبا کر رکھا ہوا

ہے اور یہی حال روس کا ہے تقریباً چھ کروڑ مسلمان روس میں ہیں۔ روسی انقلاب کے بعد وہاں کے بزرگوں نے تہہ خانوں میں چھپ کر ان کو کلمہ سکھایا اور بتلایا کہ ہم مسلمان ہیں۔ اب وہ اتنا جانتے ہیں کہ ہم مسلمان ہیں باقی ان کو حلال حرام کی کوئی تمیز نہیں ہے اللہ کرے کہ وہ لوگ دینی تعلیم سے آراستہ ہو جائیں۔ ان باطل قوتوں نے مسلمانوں کو ہر جگہ سے مٹانے کی کوشش کی ہے۔

شاہ ولی اللہ اور علماء دیوبند کا امت پر احسان :

الحمد للہ! دعائیں دو شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے خاندان کو اور علماء دیوبند کو کہ ان لوگوں نے ہندوستان، پاکستان، بنگلہ دیش، افغانستان میں اسلام کی حفاظت کی ہے۔ یقین مانو اگر یہ لوگ نہ ہوتے تو ہمیں صحیح معنٰی میں کلمہ بھی نہ آتا۔ اگر آتا بھی تو تمام بدعات میں آلود ہو کر آتا۔ خاندان شاہ ولی اللہ رحمہم اللہ تعالیٰ اور پھر علماء دیوبند کی شاخیں جہاں جہاں تھیں، دہلی، سہارن پور، ڈھابیل وغیرہ میں ان حضرات نے بڑی محنت کی ہے ان حضرات کی خدمات کا اندازہ تو وہ آدمی لگا سکتا ہے جس کو دین کے ساتھ دلچسپی ہو۔ تاریخ دیکھے پھر اسے معلوم ہوگا ورنہ ان حضرات کی خدمات کا علم نہیں ہو سکتا۔ الحمد للہ! ان علاقوں میں لوگ مستحبات تک کو جانتے ہیں اور دوسرے علاقوں میں لوگوں کو فرائض کا بھی علم نہیں ہے اور یہاں علماء کرام کی محنت کے نتیجے میں ایسے لوگ بھی مستحب پر عمل کر کے حج عمرے کا ثواب کماتے ہیں۔ صبح کی نماز جماعت کے ساتھ پڑھ کر درس سنتے ہیں سورج نکلنے کے پندرہ منٹ بعد اشراق پڑھ کر جاتے ہیں۔

ترمذی شریف میں حدیث ہے آنحضرت ﷺ نے فرمایا جو شخص فجر کی نماز جماعت کے ساتھ پڑھے اور بیٹھ کر اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتا رہے (اور یہ بھی یاد رکھنا کہ محض ذکر سے

قرآن وحدیث کے سننے کا بہت زیادہ ثواب حاصل ہوتا ہے۔ بعض لوگوں کی عادت ہے کہ ادھر قرآن کا درس ہورہا ہے اور وہ تسبیح گھمارہے ہوتے ہیں ان کو کچھ سمجھ نہیں آتی۔ اپنی جگہ ذکر بھی بڑی چیز ہے مگر قرآن وحدیث کا سمجھنا بہت زیادہ ثواب ہے۔) جب سورج طلوع ہوجائے تو دو رکعت اشراق کی پڑھے تو اس کو پورے حج اور عمرے کا ثواب ملتا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا تَـامَّـه تَـامَّـه تَـامَّـه پورے حج عمرے کا، پورے حج عمرے کا، پورے حج عمرے کا۔ امام ترمذیؒ یہ حدیث نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں حَدِیثٌ حَسَنٌ ۔ الحمدللہ! یہ اکابر کی کوششوں کا نتیجہ ہے کہ ہمارے علاقے میں ایسے لوگ بھی ہیں جو مستحبات کی بھی پابندی کرتے ہیں۔

یاجوج ماجوج یافثؒ کی اولاد ہیں :

تو یاجوج ماجوج حضرت نوح علیہ السلام کے بیٹے حضرت یافثؒ کی اولاد میں سے ہیں قیامت کے قریب جب یہ کھولے جائیں گے تو حالات ایسے پیدا ہوجائیں گے کہ مسلمانوں اور عیسائیوں کا آپس میں اتحاد ہوگا ان کا ایک بلاک بنے گا۔ عیسائی دل سے صاف نہیں ہونگے وہ مسلمانوں کو قربانی کا بکرا بنائیں گے پھر ان کی ان کے ساتھ لڑائی ہو گی۔ کسی غلط فہمی میں نہ رہنا کہ روس اس وقت مغلوب ہوگیا ہے ختم ہوگیا ہے ایک وقت آئے گا دو بلاک بنیں گے ایک روسی اور ایک امریکی۔ پھر ان کی آپس میں لڑائی ہوگی اور مسلمان بھی پیش پیش ہونگے۔

یاجوج ماجوج کی آمد پر عیسائیوں اور مسلمانوں کے حالات :

حدیث پاک میں آتا ہے کہ ایک اونچی جگہ اور علاقہ ہوگا بڑا ٹھنڈا، وہاں باغات ہو نگے اس علاقے میں مسلمان اور عیسائی اکٹھے ہونگے مسلمان کہیں گے اسلام کی وجہ سے فتح

ہوئی ہے اور عیسائی کہیں گے صلیب کی وجہ سے فتح ہوئی ہے اور آپس میں لڑ پڑیں گے۔ بخاری شریف میں روایت ہے کہ عیسائی مسلمانوں کے خلاف اسّی (۸۰) ڈویژن فوج استعمال کریں گے۔ جب مطلب نکل جائے گا تو پھر یہ حال ہوگا۔

دیکھو! طالبان جب روس کیخلاف لڑ رہے تھے تو مجاہد تھے، حریت پسند تھے جب امریکہ کا مقصد پورا ہو گیا تو اب وہ دہشت گرد ہیں ان پر مقدمات چلتے ہیں اور وہ جیلوں میں بند ہیں۔ ابھی سینکڑوں کی تعداد میں بحرین، کویت اور سعودیہ کی جیلوں میں پڑے ہیں یہ امریکی خبیث قوم ہے اور یہ سب کچھ دیکھ کر بھی ہماری آنکھیں نہیں کھلتی۔ او بے حیا حکمرانو! تم سے زیادہ بے حیا اور بے غیرت کون ہے کہ ابھی تک ان کے دم چھلا بنے ہوئے ہو جو وہ کہتا ہے کرتے ہو۔ اس وقت بھی یہاں ہماری حکومت نہیں ہے امریکہ کی ہے ہمارا صرف نام ہے ہم اس کے اشارے کے بغیر شلوار قمیص، کوٹ نہیں بدل سکتے۔ میں عوام کی بات نہیں کر رہا حکمران طبقے کی بات کر رہا ہوں۔ تو فرمایا جب یاجوج ماجوج کھولے جائیں گے ہر ٹیلے سے نیچے پھسلتے ہونگے وَاقْتَرَبَ الْوَعْدُ الْحَقُّ اور قریب ہوگا وعدہ سچا فَإِذَا هِيَ پس قصہ یہ ہوگا شَاخِصَةٌ أَبْصَارُ الَّذِينَ كَفَرُوا کھلی رہ جائیں گی آنکھیں ان لوگوں کی جو کافر ہیں۔ جب رب تعالیٰ کی طرف سے عذاب آئے گا تو آنکھیں کھلی کی کھلی رہ جائیں گی اور کہیں گے يَا وَيْلَنَا ہائے ہماری خرابی قَدْ كُنَّا فِي غَفْلَةٍ مِّنْ هَٰذَا تحقیق ہم غفلت میں تھے اس چیز کے بارے میں بَلْ كُنَّا ظَالِمِينَ بلکہ ہم ظالم تھے۔ جب قیامت قائم ہوگی اور رب تعالیٰ کی طرف لوٹائے جائیں گے تو پھر ایسے ہی واویلا کریں گے۔ رب تعالیٰ فرمائیں گے إِنَّكُمْ وَمَا تَعْبُدُونَ مِن دُونِ اللَّهِ بیشک تم اور جن کی تم عبادت کرتے ہو اللہ تعالیٰ سے ورے ورے حَصَبُ جَهَنَّمَ جہنم کا ایندھن اور

بالن ہونگے اَنْتُمْ لَهَا وَارِدُوْنَ اور تم اس دوزخ میں داخل ہونے والے ہو لَوْ كَانَ هٰٓؤُلَآءِ اٰلِهَةً اگر ہوتے یہ معبود، مشکل کشا، حاجت روا، فریادرس، دستگیر تو مَّا وَرَدُوْهَا نہ وارد ہوتے دوزخ میں۔ نہ تم دوزخ میں داخل ہوتے اور نہ تمہارے معبود داخل ہوتے وَكُلٌّ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ سب کے سب اس دوزخ میں ہمیشہ رہیں گے۔ لَهُمْ فِيْهَا زَفِيْرٌ ان کے لیے اس دوزخ میں آواز ہوگی گدھے کی وَّهُمْ فِيْهَا لَا يَسْمَعُوْنَ اور وہ اس دوزخ میں سنیں گے نہیں۔ آوازیں اتنی ہونگی کہ ایک دوسرے کی نہیں سنیں گے۔

نیک لوگ جہنم سے بچالیے جائیں گے :

جس وقت یہ آیتیں نازل ہوئیں تو عبد اللہ ابن زبعریٰ کی جو بڑا منہ پھٹ اور پروپیگنڈے کا ماہر تھا بعد میں ؓ ہو گیا تھا اللہ تعالیٰ کی توفیق سے۔ کہنے لگا دیکھو جی! محمد ﷺ فرماتے ہیں کہ تم بھی اور جن کی تم عبادت کرتے ہو سب کے سب دوزخ میں جاؤ گے تو عبادت تو عزیر علیہ السلام کی بھی ہوئی ہے، مسیح علیہ السلام کی بھی ہوئی ہے، فرشتوں کی بھی ہوئی ہے تو پھر ایسے دوزخ میں جانے کا تو کوئی حرج نہیں ہے جس میں یہ سارے ہونگے۔ اس کا جواب کل کی آیات میں آئے گا۔ ان شاء اللہ تعالیٰ۔

❁ ❁ ❁

اِنَّ الَّذِیْنَ سَبَقَتْ لَهُمْ مِّنَّا الْحُسْنٰۤىۙ اُولٰٓىٕكَ عَنْهَا مُبْعَدُوْنَۙ﴿۱۰۱﴾ لَا یَسْمَعُوْنَ حَسِیْسَهَاۚ وَ هُمْ فِیْ مَا اشْتَهَتْ اَنْفُسُهُمْ خٰلِدُوْنَۚ﴿۱۰۲﴾ لَا یَحْزُنُهُمُ الْفَزَعُ الْاَكْبَرُ وَ تَتَلَقّٰىهُمُ الْمَلٰٓىٕكَةُؕ هٰذَا یَوْمُكُمُ الَّذِیْ كُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ﴿۱۰۳﴾ یَوْمَ نَطْوِی السَّمَآءَ كَطَیِّ السِّجِلِّ لِلْكُتُبِؕ كَمَا بَدَاْنَاۤ اَوَّلَ خَلْقٍ نُّعِیْدُهٗؕ وَعْدًا عَلَیْنَاؕ اِنَّا كُنَّا فٰعِلِیْنَ﴿۱۰۴﴾ وَ لَقَدْ كَتَبْنَا فِی الزَّبُوْرِ مِنْۢ بَعْدِ الذِّكْرِ اَنَّ الْاَرْضَ یَرِثُهَا عِبَادِیَ الصّٰلِحُوْنَ﴿۱۰۵﴾ اِنَّ فِیْ هٰذَا لَبَلٰغًا لِّقَوْمٍ عٰبِدِیْنَؕ﴿۱۰۶﴾ وَ مَاۤ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِیْنَ﴿۱۰۷﴾ قُلْ اِنَّمَا یُوْحٰۤى اِلَیَّ اَنَّمَاۤ اِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌۚ فَهَلْ اَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ﴿۱۰۸﴾ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقُلْ اٰذَنْتُكُمْ عَلٰى سَوَآءٍؕ وَ اِنْ اَدْرِیْۤ اَقَرِیْبٌ اَمْ بَعِیْدٌ مَّا تُوْعَدُوْنَ﴿۱۰۹﴾ اِنَّهٗ یَعْلَمُ الْجَهْرَ مِنَ الْقَوْلِ وَ یَعْلَمُ مَا تَكْتُمُوْنَ﴿۱۱۰﴾ وَ اِنْ اَدْرِیْ لَعَلَّهٗ فِتْنَةٌ لَّكُمْ وَ مَتَاعٌ اِلٰى حِیْنٍ﴿۱۱۱﴾ قٰلَ رَبِّ احْكُمْ بِالْحَقِّؕ وَ رَبُّنَا الرَّحْمٰنُ الْمُسْتَعَانُ عَلٰى مَا تَصِفُوْنَ۠﴿۱۱۲﴾ ع ۷

اِنَّ الَّذِیْنَ بیشک وہ لوگ سَبَقَتْ لَهُمْ کہ طے ہوچکی ہے ان کے لیے مِّنَّا ہماری طرف سے الْحُسْنٰى بھلائی اُولٰٓىٕكَ عَنْهَا وہ لوگ اس دوزخ سے مُبْعَدُوْنَ دور رکھے جائیں گے لَا یَسْمَعُوْنَ وہ نہیں سنیں گے حَسِیْسَهَا اس

کی آہٹ وَهُمْ فِي مَا اور وہ اس چیز میں اشْتَهَتْ أَنفُسُهُمْ جس میں ان کے نفس چاہیں گے خٰلِدُوْنَ ہمیشہ رہیں گے لَا يَحْزُنُهُمُ الْفَزَعُ الْأَكْبَرُ نہیں غم میں ڈالے گی ان کو بڑی پریشانی وَتَتَلَقّٰهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ اور ملیں گے ان سے فرشتے اور کہیں گے هٰذَا يَوْمُكُمْ یہ تمہارا دن ہے الَّذِي كُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ جس کا تم سے وعدہ کیا گیا تھا يَوْمَ نَطْوِي السَّمَآءَ جس دن ہم لپیٹیں گے آسمان کو كَطَيِّ السِّجِلِّ جیسے لپیٹا جاتا ہے بستہ لِلْكُتُبِ کتابوں پر كَمَا بَدَأْنَا جیسا کہ ہم نے پیدا کیا أَوَّلَ خَلْقٍ ابتداءً مخلوق کو نُّعِيْدُهٗ ہم لوٹائیں گے وَعْدًا عَلَيْنَا وعدہ ہے ہمارے ذمے إِنَّا كُنَّا فٰعِلِيْنَ بیشک ہم کرنے والے ہیں وَلَقَدْ كَتَبْنَا اور البتہ تحقیق ہم نے لکھ دیا ہے فِي الزَّبُوْرِ زبور میں مِنْ بَعْدِ الذِّكْرِ نصیحت کے بعد أَنَّ الْأَرْضَ يَرِثُهَا بیشک زمین کے وارث ہونگے عِبَادِيَ الصّٰلِحُوْنَ میرے نیک بندے إِنَّ فِي هٰذَا بیشک اس میں لَبَلٰغًا البتہ پہنچا دینا ہے لِّقَوْمٍ عٰبِدِيْنَ اس قوم کے لیے جو عبادت کرنے والے ہیں وَمَآ أَرْسَلْنٰكَ اور نہیں بھیجا ہم نے آپ کو إِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ مگر رحمت کرتے ہوئے جہان والوں کے لیے قُلْ آپ کہہ دیں إِنَّمَا يُوْحٰٓى إِلَيَّ پختہ بات ہے یہ وحی کی گئی ہے میری طرف أَنَّمَآ إِلٰهُكُمْ پختہ بات ہے الٰہ تمہارا إِلٰهٌ وَّاحِدٌ ایک ہی الٰہ فَهَلْ أَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ پس کیا تم مسلمان ہونا چاہتے ہو فَإِنْ تَوَلَّوْا پس اگر وہ پھر جائیں فَقُلْ تو آپ کہہ دیں اٰذَنْتُكُمْ میں نے خبردار کر دیا

ہے تم کو عَلٰی سَوَآءٍ برابری پر وَاِنْ اَدْرِیْٓ اور میں نہیں جانتا اَقَرِیْبٌ کیا قریب ہے اَمْ بَعِیْدٌ یا دور ہے مَّا تُوْعَدُوْنَ وہ چیز جس کا وعدہ کیا جارہا ہے تمہارے ساتھ اِنَّهٗ يَعْلَمُ الْجَهْرَ بیشک رب ہی جانتا ہے ظاہری مِنَ الْقَوْلِ بات کو وَيَعْلَمُ اور جانتا ہے مَا تَكْتُمُوْنَ وہ چیز جو تم چھپاتے ہو وَاِنْ اَدْرِیْ اور میں نہیں جانتا لَعَلَّهٗ فِتْنَةٌ شاید کہ آزمائش ہو لَّكُمْ تمہارے لیے وَمَتَاعٌ اِلٰى حِيْنٍ اور فائدہ ہے ایک وقت تک قٰلَ پیغمبر علیہ السلام نے کہا رَبِّ احْكُمْ بِالْحَقِّ اے پروردگار فیصلہ کر دے حق کیساتھ وَرَبُّنَا الرَّحْمٰنُ اور ہمارا رب رحمٰن ہے الْمُسْتَعَانُ جس سے مدد طلب کی جاتی ہے عَلٰى مَا تَصِفُوْنَ ان باتوں پر جو تم بیان کرتے ہو۔

کل کے سبق میں تم نے پڑھا اور سنا کہ اِنَّكُمْ وَمَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ حَصَبُ جَهَنَّمَ بیشک تم اور جن کی تم اللہ تعالیٰ سے نیچے نیچے عبادت کرتے ہو وہ جہنم کا ایندھن ہیں۔ اس پر عبداللہ ابن زبعریٰ جو بڑا زبان آور، سینہ زور اور پروپیگنڈا کرنے والا آدمی تھا اس نے مکہ مکرمہ میں پروپیگنڈا شروع کر دیا کہ دیکھو! ایک طرف تو محمد ﷺ کہتے ہیں کہ تم عزیر علیہ السلام کی عبادت کرتے ہو، عیسیٰ علیہ السلام کی عبادت کرتے ہو، فرشتوں کی عبادت کرتے ہو، پیغمبروں اور نیکوں کی عبادت کرتے ہو اور دوسری طرف کہتے ہیں کہ تم بھی اور تمہارے معبود بھی سب دوزخ میں جائیں گے۔ پھر تو مزے ہو گئے کہ عزیر علیہ السلام، عیسیٰ علیہ السلام، ابراہیم علیہ السلام اور اسماعیل علیہ السلام بھی ہمارے ساتھ دوزخ میں ہونگے۔ تو اس پروپیگنڈے کے جواب میں اللہ تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ نازل فرمائی۔

اِنَّ الَّذِیْنَ سَبَقَتْ لَهُمْ مِّنَّا الْحُسْنٰۤی بیشک وہ لوگ جن کے لیے طے ہو چکی ہے ہماری طرف سے بھلائی اُولٰٓئِکَ عَنْهَا مُبْعَدُوْنَ وہ لوگ اس دوزخ سے دور رکھے جائیں گے۔ کیونکہ وہ نہ تو اس پر راضی تھے اور نہ ہی انہوں نے اپنی عبادت کرنے کا کہا ہے۔ حضرت عزیر علیہ السلام نے کب فرمایا ہے کہ میری عبادت کرو؟ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے کب کہا ہے کہ میری عبادت کرو، فرشتوں نے کب کہا ہے؟ یہ تو اللہ تعالیٰ کے مقبول اور پیارے بندے ہیں اور وہ معبود جنہوں نے اپنی عبادت کروائی ہے، شرک کروایا ہے اور اس پر راضی تھے وہ جہنم میں جائیں گے اور انبیاء کرام علیہم السلام اور اولیاء عظامؒ تو دوزخ سے دور رکھے جائیں گے لَا یَسْمَعُوْنَ حَسِیْسَهَا وہ نہیں سنیں گے دوزخ کی آہٹ، چھوں چھوں۔ تنور یا بھٹی کی آگ تیز ہو تو شوں شوں کی آواز آتی ہے اور جہنم کی آگ تو بڑی تیز ہوگی۔ رب تعالیٰ فرماتے ہیں کہ وہ نہیں سنیں گے جہنم کی آگ کی شوں شوں، اتنے دور ہونگے۔ اور ہونگے کہاں؟ وَهُمْ فِیْ مَا اشْتَهَتْ اَنْفُسُهُمْ اور وہ ان خوشیوں میں ہونگے جو ان کے نفس چاہیں گے خٰلِدُوْنَ ہمیشہ رہیں گے۔ تم خلط مبحث نہ کرو اور اللہ تعالیٰ کے نیک بندوں کو پیارے پیغمبروں کو معبودانِ باطلہ کیساتھ نہ جوڑو۔

بزرگوں نے کبھی شرک کی تعلیم نہیں دی :

ان بزرگوں نے توحید بتلائی اور سکھائی ہے، رب تعالیٰ کا دین سکھایا ہے۔ یہ تو پچھلوں کی بے وقوفی ہے کہ انہوں نے ان کو رب بنا لیا ہے بزرگوں کا تو کوئی قصور نہیں ہے۔ یہ پاکستان، ہندوستان میں جتنے بزرگ ہیں اصل اسلام تو انہوں نے پہنچایا ہے بادشاہوں نے تو کچھ بھی نہیں کیا۔ ان بزرگوں کی بڑی دینی خدمات ہیں بڑے کارنامے ہیں لیکن بعد والوں نے گڑ بڑ کی ہے اور ان کی قبروں کو شرک گڑھ (شرک کا مرکز) بنا دیا

ہے۔ آپ لاہور جا کر دیکھیں سید علی ہجویریؒ کی قبر کو جس کو لوگ داتا دربار کہتے ہیں وہاں کتنا شرک ہو رہا ہے اور بدعات ہو رہی ہیں حالانکہ یہ بزرگ ان چیزوں کو مٹانے کے لیے آئے تھے نہ کہ پھیلانے کے لیے۔

فرمایا لَا يَحْزُنُهُمُ الْفَزَعُ الْاَكْبَرُ نہیں غم میں ڈالے گی ان کو بڑی پریشانی، بڑی گھبراہٹ۔ وہ بڑی گھبراہٹ اس وقت ہوگی جب رب تعالیٰ کی عدالت سے فیصلہ ہوگا کہ مجرموں کو دوزخ میں ڈالو اور سب مجرموں کو سب کے سامنے دوزخ میں پھینکا جائے گا تو اس وقت اللہ تعالیٰ ان کو پریشانی سے بچائے گا۔ کیونکہ کسی کو آگ میں پھینکا جائے تو دیکھنے والوں کے بھی ہوش وحواس اڑ جاتے ہیں۔ وَتَتَلَقّٰهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ اور ان کے ساتھ فرشتے ملاقات کریں گے اور کہیں گے هٰذَا يَوْمُكُمُ الَّذِىْ كُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ یہ تمہارا وہ دن ہے جس کا تمہارے ساتھ وعدہ کیا گیا تھا۔ وہاں فرشتے ان سے عقیدت کے ساتھ پیش آئیں گے، سلام کریں گے اور مبارک باد پیش کریں گے۔ یہ لوگ جس وقت جنت کے قریب چلیں جائیں گے تو وَقَالَ لَهُمْ خَزَنَتُهَا سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ طِبْتُمْ [زمر:۷۳] ''اور کہیں گے ان کو داروغے سلام ہو تم پر خوش رہو فَادْخُلُوْهَا خٰلِدِيْنَ داخل ہو جاؤ جنت میں ہمیشہ رہنے کیلئے۔'' تو اللہ تعالیٰ کے نیک بندے دوزخ سے دور کر دیئے جائیں گے۔

کافر کہتے تھے جب قیامت آئے گی تو یہ اتنے بڑے بڑے پہاڑ کہاں جائیں گے یہ آسمان کہاں جائیں گے؟ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں يَوْمَ نَطْوِى السَّمَآءَ كَطَيِّ السِّجِلِّ جس دن ہم لپیٹیں گے آسمان کو، آسمان کو اکٹھا کریں گے جیسے بستے کو اکٹھا کیا جاتا ہے لِلْكُتُبِ کتابوں پر۔ تو جس طرح پڑھنے کے بعد کتابوں کو بستے میں لپیٹ دیتے ہو ایسے ہی سات آسمانوں کو لپیٹ دیں گے۔ سورۃ الکھف آیت نمبر ۴۷ میں ہے وَيَوْمَ نُسَيِّرُ

الْجِبَالَ وَتَرَى الْاَرْضَ بَارِزَةً ''اور جس دن ہم چلائیں گے پہاڑوں کو دیکھے گا تو زمین کو بالکل کھلی ہوئی۔'' اللہ تعالیٰ کے لیے کوئی کام مشکل نہیں ہے۔ فرمایا کَمَا بَدَاْنَآ اَوَّلَ خَلْقٍ نُّعِيْدُهٗ جس طرح ہم نے پیدا کیا مخلوق کو پہلے، ہم لوٹائیں گے اسکو۔ پیدا ہونے کا تو کوئی انکار نہیں کرتا تھا کیونکہ ہر روز پیدا ہوتے اور مرتے دیکھتے تھے۔

مشرک قیامت کے منکر تھے :

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں جس طرح ہم نے تمہیں پہلی دفعہ پیدا کیا ہے اس طرح دوبارہ بھی لوٹائیں گے مشرک قیامت کے بڑے منکر تھے۔ ایک دفعہ ابو جہل یا عقبہ ابن ابی معیط پرانی کھوپڑی رومال میں لپیٹ کر لایا آنحضرت ﷺ کے پاس۔ کہنے لگا اے محمد ﷺ! اس ہڈی کو ہاتھ لگا کر ذرا دیکھیں۔ آپ ﷺ نے ہاتھ لگایا چونکہ بالکل بوسیدہ تھی ریزہ ریزہ ہو کر بکھرنے لگ گئی۔ قہقہہ لگا کر کہنے لگا مَنْ يُّحْيِ الْعِظَامَ وَهِيَ رَمِيْمٌ ''ان بوسیدہ ہڈیوں میں کون جان ڈالے گا ان کو کون زندہ کرے گا؟'' فرمایا قُلْ يُحْيِيْهَا الَّذِيْٓ اَنْشَاَهَآ اَوَّلَ مَرَّةٍ [سورۃ یٰسین] ''آپ فرمادیں ان کو وہ زندہ کرے گا جس نے ان کو پہلی مرتبہ پیدا کیا ہے۔'' وہ پیدا کرے گا جس نے حقیر قطرے سے پیدا کیا ہے، وہ پیدا کرے گا جس نے آسمانوں اور زمینوں کو پیدا کیا ہے۔ فرمایا وَعْدًا عَلَيْنَا اِنَّا كُنَّا فٰعِلِيْنَ وعدہ ہے ہمارے ذمے بیشک ہم کرنے والے ہیں۔ تم ہماری قدرت کو نہیں مانتے اور یاد رکھنا! وہ رب تعالیٰ کی ذات کے منکر نہیں تھے۔ وہ رب تعالیٰ کو مالک، خالق، رازق اور تمام اختیارات کا مالک مانتے تھے۔ سورۃ المومنون آیت نمبر ۸۸ میں ہے قُلْ آپ ان سے کہہ دیں مَنْۢ بِيَدِهٖ مَلَكُوْتُ كُلِّ شَيْءٍ ''کون ہے جس کے قبضہ قدرت میں ہے اختیار ہر چیز کا وَهُوَ يُجِيْرُ وَلَا يُجَارُ عَلَيْهِ اور وہ پناہ دیتا ہے اور اس کے مقابلے میں

پناہ نہیں دی جاسکتی اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ اگر ہو تم جانتے سَیَقُوْلُوْنَ لِلّٰهِ تو یہ کہیں گے اللہ تعالیٰ کے پاس ہے۔" کہتے تھے ہر چیز کا کنٹرول تو اللہ تعالیٰ کے پاس ہے ہاں جزوی اختیارات بزرگوں کو دیئے ہوئے ہیں۔ خدائی صفات بزرگوں کے لیے ثابت کرتے تھے۔

آگے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں وَلَقَدْ كَتَبْنَا فِی الزَّبُوْرِ اور البتہ تحقیق ہم نے لکھ دیا ہے زبور میں۔ زبور اللہ تعالیٰ نے داؤد علیہ السلام کو عطا فرمائی تھی چنانچہ سورۃ النساء میں ہے وَاٰتَیْنَا دَاوٗدَ زَبُوْرًا "اور داؤد علیہ السلام کو ہم نے زبور عطا کی۔" مِنْۢ بَعْدِ الذِّكْرِ نصیحت کے بعد۔ پہلے ہم نے نصیحت کی حق کی باتیں بتلائیں پھر یہ بات سمجھائی کہ جو نصائح کو قبول کریں گے اور ان پر عمل کریں گے تو اس کا نتیجہ ہوگا اَنَّ الْاَرْضَ یَرِثُهَا عِبَادِیَ الصّٰلِحُوْنَ بیشک زمین کے وارث ہونگے میرے نیک بندے۔ اس زمین کی اللہ تعالیٰ نے خود قرآن پاک میں وضاحت فرمائی ہے وَسِیْقَ الَّذِیْنَ اتَّقَوْا رَبَّهُمْ اِلَى الْجَنَّةِ زُمَرًا [زمر:۷۳] "اور چلائے جائیں گے وہ لوگ جو ڈرتے ہیں اپنے پروردگار سے جنت کی طرف گروہ در گروہ حَتّٰۤى اِذَا جَآءُوْهَا یہاں تک کہ وہ جنت کے پاس پہنچیں گے وَفُتِحَتْ اَبْوَابُهَا اور کھولے جائیں گے اس کے دروازے وَقَالَ لَهُمْ خَزَنَتُهَا اور کہیں گے ان کو داروغے اس کے سَلٰمٌ عَلَیْكُمْ طِبْتُمْ سلامتی ہو تم پر خوش رہو فَادْخُلُوْهَا خٰلِدِیْنَ پس داخل ہو جاؤ جنت میں ہمیشہ رہنے والے وَقَالُوْا اور جنتی کہیں گے اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ تمام تعریفیں اس اللہ تعالیٰ کے لیے صَدَقَنَا وَعْدَهٗ جس نے سچا کیا ہمارے ساتھ اپنا وعدہ وَاَوْرَثَنَا الْاَرْضَ اور ہمیں وارث بنایا زمین کا نَتَبَوَّاُ مِنَ الْجَنَّةِ ہم ٹھکانا پکڑتے ہیں جنت میں حَیْثُ نَشَآءُ جہاں بھی چاہیں فَنِعْمَ اَجْرُ

الْعٰلِمِیْنَ پس کیا اچھا بدلہ ہے عمل کرنے والوں کا۔'' تو اللہ تعالیٰ نے نیک بندوں کے ساتھ جنت کی زمین کی وراثت کا وعدہ کیا تھا اور وہ پورا کر دیا ہے۔ اب باطل پرستوں نے جو عجیب قسم کی ٹھوکریں کھائی ہیں وہ بھی سن لیں۔

وراثتِ ارضی سے مراد جنت کی وراثت ہے :

ایک تھا علامہ عنایت اللہ مشرقی۔ اس کی کئی کتابیں ہیں ''تذکرہ'' اور ''مقالات'' اور ''مولوی کا غلط مذہب نمبر ا، نمبر ۲ سے لے کر چودہ نمبر'' تک لکھی ہیں کہ مولوی کا مذہب غلط ہے اور میرا اور میرے ساتھیوں کا مذہب صحیح ہے۔ میں نے اس کے ''تذکرہ'' میں اس آیت کے متعلق پڑھا جو اس نے لکھا ہے۔ وہ کہتا ہے کہ دیکھو! قرآن کہتا ہے کہ نیک لوگ زمین کے وارث ہونگے اور اس وقت زمین کی وراثت تو برطانیہ، روس، امریکہ اور فرانس کے پاس ہے لہٰذا از روئے قرآن یہ مومن اور نیک ہوئے اور یہ جو اپنے آپ کو مومن اور نیک کہتے ہیں اُولٰٓئِکَ هُمُ الْکٰفِرُوْنَ حَقًّا ''یہی پکے کافر ہیں۔'' کیونکہ ان کے پاس کوئی حکومت نہیں ہے۔ اس لیے میں نے آپ حضرات کو قرآن کریم سورہ زمر کی آیت نمبر ۷۴ نکال کر دکھا دی ہے کہ وراثت ارضی سے مراد اس دنیا والی زمین کی وراثت مراد نہیں ہے بلکہ اس سے جنت کی زمین مراد ہے۔ تا کہ آپ حضرات اس قسم کے باطل پرستوں کے دھوکے میں نہ آئیں۔ تو علامہ مشرقی نے چودہ رسالے نکالے کہ مولوی کا مذہب غلط ہے۔ یہ سب اسلام کے دشمن ہیں اور میری نصیحت کو یاد رکھنا! بھولنا نہ۔ کسی نہ کسی روحانی شخصیت کے ساتھ تعلق جوڑے رکھنا۔ جس شخص کا کسی روحانیت والے بزرگ کے ساتھ تعلق نہیں ہوتا اور جس نے کسی بزرگ کے جوتے نہیں اٹھائے اور ان کے پاؤں نہیں پکڑے وہ ٹھوکریں کھاتا ہے اسلام کے سمجھنے میں۔ اس کو اسلام سمجھ نہیں آتا چاہے کوئی بھی ہو۔

مودودی صاحب نے قدم قدم پر ٹھوکریں کھائیں :

یہی حال مودودی صاحب کا ہے کہ اس نے قدم قدم پر ٹھوکریں کھائی ہیں کچھ کا کچھ کہہ گیا ہے۔ یقین جانو! ہم قرآن کے سمجھنے میں صحابہ کرام ﷡ کے محتاج ہیں، تابعین اور تبع تابعین کے محتاج ہیں، فقہاء کرام اور محدثین عظام کے محتاج ہیں بزرگان دین کے محتاج ہیں۔ از خود کوئی قرآن نہیں سمجھ سکتا چاہے کتنا ہی لائق کیوں نہ ہو۔ الحمدللہ! ثم الحمدللہ! اٹھارہ سال میں نے پڑھا ہے اور چھپن (۵۶) سال مجھے پڑھاتے ہوئے ہو گئے ہیں مگر اب بھی دین کی پوری سمجھ نہیں ہے۔ بزرگوں کے دامن میں آتے ہیں ان کے قدم پکڑتے ہیں تو پھر سمجھ آتی ہے پتا چلتا ہے اور آج چار جماعتیں پڑھ کر صحافی بن جاتا ہے، مجتہد بن جاتا ہے، مجتہد کا بیٹا بن جاتا ہے اور قرآن وحدیث کو لتاڑتا پھرتا ہے۔ دین ایسی چیز نہیں ہے کہ جس میں اپنی رائے کو دخل دیا جائے۔ اپنی رائے پر کبھی بھی اعتماد نہ کرنا گمراہ ہو جاؤ گے۔ دین کے سمجھنے میں بزرگوں پر اعتماد کرنا ہے۔

تو زمین سے مراد جنت کی زمین ہے دنیا کی زمین مراد نہیں ہے۔ فرمایا اِنَّ فِیْ هٰذَا لَبَلٰغًا بیشک اس میں البتہ پہنچا دینا ہے۔ اس قرآن کریم کے ذریعے ہم نے بات پہنچا دی ہے لِّقَوْمٍ عٰبِدِیْنَ اس قوم کے لیے جو عبادت کرنے والی ہیں۔ فرمایا وَمَآ اَرْسَلْنٰکَ اے نبی کریم ﷺ! ہم نے نہیں بھیجا آپ کو اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِیْنَ مگر رحم کرتے ہوئے جہان والوں پر۔ ہم نے جہان والوں پر رحمت کی ہے کہ آپ جیسا پیغمبر ہم نے ان کو عطا کیا ہے۔ قُلْ آپ کہہ دیں اِنَّمَا یُوْحٰۤی اِلَیَّ پختہ بات ہے میری طرف وحی کی جاتی ہے اَنَّمَآ اِلٰهُکُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ پختہ بات ہے الٰہ تمہارا ایک ہی الٰہ ہے، معبود تمہارا ایک ہی معبود ہے فَهَلْ اَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ پس کیا تم مسلمان ہونا چاہتے ہو، اسلام

لاتے ہو، حق کو مانتے ہو فَاِنْ تَوَلَّوْا پس اگر وہ پھر جائیں فَقُلْ اٰذَنْتُكُمْ عَلٰى سَوَآءٍ پس آپ کہہ دیں میں نے خبردار کر دیا ہے برابری پر۔ برابری کا معنٰی سمجھو۔ برابری کا معنٰی یہ ہے کہ جس طرح میں جانتا ہوں کہ رب تعالیٰ کے سوا کوئی اور الٰہ اور معبود نہیں ہے اسی طرح میں نے تمہیں بھی بتلا دیا واضح اور صاف لفظوں میں کہ رب تعالیٰ کے علاوہ اور کوئی معبود اور الٰہ نہیں ہے الٰہ صرف ایک ہے۔ اب میرے بتلانے کے بعد تمہیں بھی علم ہو گیا کہ الٰہ صرف ایک ہے۔ تو اس جاننے میں ہم برابر ہیں مانو یا نہ مانو وہ تمہاری مرضی ہے۔

وَ اِنْ اَدْرِیْٓ اور میں نہیں جانتا اَقَرِیْبٌ اَمْ بَعِیْدٌ مَّا تُوْعَدُوْنَ کیا قریب ہے یا بعید ہے وہ چیز وہ عذاب جس کا وعدہ کیا جا رہا ہے تمہارے ساتھ۔ جس عذاب کی دھمکی میں تمہیں دیتا ہوں اس کے متعلق مجھے معلوم نہیں ہے کہ وہ دور ہے یا نزدیک ہے اِنَّهٗ يَعْلَمُ الْجَهْرَ مِنَ الْقَوْلِ بیشک رب ہی جانتا ہے ظاہری بات کو کھلی بات کو وَيَعْلَمُ مَا تَكْتُمُوْنَ اور جانتا ہے وہ چیز جس کو تم چھپاتے ہو۔ ظاہر باطن کو جاننے والا صرف پروردگار ہے علیم بذات الصّدور صرف اللہ تعالیٰ ہے، عالم الغیب والشہادہ صرف پروردگار ہے میں تو اس کا رسول ہوں اس کا بھیجا ہوا ہوں وَاِنْ اَدْرِیْ اور میں نہیں جانتا لَعَلَّهٗ فِتْنَةٌ لَّكُمْ شاید کہ تمہارے لیے بڑی آزمائش ہو۔ جو عذاب آئے گا وہ معمولی چیز تو نہیں ہوگی اور قیامت کوئی معمولی چیز تو نہیں ہے وَالسَّاعَةُ اَدْهٰى وَاَمَرُّ [سورۃ القمر] ''اور قیامت بڑی دہشت ناک اور بڑی کڑوی چیز ہے۔'' جب برپا ہوگی تو معلوم ہوگی وَمَتَاعٌ اِلٰى حِيْنٍ اور فائدہ ہے ایک وقت تک۔ دنیا میں کتنا کھا پی لوگے، کب تک زندہ رہو گے؟ دس سال،، بیس سال، سو سال، آخر مرنا ہے۔

قٰلَ فرمایا اللہ تعالیٰ کے پیغمبر نے رَبِّ احْكُمْ بِالْحَقِّ اے پروردگار! فیصلہ کر

دے حق کے ساتھ۔ میں ان کو حق سنا اور سمجھا چکا ہوں مگر یہ ماننے کے لیے تیار نہیں ہیں وَرَبُّنَا الرَّحْمٰنُ الْمُسْتَعَانُ اور ہمارا رب ہی رحمٰن ہے جس سے مدد طلب کی جاتی ہے عَلٰی مَا تَصِفُوْنَ ان چیزوں پر، ان باتوں پر جو تم بیان کرتے ہو۔ مجنوں کہتے ہو، جادوگر کہتے ہو، کاہن اور شاعر کہتے ہو، جو تمہارے منہ میں آتا ہے کہتے ہو۔ ان سب چیزوں کے خلاف ہم رب ہی سے مدد مانگتے ہیں وہی ہمارا مستعان ہے۔

آج بروز سوموار ۲۰ جمادی الثانی ۱۴۳۲ھ بمطابق ۲۴ مئی ۲۰۱۱ء کو

سورۃ الانبیاء مکمل ہوئی۔

والحمد للّٰہ علی ذلک

(مولانا) محمد نواز بلوچ

مہتمم : مدرسہ ریحان المدارس جناح روڈ گوجرانوالہ۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تفسیر

سورۃ الحج

(مکمل)

جلد.............۱۳

سُوْرَةُ الْحَجِّ مَدَنِيَّةٌ وَّهِيَ ثَمَانٌ وَّسَبْعُوْنَ اٰيَةً وَّعَشْرُ رُكُوْعَاتٍ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمْۚ اِنَّ زَلْزَلَةَ السَّاعَةِ شَیْءٌ عَظِيْمٌ ۝۱
يَوْمَ تَرَوْنَهَا تَذْهَلُ كُلُّ مُرْضِعَةٍ عَمَّاۤ اَرْضَعَتْ وَتَضَعُ
كُلُّ ذَاتِ حَمْلٍ حَمْلَهَا وَتَرَى النَّاسَ سُكٰرٰى وَمَا هُمْ
بِسُكٰرٰى وَلٰكِنَّ عَذَابَ اللّٰهِ شَدِيْدٌ ۝۲ وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يُّجَادِلُ
فِی اللّٰهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ وَّيَتَّبِعُ كُلَّ شَيْطٰنٍ مَّرِيْدٍ ۝۳ كُتِبَ عَلَيْهِ
اَنَّهٗ مَنْ تَوَلَّاهُ فَاَنَّهٗ يُضِلُّهٗ وَيَهْدِيْهِ اِلٰى عَذَابِ السَّعِيْرِ ۝۴
يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ اِنْ كُنْتُمْ فِیْ رَيْبٍ مِّنَ الْبَعْثِ فَاِنَّا خَلَقْنٰكُمْ
مِّنْ تُرَابٍ ثُمَّ مِنْ نُّطْفَةٍ ثُمَّ مِنْ عَلَقَةٍ ثُمَّ مِنْ مُّضْغَةٍ
مُّخَلَّقَةٍ وَّغَيْرِ مُخَلَّقَةٍ لِّنُبَيِّنَ لَكُمْؕ وَنُقِرُّ فِی الْاَرْحَامِ مَا
نَشَآءُ اِلٰۤى اَجَلٍ مُّسَمًّى ثُمَّ نُخْرِجُكُمْ طِفْلًا ثُمَّ لِتَبْلُغُوْۤا اَشُدَّكُمْۚ
وَمِنْكُمْ مَّنْ يُّتَوَفّٰى وَمِنْكُمْ مَّنْ يُّرَدُّ اِلٰۤى اَرْذَلِ الْعُمُرِ لِكَيْلَا
يَعْلَمَ مِنْۢ بَعْدِ عِلْمٍ شَيْئًاؕ وَتَرَى الْاَرْضَ هَامِدَةً فَاِذَاۤ
اَنْزَلْنَا عَلَيْهَا الْمَآءَ اهْتَزَّتْ وَرَبَتْ وَاَنْۢبَتَتْ مِنْ كُلِّ زَوْجٍۭ
بَهِيْجٍ ۝۵ ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ هُوَ الْحَقُّ وَاَنَّهٗ يُحْیِ الْمَوْتٰى وَاَنَّهٗ
عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ قَدِيْرٌ ۝۶

یٰٓاَیُّهَا النَّاسُ اے لوگو! اتَّقُوْا رَبَّكُمْ ڈرو تم اپنے پروردگار سے اِنَّ زَلْزَلَةَ السَّاعَةِ بے شک قیامت کا زلزلہ شَيْءٌ عَظِيْمٌ بڑی چیز ہے يَوْمَ تَرَوْنَهَا جس دن تم دیکھو گے زلزلے کو تَذْهَلُ غافل ہو جائے گی كُلُّ مُرْضِعَةٍ ہر دودھ پلانے والی عَمَّآ اَرْضَعَتْ اس بچے سے جس کو وہ دودھ پلا رہی ہوگی وَتَضَعُ اور ڈال دے گی كُلُّ ذَاتِ حَمْلٍ ہر حمل والی حَمْلَهَا اپنے حمل کو وَ تَرَى النَّاسَ سُكٰرٰى اور آپ دیکھیں گے لوگوں کو نشے میں وَمَا هُمْ بِسُكٰرٰى حالانکہ وہ نشے میں نہیں ہونگے وَلٰكِنَّ عَذَابَ اللّٰهِ شَدِيْدٌ اور لیکن اللہ تعالیٰ کا عذاب سخت ہوگا وَمِنَ النَّاسِ اور لوگوں میں بعض مَنْ وہ ہیں يُّجَادِلُ فِي اللّٰهِ جو جھگڑا کرتے ہیں اللہ تعالیٰ کے بارے میں بِغَيْرِ عِلْمٍ علم کے بغیر وَّيَتَّبِعُ اور پیروی کرتے ہیں كُلَّ شَيْطٰنٍ مَّرِيْدٍ ہر شیطان کی جو مردود ہے كُتِبَ عَلَيْهِ اس پر لکھ دیا گیا ہے اَنَّهٗ مَنْ تَوَلَّاهُ کہ بیشک شان یہ ہے کہ جس نے دوستی کی شیطان سے فَاَنَّهٗ يُضِلُّهٗ پس بیشک وہ اس کو بہکاتا ہے وَيَهْدِيْهِ اور اس کی راہنمائی کرتا ہے اِلٰى عَذَابِ السَّعِيْرِ شعلے مارنے والی آگ کے عذاب کی طرف يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اے لوگو اِنْ كُنْتُمْ فِيْ رَيْبٍ اگر ہو تم شک میں مِّنَ الْبَعْثِ اُٹھ کر کھڑے ہونے میں فَاِنَّا خَلَقْنٰكُمْ پس بیشک ہم نے تمہیں پیدا کیا ہے مِّنْ تُرَابٍ مٹی سے ثُمَّ مِنْ نُّطْفَةٍ پھر نطفے سے ثُمَّ مِنْ عَلَقَةٍ پھر جمے ہوئے خون سے ثُمَّ مِنْ مُّضْغَةٍ پھر گوشت کے ٹکڑے سے مُّخَلَّقَةٍ جو

پوری ہے وَّغَیْرِ مُخَلَّقَةٍ اور جو ادھوری ہے لِّنُبَیِّنَ لَكُمْ تاکہ ہم بیان کریں تمہارے سامنے وَ نُقِرُّ فِي الْاَرْحَامِ اور ہم ٹھہراتے ہیں رحموں میں مَا نَشَآءُ جو ہم چاہتے ہیں اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى ایک مدت مقرر تک ثُمَّ نُخْرِجُكُمْ پھر ہم نکالتے ہیں تم کو طِفْلًا بچپن کی حالت میں ثُمَّ لِتَبْلُغُوْٓا پھر تاکہ تم پہنچ جاؤ اَشُدَّكُمْ اپنی قوت اور جوانی کو وَمِنْكُمْ اور تم میں سے بعض مَّنْ وہ ہیں يُّتَوَفّٰى جو فوت ہو جاتے ہیں جوانی میں وَ مِنْكُمْ اور بعضے وہ ہیں مَّنْ يُّرَدُّ جو لوٹائے جاتے ہیں اِلٰٓى اَرْذَلِ الْعُمُرِ نکمی عمر کی طرف لِكَيْلَا يَعْلَمَ تاکہ نہ جانے وہ مِنْ ۢبَعْدِ عِلْمٍ شَيْئًا علم کے بعد کچھ بھی وَتَرَى الْاَرْضَ اور آپ دیکھتے ہیں زمین کو هَامِدَةً دبی ہوئی فَاِذَآ اَنْزَلْنَا پس جب ہم نازل کرتے ہیں عَلَيْهَا الْمَآءَ اس زمین پر بارش اهْتَزَّتْ وہ حرکت کرتی ہے وَرَبَتْ اور پھولتی ہے وَاَنْۢبَتَتْ اور اگاتی ہے مِنْ كُلِّ زَوْجٍ ۢبَهِيْجٍ ہر قسم کی تروتازہ چیزیں ذٰلِكَ یہ بِاَنَّ اللّٰهَ بیشک اللہ تعالیٰ هُوَ الْحَقُّ ہی حق ہے وَاَنَّهٗ يُحْيِ الْمَوْتٰى اور بیشک وہ مردوں کو زندہ کرے گا وَاَنَّهٗ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ اور بیشک اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے۔

رب تعالیٰ سے ڈرنے کا مطلب :

اس سورۃ کا نام حج اس لیے ہے کہ اس میں حج کے کچھ مسائل بیان ہوئے ہیں۔ یہ سورت مدینہ طیبہ میں نازل ہوئی۔ اس سے پہلے ایک سو دو سورتیں نازل ہو چکی تھیں۔ اس کے دس (۱۰) رکوع اور اٹھتر (۷۸) آیتیں ہیں۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے یَآ اَیُّھَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّکُمْ اے لوگو! اپنے رب سے ڈرو۔ رب تعالیٰ تو بڑا رحمٰن اور رحیم ہے اس سے ڈرنے کا کیا معنٰی ہے؟ اس کی ناراضی اور اس کے عذاب سے ڈرو اس کی مخالفت نہ کرو۔ اگر رب تعالیٰ کی مخالفت کرو گے تو عذاب میں مبتلا ہو گے اِنَّ زَلْزَلَۃَ السَّاعَۃِ شَیْءٌ عَظِیْمٌ بے شک قیامت کا زلزلہ بڑی چیز ہے۔ یہ زلزلہ دو دفعہ ہو گا۔ ایک زلزلہ قیامت قائم ہونے سے پہلے ہو گا جیسے شدید قسم کے زلزلے آتے ہیں یہ ان سے بھی شدید ہو گا۔ اس زلزلے کے بعد سورج مغرب سے طلوع ہو گا اور صفا کی چٹان سے دابۃ الارض بیل کی طرح کا ایک جانور نکلے گا۔ قرآن پاک میں ہے کہ وہ لوگوں کے ساتھ گفتگو کرے گا اور لوگ اس کی بات سمجھیں گے۔ جس طرح اب میں تمہارے ساتھ بول رہا ہوں اور تم سمجھ رہے ہو اور لوگ اس کی باتوں پر یقین کریں گے۔ یہ اس بات کی دلیل ہو گی کہ لوگ انسانیت سے نکل کر حیوان ہو گئے ہیں۔ عربی کا مشہور مقولہ ہے......

ع اَلْجِنْسُ یَمِیْلُ اِلَی الْجِنْسِ

''جنس کو جنس کیساتھ بڑی محبت ہوتی ہے۔'' ان کے پاس پیغمبر آئے پیغمبروں کے نائبین آئے، واعظین آئے، ان کو سمجھایا مگر انہوں نے ان کی بات نہیں مانی اور اب جانور کی بات مان رہے ہیں۔ تو انسان صفت نہیں رہیں گے۔ (مزید اس مقام پر تفسیر قرطبی اور تفسیر کبیر کا مطالعہ کرلیں۔ نواز بلوچ)

قیامت کے دن کی سختی کا ذکر :

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں یَوْمَ تَرَوْنَھَا جس دن تم دیکھو گے زلزلے کو۔ بعض فرماتے ہیں کہ ھا ضمیر زلزلے کی طرف لوٹتی ہے۔ تم اس زلزلے کو دیکھو گے۔ اور بعض فرماتے ہیں

کہ الساعة کی طرف لوٹتی ہے یعنی جب تم قیامت کو دیکھو گے۔دونوں تفسیریں صحیح ہیں۔
فرمایا جب تم دیکھو گے اس قیامت کو تَذْهَلُ كُلُّ مُرْضِعَةٍ غافل ہو جائے گی ہر دودھ
پلانے والی عَمَّآ اَرْضَعَتْ اس بچے سے جس کو وہ دودھ پلا رہی ہوگی۔اللہ تعالیٰ نے
ماؤں میں اولاد کے لیے بڑی شفقت اور محبت رکھی ہے۔اگر یہ شفقت اور محبت نہ ہوتی تو
بچوں کی کبھی تربیت نہیں ہو سکتی تھی۔محبت کے بغیر کون پیشاب پاخانہ صاف کرتا ہے۔ماں
بیمار بھی ہو تو اس کو اپنے سے زیادہ بچوں کی فکر ہوتی ہے کہ بھوکے پیاسے نہ رہیں۔مگر جب
قیامت آئے گی تو دودھ پلانے والی اپنے بچے سے غافل ہو جائے گی کوئی دھیان نہیں ہوگا
کہ بچہ کہاں ہے اپنی فکر ہوگی وَتَضَعُ كُلُّ ذَاتِ حَمْلٍ حَمْلَهَا اور ڈال دے گی ہر حمل
والی اپنے حمل کو۔ڈر اور افراتفری کی وجہ سے حمل گر جائے گا۔قیامت کوئی آسان چیز نہیں
ہے۔نفخہ اولیٰ کے وقت بھی ایسے ہی ہوگا اور ثانیہ کے بعد بھی اسی طرح ہوگا کہ کسی کو کسی کا
خیال نہیں ہوگا یہاں تک کہ ماں کو اپنے بچے کا خیال نہیں رہے گا۔سورہ عبس پارہ نمبر تیس
میں ہے يَوْمَ يَفِرُّ الْمَرْءُ مِنْ اَخِيْهِ وَاُمِّهٖ وَاَبِيْهِ وَصَاحِبَتِهٖ وَبَنِيْهِ ''جس دن بھاگے گا
آدمی اپنے بھائی سے اور اپنی ماں سے اور اپنے باپ سے اور اپنی بیوی سے اور اپنے بیٹوں
سے۔'' کہ مجھ سے کوئی نیکی نہ مانگ لے۔تفسیروں میں یہ روایت نقل کی گئی ہے کہ مثلاً
ایک آدمی کے پاس پچاس نیکیاں ہونگی اور پچاس بدیاں ہونگی ترازو کا پلہ مساوی ہوگا کسی
طرف نہیں جھکے گا۔رب تعالیٰ فرمائیں گے اے بندے! ایک نیکی لاؤ تاکہ نیکیوں کا پلہ
جھک جائے۔پہلے تو وہ بڑا خوش ہوگا کہ ایک نیکی کیا ہے۔وہ جائے گا اپنے دوستوں اور
لنگوٹیے یاروں کے پاس اور کہے گا یارو! مجھے ایک نیکی دے دو تاکہ میری نیکیوں کا پلہ بھاری
ہو جائے۔وہ کہیں گے کہ پیچھے ہٹ جا ہم تجھے نیکی دے کر خود کہاں جائیں۔پھر خیال آئے

گا کہ میرا بھائی ہوتا تھا وہ میرا بازو تھا اس کے پاس جاتا ہوں۔ بھائی کے پاس جائے گا وہ بھی انکار کر دے گا۔ پھر خیال کرے گا کہ میرا باپ مجھ پر بڑا شفیق اور مہربان تھا۔ باپ کے پاس جائے گا وہ بھی انکار کر دے گا۔ آخری مرحلہ یہ ہوگا کہ ماں کے پاس جائے گا کہ وہ مجھ سے بڑی شفقت اور پیار کرتی تھی۔ ماں کے سامنے کھڑا ہو کر کہے گا اَتَعْرِفُنِیْ ''کیا مجھ کو پہچانتی ہے میں کون ہوں؟'' وہ کہے گی ہاں پہچانتی ہوں تم میرے بیٹے ہو میں نے تجھے جنا ہے، پالا ہے۔ کہے گا امی! مجھے ایک نیکی دے دو۔ وہ کہے گی اِلَیْکَ عَنِّیْ ''میرے سے پیچھے ہٹ جا۔'' میں تجھے نیکی دے کر خود کہاں جاؤں؟ سارے میدان محشر میں سے ایک نیکی نہیں ملے گی اور جن کے لیے یہاں تم بڑے پاپڑ بیلتے ہو حلال حرام کی تمیز کیے بغیر الا ماشاء اللہ۔ اللہ تعالیٰ کے نیک بندے بھی ہیں ان کی بات نہیں ہو رہی عام لوگوں کی بات ہے وہ وہاں ایک نیکی بھی دینے کے لیے تیار نہیں ہونگے۔ وَتَرَى النَّاسَ سُكٰرٰى اور آپ دیکھیں گے لوگوں کو نشے میں۔ جیسے نشئی بدحواس ہوتے ہیں وَمَا هُمْ بِسُكٰرٰى حالانکہ وہ نشے میں نہیں ہونگے وَلٰكِنَّ عَذَابَ اللّٰهِ شَدِيْدٌ اور لیکن اللہ تعالیٰ کا عذاب سخت ہوگا جس سے ایسے بدحواس ہونگے جیسے نشئی ہوتے ہیں وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يُّجَادِلُ فِي اللّٰهِ اور لوگوں میں سے بعض وہ ہیں جو جھگڑا کرتے ہیں اللہ تعالیٰ کے بارے میں۔ ایسے بہت سارے لوگ تھے جیسے نضر ابن حارث۔ یہ بڑا منہ پھٹ اور بیباک آدمی تھا اور عقبہ ابن ابی معیط اور ابوجہل وغیرہ یہ ایک دوسرے سے بڑھ کر آپ ﷺ کیساتھ بغض رکھتے تھے۔ بعض مفسرین فرماتے ہیں کہ یہ آیتیں نضر ابن حارث کے بارے میں نازل ہوئی ہیں بِغَيْرِ عِلْمٍ بغیر علم کے رب کا شریک بناتے ہیں اور کہتے ہیں کہ لات، منات، عزیٰ ہمارے کام کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ رب تعالیٰ کی اولاد ہے فرشتے رب تعالیٰ کی بیٹیاں

ہیں، اللہ تعالیٰ کے پیغمبروں کا انکار کرتے ہیں اور ان کو ستاتے ہیں، قیامت کا انکار کرتے ہیں۔ یہ سب رب تعالیٰ کے احکام ہیں لہٰذا ان کے متعلق جھگڑا کرنا رب تعالیٰ کے بارے میں جھگڑا کرنا ہے۔ یہ مشرکوں کی بات ہے یہود و نصاریٰ بھی اللہ تعالیٰ کے لیے اولاد تجویز کرتے ہیں۔ یہودیوں نے عزیر علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ کا بیٹا بنایا اور عیسائیوں نے عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ کا بیٹا بنایا وَّيَتَّبِعُ كُلَّ شَيْطٰنٍ مَّرِيْدٍ اور پیروی کرتے ہیں ہر شیطان کی جو مردود ہے۔ اگر میم کا ضمہ ہو مُرِيْد تو اس کا معنٰی ہے ارادہ کرنے والا۔ اور اگر میم کا فتح ہو مَـرِيْـد تو اس کا معنٰی ہے پھٹکارا ہوا۔ ایسے لوگوں کے بارے میں رب کا فیصلہ لکھا ہوا ہے كُتِبَ عَلَيْهِ اس پر لکھ دیا گیا ہے۔ کیا لکھ دیا گیا ہے؟ فرمایا اَنَّهٗ مَنْ تَوَلَّاهُ بیشک شان یہ ہے کہ جس نے دوستی کی شیطان کیساتھ فَـاَنَّـهٗ يُضِـلُّـهٗ پس وہ شیطان اس کو بہکاتا ہے وَيَهْدِيْهِ اِلٰى عَـذَابِ السَّعِيْرِ اور اس کی راہنمائی کرتا ہے شعلے مارنے والی آگ کے عذاب کی طرف۔ شیطان کا یہی تو کام ہے کہ لوگوں کے سامنے برے اعمال کو مزین کر کے پیش کرتا ہے اس طرح ان پر اپنا جال ڈال کر دوزخ کی طرف لے جاتا ہے۔

قیامت کے حق ہونے کی دلیلیں :

آگے اللہ تعالیٰ نے قیامت کے حق ہونے پر دو دلیلیں بیان فرمائی ہیں۔ فرمایا يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ اے لوگو! اِنْ كُنْتُمْ فِىْ رَيْبٍ مِّنَ الْبَعْثِ اگر ہو تم شک میں بعث بعد الموت کے بارے میں کہ ہمیں مرنے کے بعد دوبارہ نہیں اٹھایا جائے گا تو سن لو! فَاِنَّا خَلَقْنٰكُمْ مِّنْ تُرَابٍ پس بیشک ہم نے پیدا کیا تم کو مٹی سے۔ تمہارے باپ آدم علیہ السلام کی پیدائش مٹی سے ہوئی ہے خَلَقَهٗ مِنْ تُرَابٍ ثُمَّ قَالَ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ [آل عمران:۵۹] ''پیدا کیا اس کو اللہ تعالیٰ نے مٹی سے پھر فرمایا اس کو ہو جا پس وہ ہو گیا۔'' اللہ تعالیٰ نے اپنی

قدرت کے ہاتھوں سے پہلے مٹی کو گوندھا پھر ڈھانچا بنایا پھر اس میں روح ڈالی اپنی طرف سے۔آدم علیہ السلام کھڑے ہو گئے پھر آدم علیہ السلام کی بائیں پسلی سے حوا علیہا السلام کو نکالا۔تو آدم علیہ السلام کو مٹی سے پیدا فرمایا ثُمَّ مِنْ نُّطْفَةٍ پھر نطفے سے جو ماں کے رحم میں ٹھہرتا ہے ماں کے نطفے کے ساتھ اشتراک کے بعد ثُمَّ مِنْ عَلَقَةٍ پھر جمے ہوئے خون سے۔نطفہ خون بن جاتا ہے ثُمَّ مِنْ مُّضْغَةٍ پھر گوشت کے ٹکڑے سے۔پھر خون گوشت کا ٹکڑا بن جاتا ہے مُّخَلَّقَةٍ وہ گوشت کا ٹکڑا پورا ہے وَّغَيْرِ مُخَلَّقَةٍ اور جو ادھورا ہے وہ گوشت کا ٹکڑا پورا نہیں ہے۔

مخلقة وغير مخلقة کی تفسیر :

بعض بچوں کے اعضاء سارے صحیح ہوتے ہیں اور بعض کی ٹانگ نہیں ہوتی، کان نہیں ہوتے، آنکھیں نہیں ہوتیں، یہ غیر مخلقہ ہیں۔ماں کے پیٹ میں جب چار ماہ سے کچھ اوپر دن گذرتے ہیں تو پوری انسانی شکل بن جاتی ہے۔لڑکا ہے، لڑکی ہے، کالا ہے، گورا ہے، پھر رب تعالیٰ اپنی قدرت کاملہ سے اس میں روح پھونکتے ہیں اور وہ ماں کے پیٹ میں حرکت کرنے لگ جاتا ہے۔جان پڑنے کے بعد وہ پانچ ماہ ماں کے پیٹ میں رہتا ہے جہاں نہ ہوا، نہ روشنی۔آج گرمی کے موسم میں کسی کو کمرے میں بند کر دو تو اس کا سانس بند ہو جائے گا لیکن وہ بغیر سانس کے ماں کے پیٹ میں زندہ رہتا ہے۔رب تعالیٰ کی قدرت سمجھنی ہو تو کوئی مشکل نہیں ہے۔بعض دفعہ دو بچے ماں کے پیٹ میں ہوتے ہیں بعض دفعہ زیادہ بھی ہوتے ہیں۔آج سے دو تین مہینے پہلے کی بات ہے اخبار میں آیا تھا کہ ایک عورت نے بیک وقت پندرہ بچے جنے ہیں۔ماں اور بچوں کی تصویر بھی آئی تھی۔خدا کی قدرت سے کس طرح انکار کیا جا سکتا ہے؟ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں لِّنُبَيِّنَ لَكُمْ تاکہ

ہم بیان کریں تمہارے سامنے اپنی قدرت کاملہ کہ جس ذات نے تمہیں خاک سے پیدا کیا ہے اور حقیر قطرے سے پیدا کیا ہے وہ تمہیں دوبارہ بھی اٹھائے گا انکار کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔فرمایا وَ نُقِرُّ فِی الْاَرْحَامِ مَا نَشَآءُ اور ہم ٹھہراتے ہیں رحموں میں جو ہم چاہتے ہیں اِلٰٓی اَجَلٍ مُّسَمًّی ایک مدت مقرر تک۔عموماً بچے ماں کے پیٹ میں نو ماہ تک رہتے ہیں۔شرعی طور پر حمل کی ادنیٰ مدت چھ ماہ ہے۔شادی کے چھ ماہ بعد جو بچہ پیدا ہوگا وہ حلال ہوگا۔سات ماہ کے بعد بھی پیدا ہوتے ہیں،آٹھ ماہ کے بعد بھی پیدا ہوتے ہیں۔بعض بچے ایک سال ماں کے پیٹ میں اور بعض دو سال ماں کے پیٹ میں رہتے ہیں۔مشہور تابعی حضرت ضحاک ابن مزاحم چار سال ماں کے پیٹ میں رہے۔جب پیدا ہوئے تو دانت بھی تھے اور ٹھاہ! ٹھاہ! کر کے ہنسنا شروع کر دیا اسی لیے ان کا نام ضحاک رکھا،ہنسنے والا۔ تو رب تعالیٰ کی قدرتیں ہیں۔خیر حمل کی ادنیٰ مدت چھ ماہ ہے۔اگر باپ انکار کرے کہ میرا نہیں ہے تو پھر لعان ہوگا جس کی تفصیل سورہ نور میں آئے گی ان شاء اللہ تعالیٰ کہ جج کے سامنے مرد عورت قسمیں کھائیں گے۔مرد کہے گا کہ یہ بچہ میرا نہیں ہے اور عورت کہے گی اسی کا ہے۔بہرحال چھ ماہ بعد پیدا ہونے والا بچہ شرعی طور پر حلال ہوتا ہے ثُمَّ نُخْرِجُكُمْ طِفْلًا پھر ہم نکالتے ہیں تمہیں بچپن کی حالت میں۔کوئی ہوش وحواس نہیں ہوتے ہم تمہیں زندگی دیتے ہیں ثُمَّ لِتَبْلُغُوْٓا اَشُدَّكُمْ پھر تاکہ تم پہنچ جاؤ اپنی قوت اور جوانی کو۔ تقریباً تیس سال کی عمر میں انسان کی ساری قوتیں نمایاں ہو جاتی ہیں وَمِنْكُمْ مَّنْ يُّتَوَفّٰى اور تم میں سے بعض وہ ہیں جو فوت ہو جاتے ہیں جوانی میں،ادھیڑ عمر میں،بچپن میں وَ مِنْكُمْ مَّنْ يُّرَدُّ اِلٰٓى اَرْذَلِ الْعُمُرِ اور تم میں سے بعضے وہ ہیں جو لوٹائے جاتے ہیں نکمی عمر کی طرف لِكَيْلَا يَعْلَمَ مِنْۢ بَعْدِ عِلْمٍ شَيْئًا تاکہ نہ جانیں وہ علم کے بعد کچھ بھی۔

ایسے بوڑھے بھی ہوتے ہیں جو بیچارے اپنے گھر کے دروازے کا پوچھتے ہیں کہ ہمارا دروازہ کون سا ہے۔ اپنے پوتوں، پڑپوتوں کے نام نہیں آتے پہچان نہیں ہوتی۔ تو جس رب نے حقیر قطرے سے یہاں تک پہنچایا وہ تمہیں دوبارہ زندہ کرنے پر قدرت نہیں رکھتا؟

اب دوسری دلیل سنیے! وَتَرَى الْأَرْضَ اور اے مخاطب آپ دیکھتے ہیں زمین کو هَامِدَةً دبی ہوئی۔ بارش نہ ہو تو زمین خشک ہو کر دب جاتی ہے فَإِذَآ اَنْزَلْنَا عَلَيْهَا الْمَآءَ پس جب ہم اس پر نازل کرتے ہیں پانی، بارش اهْتَزَّتْ وہ حرکت کرتی ہے وَرَبَتْ اور پھولتی ہے وَاَنْۢبَتَتْ اور اگاتی ہے مِنْ كُلِّ زَوْجٍ بَهِيْجٍ ہر قسم کی تروتازہ چیزیں، سبزیاں، کھیت وغیرہ۔ تو جو رب تعالیٰ اس زمین سے تروتازہ چیزیں اگاتا ہے اور یہ چیزیں تمہارے مشاہدے میں ہیں وہی تمہیں دوبارہ زندہ کرے گا ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ هُوَ الْحَقُّ یہ بیشک اللہ تعالیٰ ہی حق ہے وَاَنَّهٗ يُحْيِ الْمَوْتٰى اور بیشک وہ مردوں کو زندہ کرے گا۔ شک شبہ کی بات نہیں ہے وَاَنَّهٗ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ قَدِيْرٌ اور بیشک وہ اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے۔ اللہ تعالیٰ نے بعث بعد الموت پر دو دلیلیں پیش فرمائی ہیں ماننے والے کے لیے کافی ہیں اور نہ ماننے والے کے سامنے دلائل کے انبار بھی لگا دیئے جائیں تو وہ نہیں مانے گا۔

❁ ❁ ❁

وَّاَنَّ السَّاعَةَ اٰتِيَةٌ لَّا رَيْبَ فِيْهَا ۙ وَاَنَّ اللّٰهَ يَبْعَثُ مَنْ فِي الْقُبُوْرِ ۝ وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يُّجَادِلُ فِي اللّٰهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ وَّلَا هُدًى وَّلَا كِتٰبٍ مُّنِيْرٍ ۝ ثَانِيَ عِطْفِهٖ لِيُضِلَّ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۗ لَهٗ فِي الدُّنْيَا خِزْيٌ وَّنُذِيْقُهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ عَذَابَ الْحَرِيْقِ ۝ ذٰلِكَ بِمَا قَدَّمَتْ يَدٰكَ وَاَنَّ اللّٰهَ لَيْسَ بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِيْدِ ۝ وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّعْبُدُ اللّٰهَ عَلٰى حَرْفٍ ۚ فَاِنْ اَصَابَهٗ خَيْرُ ۨاطْمَاَنَّ بِهٖ ۚ وَاِنْ اَصَابَتْهُ فِتْنَةُ ۨانْقَلَبَ عَلٰى وَجْهِهٖ ۚ خَسِرَ الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةَ ۗ ذٰلِكَ هُوَ الْخُسْرَانُ الْمُبِيْنُ ۝ يَدْعُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَضُرُّهٗ وَمَا لَا يَنْفَعُهٗ ۗ ذٰلِكَ هُوَ الضَّلٰلُ الْبَعِيْدُ ۝ يَدْعُوْا لَمَنْ ضَرُّهٗ اَقْرَبُ مِنْ نَّفْعِهٖ ۗ لَبِئْسَ الْمَوْلٰى وَلَبِئْسَ الْعَشِيْرُ ۝

وَ اَنَّ السَّاعَةَ اور بیشک قیامت اٰتِيَةٌ آنے والی ہے لَّا رَيْبَ فِيْهَا اس میں کوئی شک نہیں ہے وَ اَنَّ اللّٰهَ اور بیشک اللہ تعالیٰ يَبْعَثُ اٹھائے گا مَنْ ان کو فِي الْقُبُوْرِ جو قبروں میں ہیں وَ مِنَ النَّاسِ اور بعض لوگ وہ ہیں مَنْ جو يُّجَادِلُ فِي اللّٰهِ جھگڑا کرتے ہیں اللہ تعالیٰ کے بارے میں بِغَيْرِ عِلْمٍ بغیر علم کے وَّلَا هُدًى اور ہدایت بھی نہیں وَّ لَا كِتٰبٍ مُّنِيْرٍ اور نہ کوئی کتاب ہے روشنی پہنچانے والی ثَانِيَ عِطْفِهٖ موڑنے والے ہیں اپنے پہلو کو لِيُضِلَّ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ تاکہ گمراہ کریں اللہ تعالیٰ کے راستے سے لَهٗ فِي الدُّنْيَا خِزْيٌ

اس شخص کے لیے دنیا میں رسوائی ہوگی وَّ نُذِيْقُهٗ اور ہم اسکو چکھائیں گے يَوْمَ الْقِيٰمَةِ قیامت والے دن عَذَابَ الْحَرِيْقِ جلانے والا عذاب ذٰلِكَ یہ بِمَا قَدَّمَتْ يَدٰكَ اس سبب سے کہ جو بھیجی ہے آگے تیرے دونوں ہاتھوں نے وَاَنَّ اللّٰهَ اور بیشک اللہ تعالیٰ لَيْسَ بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِيْدِ نہیں ہے ظلم کرنے والا بندوں پر وَمِنَ النَّاسِ اور لوگوں میں سے بعض مَنْ وہ ہیں يَّعْبُدُ اللّٰهَ جو عبادت کرتے ہیں اللہ تعالیٰ کی عَلٰى حَرْفٍ کنارے پر فَاِنْ اَصَابَهٗ خَيْرُ پس اگر پہنچے اس کو کوئی خیر اِطْمَاَنَّ بِهٖ تو اس پر مطمئن ہو جاتا ہے وَاِنْ اَصَابَتْهُ فِتْنَةُ اور اگر پہنچے اس کو کوئی مصیبت اِنْقَلَبَ عَلٰى وَجْهِهٖ پلٹ جاتا ہے اپنے چہرے کے بل خَسِرَ الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةَ نقصان اٹھایا اس نے دنیا میں اور آخرت میں ذٰلِكَ هُوَ الْخُسْرَانُ الْمُبِيْنُ یہی ہے کھلا نقصان يَدْعُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ پکارتا ہے اللہ تعالیٰ سے نیچے نیچے مَا اس مخلوق کو لَا يَضُرُّهٗ جو اس کو ضرر نہیں دے سکتی وَمَا اور اس مخلوق کو لَا يَنْفَعُهٗ جو اس کو نفع نہیں دے سکتی ذٰلِكَ هُوَ الضَّلٰلُ الْبَعِيْدُ یہی ہے گمراہی دور کی يَدْعُوْا پکارتا ہے لَمَنْ اس کو ضَرُّهٗ جس کا ضرر اَقْرَبُ مِنْ نَّفْعِهٖ زیادہ قریب ہے اس کے نفع سے لَبِئْسَ الْمَوْلٰى البتہ برا ہے آقا وَلَبِئْسَ الْعَشِيْرُ اور البتہ برا ہے ساتھی۔

قیامت حق ہے :

سورت کی ابتدا قیامت کے ذکر سے تھی اِنَّ زَلْزَلَةَ السَّاعَةِ شَيْءٌ عَظِيْمٌ کہ

قیامت کا زلزلہ بڑی چیز ہے۔آج کی آیات میں بھی قیامت کے متعلق بیان ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں وَاَنَّ السَّاعَةَ اٰتِيَةٌ اور بیشک قیامت آنے والی ہے لَّا رَيْبَ فِيْهَا قیامت کے بارے میں کوئی شک نہیں ہے۔ساتھیو! یہ نہ سمجھو کہ ابھی قیامت دور ہے۔وہ تو عالم کبریٰ کی قیامت دور ہے تیری قیامت تو سر پر کھڑی ہے بس آنکھیں بند ہونے کی دیر ہے۔قبر قیامت ہے، برزخ قیامت ہے، میدان محشر قیامت ہے، مرنے کے بعد آگے لمبا سلسلہ ہے۔کوئی شخص یہ نہ سمجھے کہ میں ابھی جوان اور تندرست ہوں بوڑھا ہوں گا بیمار ہوں گا پھر مروں گا۔اس غلط فہمی کا شکار نہ ہونا موت ہر وقت سر پر کھڑی ہے۔حیرت الہ آبادی نے کیا خوب کہا ہے......

آگاہ اپنی موت سے کوئی بشر نہیں
سامان سو برس کے ہیں کل کی خبر نہیں

توفرمایا قیامت کے بارے میں کوئی شک نہیں ہے وَاَنَّ اللّٰهَ يَبْعَثُ مَنْ فِي الْقُبُوْرِ بیشک اللہ تعالیٰ اٹھائے گا ان لوگوں کو جو قبروں میں ہیں۔اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ جو قبروں میں دفن نہیں کیے جاتے جلا دیئے جاتے ہیں یا جن کو درندے اور پرندے کھا جاتے ہیں وہ نہیں اٹھائے جائیں گے۔سب کے سب دوبارہ زندہ کر کے اٹھائے جائیں گے۔ چونکہ عرب میں جتنے بھی مذہبی فرقے تھے،مشرک، یہودی، عیسائی، صابی وغیرہ وہ مردوں کو دفن کرتے تھے جلاتے نہیں تھے ان کو سامنے رکھ کر فرمایا ہے کہ جو قبروں میں ہیں اللہ تعالیٰ ان کو اٹھائے گا۔اٹھائے سارے جائیں گے۔

بخاری شریف اور مسلم شریف کی روایت کا خلاصہ یہ ہے کہ پہلی امتوں میں ایک شخص بڑا گنہگار تھا اس کے متعلق نباش کے لفظ بھی بخاری شریف میں ہیں کہ مردوں کے

کفن کھینچ لیتا تھا۔ پھر اس کو رب نے بڑا مال اور اولاد دی۔ اس دور کا کلمہ پڑھنے والا تھا۔ بیمار ہوا تو بیٹوں کو بلایا اور کہا کہ میں تمہارا کیسا باپ ہوں تمہارے حق میں کیسے رہا ہوں؟ انہوں نے کہا خَیْرُ اَبٍ "ہمارے حق میں بہت بہتر رہے ہیں۔" اولاد کو جن چیزوں کی ضرورت ہوتی ہے وہ سب آپ نے مہیا کی ہیں۔ کہنے لگا مجھے قسم دو کہ میری بات پر عمل کرو گے پھر میں بتلاؤں گا۔ کہنے لگے ابا جی! بغیر قسم کے بھی ہم آپ کی بات پر عمل کریں گے۔ کہا نہیں قسم اٹھاؤ۔ بیٹوں نے قسم اٹھائی تو والد نے کہا کہ جب میں مر جاؤں تو بہت سارا ایندھن اکٹھا کر کے مجھے اس میں رکھ کر آگ لگا دینا (جیسے ہندو جلاتے ہیں) جلانے کے بعد ہڈیاں وغیرہ پیس لینا کچھ راکھ ہوا میں اڑا دینا اور کچھ راکھ سمندر میں بہا دینا۔ بیٹے ایک دوسرے کا منہ دیکھنے لگ گئے۔ یہ کام ان کے لیے بڑا مشکل تھا مثلاً ہمیں یہاں کوئی کہے کہ مجھے جلا دینا تو یہ ہمارے لیے خاصا مشکل ہے کیونکہ جلانے کا طریقہ مسلمانوں کا نہیں ہے اور اپنے معمول سے نکلنا کافی مشکل ہوتا ہے۔ ان قوموں میں بھی مردوں کا جلانا رائج نہیں تھا۔ بہر حال وہ فوت ہو گیا بیٹوں نے باپ کی وصیت پر عمل کیا۔ جلا کر پیس کر آدھی راکھ ہوا میں اڑا دی اور آدھی سمندر میں بہا دی۔ لوگ ان کے پیچھے پڑ گئے کہ تم نے والد کو جلا دیا۔ جب رواج نہ ہو تو یہ باتیں تو ہوتی ہیں۔ منہ چھپاتے پھرتے تھے۔ بخاری شریف کی روایت ہے اللہ تعالیٰ نے ہوا کو حکم دیا کہ ایک ذرہ نہ ضائع ہو۔ اللہ تعالیٰ نے راکھ کو اکٹھا کر کے انسان بنا دیا جیسے زندگی میں تھا اور فرمایا کہ اے میرے بندے! تو نے یہ کیا کاروائی کی ہے۔ رب تعالیٰ کو تو معلوم تھا پوچھنے کی ضرورت ہی نہیں تھی مگر حکمتیں ہوتی ہیں۔ اس نے کہا اے پروردگار! آپ جانتے ہیں کہ میں نے زندگی میں کوئی انسانوں والا کام نہیں کیا تو آپ کے ڈر کی وجہ سے ایسا کیا ہے کہ پکڑا گیا تو میرا حشر ہو جائے گا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا جا

میں نے تجھے بخش دیا ہے۔تو جو جلا دیئے جاتے ہیں یا جن کو درندے پرندے کھا جاتے ہیں ،مچھلیاں کھا جاتی ہیں سب زندہ کیے جائیں گے۔یقین جانو!رب تعالیٰ کے لیے کوئی کام مشکل نہیں ہے۔لوگ ویسے ہی عقلی شوشے چھوڑتے ہیں کہ جس کو جلا دیا جاتا ہے یا جو کو مچھلیاں کھا جاتی ہیں ان کو عذاب کہاں ہوتا ہے۔جن کو شیر گیدڑ کھا جاتے ہیں ان کو کہاں عذاب ہوتا ہے؟ بھئی کچھ بھی ہو اور تم کچھ بھی کہو رب تعالیٰ قادر مطلق ہے۔جو جہاں بھی ہو گا اس کو سزا ہو گی اور جہاں اس کے جسم کے ذرات ہونگے وہی اس کی قبر ہو گی چاہے جس شکل میں ہو۔نہ کوئی راحت سے محروم رہے گا اور نہ کسی کو عذاب سے چھٹکارا ہے۔تو من فی القبور کا لفظ اس لیے فرمایا کہ وہاں جلانے کا رواج نہیں تھا قبروں میں ہی دفناتے تھے۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں وَ مِنَ النَّاسِ مَنْ يُّجَادِلُ فِي اللّٰهِ اور بعض لوگ وہ ہیں جو جھگڑا کرتے ہیں اللہ تعالیٰ کے بارے میں بِغَيْرِ عِلْمٍ بغیر علم کے،علم بھی نہیں ہے وَّلَا هُدًى اور ہدایت بھی نہیں ہے وَّلَا كِتٰبٍ مُّنِيْرٍ اور نہ کوئی کتاب ہے روشنی پہنچانے والی دلائل کے ساتھ۔

حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کے ایمان لانے کا واقعہ :

یہ آیتیں نضر ابن حارث اور ابو جہل کے بارے میں نازل ہوئیں۔ابو جہل کا نام ابوالحکم عمرو بن ہشام تھا۔یہ مکہ مکرمہ کا چودھری تھا۔یہ بڑا مالدار،منہ پھٹ،بے لحاظ آدمی تھا اس کو آنحضرت ﷺ سے بڑی عداوت تھی۔ایک دفعہ اس نے آنحضرت ﷺ کے بارے میں بڑے نازیبا الفاظ استعمال کیے۔جس طرح آج کل بھی عیسائی کافر استعمال کرتے رہتے ہیں۔گوجرانوالہ میں بھی چند عیسائی لڑکوں نے دیواروں پر آنحضرت ﷺ کا نام لکھ کر آگے گالیاں لکھیں۔پکڑے گئے اور جیل بھیج دیئے گئے اور امریکی سفیر نے رہا کرائے۔تو

ابوجہل نے آپ ﷺ کے متعلق نازیبا اور برے قسم کے الفاظ استعمال کیے۔ ایک لونڈی بھی سن رہی تھی حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ شکار کر کے آ رہے تھے ان کے پاس کمان اور دو چار خرگوش یا پرندے تھے جو انہوں نے پیچھے لٹکائے ہوئے تھے۔ لونڈی دائیں بائیں آگے پیچھے دیکھنے کے بعد کہنے لگی چچا جان میں تم کو ایک بات بتاتی ہوں مگر میرا نام نہ کسی کو بتانا۔ آج ابوجہل عمرو ابن ہشام نے آپ کے بھتیجے محمد ﷺ کو بہت بری گالیاں دی ہیں۔ میں لونڈی ہوں عورت ذات ہوں مگر مجھے بھی اچھی نہیں لگیں۔ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ سیدھے ابوجہل کی طرف چل پڑے۔ وہ دارالندوہ میں ننگے سر بیٹھا ہوا تھا انہوں نے جا کر تین چار کمانیں اس کے سر پر ماریں۔ لوگوں نے کہا حمزہ پاگل ہو گئے ہو کیا بات ہے؟ فرمایا پاگل نہیں ہوں ٹھیک ٹھاک ہوں اس خبیث نے محمد ﷺ کو گالیاں دی ہیں۔ مجلس والوں نے کہا کیا تم بھی اس کے طرف دار ہو گئے ہو۔ فرمایا ہاں! ہو گیا ہوں۔ وہاں سے سیدھے آنحضرت ﷺ کی خدمت میں پہنچے اور مسلمان ہو گئے۔

تو فرمایا یہ اللہ تعالیٰ کے بارے میں جھگڑا کرتا ہے بغیر علم، بغیر ہدایت کے اور نہ اس کے پاس کوئی روشن کتاب ہے ثَانِیَ عِطْفِهٖ موڑنے والا ہے اپنے پہلو کو یعنی پہلو تہی کرتا ہے لِیُضِلَّ عَنْ سَبِیْلِ اللّٰهِ تاکہ گمراہ کرے اللہ تعالیٰ کے راستے سے۔ ہر وقت لوگوں کے پیچھے پڑا رہتا ہے کہ محمد کی اطاعت نہ کرنا اس کی بات نہ سننا۔ فرمایا ہمارا فیصلہ بھی سن لو لَهٗ فِی الدُّنْیَا خِزْیٌ اس شخص کے لیے دنیا میں رسوائی ہوگی۔ یہ بدر کے مقام پر انتہائی ذلت کیساتھ مارا گیا وَّ نُذِیْقُهٗ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ اور ہم اس کو چکھائیں گے قیامت والے دن عَذَابَ الْحَرِیْقِ جلانے والا عذاب ذٰلِکَ بِمَا قَدَّمَتْ یَدٰکَ یہ اس لیے کہ جو بھیجی ہے آگے تیرے دونوں ہاتھوں نے کمائی وَاَنَّ اللّٰهَ اور بیشک اللہ تعالیٰ لَیْسَ بِظَلَّامٍ

لِّلۡعَبِیۡدِ نہیں ہے ظلم کرنے والا بندوں پر۔رب تعالیٰ جیسا مہربان کوئی نہیں ہے۔باقی جو جس نے کہا ہے اس کا پھل پائے گا۔

مطلبی اور مفاد پرست لوگوں کا ذکر :

آگے مطلب پرست، مفاد پرست اور خودغرض لوگوں کا ذکر ہے۔فرمایا وَمِنَ النَّاسِ مَنۡ اور لوگوں میں سے بعض وہ ہیں یَّعۡبُدُ اللّٰہَ عَلٰی حَرۡفٍ جو اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتے ہیں کنارے پر۔جس طرح مجلس سے نکلنے والا آدمی کنارے پر بیٹھتا ہے تاکہ مجھے نکلتے وقت کوئی دقت نہ پیش آئے۔اور جو بات سننے کا ارادہ رکھتا ہے اور پختہ ہوتا ہے وہ قریب بیٹھتا ہے کہ مجھے فائدہ ہو۔یہ منافق لوگ مجلس کے کنارے پر بیٹھتے تھے تاکہ بھاگنے میں آسانی ہو فَاِنۡ اَصَابَہٗ خَیۡرُ پس اگر پہنچے ان کو کوئی خیر۔مال مل جائے زکوٰۃ عشر وغیرہ اِطۡمَاَنَّ بِہٖ تو اس پر مطمئن ہو جاتا ہے کہ مال مل گیا ہے۔پھر خوب مزے اڑاتا ہے وَ اِنۡ اَصَابَتۡہُ فِتۡنَۃُ اور اگر پہنچے کوئی آزمائش اِنۡقَلَبَ عَلٰی وَجۡھِہٖ پلٹ جاتا ہے اپنے چہرے کے بل۔یعنی فائدہ پہنچے ساتھ ہیں اگر تکلیف آگئی تو پیٹھ پھیر لی۔بخلاف مخلص مسلمانوں کے کہ تکلیف پہنچے راحت پہنچے، خوشی آئے غمی آئے ہر حال میں وہ دین کے ساتھ جڑے رہتے ہیں۔

حدیث پاک میں آتا ہے کہ جب کسی کا بیٹا فوت ہو جاتا ہے اور فرشتے جان نکال کر جاتے ہیں تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں قَبَضۡتُمۡ ثَمۡرَۃَ فُؤَادَ عَبۡدِیۡ ''میرے بندے کے بیٹے کی جان تم نے نکال لی۔'' فرشتے کہتے ہیں آپ کا حکم تھا۔تو میرے بندے نے کیا کہا؟ فرشتے کہتے ہیں پروردگار اس نے کہا اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ اس کے بعد کہا اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ عَلٰی کُلِّ حَالٍ ۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں اس کے لیے جنت میں ایک

کوٹھی بنادو اور اس کا نام رکھو" بَیْتُ الْحَمْد " کہ اس نے مجھے غمی میں بھی نہیں بھلایا۔
اور جو مطلب پرست ہیں مطلب حاصل ہوا تو مطمئن ہو گئے اور آزمائش پہنچی تو منہ پھیر لیا۔
ایسے لوگ خَسِرَ الدُّنْیَا وَ الْاٰخِرَۃَ نقصان اٹھایا دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی ذٰلِکَ
ھُوَ الْخُسْرَانُ الْمُبِیْنُ یہی ہے کھلا نقصان کہ دنیا میں بھی گھاٹا اور آخرت میں بھی گھاٹا
یَدْعُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ پکارتا ہے اللہ تعالیٰ سے نیچے نیچے مَا لَا یَضُرُّہٗ وَمَا لَا یَنْفَعُہٗ اس
مخلوق کو جو اس کو ضرر نہیں دے سکتی اور اس مخلوق کو جو اس کو نفع نہیں دے سکتی۔

نفع نقصان کا مالک صرف اللہ تعالیٰ :

جو خود مخلوق ہے اس کے پاس نفع نقصان کہاں؟ رب تعالیٰ کے سوا کسی کے پاس نفع
نقصان کا اختیار نہیں ہے وَاِنْ یَّمْسَسْکَ اللّٰہُ بِضُرٍّ فَلَا کَاشِفَ لَہٗٓ اِلَّا ھُوَ "اور
اگر پہنچائے آپ کو اللہ تعالیٰ کوئی تکلیف پس نہیں کھولنے والا دور کرنے والا اس کو اللہ تعالیٰ
کے سوا کوئی وَاِنْ یُّرِدْکَ بِخَیْرٍ فَلَا رَآدَّ لِفَضْلِہٖ [یونس:۱۰۷] اور اگر وہ ارادہ کرے
آپ کے ساتھ بھلائی کا تو کوئی رد کرنے والا نہیں ہے اس کے فضل کو۔" دیکھو! عیسائی عیسیٰ
علیہ السلام کے بارے میں یہ نظریہ رکھتے ہیں کہ وہ ہمارے منجی ہیں ہمیں نجات دینے والے
ہیں وہ اللہ تعالیٰ کے بیٹے ہیں، رب تعالیٰ کے شریک ہیں۔ اور ایسے بے وقوف ہیں کہ
ساتھ یہ بھی کہتے ہیں کہ ان کو سولی پر لٹکایا گیا ہے اور یہ بھی لکھا ہے کہ جب ان کو سولی پر لٹکایا
جا رہا تھا تو وہ کہہ رہے تھے اِیْلِیْ اِیْلِیْ لِمَا سَبَقْتَنِیْ "اے میرے رب! اے میرے
رب! تو نے مجھے ان ظالموں کے ہاتھوں پھنسا دیا ہے۔" اب سوال یہ ہے کہ جو اپنے گلے
سے پھندا نہ اتار سکے اپنے آپ کو نہ بچا سکے، اپنے آپ کو نجات نہ دے سکے وہ تمہارے
کیسے منجی بن گئے؟ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا احترام ہمارے دلوں میں ہے۔ ہمارا ایمان

ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے پیغمبر ہیں لیکن وہ نفع نقصان کے مالک نہیں ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے آنحضرت ﷺ سے قرآن پاک میں اعلان کروایا قُلْ لَّآ اَمْلِكُ لَكُمْ ضَرًّا وَّ لَا رَشَدًا [سورۃ جن] ''اے نبی کریم ﷺ! آپ اعلان کر دیں میں تمہارے نفع نقصان کا مالک نہیں ہوں اور یہ بھی اعلان کر دیں لَا اَمْلِكُ لِنَفْسِي نَفْعًا وَّ لَا ضَرًّا [اعراف:۱۸۸] ''میں اپنے نفع نقصان کا بھی مالک نہیں ہوں اِلَّا مَا شَآءَ اللّٰهُ مگر جو رب چاہتا ہے۔'' اللہ تعالیٰ کی تمام مخلوق میں پہلا نمبر ہے حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کا۔ جب آپ ﷺ نہ اپنی ذات کے نفع نقصان کے مالک ہیں اور نہ کسی اور کے نفع نقصان کے مالک ہیں تو پھر اور کون ہو سکتا ہے کہ وہ نفع نقصان کا مالک ہو اور اس کو پکارا جائے۔ ذٰلِكَ هُوَ الضَّلٰلُ الْبَعِيْدُ یہی ہے گمراہی دور کی۔ اللہ تعالیٰ کے سوا دوسروں کو نافع اور ضار سمجھنا اور ان کو حاجات میں پکارنا جبکہ اللہ تعالیٰ کے سوا نہ کوئی نافع ہے نہ کوئی ضار ہے نہ کوئی دافع البلاء ہے۔

درود تاج پڑھنے سے سب اعمال برباد ہو جاتے ہیں :

دیکھو! ان لوگوں نے درودِ تاج بنایا ہوا ہے اور اس کو پڑھنا بڑا قابلِ ثواب سمجھتے ہیں۔ اس میں یہ کلمات بھی ہیں دَافِعُ الْبَلَاءِ وَالْوَبَاءِ وَالْقَحْطِ وَالْاَلَمِ ''کہ آنحضرت ﷺ بلائیں ٹالتے ہیں، مصیبتیں ٹالتے ہیں، قحط ٹالتے ہیں اور رنج ٹالتے ہیں۔'' لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔ رب تعالیٰ تو فرمائیں کہ اعلان کرو کہ میں تمہارے نفع نقصان کا مالک نہیں ہوں اور یہ لوگ کہیں کہ آپ ﷺ سب کچھ کر سکتے ہیں۔ یہ انہوں نے اپنے پاس سے خرافات بنا کر پیش کی ہیں حاشا وکلّا یہ سب شرکیہ الفاظ ہیں دافع البلاء والوباء والقحط والالم ''یہ جو پڑھے گا اس کی نمازیں برباد، روزے برباد ہر چیز برباد

ہو جائے گی۔ اور یہ بیماری زیادہ عورتوں میں ہے۔ درود تاج پڑھو، درود ماہی پڑھو، خدا جانے کیا کیا درود بنائے ہوئے ہیں۔ جو درود آنحضرت ﷺ نے نماز میں پڑھنے کے لیے بتایا ہے درود ابراہیمی اس سے بہتر درود دنیا میں کوئی نہیں ہے۔

فرمایا یَدْعُوا لَمَنْ ضَرُّهٗ اَقْرَبُ مِنْ نَّفْعِهٖ پکارتا ہے اسکو جس کا ضرر زیادہ قریب ہے اس کے نفع سے کہ جب اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو حاجت روا، مشکل کشا سمجھ کر، فریادرس سمجھ کر، دستگیر سمجھ کر پکارا تو کافر ہو گیا۔ اور کفر سے بڑھ کر کون سا ضرر ہے؟ دیکھو! یہ تم روزمرہ سنتے ہو......

؎ امداد کن امداد کن از رنج وغم آزاد کن
در دین ودنیا شاد کن یا غوث اعظم دستگیر

تو مسئلہ یہ ہے کہ جو اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو حاجت روا، مشکل کشا سمجھ کر پکارے گا وہ کافر ہو جائے گا۔ اب اس نے اپنے فہم کے مطابق، اپنے خیال کے مطابق ان کو نافع سمجھ کر پکارا کہ وہ مجھے نفع پہنچائیں گے۔ وہ تو نہیں پہنچا مگر کفر کا ضرر ہو گیا کیونکہ یہ کفر ہے۔ یہ کفر اور اسلام کے مسئلے ہیں کوئی معمولی مسئلے نہیں ہیں۔ غیر اللہ کو پکارنے والے کو نفع تو نہیں ہوگا البتہ کفر لازم ہو جائے گا اور وہ مشرک ہوگا۔ لَبِئْسَ الْمَوْلٰی البتہ برا ہے اس کا آقا جس کے ذریعے کافر ہوا اور مشرک ہوا وَلَبِئْسَ الْعَشِیْرُ اور البتہ برا ہے ساتھی۔ رب تعالیٰ کے بغیر نہ کوئی نافع ہے اور نہ کوئی ضار ہے۔

❁❁❁

اِنَّ اللّٰهَ

يُدْخِلُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ
تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ؕ اِنَّ اللّٰهَ يَفْعَلُ مَا يُرِيْدُ ﴿۱۴﴾ مَنْ كَانَ يَظُنُّ
اَنْ لَّنْ يَّنْصُرَهُ اللّٰهُ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ فَلْيَمْدُدْ بِسَبَبٍ اِلَى
السَّمَآءِ ثُمَّ لْيَقْطَعْ فَلْيَنْظُرْ هَلْ يُذْهِبَنَّ كَيْدُهٗ مَا يَغِيْظُ ﴿۱۵﴾
وَكَذٰلِكَ اَنْزَلْنٰهُ اٰيٰتٍۭ بَيِّنٰتٍ ۙ وَّاَنَّ اللّٰهَ يَهْدِيْ مَنْ يُّرِيْدُ ﴿۱۶﴾
اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَالَّذِيْنَ هَادُوْا وَالصّٰبِـِٔيْنَ وَالنَّصٰرٰى
وَالْمَجُوْسَ وَالَّذِيْنَ اَشْرَكُوْا ۖۗ اِنَّ اللّٰهَ يَفْصِلُ بَيْنَهُمْ
يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدٌ ﴿۱۷﴾ اَلَمْ تَرَ اَنَّ
اللّٰهَ يَسْجُدُ لَهٗ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَمَنْ فِي الْاَرْضِ وَالشَّمْسُ
وَالْقَمَرُ وَالنُّجُوْمُ وَالْجِبَالُ وَالشَّجَرُ وَالدَّوَآبُّ وَكَثِيْرٌ
مِّنَ النَّاسِ ؕ وَكَثِيْرٌ حَقَّ عَلَيْهِ الْعَذَابُ ؕ وَمَنْ يُّهِنِ اللّٰهُ
فَمَا لَهٗ مِنْ مُّكْرِمٍ ؕ اِنَّ اللّٰهَ يَفْعَلُ مَا يَشَآءُ ۩ ﴿۱۸﴾ هٰذٰنِ خَصْمٰنِ
اخْتَصَمُوْا فِيْ رَبِّهِمْ ۫ فَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا قُطِّعَتْ لَهُمْ ثِيَابٌ مِّنْ
نَّارٍ ؕ يُصَبُّ مِنْ فَوْقِ رُءُوْسِهِمُ الْحَمِيْمُ ﴿۱۹﴾ يُصْهَرُ بِهٖ مَا فِيْ
بُطُوْنِهِمْ وَالْجُلُوْدُ ﴿۲۰﴾ ؕ وَلَهُمْ مَّقَامِعُ مِنْ حَدِيْدٍ ﴿۲۱﴾ كُلَّمَآ اَرَادُوْٓا
اَنْ يَّخْرُجُوْا مِنْهَا مِنْ غَمٍّ اُعِيْدُوْا فِيْهَا ۗ وَذُوْقُوْا عَذَابَ
الْحَرِيْقِ ﴿۲۲﴾ ع

اِنَّ اللّٰہَ بیشک اللہ تعالیٰ یُدۡخِلُ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا داخل کرے گا ان لوگوں کو جو ایمان لائے وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اور جنہوں نے عمل کیے اچھے جَنّٰتٍ ایسے باغات میں تَجۡرِیۡ مِنۡ تَحۡتِهَا الۡاَنۡهٰرُ جاری ہیں ان کے نیچے نہریں اِنَّ اللّٰہَ بیشک اللہ تعالیٰ یَفۡعَلُ مَا یُرِیۡدُ کرتا ہے وہ جو ارادہ کرتا ہے مَنۡ کَانَ یَظُنُّ جو شخص خیال کرتا ہے اَنۡ اس بات کا لَّنۡ یَّنۡصُرَهُ اللّٰهُ کہ ہرگز نہیں مدد کرے گا اللہ تعالیٰ اس کی فِی الدُّنۡیَا دنیا میں وَالۡاٰخِرَةِ اور آخرت میں فَلۡیَمۡدُدۡ بِسَبَبٍ پس چاہیے کہ دراز کرے رسی کو اِلَی السَّمَآءِ آسمان کی طرف ثُمَّ لۡیَقۡطَعۡ پھر کاٹ دے فَلۡیَنۡظُرۡ پس چاہیے کہ وہ دیکھے هَلۡ یُذۡهِبَنَّ کَیۡدُهٗ کیا دور کرتی ہے اس کی تدبیر مَا یَغِیۡظُ اس چیز کو جو اس کو غصے میں ڈالتی ہے وَ کَذٰلِکَ اَنۡزَلۡنٰهُ اور اسی طرح ہم نے نازل کیا ہے اس کو اٰیٰتٍۭ بَیِّنٰتٍ آیتیں ہیں صاف صاف وَّاَنَّ اللّٰہَ اور بیشک اللہ تعالیٰ یَهۡدِیۡ مَنۡ یُّرِیۡدُ ہدایت دیتا ہے جس کو چاہے اِنَّ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا بیشک وہ لوگ جو ایمان لائے وَالَّذِیۡنَ هَادُوۡا اور وہ لوگ جو یہودی ہیں وَالصّٰبِئِیۡنَ اور جو صابی ہیں وَالنَّصٰرٰی اور جو نصرانی ہیں وَالۡمَجُوۡسَ اور جو مجوسی ہیں وَالَّذِیۡنَ اَشۡرَکُوۡۤا اور وہ لوگ جنہوں نے شرک کیا اِنَّ اللّٰہَ یَفۡصِلُ بَیۡنَهُمۡ بیشک اللہ تعالیٰ فیصلہ کرے گا ان کے درمیان یَوۡمَ الۡقِیٰمَةِ قیامت والے دن اِنَّ اللّٰہَ عَلٰی کُلِّ شَیۡءٍ شَهِیۡدٌ بیشک اللہ تعالیٰ ہر چیز پر گواہ ہے اَلَمۡ تَرَ کیا نہیں دیکھا آپ نے اَنَّ

اللّٰہَ بیشک اللہ تعالیٰ یَسْجُدُ لَہٗ سجدہ کرتی ہے اس کو مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وہ مخلوق جو آسمانوں میں ہے وَمَنْ فِی الْاَرْضِ اور وہ مخلوق جو زمین میں ہے وَالشَّمْسُ وَالْقَمَرُ اور سورج اور چاند وَالنُّجُوْمُ اور ستارے وَالْجِبَالُ اور پہاڑ وَالشَّجَرُ درخت وَالدَّوَآبُّ اور جانور وَکَثِیْرٌ مِّنَ النَّاسِ اور بہت سے لوگوں میں سے وَکَثِیْرٌ حَقَّ عَلَیْہِ الْعَذَابُ اور بہت سے ایسے ہیں کہ ثابت ہے ان پر عذاب وَمَنْ یُّھِنِ اللّٰہُ اور جس کو ذلیل کرے اللہ تعالیٰ فَمَا لَہٗ مِنْ مُّکْرِمٍ پس نہیں ہے کوئی اس کو عزت دینے والا اِنَّ اللّٰہَ یَفْعَلُ مَا یَشَآءُ بیشک اللہ تعالیٰ کرتا ہے جو چاہے ھٰذٰنِ یہ دو گروہ ہیں خَصْمٰنِ جھگڑا کرتے ہیں اخْتَصَمُوْا فِیْ رَبِّھِمْ انہوں نے جھگڑا کیا اپنے رب کے بارے میں فَالَّذِیْنَ کَفَرُوْا پس وہ لوگ جو کافر ہیں قُطِّعَتْ لَھُمْ ثِیَابٌ کاٹے جائیں گے ان کے لیے کپڑے مِّنْ نَّارٍ آگ سے یُصَبُّ مِنْ فَوْقِ رُءُوْسِھِمْ بہایا جائے گا ان کے سروں پر الْحَمِیْمُ گرم پانی یُصْھَرُ بِہٖ نکالا جائے گا اس کے ذریعے مَا فِیْ بُطُوْنِھِمْ جو کچھ ان کے پیٹوں میں ہے وَالْجُلُوْدُ اور ان کی کھالیں اتاری جائیں گی وَلَھُمْ اور ان کے لیے مَّقَامِعُ ہتھوڑے ہونگے مِنْ حَدِیْدٍ لوہے کے کُلَّمَآ اَرَادُوْآ جب کبھی وہ ارادہ کریں گے اَنْ یَّخْرُجُوْا مِنْھَا کہ وہ نکلیں دوزخ سے مِنْ غَمٍّ غم کی وجہ سے اُعِیْدُوْا فِیْھَا لوٹا دیئے جائیں گے اس کے اندر (اور کہا جائے گا) وَذُوْقُوْا اور چکھو عَذَابَ الْحَرِیْقِ جلانے والے عذاب

کا مزہ۔

پچھلی آیات میں کافروں کا ذکر تھا کہ اللہ تعالیٰ سے نیچے نیچے ایسوں کو پکارتے ہیں جو نہ ان کے نفع کے مالک ہیں اور نہ نقصان کے اور یہ کھلی گمراہی ہے۔ان کے مد مقابل اب مومنوں کا ذکر ہے۔فرمایا اِنَّ اللّٰهَ يُدْخِلُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ بے شک اللہ تعالیٰ داخل کرے گا ان لوگوں کو جو ایمان لائے اور جنہوں نے عمل اچھے کیے۔ ایمان بھی لائے اور عمل بھی اچھے کیے۔کہاں داخل کرنے گا؟ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ایسے باغات میں کہ بہتی ہیں ان کے نیچے نہریں۔اس چیز کی قدر ہمیں تو یہاں نہیں ہوسکتی کیونکہ یہاں ہر چیز موجود ہے،باغات بھی ہیں،نہریں بھی ہیں،درخت بھی ہیں۔ اس کی قدر عربوں سے پوچھو کہ ان کو درختوں اور پانی کی کتنی قدر تھی کہ عرب کا علاقہ خشک ہے اور گرمی انتہائی درجے کی۔بیس بیس،تیس تیس میل تک پانی نہیں ملتا تھا اور گرمی کے زمانے میں سر چھپانے کے لیے کوئی سایہ دار درخت نظر نہیں آتا تھا۔ان چیزوں کی قدر ان کو تھی۔تو اللہ تعالیٰ نے ان کو سمجھانے کیلئے فرمایا وہاں باغات ہونگے اور ان کے نیچے نہریں چل رہی ہونگی اور لَهُمْ مَّا يَشَآءُوْنَ فِيْهَا [سورۃ ق:۳۵] ''اور ان کے لیے ہوگا جو وہ چاہیں گے اس میں۔''فرمایا اِنَّ اللّٰهَ يَفْعَلُ مَا يُرِيْدُ بیشک اللہ تعالیٰ کرتا ہے جو چاہے۔ اس کے ارادے کو کوئی ٹال نہیں سکتا اس کا ارادہ ہی اصل ہے۔

کافروں کی سرزنش :

آگے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں مَنْ كَانَ يَظُنُّ جو شخص خیال کرتا ہے اَنْ لَّنْ يَّنْصُرَهُ اللّٰهُ اس بات کا کہ اللہ تعالیٰ اس کی یعنی محمد رسول اللہ ﷺ کی مدد نہیں کرے گا فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ دنیا اور آخرت میں۔آنحضرت ﷺ جب یہ فرماتے کہ میرا کلمہ پڑھ لو اس میں

تمہاری دنیا و آخرت کی کامیابی ہے۔ایک وقت آئے گا یہ ساری دنیا تمہارے ماتحت ہو گی اور اللہ تعالیٰ نورِ ایمان اور نورِ توحید کو مکمل کرے گا۔وَاللّٰهُ مُتِمُّ نُوْرِهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْكٰفِرُوْنَ [سورۃ صف] ''اور اللہ تعالیٰ پورا کرنے والا ہے اپنے نور کو اگرچہ کافر اس کو ناپسند کریں۔'' تو بعض کافر شوشے چھوڑتے تھے کہ اس کے پاس کیا ہے کہ ساری دنیا اس کے زیر اثر ہو جائے گی۔ یہ چند کمزور آدمی اور غلام بھوکے ننگے دنیا پر فتح پائیں گے۔ یہ ہمیں خواہ مخواہ ورغلاتا ہے اور غلط فہمی میں مبتلا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کی مدد کرے گا۔ تو رب تعالیٰ فرماتے ہیں کہ جو شخص خیال کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کی ہرگز مدد نہیں کرے گا۔ ہٗ ضمیر آنحضرت کی طرف راجع ہے۔ تو جس شخص کا یہ خیال ہے اس کو کیا کرنا چاہیے؟ فَلْيَمْدُدْ بِسَبَبٍ اِلَى السَّمَآءِ پس چاہیے کہ دراز کرے، تان لے رسی زمین سے آسمان تک اور لٹکتا لٹکتا وہاں پہنچ جائے جہاں سے رب تعالیٰ کی مدد پیغمبر پر نازل ہوتی ہے۔ ویسے تو نہیں پہنچ سکتا رسی لٹکا لے اور پہنچ جائے ثُمَّ لْيَقْطَعْ پھر کاٹ دے جہاں سے رب کی مدد آ رہی ہے وہ دروازہ بند کر آئے۔ اگر اس کے اختیار میں ہے تو ایسا کر لے فَلْيَنْظُرْ هَلْ يُذْهِبَنَّ كَيْدُهٗ پس چاہیے کہ وہ دیکھے کیا دور کرتی ہے اس کی تدبیر مَا يَغِيْظُ اس کو جو اس کو غصے میں ڈالتی ہے۔ کیا اس کا یہ مکر اور اس کی یہ تدبیر اس کے غصے کو ٹھنڈا کرتی ہے۔ فرمایا پریشان ہونے کی ضرورت نہیں ہے وَكَذٰلِكَ اَنْزَلْنٰهُ اور اسی طرح ہم نے نازل کیا ہے اس کو۔ جیسے ہم نے پہلے پیغمبروں پر کتابیں نازل کی تھی اسی طرح نازل کی ہیں اٰيٰتٍ بَيِّنٰتٍ آیتیں ہیں صاف صاف۔ اللہ تعالیٰ صاف صاف بیان فرماتے ہیں لیکن ہمارے لیے تو مشکل ہیں۔ تو بھئی ہمارے لیے مشکل اس لیے ہیں کہ عربی ہماری زبان نہیں ہے۔ ان کی زبان عربی تھی وہ اہل لسان تھے، اہل زبان تھے۔ وہ قرآن پاک کی فصاحت اور

بلاغت کو سمجھتے تھے اور دنیا میں اس سے زیادہ کوئی فصیح کتاب نہیں ہے۔ اس کا آج تک کوئی مقابلہ نہیں کر سکا اور نہ قیامت تک کوئی کرے گا۔ اس کو مٹانے کی بڑی کوشش کی گئی ہے لیکن اس کی حفاظت کا ذمہ رب تعالیٰ نے خود لیا ہے۔ ہاں جب قیامت برپا کرنا مقصود ہو گا اس وقت اس کو اٹھا لیا جائے گا۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں وَاَنَّ اللّٰہَ یَھْدِیْ مَنْ یُّرِیْدُ اور بے شک اللہ تعالیٰ ہدایت دیتا ہے اس کو جو ہدایت کا ارادہ کرے۔ زبردستی ہدایت اللہ تعالیٰ کسی کو نہیں دیتا۔

بعثتِ نبوی ﷺ کے وقت عرب میں فرقوں کی تعداد :

آنحضرت ﷺ کی بعثت کے وقت سرزمین عرب پر مومنوں کے علاوہ پانچ فرقے تھے۔ اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا بیشک وہ لوگ جو ایمان لائے۔ دوسرا فرقہ وَالَّذِیْنَ ھَادُوْا اور وہ لوگ جو یہودی ہیں وَالصّٰبِئِیْنَ اور جو صابی ہیں، یہ تیسرا فرقہ تھا۔ اور چوتھا فرقہ وَالنَّصٰرٰی اور وہ جو نصرانی ہیں وَالْمَجُوْسَ اور وہ جو مجوسی ہیں، یہ پانچواں فرقہ تھا وَالَّذِیْنَ اَشْرَکُوْآ اور وہ لوگ جنھوں نے شرک کیا، یہ چھٹا فرقہ ہوا۔ تو اسلام کے علاوہ پانچ فرقے تھے۔ مدینہ طیبہ میں یہودی کافی تعداد میں تھے۔ خیبر کے علاقہ پر تو قبضہ ہی ان کا تھا اور فدک بھی سارا ان کے پاس تھا اور نجران کے علاقے میں نصاریٰ تھے اور اب بھی اِکاّ دُکاّ ہیں۔ اور صابئین کے بارے میں مفسرین کرامؒ فرماتے ہیں کہ یہ فرقہ نماز روزے کا قائل تھا اور قیامت کے بھی قائل تھے حضرت داؤد علیہ السلام کو مانتے تھے اور زبور کا بڑا احترام کرتے تھے اس کے ساتھ ساتھ ستاروں کی بھی پوجا کرتے تھے۔ اس لیے بعض محدثین کرامؒ فرماتے ہیں کہ یہ حضرت داؤد علیہ السلام کی بگڑی ہوئی امت تھی جیسے عرب کے مشرک کہ یہ حضرت ابراہیم علیہ السلام اور اسماعیل علیہ السلام کے طریقے پر تھے صدیوں

تک اسی طریقے پر رہے۔ عمرو ابن لحی بن قمع بنوخزاعہ قبیلے کا آدمی تھا جس نے سب سے پہلے عرب میں شرک کی ترویج کی۔ یہ شخص آنحضرت ﷺ سے تقریباً اڑھائی سو سال پہلے گزرا ہے۔ یہ شخص اخلاق میں بھی بڑا گرا ہوا تھا۔ اس زمانے میں لوگ حج عمرے والے بہت تھوڑے ہوتے تھے اب تو خدا پناہ! بے شمار مخلوق ہے۔ اس نے چھڑی کے ساتھ کنڈی بنائی ہوئی تھی جیسے مچھلیاں پکڑنے والی کنڈی ہوتی ہے طواف کرتے ہوئے کسی کے کندھے پر اچھی چادر دیکھتا یا اچھا کمبل دیکھتا کیونکہ عام طواف میں کپڑا رکھ سکتے ہیں تو کنڈی کے ساتھ وہ چادر اور کمبل اٹھا کر اپنے تھیلے میں چھپا لیتا تھا اگر کسی کو خبر ہو جاتی تو کہتا معاف رکھنا بے احتیاطی میں کنڈی کیساتھ لگ گئی ہے۔ اندازہ لگاؤ کہ یہ شخص اخلاق میں کتنا گرا ہوا تھا کہ طواف کرتے ہوئے بھی لوگوں کے کپڑے اڑا لیتا تھا۔ لیکن لوگ اس کے پیچھے بھی چل پڑے۔ آج بعض بے وقوف غلط فہمی کا شکار ہیں اور کہتے ہیں کہ اگر فلاں آدمی کے پاس کچھ نہیں ہے تو لوگ اس کے پیچھے کیوں لگے ہوئے ہیں؟ دیکھو! لوگوں کا تو یہ حال ہے کہ تم کپڑے اتار کر بازار چلے جاؤ تو کتنی مخلوق تمہارے پیچھے چل پڑے گی۔ تو کسی کے ساتھ لوگوں کا لگ جانا اس کے صحیح ہونے کی دلیل نہیں ہے۔

اور نصاریٰ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو ماننے والے ہیں اور مجوسی آگ کی پوجا کرتے ہیں اور مشرک مخلوق کو خدا کا شریک ٹھہراتے ہیں اِنَّ اللّٰہَ یَفْصِلُ بَیْنَھُمْ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ بیشک اللہ تعالیٰ فیصلہ کرے گا ان سب فرقوں کے درمیان قیامت والے دن۔ یہ عملی فیصلہ ہوگا کہ حق والوں کو جنت میں داخل کرے گا اور باطل فرقوں کو دوزخ میں ڈالے گا ورنہ دلائل کے لحاظ سے حق باطل کا فیصلہ دنیا میں ہو چکا ہے۔ اِنَّ اللّٰہَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ شَھِیْدٌ بیشک اللہ تعالیٰ ہر چیز پر گواہ ہے۔ اَلَمْ تَرَ اے مخاطب! کیا آپ نہیں دیکھتے اَنَّ

اللّٰہَ بیشک اللہ تعالیٰ یَسْجُدُ لَہٗ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ ہی کوسجدہ کرتی ہے وہ مخلوق جو آسمانوں میں ہے۔آسمانوں میں فرشتے ہیں وَمَنْ فِی الْاَرْضِ اوروہ مخلوق جوزمین میں ہےاورزمین میں انسان ہیں،فرشتے ہیں،جنات ہیں وَالشَّمْسُ وَالْقَمَرُ اورسورج اور چاندبھی سجدہ کرتے ہیں جس طرح ان کی شان کے لائق ہے وَالنُّجُوْمُ اورستارے بھی سجدہ کرتے ہیں وَالْجِبَالُ اور پہاڑبھی سجدہ کرتے ہیں وَالشَّجَرُ درخت بھی وَالدَّوَآبُّ اور جانور چوپائے بھی سجدہ کرتے ہیں۔ہرایک کاسجدہ علیحدہ علیحدہ ہےاپنے اپنے انداز میں وَکَثِیْرٌ مِّنَ النَّاسِ اور بہت سارےانسان بھی سجدہ کرتے ہیں وَکَثِیْرٌ حَقَّ عَلَیْہِ الْعَذَابُ اور بہت سے ایسے ہیں کہ ثابت ہےان پرعذاب وہ سجدہ نہیں کرتے۔

سجدے کی کیفیت :

سجدے کے متعلق بھی سمجھ لیں۔سجدے میں پیشانی بھی زمین پررکھنی ہےاورناک بھی۔حدیث پاک میں آتا ہے لَا صَلٰوۃَ لِمَنْ لَّمْ یَمَسَّ اَنْفُہُ الْاَرْضَ ''اس شخص کی نمازنہیں ہے جس کی ناک زمین کیساتھ نہیں لگی۔''تو حالت صحت میں پیشانی اورناک دونوں زمین کے ساتھ لگیں۔ہاں!بیماری کا مسئلہ الگ ہے کہ اگرکسی نے آنکھ کا آپریشن کروایاہے یااورکوئی تکلیف ہےاورسر کے ساتھ سجدہ نہیں کرسکتا تو وہ اشارے کیساتھ کرے گاالبتہ نمازمعاف نہیں ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں وَمَنْ یُّھِنِ اللّٰہُ اورجس کواللہ تعالیٰ ذلیل کرے فَمَا لَہٗ مِنْ مُّکْرِمٍ پس نہیں ہےکوئی اس کوعزت دینے والا اِنَّ اللّٰہَ یَفْعَلُ مَا یَشَآءُ بےشک اللہ تعالیٰ کرتاہے جوچاہے۔یہ آیت سجدہ ہےلہٰذا اب تمام پرسجدہ لازم ہوگیاہےاور یہ بات

کئی دفعہ بیان ہو چکی ہے کہ سجدہ تلاوت کے لیے وہی شرائط ہیں جو نماز کے لیے ہیں۔ کپڑوں کا پاک ہونا، بدن کا پاک ہونا، جگہ کا پاک ہونا، نماز کا وقت ہونا۔ اگر سورج کے طلوع اور غروب ہونے کے وقت اور زوال کے وقت سجدہ کرو گے تو ادا نہیں ہوگا۔ کیونکہ ان تین اوقات میں نماز، سجدہ تلاوت، جنازہ کوئی شے جائز نہیں ہے۔ ہاں! قرآن کریم کی تلاوت کر سکتے ہو، ذکر کر سکتے ہو، فجر کی نماز کے بعد سورج طلوع ہونے سے پہلے نفلی نماز نہیں پڑھ سکتے فرض نماز قضاء کر سکتے ہو۔ اگر اس وقت جنازہ ہو جائے تو جنازہ بھی پڑھ سکتے ہو۔ صبح صادق سے لے کر سورج کے طلوع ہونے تک نفلی نماز مکروہ ہے اور عصر کی نماز کے بعد سورج غروب ہونے تک نفلی نماز مکروہ ہے قضا پڑھ سکتے ہو۔ سجدۂ تلاوت واجب ہے کر سکتے ہو نماز جنازہ فرض کفایہ ہے، پڑھ سکتے ہو۔ تو یہ آیت سجدے والی ہے پڑھنے والے پر بھی اور سننے والوں پر بھی سجدہ لازم ہو گیا ہے۔ اگر کسی کا وضو نہیں ہے یا جس وقت پڑھی وہ سجدے کا وقت نہیں تھا تو اپنے پاس نوٹ کر لے جب نماز کا وقت آئے سجدہ کرے اور سجدہ تلاوت کا طریقہ یہ ہے کہ زبان سے اللہ اکبر کہہ کر سجدے میں چلا جائے تین، پانچ ، سات مرتبہ تسبیح پڑھ کر اللہ اکبر کہہ کر اٹھ جائے۔ اس میں التحیات ہے نہ دائیں بائیں سلام پھیرنا ہے ھٰذٰنِ خَصۡمٰنِ یہ دو گروہ ہیں جو آپس میں جھگڑ رہے ہیں۔ ایک گروہ مومنوں کا ہے دوسرا باطل فرقوں کا ہے۔

کافروں کا انجام :

یہودی، عیسائی، صابی، مجوسی اور مشرک اِخۡتَصَمُوۡا فِیۡ رَبِّهِمۡ یہ جھگڑا کر رہے ہیں اپنے رب کے بارے میں فَالَّذِیۡنَ كَفَرُوۡا پس وہ لوگ جنہوں نے کفر کیا قُطِّعَتۡ لَهُمۡ ثِيَابٌ مِّنۡ نَّارٍ کاٹے جائیں گے ان کے لیے کپڑے آگ سے۔ جیسے ہم کپڑے

سلواتے ہیں تو درزی ماپ لے کر کپڑا کاٹتا ہے اور برابر کرتا ہے۔تو کافروں کے بدن پر آگ کے لباس کو فٹ کیا جائے گا یُصَبُّ مِنْ فَوْقِ رُءُ وْسِهِمُ الْحَمِيْمُ بہایا جائے گا ان کے سروں پر گرم پانی۔اتنا گرم ہوگا کہ یُصْهَرُ بِهٖ مَا فِیْ بُطُوْنِهِمْ نکالا جائے گا اس کے ذریعے جو کچھ ان کے پیٹوں میں ہے۔پاخانے کے راستے سب کچھ نکل جائے گا وَالْجُلُوْدُ اوران کی جلدیں، چمڑے اتار دیئے جائیں گے۔اس پانی کے ذریعے چمڑا نیچے گر جائے گا۔اتنا پانی گرم ہوگا اللہ تعالیٰ بچائے آج ہم اس کا تصور بھی نہیں کر سکتے۔آج اگر گرم پانی بدن پر پڑ جائے تو آدمی کے بدن کا حلیہ بگڑ جاتا ہے وَلَهُمْ مَّقَامِعُ مِنْ حَدِيْدٍ اوران کے لیے ہتھوڑے ہونگے لوہے کے۔فرشتوں کے پاس لوہے کے ہتھوڑے ہونگے کُلَّمَآ اَرَادُوْآ اَنْ يَّخْرُجُوْا مِنْهَا جب کبھی وہ مجرم ارادہ کریں گے کہ وہ نکلیں دوزخ سے مِنْ غَمٍّ جو غم اور پریشانی کی وجہ سے ہے۔آگ کے شعلے بلند ہونے کی وجہ سے یہ اوپر آ جائیں گے تھوڑی سی امید لگے گی کہ نکل جائیں کنارے والے فرشتے لوہے کے ہتھوڑے زور سے ماریں گے پھر نیچے چلے جائیں گے۔اسی طرح آگ کے شعلوں کیساتھ اوپر آتے رہیں گے اور فرشتے ہتھوڑے مار کر نیچے کرتے رہیں گے رب کے عذاب اور دوزخ سے باہر نہیں نکل سکیں گے۔اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں اُعِيْدُوْا فِيْهَا لوٹا دیئے جائیں گے اس کے اندر ہتھوڑے مار کر اور فرشتے کہیں گے وَذُوْقُوْا عَذَابَ الْحَرِيْقِ اور چکھو جلانے والے عذاب کا مزہ۔دنیا میں تم نے بڑے مزے اڑائے اب عذاب کا مزہ چکھو۔اللہ تعالیٰ تمام مومنین، مومنات اور مسلمین، مسلمات کو محفوظ فرمائے۔

(آمین)

❁ ❁ ❁

إِنَّ اللَّهَ يُدْخِلُ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ يُحَلَّوْنَ فِيهَا مِنْ أَسَاوِرَ مِنْ ذَهَبٍ وَلُؤْلُؤًا ۖ وَلِبَاسُهُمْ فِيهَا حَرِيرٌ ﴿٢٣﴾ وَهُدُوا إِلَى الطَّيِّبِ مِنَ الْقَوْلِ وَهُدُوا إِلَىٰ صِرَاطِ الْحَمِيدِ ﴿٢٤﴾ إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا وَيَصُدُّونَ عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ وَالْمَسْجِدِ الْحَرَامِ الَّذِي جَعَلْنَاهُ لِلنَّاسِ سَوَاءً الْعَاكِفُ فِيهِ وَالْبَادِ ۚ وَمَنْ يُرِدْ فِيهِ بِإِلْحَادٍ بِظُلْمٍ نُذِقْهُ مِنْ عَذَابٍ أَلِيمٍ ﴿٢٥﴾ وَإِذْ بَوَّأْنَا لِإِبْرَاهِيمَ مَكَانَ الْبَيْتِ أَنْ لَا تُشْرِكْ بِي شَيْئًا وَطَهِّرْ بَيْتِيَ لِلطَّائِفِينَ وَالْقَائِمِينَ وَالرُّكَّعِ السُّجُودِ ﴿٢٦﴾ وَأَذِّنْ فِي النَّاسِ بِالْحَجِّ يَأْتُوكَ رِجَالًا وَعَلَىٰ كُلِّ ضَامِرٍ يَأْتِينَ مِنْ كُلِّ فَجٍّ عَمِيقٍ ﴿٢٧﴾

اِنَّ اللّٰہَ بیشک اللہ تعالیٰ یُدْخِلُ داخل کرے گا اَلَّذِیْنَ ان لوگوں کو اٰمَنُوْا جو ایمان لائے وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اور انہوں نے عمل کیے اچھے جَنّٰتٍ باغات میں تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ جاری ہوں گی ان کے نیچے نہریں یُحَلَّوْنَ فِیْهَا پہنائے جائیں گے ان جنتوں میں مِنْ اَسَاوِرَ کنگن مِنْ ذَهَبٍ سونے کے وَّلُؤْلُؤًا اور موتی وَلِبَاسُهُمْ فِیْهَا حَرِیْرٌ اور ان کا لباس جنتوں میں ریشمی ہوگا وَهُدُوْآ اِلَی الطَّیِّبِ اور ان کو ہدایت دی گئی پاکیزہ مِنَ الْقَوْلِ بات سے وَهُدُوْآ اور ہدایت دی گئی اِلٰی صِرَاطِ الْحَمِیْدِ قابل تعریف ذات

کے راستے کی طرف اِنَّ الَّذِیْنَ بیشک وہ لوگ کَفَرُوْا جو کافر ہیں وَیَصُدُّوْنَ اور روکتے ہیں عَنْ سَبِیْلِ اللّٰهِ اللہ تعالیٰ کے راستے وَالْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اور مسجد حرام سے الَّذِیْ وہ مسجد حرام جَعَلْنٰهُ جس کو ہم نے بنایا لِلنَّاسِ لوگوں کیلئے سَوَآءَ نِ الْعَاكِفُ فِیْهِ برابر ہے جو وہاں کا مقیم ہے وَالْبَادِ اور جو باہر سے آنے والا ہے وَمَنْ یُّرِدْ فِیْهِ اور جو ارادہ کرے گا حرم میں بِاِلْحَادٍ کج روی کا بِظُلْمٍ زیادتی کرتے ہوئے نُّذِقْهُ ہم چکھائیں گے اس کو مِنْ عَذَابٍ اَلِیْمٍ دردناک عذاب وَاِذْ بَوَّاْنَا اور جس وقت ہم نے ٹھکانا بتایا لِاِبْرٰهِیْمَ ابراہیم علیہ السلام کو مَكَانَ الْبَیْتِ بیت اللہ کی جگہ اَنْ لَّا تُشْرِكْ بِیْ یہ کہ نہ شریک ٹھہرانا میرے ساتھ شَیْئًا کسی چیز کو وَّطَهِّرْ بَیْتِیَ اور پاک رکھ میرے گھر کو لِلطَّآئِفِیْنَ طواف کرنے والوں کے لیے وَالْقَآئِمِیْنَ اور قیام کرنے والوں کے لیے وَالرُّكَّعِ اور رکوع کرنے والوں کے لیے السُّجُوْدِ سجدہ کرنے والوں کے لیے وَاَذِّنْ اور اعلان کریں فِی النَّاسِ لوگوں میں بِالْحَجِّ حج کا یَاْتُوْكَ رِجَالًا آئیں گے آپ کے پاس پیدل چل کر وَّعَلٰی كُلِّ ضَامِرٍ اور ہر لاغر اونٹ اونٹنی پر یَّاْتِیْنَ جو آئیں گے مِنْ كُلِّ فَجٍّ عَمِیْقٍ ہر دور دراز کے راستے سے۔

مومنوں کا انعام :

ان آیات سے پہلے تھا کہ کافروں کو کہا جائے گا کہ جلانے والی آگ کا مزہ چکھو۔

ان کے مدمقابل ان مومنوں کا ذکر ہے کہ ان کو اللہ تعالیٰ جنت میں پہنچادے گا۔فرمایا اِنَّ اللّٰہَ بیشک اللہ تعالیٰ یُدۡخِلُ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا داخل کرے گا ان لوگوں کو جو ایمان لائے ہیں اور خالی ایمان ہی نہیں وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اور انہوں نے عمل بھی اچھے کیے۔نہ ایمان عمل کے بغیر مکمل ہے اور نہ عمل ایمان کے بغیر مکمل ہے۔کہاں داخل کرے گا؟ جَنّٰتٍ تَجۡرِیۡ مِنۡ تَحۡتِهَا الۡاَنۡهٰرُ باغات میں بہتی ہیں ان کے نیچے نہریں یُحَلَّوۡنَ فِیۡهَا پہنائے جائیں گے ان کو ان باغات میں مِنۡ اَسَاوِرَ مِنۡ ذَهَبٍ۔اَسَاوِرَ،اَسۡوِرَۃٌ کی جمع ہے اور اَسۡوِرَۃٌ سَوَارٌ کی جمع ہے۔اور سَوَارٌ کا معنیٰ ہے کنگن۔تو معنیٰ ہوگا سونے کے کنگن۔اس زمانے میں رواج تھا کہ ملک کا بادشاہ اور رئیس اپنے ہاتھوں میں کنگن پہنتا تھا جیسے تم گھڑی کا چین پہنے ہوئے ہو۔

حضرت سراقہ ابن مالک رضی اللہ عنہ جب انعام کے لالچ میں آپ کے پیچھے لگے ہجرت کے موقع پر کہ ان کو شہید کر کے دو سو اونٹ لوں گا۔ بخاری شریف کی روایت میں ہے کہ گھوڑا دو دفعہ زمین میں دھنس گیا تو اس نے معافی مانگی کہ حضرت! مجھے معاف کر دیں۔اس موقع پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کَیۡفَ بِکَ اِذَا لَبِسۡتَ سَوَارَیۡ کِسۡرٰی ''اے سراقہ آج تو آپ دو سو اونٹوں کے لالچ میں میرے اور ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پیچھے لگے ہوئے ہیں وہ وقت کیسا ہوگا کہ آپ کسریٰ کے کنگن پہنیں گے۔'' کہ اللہ تعالیٰ تجھے ایمان کی دولت سے نوازے گا ایران فتح ہوگا اور کسریٰ کے کنگن مالِ غنیمت میں آئیں گے اور تجھے پہنائے جائیں گے۔چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ پیشین گوئی حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں پوری ہوئی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے سب کے سامنے تھوڑی دیر کے لیے کسریٰ ایران کے کنگن حضرت سراقہ ابن مالک رضی اللہ عنہ کو پہنائے۔یہاں سونے کا لفظ ہے اور دوسرے مقام پر چاندی کا لفظ ہے۔

تو سونے کے بھی ہونگے اور چاندی کے بھی ہونگے۔

وَّلُؤْلُؤًا اور موتیوں کے وَ لِبَاسُهُمْ فِيهَا حَرِيْرٌ اور ان کا لباس جنت میں ریشمی ہوگا۔ دنیا میں سونا اور ریشم مردوں کے لیے حرام ہے۔ آنحضرت ﷺ نے اپنے ہاتھ میں سونے کا ٹکڑا لیا اور دوسرے ہاتھ میں ریشم کا ٹکڑا اور فرمایا اِنَّ اللّٰهَ حَرَّمَهُمَا عَلٰى ذُكُوْرِ اُمَّتِىْ وَاَحَلَّهُمَا عَلٰى اُنَاثِ اُمَّتِىْ "بیشک اللہ تعالیٰ نے ان دونوں چیزوں کو میری امت کے مردوں کے لیے حرام فرمایا ہے اور عورتوں کے لیے حلال فرمایا ہے۔" جنت میں دونوں چیزیں جائز ہونگی۔ وَهُدُوْآ اِلَى الطَّيِّبِ مِنَ الْقَوْلِ اور ہدایت دی گئی ان کو دنیا میں پاکیزہ بات کی۔ حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں طیب من القول سے مراد کلمہ طیبہ ہے لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو کلمہ پڑھنے کی توفیق عطا فرمائی وَهُدُوْآ اِلٰى صِرَاطِ الْحَمِيْدِ قابل تعریف ذات کے راستے کی طرف ہدایت دی۔ اللہ تعالیٰ کی ذات قابل تعریف ہے اور اس کا راستہ صراط مستقیم ہے۔ اس پر چلنے کی توفیق عطا فرمائی۔ صراط مستقیم میں نمازیں بھی ہیں روزے، حج، زکوٰۃ، قربانی، فطرانہ وغیرہ سب شامل ہیں۔ یعنی ایمان کی بھی توفیق دی اور اچھے اعمال کی بھی توفیق دی۔

اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بیشک وہ لوگ جو کافر ہیں وَيَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اور روکتے ہیں اللہ تعالیٰ کے راستے سے لوگوں کو کہ ایمان نہ لاؤ وَالْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اور مسجد حرام میں آنے سے روکتے ہیں۔ صحابہ کرام ﷺ کلمہ پڑھنے کے بعد مسجد حرام میں نماز پڑھنے کی کوشش کرتے تھے تو کافر ان پر حملہ کر دیتے تھے۔ حضرت عبداللہ ابن مسعود ؓ نے مسجد حرام میں نماز شروع کی کافروں نے آکر ان کو مارنا پیٹنا شروع کر دیا کہ اے صابی تمہارا

مسجد کے ساتھ کیا تعلق ہے؟ اس وقت اہل حق کو صابی کہتے تھے جیسے آج کل اہل حق کو وہابی کہتے ہیں۔ اسی طرح آنحضرت ﷺ مسجد حرام میں نماز پڑھ رہے تھے تو ابوجہل نے دھمکی دی کہ اگر پھر مسجد میں آئے تو میں تمہاری گردن دباؤں گا۔ سورہ اِقرا میں ذکر ہے آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ اگر ابوجہل قریب آتا تو فرشتے اس کی گردن مروڑ دیتے۔ تو فرمایا مسجد حرام میں آنے سے روکتے ہیں حالانکہ الَّذِیْ جَعَلْنٰهُ لِلنَّاسِ مسجد حرام وہ مقام ہے جس کو ہم نے بنایا ہے لوگوں کے لیے سَوَآءَ نِالْعَاكِفُ فِيْهِ وَالْبَادِ برابر ہے جو وہاں مقیم ہے اور جو باہر سے آنے والا ہے۔ مسافر اور مقیم سب کے لیے برابر ہے۔ یہ مسجد اہل محلہ نے رب تعالیٰ کی توفیق سے بنائی ہے لیکن اس میں نماز پڑھنے کا سب کو حق ہے۔ محلے والے کسی مسافر کو یہ نہیں کہہ سکتے کہ تم یہاں نماز نہیں پڑھ سکتے تم نے کوئی چندہ دیا ہے۔ ایسا کرنا گناہ ہے اور ہر مسجد کا یہی حکم ہے کہ اس میں جتنا حق مقامیوں کا ہے اتنا ہی حق مسافروں کا ہے۔ ہاں! اگر کوئی شرارت کے لیے آئے تو اس کا مسئلہ علیحدہ ہے وہ چاہے محلّہ دار ہو یا باہر سے آنے والا ہو تو اس کا علاج کیا جائے گا اس کو روکا جائے گا۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں وَمَنْ يُّرِدْ فِيْهِ بِاِلْحَادٍ اور جو شخص ارادہ کرے گا حرم میں کج روی کا اور شرارت کا بِظُلْمٍ زیادتی کرتے ہوئے نُّذِقْهُ مِنْ عَذَابٍ اَلِيْمٍ چکھائیں گے اس کو ہم دردناک عذاب۔

نیکی بدی کے بارے میں ضابطہ :

نیکی بدی کے متعلق ضابطہ یہ ہے کہ حدیث پاک میں آتا ہے اور روایت بخاری شریف کی ہے اگر کوئی شخص نیکی کا ارادہ کرے جسکو فقہاء کرامؒ عزم کہتے ہیں تو فرشتہ اس کے لیے ایک نیکی لکھ لیتا ہے مثلاً اگر کوئی شخص ارادہ کرے کہ میں نے ظہر کی نماز جماعت

کے ساتھ پڑھنی ہے جبکہ ظہر کے وقت میں ابھی دیر ہے تو اس کے اس ارادے سے ایک نیکی لکھی جائے گی۔اگر عصر کا بھی ارادہ کرے تو دوسری نیکی لکھی جائے گی۔غرض کہ جتنی نیکیوں کا ارادہ کرے گا اتنی نیکیاں لکھی جائیں گی اور جب عملاً نیکی کرے گا تو ایک نیکی پر دس نیکیاں لکھی جائیں گی مَنْ جَآءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهٗ عَشْرُ اَمْثَالِهَا ''جس نے ایک نیکی کی اس کو دس گنا اجر ملے گا۔'' یہ قاعدہ عام نیکیوں کے لیے ہے اور وہ نیکی جو فی سبیل اللہ کی مد میں کی جاتی ہے تو اس کا ادنیٰ ترین بدلہ سات سو نیکیوں کا ہے وَاللّٰهُ یُضٰعِفُ لِمَنْ یَّشَآءُ ''اور اللہ تعالیٰ بڑھا دیتا ہے جس کے لیے چاہتا ہے۔'' مزید حساب رب تعالیٰ کے پاس ہے ہمارے پاس نہیں ہے اور یہ بات میں کئی دفعہ عرض کر چکا ہوں کہ فی سبیل اللہ کی کئی قسمیں ہیں۔قرآن وحدیث کا درس سننے کے ارادے سے جو گھر سے چلتا ہے تو یہ بھی فی سبیل اللہ کی مد میں ہے۔اور ایک قدم پر ادنیٰ ترین نیکی سات سو ہے۔علم دین حاصل کرنا فی سبیل اللہ کی مد میں ہے اور دین کی ترویج اور تبلیغ کے لیے نکلنا بھی فی سبیل اللہ کی مد میں ہے اور جہاد مع الکفار کے لیے نکلنا بھی فی سبیل اللہ کی مد میں ہے۔حج کا سفر بھی فی سبیل اللہ کی مد میں ہے۔ایک آدمی کا عقیدہ صحیح ہے نماز، روزے کا پابند ہے جائز کمائی کے لیے گھر سے نکلتا ہے کہ کما کر خود کھاؤں گا، بیوی بچوں کو کھلاؤں گا، عزیز رشتہ داروں کو کھلاؤں گا تو اس کا ہر ہر قدم فی سبیل اللہ کی مد میں ہے۔اور برائی کا ارادہ کرنے پر برائی نہیں لکھی جاتی جب تک کرے گا نہیں۔مثلاً ایک شخص ارادہ کرتا ہے کہ میں فلاں آدمی کو ماروں گا تو جب تک مارے پیٹے گا نہیں اس وقت تک برائی نہیں لکھی جائے گی۔پھر ایک گناہ پر ایک گناہ ہی لکھا جائے گا دس نہیں لکھے جائیں گے۔اللہ تعالیٰ کی رحمت کو تم یہاں سے سمجھ سکتے ہو کہ نیکیاں کمانی کتنی آسان ہیں۔بیٹھے بیٹھے ایک دفعہ سبحان اللہ، الحمد للہ کہا، اللہ اکبر کہا تو دس

نیکیاں مل گئیں اور ایک صغیرہ گناہ بھی مٹ گیا اور ایک درجہ بھی بلند ہو جائے گا اور ایک درخت بھی جنت میں لگ جائے گا۔ یہ قانون عام جگہوں کے متعلق ہے اور جو شخص مسجد حرام میں کج روی یا شرارت کا ارادہ کرے گا تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ہم اس کو دردناک عذاب چکھائیں گے۔

مسجد حرام کے بانی اور جگہ کی تعیین :

آگے مسجد حرام کے بانی اور اس کی جگہ کی تعیین کا ذکر ہے۔ وَ اِذْ بَوَّاْنَا لِاِبْرٰهِیْمَ اور جس وقت ہم نے ٹھکانا بتایا ابراہیم علیہ السلام کو مَكَانَ الْبَیْتِ بیت اللہ کی جگہ کا۔ حضرت نوح علیہ السلام کے طوفان کی وجہ سے بیت اللہ شہید ہو گیا تھا اور نام ونشان بھی مٹ گیا تھا۔ ابھرا ہوا ٹیلا سا تھا اور بھی اردگرد ٹیلے تھے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بیٹے حضرت اسماعیل علیہ السلام جب جوان ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے دونوں کو حکم دیا بیت اللہ کو تعمیر کرنے کا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے معمار کا کام کیا اور حضرت اسماعیل علیہ السلام نے مزدور کا اور مقام ابراہیم والے پتھر نے ''گوہ'' کا کام دیا۔ اللہ تعالیٰ نے اس پتھر کو ابراہیم علیہ السلام کے تابع کر دیا تھا اوپر نیچے دائیں بائیں جدھر کا ارادہ فرماتے یہ پتھر ادھر ہی چل پڑتا تھا نیچے تختے اور بانس لگانے کی ضرورت نہیں تھی۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام تشریف لائے ہاتھ میں لاٹھی تھی۔ فرمایا میں کعبۃ اللہ کی نشاندہی کے لیے آیا ہوں۔ پھر چاروں دیواروں کی بنیادوں کی نشاندہی فرما دی۔ چوالیس مربع فٹ اور اونچائی پچاس فٹ ہے۔ اور فرمایا کہ اس جگہ اللہ تعالیٰ کا گھر بنانا ہے۔ اس زمانے میں کعبۃ اللہ سے بلند کوئی عمارت نہیں تھی اور اب اتنی بلند بلڈنگیں ہیں کہ کعبۃ اللہ دور سے نظر نہیں آتا۔ اور حجر حطیم جس کو کہتے ہیں یہ بھی کعبۃ اللہ کا حصہ ہے۔ مشرکین کے پاس خالص حلال کی رقم اتنی

نہیں تھی کہ اس پر چھت ڈال سکتے ۔ جگہ بتانے کے بعد پہلی بات یہ فرمائی اَنْ لَّا تُشْرِكْ بِیْ شَیْئًا یہ کہ نہ شریک ٹھہرانا میرے ساتھ کسی چیز کو۔ او ظالمو! تم اپنے آپ کو ابراہیمی کہتے ہو اور بیت اللہ کی بیرونی دیواروں پر تین سو ساٹھ بت بھی نصب کیے ہوئے ہیں حالانکہ بیت اللہ کی بنیاد اس پر تھی کہ تم اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرانا۔ لہٰذا تمہارا ابراہیم علیہ السلام کے ساتھ کیا تعلق ہے؟ وَّطَهِّرْ بَیْتِیَ اور پاک رکھ میرے گھر کو کفر شرک سے اور ظاہری طور پر بھی۔

پاگلوں اور چھوٹے بچوں کو مسجد میں نہ آنے دو :

حدیث پاک میں آتا ہے جَنِّبُوْا مَجَانِیْنَ وَالصِّبْیَانَ ''اپنی مسجدوں میں پاگلوں اور چھوٹے ناسمجھ بچوں کو نہ آنے دو۔'' پیشاب پاخانہ کر دیں مسجد کی بے حرمتی ہو گی۔ پاگل کو ہوش ہی نہیں ہے کہ کیا کرنا ہے اور کیا نہیں کرنا اور مسجد کی صفائی دین کا حصہ ہے۔ فرمایا میرے گھر کو پاک رکھ لِلطَّآئِفِیْنَ طواف کرنے والوں کیلئے وَالْقَآئِمِیْنَ اور قیام کرنے والوں کیلئے۔ اس میں نماز کے اندر قیام کرنے والے بھی آگئے باہر سے آکر ٹھہرنے والے بھی اور جو اعتکاف کیلئے ٹھہرنے والے ہیں سب اس میں آگئے۔ کیونکہ بیت اللہ اور حرم پاک دنیا بھر کے مسلمانوں کیلئے ہے وَالرُّكَّعِ السُّجُوْدِ اور رکوع سجود کرنے والوں کیلئے۔ نماز پڑھنے والوں کیلئے بھی حرم کی طہارت ضروری ہے۔

دوسرا حکم وَاَذِّنْ فِی النَّاسِ بِالْحَجِّ اور اے ابراہیم علیہ السلام! اعلان کریں لوگوں میں حج کا کہ اللہ تعالیٰ کا گھر تعمیر ہو چکا ہے آؤ حج کرو۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے عرض کیا اے پروردگار! یہاں آبادی تو ہے کوئی نہیں یہاں بے آباد جنگل میں میرے اور اسماعیل علیہ السلام کے سوا اور تو کوئی ہے نہیں اعلان کو سن کر کون آئے گا؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا

آپ کا کام ہے اعلان کرنا۔ اے لوگو! فَقَدْ فَرَضَ عَلَيْكُمُ الْحَجَّ ''تحقیق فرض کر دیا ہے اللہ تعالیٰ نے تم پر حج کو۔'' اس اعلان کو لوگوں تک پہنچانا میرا کام ہے۔ چنانچہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جبل ابوقبیس پر کھڑے ہو کر یہ اعلان کیا تو اللہ تعالیٰ نے یہ آواز روئے زمین کے تمام انسانوں تک یہاں تک کہ ماؤں کے رحموں میں جو موجود تھے اور پھر آدم علیہ السلام کی پشت سے ساری نسل انسانی تک پہنچائی اور جس جس نے اس آواز پر لبیک کہی وہ ضرور پہنچے گا حج کے لیے يَأْتُوكَ رِجَالًا آئیں گے آپ کے پاس پیدل چل کر وَّ عَلٰى كُلِّ ضَامِرٍ اور ہر لاغر اونٹ اونٹنی پر يَّأْتِيْنَ مِنْ كُلِّ فَجٍّ عَمِيْقٍ جو آئیں گے ہر دور دراز کے راستے سے تاکہ اس فرض کو ادا کریں۔

❁❁❁
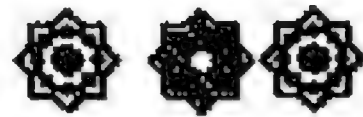
لِّيَشْهَدُوْا مَنَافِعَ لَهُمْ وَيَذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ فِيْۤ اَيَّامٍ مَّعْلُوْمٰتٍ عَلٰى مَا رَزَقَهُمْ مِّنْۢ بَهِيْمَةِ الْاَنْعَامِ ۚ فَكُلُوْا مِنْهَا وَاَطْعِمُوا الْبَآئِسَ الْفَقِيْرَ ﴿۲۸﴾ ثُمَّ لْيَقْضُوْا تَفَثَهُمْ وَلْيُوْفُوْا نُذُوْرَهُمْ وَلْيَطَّوَّفُوْا بِالْبَيْتِ الْعَتِيْقِ ﴿۲۹﴾ ذٰلِكَ ۗ وَمَنْ يُّعَظِّمْ حُرُمٰتِ اللّٰهِ فَهُوَ خَيْرٌ لَّهٗ عِنْدَ رَبِّهٖ ۗ وَاُحِلَّتْ لَكُمُ الْاَنْعَامُ اِلَّا مَا يُتْلٰى عَلَيْكُمْ فَاجْتَنِبُوا الرِّجْسَ مِنَ الْاَوْثَانِ وَاجْتَنِبُوْا قَوْلَ الزُّوْرِ ﴿۳۰﴾ حُنَفَآءَ لِلّٰهِ غَيْرَ مُشْرِكِيْنَ بِهٖ ۗ وَمَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَكَاَنَّمَا خَرَّ مِنَ السَّمَآءِ فَتَخْطَفُهُ الطَّيْرُ اَوْ تَهْوِيْ بِهِ الرِّيْحُ فِيْ مَكَانٍ سَحِيْقٍ ﴿۳۱﴾ ذٰلِكَ ۗ وَمَنْ يُّعَظِّمْ شَعَآئِرَ اللّٰهِ فَاِنَّهَا مِنْ تَقْوَى الْقُلُوْبِ ﴿۳۲﴾ لَكُمْ فِيْهَا مَنَافِعُ اِلٰۤى اَجَلٍ مُّسَمًّى ثُمَّ مَحِلُّهَاۤ اِلَى الْبَيْتِ الْعَتِيْقِ ﴿۳۳﴾ ع

لِّيَشْهَدُوْا تاکہ وہ حاضر ہوں مَنَافِعَ لَهُمْ فائدوں کی جگہ پر وَيَذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ اور ذکر کریں اللہ تعالیٰ کے نام کا فِيْۤ اَيَّامٍ مَّعْلُوْمٰتٍ معلوم دنوں میں عَلٰى مَا رَزَقَهُمْ اس چیز پر جو اللہ تعالیٰ نے ان کو روزی دی ہے مِّنْۢ بَهِيْمَةِ الْاَنْعَامِ چوپائیوں اور مویشیوں میں سے فَكُلُوْا مِنْهَا پس کھاؤ ان جانوروں میں سے وَاَطْعِمُوا الْبَآئِسَ الْفَقِيْرَ اور کھلاؤ پریشان حال فقیر کو ثُمَّ لْيَقْضُوْا تَفَثَهُمْ پھر چاہیے کہ دور کریں اپنا میل کچیل وَلْيُوْفُوْا نُذُوْرَهُمْ اور چاہیے کہ پوری کریں اپنی نذریں وَلْيَطَّوَّفُوْا بِالْبَيْتِ الْعَتِيْقِ اور چاہیے کہ طواف کریں

بیت عتیق کا ذٰلِکَ یہی کچھ ہونا چاہیے وَمَنْ یُّعَظِّمْ حُرُمٰتِ اللّٰهِ اور جس نے تعظیم کی اللہ تعالیٰ کی عزت والی جگہوں کی فَهُوَ خَيْرٌ لَّهٗ پس وہ اس کے لیے بہتر ہے عِنْدَ رَبِّهٖ اس کے رب کے ہاں وَاُحِلَّتْ لَكُمُ الْاَنْعَامُ اور حلال کیے گئے تمہارے لیے مویشی اِلَّا مَا یُتْلٰی عَلَيْكُمْ مگر وہ جو تمہیں پڑھ کر سنائے جائیں گے فَاجْتَنِبُوا الرِّجْسَ پس بچو تم گندگی سے مِنَ الْاَوْثَانِ جو بت ہیں وَاجْتَنِبُوْا قَوْلَ الزُّوْرِ اور بچو تم جھوٹی بات سے حُنَفَآءَ لِلّٰهِ یکسو ہونے والے ہو اللہ تعالیٰ کے لیے غَيْرَ مُشْرِكِيْنَ بِهٖ نہ شرک کرنے والے اللہ تعالیٰ کے ساتھ وَمَنْ یُّشْرِكْ بِاللّٰهِ اور جس شخص نے شرک کیا اللہ تعالیٰ کے ساتھ فَكَاَنَّمَا خَرَّ پس گویا کہ وہ گرا مِنَ السَّمَآءِ آسمان سے فَتَخْطَفُهُ الطَّيْرُ پس اچک لیا اس کو پرندوں نے اَوْ تَهْوِیْ بِهِ الرِّيْحُ یا پھینک دیا اس کو ہوا نے فِیْ مَكَانٍ سَحِیْقٍ کسی گہری جگہ میں ذٰلِكَ ایسے ہی ہے وَمَنْ یُّعَظِّمْ شَعَآئِرَ اللّٰهِ اور بیشک جس نے تعظیم کی اللہ تعالیٰ کی نشانیوں کی فَاِنَّهَا پس بیشک ہے یہ تعظیم مِنْ تَقْوَى الْقُلُوْبِ دل کے تقویٰ کی وجہ سے لَكُمْ فِيْهَا مَنَافِعُ تمہارے لیے ان جانوروں میں نفع ہے اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى ایک مقررہ مدت تک ثُمَّ مَحِلُّهَآ پھر ان کے حلال ہونے کی جگہ اِلَى الْبَيْتِ الْعَتِيْقِ پرانا گھر ہے۔

کل کے درس میں تم نے یہ بات سنی کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو حکم دیا کہ وہ لوگوں میں حج کا اعلان کریں وہ آپ کے پاس آئیں گے پیدل چل کر بھی اور ہر پتلے دبلے اونٹ اونٹنی پر دور دراز کے راستوں سے۔ کیوں آئیں گے؟ اس کا

ذکر ہے۔ لِيَشْهَدُوْا مَنَافِعَ لَهُمْ تاکہ وہ حاضر ہوں فائدوں کی جگہ پر۔

حج کے فوائد و مقاصد :

حج میں بہت سے منافع ہیں دینی بھی دنیوی بھی۔ ایک تو دینی نفع ظاہر ہے کہ صحیح معنٰی میں سنت کے مطابق حج ہو تو حاجی کو اللہ تعالیٰ بلند مقام عطا فرماتے ہیں۔ دوسرا یہ کہ مختلف ممالک اور مختلف علاقوں سے لوگ آئے ہوئے ہوتے ہیں شکلیں مختلف، رنگ مختلف، زبانیں مختلف، اللہ تعالیٰ کی شان اور قدرت سمجھ آتی ہے۔ پھر اکٹھا ہونے میں یہ بھی نفع ہے کہ ایک دوسرے سے اسلام کے متعلق حالات معلوم کریں ترجمان کے ذریعے کہ تمہارے ملک میں اسلام کا کیا حال ہے؟ کافروں کی کیا پوزیشن ہے وہ تمہارے ساتھ کیا سلوک کرتے ہیں؟ حج کے مقاصد میں یہ بات شامل تھی کہ مسلمان آپس میں سر جوڑ کر بیٹھیں اور سوچیں اور سمجھیں کہ ہم نے اپنے اپنے ملک اور علاقے میں اسلام کے لیے کیا کرنا ہے؟ مگر آج یہ نکتہ مسلمان بالکل بھول گئے ہیں۔ بس گئے اور بھاگے۔ عوام تو عوام حکمران بھی اس نکتے کو بھول گئے ہیں ایک آدھ کے علاوہ سب بے دین ہیں۔ تو ان بے دینوں نے دین کے متعلق کیا سوچنا ہے؟ ان بے غیرتوں کو اپنی عیاشیوں اور تن آسانی سے کام ہے اور بس! ان کو کوئی فکر ہے کہ اس وقت بوسنیا میں کیا ہو رہا ہے؟ کشمیر میں کیا ہو رہا ہے؟ فلسطین میں کیا ہو رہا ہے اور دیگر ممالک میں مسلمانوں کے ساتھ کیا کچھ ہو رہا ہے؟ غیرت مند مسلمان تو خاموش نہیں رہ سکتا بے غیرتوں کا کیا ہے۔ حدیث پاک میں آتا ہے فرمایا مسلمانوں کی مثال كَجَسَدٍ وَاحِدٍ ایک وجود کی طرح ہے ایک عضو میں تکلیف ہو تو سارے اعضاء بے چین ہوتے ہیں انگلی کو درد ہو آنکھ کو درد ہو سارا جسم بے قرار ہو جاتا ہے۔ یہ تو نہیں ہو سکتا کہ آنکھ میں درد ہو تو باقی اعضاء کہیں خیر صلا ہے ہمیں تو کوئی تکلیف

نہیں ہے۔ مگر آج کا مسلمان یہ نکتہ بھول چکا ہے۔ اور حج کے منافع میں سے ضمنی طور پر کوئی چیز خریدنا بیچنا بھی ہے۔ مستقل طور پر مقصد تجارت ہوا تو پھر حج تو نہ ہوا ہاں یہ ہے کہ حاجی ضمنی طور پر کوئی چیز خرید بھی سکتا ہے بیچ بھی سکتا ہے۔ دوسرے پارے میں آتا ہے کہ صحابہ کرام ﷡ نے حج کے موقع پر چیزیں خریدنی اور بیچنی پسند نہ کی کہ حج میں فرق نہ آجائے تو اللہ تعالیٰ نے حکم نازل فرمایا لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ اَنْ تَبْتَغُوْا فَضْلاً مِّنْ رَّبِّكُمْ [بقرہ:۱۹۸] ''تم پر کوئی گناہ نہیں ہے اس بات میں کہ تم اپنے رب کا فضل تلاش کرو۔'' کوئی چیز بیچ کر فائدہ حاصل کرلو کوئی چیز خرید کر فائدہ حاصل کرلو۔ تو مومنوں کے لیے دینی دنیوی دونوں قسم کے منافع ہیں وَيَذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ اور ذکر کریں اللہ تعالیٰ کے نام کا فِيْٓ اَيَّامٍ مَّعْلُوْمٰتٍ معلوم دنوں میں۔

قربانی تین دن ہے:

ان معلوم دنوں کے متعلق حضرت امام ابوحنیفہ، حضرت امام مالک، حضرت امام احمد ابن حنبل رحمہم اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ قربانی کے تین دن ہیں۔ صحیح روایات بھی اسی پر دلالت کرتی ہیں۔ حضرت امام شافعیؒ فرماتے ہیں کہ چوتھے دن بھی قربانی درست ہے لیکن جو روایات پیش کرتے ہیں وہ تین سندوں کے ساتھ ہیں اور تینوں سندیں ضعیف اور کمزور ہیں اور دین کے معاملے میں بڑی احتیاط کی ضرورت ہے۔ تو اللہ تعالیٰ کو یاد کرو عید والے دن اور دو دن بعد میں یعنی بسم اللہ اللہ اکبر کہہ کر ذبح کرو۔ اور مسئلہ یاد رکھنا! کہ جس طرح یہ مسئلہ ہے کہ نمازی نماز میں الفاظ اتنی آواز سے بولے کہ اس کے کان سنیں ورنہ نماز نہیں ہوگی بشرطیکہ بہرہ نہ ہو۔ اسی طرح جانور ذبح کرتے وقت بھی بسم اللہ اللہ اکبر اتنی آواز سے کہے کہ اس کے اپنے کان سنیں ورنہ جانور حلال نہیں ہوگا۔ ''البحر الرائق'' وغیرہ کتابوں میں

اس کی تفصیل موجود ہے۔تو اللہ تعالیٰ کا ذکر کریں عَلٰی مَا رَزَقَهُمْ جو اللہ تعالیٰ نے ان کو روزی دی ہے مِّنْ بَهِيمَةِ الْأَنْعَامِ۔ بَهِيمَه کی جمع بهائم آتی ہے۔ بَهِيمَه چار ٹانگوں والے جانور کو کہتے ہیں۔ پھر اضافت فرمائی انعام کی طرف کہ وہ چار ٹانگوں والے جو انعام کی مد سے ہوں ورنہ چار ٹانگیں تو کتے کی بھی ہوتی ہیں۔

کن کن جانوروں کی قربانی ہوسکتی ہے :

اور اَنعام کی مد میں کون کون سے جانور آتے ہیں؟ ان کا ذکر سورۃ الانعام میں ہے۔ بکرا، بکری، بھیڑ، نر مادہ، گائے، بیل، اونٹ، اونٹنی، ان جانوروں کو اللہ تعالیٰ نے انعام فرمایا ہے۔ بھینس عرب کے علاقے میں نہیں ہوتی تھی کیونکہ یہ ٹھنڈے علاقے کا جانور ہے عرب کی سرزمین میں نہ پانی وافر مقدار میں تھا اور نہ گھاس ہوتا تھا اس لیے وہ لوگ بھینس نہیں رکھتے تھے۔ فقہاء کرام ؒ کا متفقہ فیصلہ ہے کہ اَلْجَامُوْسُ نَوْعٌ مِّنَ الْبَقَرِ ''بھینس بھی بقر کی جنس سے ہے۔'' اس کا دودھ، گوشت اور گھی حلال ہے اور اس کی قربانی بھی درست ہے۔ غیر مقلدین کے بڑے بزرگ ہیں قاضی شوکانی مرحوم۔ ان سے سوال کیا گیا کہ عقیقہ میں گائے بھینس ذبح کیے جاسکتے ہیں اور ان کی قربانی ہوسکتی ہے؟ تو انہوں نے اپنی کتاب ''نیل الاوطار'' میں تصریح فرمائی ہے کہ گائے، بھینس، بیل کی قربانی ہوسکتی ہے عقیقہ کا حصہ بھی ان میں رکھا جاسکتا ہے۔ بڑے جانور کے سات حصے ہوتے ہیں مثلاً اگر ایک گھر میں دو بچے پیدا ہوئے ہوں اور تین بچیاں پیدا ہوئی ہوں تو بڑا جانور سب کی طرف سے عقیقہ میں ذبح کر دیا جائے تو جائز ہے۔ لیکن قربانی ایسے جانور کی افضل ہے جس کا گوشت لذیذ ہو۔ ایک ہے افضل ہونا اور ایک ہے جائز ہونا۔ ان دونوں میں فرق ہے۔ قربانی اونٹ کی بھی جائز ہے گائے، بیل، بھینس، بکرا، چھترا وغیرہ انعام میں جو بھی

آتے ہیں سب کی جائز ہے۔لیکن ان میں سے جس کا گوشت زیادہ لذیذ ہو گا وہ زیادہ افضل ہوگا۔اور پھر حدیث پاک میں یہ بھی آتا ہے کہ جتنے بال ہوں گے اتنی نیکیاں ملیں گی۔چھوٹا جانور ایک کی طرف سے اور بڑا جانور سات آدمیوں کی طرف سے ہوگا۔بھیڑ، دنبے پر بال زیادہ ہوتے ہیں لہٰذا ان کی قربانی افضل ہوگی۔ فَكُلُوْا مِنْهَا پس کھاؤ ان جانوروں میں سے قربانی کا گوشت خود بھی کھا سکتے ہیں وَاَطْعِمُوْا الْبَآئِسَ الْفَقِيْرَ اور کھلاؤ پریشان حال فقیر کو۔بعض ایسے فقیر بھی ہوتے ہیں جن کو سارا سال گوشت کوئی زیادہ نصیب ہی نہیں ہوتا ان کو بھی کھلاؤ۔قربانی کرنے کے بعد تم احرام سے نکل آؤ ثُمَّ لْيَقْضُوْا تَفَثَهُمْ پھر چاہیے کہ دور کریں اپنا میل کچیل۔احرام کی حالت میں چونکہ بدن کو رگڑ کر نہانا جائز نہیں ہے کہ بدن سے کوئی بال نہ اکھڑ جائے کیونکہ بال جھڑنے سے اگرچہ احرام تو فاسد نہیں ہوتا مگر مکروہ ہے۔اب چونکہ احرام سے نکل آئے ہو خوب رگڑ کر بدن کو صاف کرو وَلْيُوْفُوْا نُذُوْرَهُمْ اور چاہیے کہ پوری کریں اپنی نذریں۔حج سے پہلے بہت سے لوگ نذریں مانتے ہیں کہ اگر میں وہاں پہنچ گیا تو اتنے طواف کروں گا، اتنے عمرے کروں گا، اتنی قربانی دوں گا، اتنا صدقہ کروں گا، اتنے نفل پڑھوں گا۔تو جو نذریں مانی ہیں وہ پوری کریں۔

عتیق کے معانی :

وَلْيَطَّوَّفُوْا بِالْبَيْتِ الْعَتِيْقِ اور چاہیے کہ طواف کریں بیت عتیق کا۔عتیق کے دو معنی مشہور ہیں۔ایک پرانا، چوتھے پارے میں مذکور ہے اِنَّ اَوَّلَ بَيْتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِيْ بِبَكَّةَ مُبٰرَكًا [آل عمران:۹۶] ''بیشک پہلا گھر جو لوگوں کی عبادت کے لیے بنایا گیا مکہ مکرمہ میں برکت والا ہے۔'' تو اس لحاظ سے کعبۃ اللہ تمام عمارتوں سے پرانا ہے۔

اور عتیق کا دوسرا معنٰی ہے آزاد کیا ہوا غلام۔ اس معنٰی میں کعبۃ اللہ کو عتیق کہنے کا مطلب یہ ہوگا کہ کعبۃ اللہ دشمنوں کے شر سے آزاد کیا ہوا ہے اس کو کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتا۔ صنعاء کا گورنر ابرہہ بن صباح ہاتھیوں کا لشکر لے کر کعبۃ اللہ کو گرانے کے لیے جب وادی مُحَسَّر میں پہنچا تو اللہ تعالیٰ نے ابابیل پرندوں کا لشکر بھیجا انہوں نے بمباری کی ،مسور کے دانے کے برابر کنکر پھینکتے تھے ہاتھی بھی مر جاتا تھا اور اس پر سوار آدمی بھی مر جاتا تھا۔ چونکہ اس نے بے حرمتی کا ارادہ کیا تھا اس لیے اس کو اللہ تعالیٰ نے تباہ کر دیا۔ آج سے چند سال پہلے کچھ باغیوں نے حکومت پر قبضہ کرنے کے لیے کعبۃ اللہ پر قبضہ کیا تھا مگر وہ بے حرمتی کے لیے نہیں تھا۔ سترہ (۱۷) دن مسجد حرام پر باغیوں کا قبضہ رہا تھا۔ اتنے دن نہ اذان ہوئی اور نہ نماز پڑھی جا سکی۔ اس واقعہ کے بعد مجھے وہاں جانے کا موقع ملا۔ میں نے اس کی وجہ پوچھی تھی لوگوں نے متضاد سی باتیں بتائیں۔ ایک بات یہ بتائی گئی کہ شاہی خاندان میں سے گورنر یا کوئی اور تھا جس نے اقتدار پر قبضہ کرنے کے لیے ان لوگوں کو استعمال کیا تھا واللہ اعلم۔ کسی حد تک یہ روایت صحیح ہے اور یہ بات بھی میں نے سنی کہ کچھ نیک لوگوں کی فکر تھی کہ سعودیہ کا علاقہ اسلام کا منبع اور مرکز ہے یہاں سینما خانے بنے ہوئے ہیں، گانے، گانے، ناچنے کے دھندے ہو رہے ہیں تو ان جذباتی نوجوانوں نے اس کو روکنے کیلئے یہ طریقہ اختیار کیا۔ ان کا مقصد مورچا بنا کر اپنا مقصد حاصل کرنا تھا بے حرمتی مقصد نہیں تھا لیکن ان کا یہ طریقہ غلط تھا۔ اگر حکومت ہی حاصل کرنا مقصد تھا تو اس کے اور طریقے بھی تھے احتجاج کے لیے کوئی اور طریقہ بھی اختیار کیا جا سکتا تھا۔ ذٰلِکَ فرمایا جو ہم نے بیان کیا ہے ایسے ہی ہے وَ مَنْ یُّعَظِّمْ حُرُمٰتِ اللّٰهِ اور جو شخص تعظیم کرے گا عزت والی جگہوں کی جن کی حرمت اور عزت اللہ تعالیٰ نے بیان کی ہے فَهُوَ خَيْرٌ لَّهٗ پس وہ اس

کے لیے بہت بہتر ہے عِنْدَ رَبِّہٖ اس کے رب کے ہاں وَاُحِلَّتْ لَکُمُ الْاَنْعَامُ اور حلال کیے گئے تمہارے لیے مویشی اِلَّا مَا یُتْلٰی عَلَیْکُمْ مگر وہ جو تمہیں پڑھ کر سنائے جائیں گے۔

حرام جانور :

چھٹا پارہ نکالو تا کہ تمہیں بات سمجھ آجائے۔

اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

حُرِّمَتْ عَلَیْکُمُ الْمَیْتَۃُ ''حرام کیا گیا تم پر مردار۔ یعنی ایسا جانور جو ذبح نہ کیا جاسکے وَالدَّمُ اور ذبح کرتے وقت جو خون نکلتا ہے وہ بھی حرام ہے وَلَحْمُ الْخِنْزِیْرِ اور خنزیر کا گوشت بھی وَمَا اُھِلَّ لِغَیْرِ اللّٰہِ بِہٖ اور وہ جانور جو نامزد کیا گیا ہو غیر اللہ کے تقرب کے لیے۔'' جیسے جاہل لوگ کرتے ہیں کہ یہ بکرا فلاں کا ہے، یہ بھینسا فلاں کا ہے، یہ گائے فلاں کی ہے، یہ حلوا فلاں کا ہے۔ غیر اللہ کے تقرب کے لیے ایسا کرتے ہیں یاد رکھنا! ان پر بسم اللہ اللہ اکبر پڑھنے کے باوجود حلال نہیں ہیں وَالْمُنْخَنِقَۃُ ''اور جو گلا گھٹنے سے مر گیا۔ زنجیر یا رسی کیساتھ یہ بھی حرام ہے وَالْمَوْقُوْذَۃُ اور جو چوٹ لگنے سے ہلاک ہو گیا۔ یہ بھی حلال نہیں ہے وَالْمُتَرَدِّیَۃُ اور جو اونچی جگہ سے گر کر ہلاک ہو گیا وہ بھی حلال نہیں ہے وَالنَّطِیْحَۃُ اور جس کو دوسرے جانور نے سینگ مار کر ہلاک کر دیا وہ حلال نہیں ہے وَمَا اَکَلَ السَّبُعُ اور جس کو درندوں نے کھالیا ہو۔ ان کا بچا ہوا بھی حلال نہیں ہے اِلَّا مَا ذَکَّیْتُمْ مگر وہ جس کو تم نے ذبح کر لیا ہو وَمَا ذُبِحَ عَلَی النُّصُبِ اور وہ جو ذبح کیا گیا ہو بتوں کے نام پر۔'' یہ سب جانور حرام ہیں۔ فرمایا فَاجْتَنِبُوا الرِّجْسَ پس بچو تم گندگی

سے۔وہ کونسی گندگی ہے؟فرمایا مِنَ الْاَوْثَانِ وہ بت ہیں۔ظاہری طور پر تو گندگی نظر نہیں آتی مگر حقیقتاً انتہائی نجس ہیں ان سے بچو وَاجْتَنِبُوْا قَوْلَ الزُّوْرِ اور بچو تم جھوٹی بات سے۔زُوْر کا معنیٰ جھوٹ ہے۔جھوٹی بات نہ کرو حُنَفَآءَ لِلّٰهِ یکسو ہونے والے ہو اللہ تعالیٰ کے لیے۔ایسا نہیں کہ ایک ٹانگ اسلام کی طرف اور دوسری ٹانگ کفر کی طرف۔

؎ آدھا تیتر آدھا بٹیر

جیسے آج کل ہمارا حکمران طبقہ ہے کہ نام اسلام کا لیتے ہیں اور کرتے سارا کفر ہیں۔ غَيْرَ مُشْرِكِيْنَ بِهٖ نہ شرک کرنے والے ہو اللہ تعالیٰ کے ساتھ۔

مشرک کا انجام :

نہ رب تعالیٰ کی ذات میں کسی کو شریک ٹھہراؤ اور نہ صفات میں وَمَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ اور جس نے شرک کیا اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرایا۔اس کی مثال یوں سمجھو فَكَاَنَّمَا خَرَّ مِنَ السَّمَآءِ پس گویا کہ وہ گرا آسمان سے فَتَخْطَفُهُ الطَّيْرُ پس اچک لیا اس کو پرندوں نے اَوْ تَهْوِيْ بِهِ الرِّيْحُ یا پھینک دیا اس کو ہوا نے فِيْ مَكَانٍ سَحِيْقٍ کسی گہری جگہ میں کہ نکل نہ سکے۔یہ اللہ تعالیٰ نے مشرک کی مثال بیان فرمائی ہے اب تم اس مثال کو سمجھو۔وہ اس طرح کہ رب تعالیٰ نے توحید کو آسمان کے ساتھ تشبیہ دی ہے تو جب شرک کیا تو توحید کی بلندی سے گرا اور دو نمبر پیروں اور مولویوں نے پکڑ لیا یا اپنی نفسانی خواہشات نے ایسی جگہ میں گرایا کہ وہاں سے نکل نہیں سکتا۔جیسے پیٹ کا دھندا ہے، تیجا، ساتا، دسواں وغیرہ یہ سب چیزیں خواہشات ہیں۔اللہ تعالیٰ ان سے ساری زندگی محفوظ فرمائے۔ ذٰلِكَ ایسے ہی ہے جیسے ہم نے بیان کیا ہے وَمَنْ يُّعَظِّمْ شَعَآئِرَ اللّٰهِ جس نے تعظیم کی اللہ تعالیٰ کی نشانیوں کی۔ شَعَآئِر جمع ہے شَعِيْرَةٌ کی اور شَعِيْرَه کا معنیٰ

ہے نشانی، علامت۔ حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلویؒ اپنی کتاب ''حجۃ اللہ البالغہ''
کے اندر فرماتے ہیں شعائر اللہ تو بہت ساری چیزیں ہیں مگر چار کا ان میں سے بہت بلند
مقام ہے۔ نبی، کعبہ، قرآن، نماز۔ یہ چار شعائر اللہ میں بڑھ کر ہیں۔ باقی صفا مروہ بھی
شعائر اللہ میں سے ہے اور جن جانوروں کے گلے میں پٹے ڈالے ہوئے ہیں اللہ تعالیٰ کی
نیاز کے لیے جا رہے ہوتے ہیں وہ بھی شعائر اللہ میں سے ہیں۔ اگلے رکوع میں آ رہا ہے
کہ یہ شعائر اللہ ہیں ان کی بیحرمتی نہ کرو۔ مساجد کا خیال رکھو، قرآن کریم کا ادب کرو، پیغمبر
کی تعظیم کرو۔ تو جس نے اللہ تعالیٰ کی نشانیوں کی تعظیم کی فَاِنَّهَا مِنْ تَقْوَى الْقُلُوْبِ پس
ہے یہ تعظیم دل کے تقویٰ کی وجہ سے لَكُمْ فِيْهَا مَنَافِعُ تمہارے لیے ان جانوروں میں
منافع ہیں جن جانوروں کا پہلے ذکر ہوا ہے اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى ایک مقررہ مدت تک۔
اونٹ پر سوار ہو سکتے ہو اونٹنی کا دودھ پی سکتے ہو اسی طرح دوسرے جانور ہیں۔ اسی طرح
گائے، بکری کا دودھ پی سکتے ہو۔ ان کے گلے میں ہار ہونگے ثُمَّ مَحِلُّهَآ اِلَى الْبَيْتِ
الْعَتِيْقِ پھر ان کے حلال ہونے کی جگہ پرانا گھر ہے۔ حرم کے علاقے میں قربانی کرنا ہے۔

❁❁❁

وَلِكُلِّ أُمَّةٍ جَعَلْنَا مَنسَكًا لِّيَذْكُرُوا اسْمَ اللَّهِ عَلَىٰ مَا رَزَقَهُم مِّن بَهِيمَةِ الْأَنْعَامِ ۗ فَإِلَٰهُكُمْ إِلَٰهٌ وَاحِدٌ فَلَهُ أَسْلِمُوا ۗ وَبَشِّرِ الْمُخْبِتِينَ ﴿٣٤﴾ الَّذِينَ إِذَا ذُكِرَ اللَّهُ وَجِلَتْ قُلُوبُهُمْ وَالصَّابِرِينَ عَلَىٰ مَا أَصَابَهُمْ وَالْمُقِيمِي الصَّلَاةِ وَمِمَّا رَزَقْنَاهُمْ يُنفِقُونَ ﴿٣٥﴾ وَالْبُدْنَ جَعَلْنَاهَا لَكُم مِّن شَعَائِرِ اللَّهِ لَكُمْ فِيهَا خَيْرٌ ۖ فَاذْكُرُوا اسْمَ اللَّهِ عَلَيْهَا صَوَافَّ ۖ فَإِذَا وَجَبَتْ جُنُوبُهَا فَكُلُوا مِنْهَا وَأَطْعِمُوا الْقَانِعَ وَالْمُعْتَرَّ ۚ كَذَٰلِكَ سَخَّرْنَاهَا لَكُمْ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ ﴿٣٦﴾ لَن يَنَالَ اللَّهَ لُحُومُهَا وَلَا دِمَاؤُهَا وَلَٰكِن يَنَالُهُ التَّقْوَىٰ مِنكُمْ ۚ كَذَٰلِكَ سَخَّرَهَا لَكُمْ لِتُكَبِّرُوا اللَّهَ عَلَىٰ مَا هَدَاكُمْ ۗ وَبَشِّرِ الْمُحْسِنِينَ ﴿٣٧﴾ إِنَّ اللَّهَ يُدَافِعُ عَنِ الَّذِينَ آمَنُوا ۗ إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ كُلَّ خَوَّانٍ كَفُورٍ ﴿٣٨﴾ ع ۵ ۱۲

وَ لِكُلِّ أُمَّةٍ اور ہر امت کے لیے جَعَلْنَا بنائی ہم نے مَنسَكًا قربانی لِيَذْكُرُوا تا کہ وہ ذکر کریں اسْمَ اللَّهِ اللہ تعالیٰ کا نام عَلَىٰ مَا رَزَقَهُم اس پر جو ہم نے ان کو رزق دیا ہے مِّن ، بَهِيمَةِ چوپائے میں سے الْأَنْعَامِ جو مویشی ہیں فَإِلَٰهُكُمْ پس تمہارا معبود إِلَٰهٌ وَاحِدٌ ایک ہی معبود ہے فَلَهُ أَسْلِمُوا پس اس کے سامنے جھکو وَبَشِّرِ الْمُخْبِتِينَ اور خوشخبری سنا دے عاجزی کرنے والوں کو الَّذِينَ وہ لوگ ہیں إِذَا ذُكِرَ اللَّهُ جب ذکر کیا جاتا ہے

اللہ تعالیٰ کا وَجِلَتْ قُلُوْبُهُمْ ڈرجاتے ہیں دل ان کے وَالصّٰبِرِيْنَ اورصبر کرنے والے عَلٰى مَآ ان تکلیفوں پر اَصَابَهُمْ جوان کوپہنچتی ہیں وَالْمُقِيْمِي الصَّلٰوةِ اورقائم کرنے والے ہیں نمازکو وَمِمَّا اوراس چیز میں سے رَزَقْنٰهُمْ جوہم نے ان کودی ہے يُنْفِقُوْنَ خرچ کرتے ہیں وَالْبُدْنَ اورقربانی کابڑاجانور جَعَلْنٰهَا لَكُمْ بنایاہےہم نےتمہارے لیے مِّنْ شَعَآئِرِ اللّٰهِ اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے لَكُمْ فِيْهَا خَيْرٌ تمہارے لیےاس میں خیرہے فَاذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ عَلَيْهَا پس یادکرواللہ تعالیٰ کانام ان پر صَوَآفَّ جب وہ تین ٹانگوں پر کھڑے ہوں فَاِذَا وَجَبَتْ جُنُوْبُهَا پس جب وہ گرجائیں پہلوکےبل فَكُلُوْا مِنْهَا پس کھاؤان میں سے وَاَطْعِمُوا الْقَانِعَ اورکھلاؤقناعت کرنے والےکو وَالْمُعْتَرَّ اوربےقرارکو كَذٰلِكَ اسی طرح سَخَّرْنٰهَا ہم نےتابع کیاان کو لَكُمْ تمہارے لیے لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ تاکہ تم شکرادا کرو (اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا) لَنْ يَّنَالَ اللّٰهَ لُحُوْمُهَا ہرگزنہیں پہنچتےاللہ تعالیٰ کوان کےگوشت وَلَا دِمَآؤُهَا اورنہ ان کےخون وَلٰكِنْ يَّنَالُهُ التَّقْوٰى مِنْكُمْ اورلیکن اس کو پہنچتاہےتمہاری طرف سےتقویٰ كَذٰلِكَ اسی طرح سَخَّرَهَا لَكُمْ اللہ تعالیٰ نے تابع بنایاان جانوروں کوتمہارے لیے لِتُكَبِّرُوا اللّٰهَ تاکہ تم بڑائی بیان کرو اللہ تعالیٰ کی عَلٰى مَا هَدٰىكُمْ اس نعمت پرجواس نےتمہیں ہدایت بخشی ہے وَ بَشِّرِ الْمُحْسِنِيْنَ اورخوش خبری سنائیں نیکی کرنے والوں کو اِنَّ اللّٰهَ بےشک

اللہ تعالیٰ یُدٰفِعُ دفاع کرے گا عَنِ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا ان لوگوں کی طرف سے جو ایمان لائے اِنَّ اللّٰہَ بے شک اللہ تعالیٰ لَا یُحِبُّ محبت نہیں کرتا کُلَّ خَوَّانٍ کسی خیانت کرنے والے کو کَفُوْرٍ ناشکری کرنے والے کو۔

قربانی ہر امت پر تھی :

اوپر ذکر تھا قربانی کا کہ اللہ تعالیٰ نے تمہیں جانور دیئے ہیں قربانی کے دنوں میں ان کی قربانی کرنی ہے۔آگے ارشاد ہے وَ لِکُلِّ اُمَّةٍ جَعَلْنَا مَنْسَکًا اور ہر امت کے لیے ہم نے قربانی مقرر کی ہے۔قربانی حضرت آدم علیہ السلام کے دور سے چلی آرہی ہے۔ سورہ مائدہ آیت نمبر ۲۷ میں پڑھ چکے ہو اِذْ قَرَّبَا قُرْبَانًا ''جب آدم علیہ السلام کے دونوں بیٹوں نے قربانی دی۔'' ایک کی قربانی قبول ہوگئی اور دوسرے کی قبول نہ ہوئی۔تو جب سے آدمیت چلی ہے تب سے قربانی بھی چلی آرہی ہے لیکن ان کی اور ہماری قربانی میں بڑا فرق ہے انہیں قربانی کا گوشت کھانے کی اجازت نہیں تھی وہ قربانی کا جانور کھلے میدان میں رکھ دیتے تھے آگ آتی جلا دیتی تھی۔سورہ آل عمران آیت نمبر ۱۸۲ میں ہے بِقُرْبَانٍ تَاْکُلُہُ النَّارُ ''ایسی قربانی لائے جس کو آگ کھا جائے۔'' انہیں مال غنیمت کھانے کی بھی اجازت نہیں تھی۔ہمیں رب تعالیٰ نے آنحضرت ﷺ کے وسیلے سے قربانی کا گوشت کھانے کی بھی اجازت دی ہے اور مال غنیمت بھی ہمارے لیے حلال فرمایا ہے۔قربانی کی کھال بھی استعمال کرنے کی اجازت ہے ہاں! اگر بیچ دی تو پھر رقم کا صدقہ کرنا واجب ہے۔تو فرمایا ہم نے ہر امت کے لیے قربانی کا طریقہ مقرر کیا ہے لِیَذْکُرُوا اسْمَ اللّٰہِ عَلٰی مَا رَزَقَھُمْ مِّنْ بَھِیْمَةِ الْاَنْعَامِ تاکہ وہ اللہ تعالیٰ کے نام کا ذکر کریں اس چیز پر جو ہم نے ان کو رزق دیا ہے جو چوپائے مویشیوں کی صورت میں ہیں۔چنانچہ قربانی انہی مویشیوں

کی ہوتی ہے جن کا ذکر سورۃ الانعام آیت نمبر ۱۴۳ میں کیا ہے۔ بھیڑوں میں سے نر مادہ، بکریوں میں سے نر مادہ، اونٹوں میں سے نر مادہ، گائے (بھینسوں) میں سے نر مادہ۔ یہ ایسے جانور ہیں جو انسان سے زیادہ قریب اور مانوس ہیں اور اللہ تعالیٰ نے ان کی فطرت میں انسانوں کی خدمت کا جذبہ رکھا ہے۔ جس جانور کے حلق پر چھری رکھ کر اللہ تعالیٰ کا نام لے کر ذبح کیا جائے وہ جانور حلال ہوتا ہے۔ اگر اس کے خلاف کیا جائے گا تو جانور حلال نہ ہوگا۔ اگر کوئی شخص جانوروں کو قطار میں کھڑا کر کے گولی مار دے یا اوپر سے مشین چلا کر گردن کاٹ دے یا تلوار کا وار کر کے گردن جدا کر دے تو یہ طریقہ صحیح نہیں ہے۔ بعض لوگ چھری پر بسم اللہ لکھ کر ذبح کرتے ہیں اور زبان سے بسم اللہ اللہ اکبر ادا نہیں کرتے یہ طریقہ بھی غلط ہے۔ ہر جانور کے حلق پر بسم اللہ پڑھ کر چھری چلانا ضروری ہے۔ ہاں! اگر کوئی مجبوری ہو جائے تو پھر دوسرے طریقے بھی استعمال کیے جا سکتے ہیں۔ مثلاً جانور ایسی جگہ پھنس گیا کہ جہاں حلق پر چھری نہیں چلائی جا سکتی یا ڈر گیا ہے اور قابو میں نہیں آتا تو آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کا نام لے کر اگر اس کی ران پر بھی زخم لگا دو گے تو وہ جانور حلال ہو جائے گا۔ قربانی صرف اللہ تعالیٰ کی رضا اور خوشنودی کے لیے ہے اگر کوئی جانور غیر اللہ کی خوشنودی کیلئے ذبح کیا جائے گا تو وہ حرام ہو جاتا ہے بیشک اس کو بسم اللہ اللہ اکبر کہہ کر ذبح کیا جائے۔ اس لیے جہاں اللہ تعالیٰ نے مردار، خون اور خنزیر کے گوشت کا ذکر فرمایا ہے وہاں وَمَا اُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ [بقرۃ:۱۷۳] کہہ کر غیر اللہ کے تقرب کے لیے کی جانے والی قربانی کو بھی قطعی حرام قرار دیا ہے۔

آگے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں فَاِلٰـهُكُمْ اِلٰـهٌ وَّاحِدٌ پس تمہارا معبود برحق ایک ہی معبود ہے فَلَهٗۤ اَسْلِمُوْا پس اسی کے سامنے جھکو اور اسی کی فرمانبرداری کرو اور اسی ایک کا

حکم مانو اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ وَبَشِّرِ الْمُخْبِتِيْنَ اور خوشخبری سنا دے عاجزی کرنے والوں کو۔

عاجزی کرنے والوں کی صفات :

اگلی آیت میں اللہ تعالیٰ نے عاجزی کرنے والوں کی چند صفات بیان فرمائی ہیں۔ فرمایا الَّذِيْنَ وہ لوگ ہیں اِذَا ذُكِرَ اللّٰهُ وَجِلَتْ قُلُوْبُهُمْ جب ذکر کیا جاتا ہے اللہ تعالیٰ کا تو ڈر جاتے ہیں دل ان کے۔ اللہ تعالیٰ بڑی بلند ذات ہے اس کے ذکر سے دل میں خشیت پیدا ہوتی ہے، دل پر اللہ تعالیٰ کے جلال کا اثر ہوتا ہے اور وہ ڈر جاتے ہیں۔

دوسری صفت وَالصّٰبِرِيْنَ عَلٰى مَآ اَصَابَهُمْ اور صبر کرنے والے ہیں ان تکلیفوں پر جو ان کو پہنچتی ہیں۔ حق کے راستے میں، حق پہنچانے سے، حق بیان کرنے سے اور اللہ تعالیٰ کے راستے میں جہاد کرنے سے جو اندرونی اور بیرونی تکلیفیں آتی ہیں ان پر وہ صبر کرتے ہیں جزع فزع اور واویلا نہیں کرتے، بے صبری کا مظاہرہ نہیں کرتے بلکہ خندہ پیشانی سے قبول کرتے ہیں۔ تیسری صفت وَالْمُقِيْمِي الصَّلٰوةِ اور قائم کرنے والے ہیں نماز کو اپنے وقت پر جماعت کے ساتھ ادا کرتے ہیں ایسے نہیں کہ کبھی پڑھ لی اور کبھی نہ پڑھی اور کبھی جماعت کے ساتھ اور کبھی اکیلے اپنی خواہش کے مطابق۔ بلکہ نماز پر ہمیشگی اختیار کرتے ہیں۔ چوتھی صفت وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ اور اس چیز میں سے جو ہم نے ان کو دی ہے خرچ کرتے ہیں عزیز رشتہ داروں پر، دوست احباب پر، مہمانوں پر غرباء اور مساکین پر، حج، عمرے اور جہاد کے لیے خرچ کرتے ہیں۔

آگے اللہ تعالیٰ قربانی کے جانوروں کے متعلق مزید فرماتے ہیں وَالْبُدْنَ جَعَلْنٰهَا لَكُمْ مِّنْ شَعَآئِرِ اللّٰهِ اور قربانی کا بڑا جانور بنایا ہے ہم نے تمہارے لیے اللہ

تعالیٰ کی نشانیوں میں سے۔

بدن سے مراد :

بُـدْنَ کا لفظ موٹے اور بڑے جانور پر بولا جاتا ہے۔ اونٹ چونکہ بڑی کلائی کا جانور ہے اس لیے عام طور پر یہ لفظ اونٹ کے لیے بولا جاتا ہے۔ امام شافعیؒ فرماتے ہیں کہ بُدْنَ سے مراد صرف اونٹ ہے۔ اور امام ابو حنیفہؒ گائے، بھینس کو بھی بُدْنَ میں شامل کرتے ہیں۔ وہ فرماتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ کا فرمان ہے وَالْـجُـزُوْرُ عَنْ سَبْعَةٍ وَالْبَقَرَةُ عَنْ سَبْعَةٍ ''ایک اونٹ کی قربانی سات آدمیوں کی طرف سے ہو سکتی ہے اور ایک گائے کی قربانی میں بھی سات آدمی شریک ہو سکتے ہیں۔'' لٰہذا یہ بھی بُـدْنَ میں شامل ہے۔ البتہ اونٹ کی بڑائی کی وجہ سے اس میں فائدہ زیادہ ہے اس لیے گائے، بھینس پر اس کو فضیلت حاصل ہے۔ فرمایا لَـكُـمْ فِيهَـا خَيْـرٌ تمہارے لیے اس میں خیر ہے۔ ان کو سواری اور مال برداری کے لیے استعمال کرتے ہو، ان کی پشم بھی استعمال کرتے ہو، ان کی نسل بڑھتی ہے تو تمہاری مالیت بڑھتی ہے۔ یہ تو دنیا کی خیر ہوئی اور آخرت کی خیر یہ ہے کہ تمہیں اجر و ثواب ملے گا۔ فَاذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ عَلَيْهَا صَوَآفَّ۔ صَوَآفَّ صَافٌّ کی جمع ہے۔ صـاف اس کو کہتے ہیں کہ جس کی تین ٹانگیں کھلی ہوں اور ایک ٹانگ باندھی ہوئی ہو اور کھڑا کر کے نحر کرتے ہیں۔ اونٹ میں نحر مستحب ہے میں نے آج تک دیکھا نہیں ہے مگر اونٹ کی قربانی کا یہی طریقہ ہے۔ وَانْـحَـرْ سورہ کوثر میں ہے ''اور نحر کریں۔'' اور باقی جانوروں کو زمین پر لٹا کر ذبح کرتے ہیں۔ جن کو لٹا کر ذبح کیا جائے اس کو ذبح کہتے ہیں۔ تو فرمایا ذکر کرو تم اللہ تعالیٰ کا نام ان پر جب وہ تین ٹانگوں پر کھڑے ہوں فَـاِذَا وَجَبَتْ جُنُوْبُهَا پس جب وہ گر جائیں پہلو کے بل کہ خون نکل کر بہہ گیا، جان نکل گئی فَكُلُوْا

مِنۡهَا پس کھاؤ تم ان میں سے۔

قربانی کے گوشت کا حکم :

خود بھی قربانی کا گوشت کھا سکتے ہیں امیر، غریب، کافر سب کو دے سکتے ہیں۔ سید کو بھی دے سکتے ہیں مگر ذبح کرنے والوں کو معاوضے میں نہیں دے سکتے۔ حدیث پاک میں آتا ہے کہ جب تم جانور ذبح کراؤ تو کھال سری وغیرہ اجرت میں نہ دو اگر ایسا کرو گے تو قربانی ناقص ہو گی۔ اجرت مزدوری علیحدہ دو اور محلے دار مسلمان ہونے کی حیثیت سے گوشت دینا ہے تو وہ الگ دو ان کا بھی حق ہے لیکن وہ خود نہ رکھیں کہ وہ بڑے استاد ہوتے ہیں کہ گوشت کا اچھا حصہ خود رکھ لیتے ہیں اس کی اجازت نہیں ہے یہ تمہاری مرضی پر موقوف ہے کہ جتنا دو اور جہاں سے دو۔ تو خیر قربانی کا گوشت بھی کھا سکتے ہو اور امیر، غریب، سید وغیرہ کو بھی دے سکتے ہو۔ ۹ ھ میں آنحضرت ﷺ نے اعلان فرمایا کہ تین دن سے زیادہ تم گوشت نہیں رکھ سکتے۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ اس سال دور دراز سے کافی مسلمان آئے ہوئے تھے اگر لوگ گھروں میں رکھ لیتے تو مہمانوں کے لیے دشواری ہوتی۔ یہ بخاری شریف اور مسلم شریف کی روایت ہے۔ جب دسواں سال آیا تو صحابہ کرام ﷺ نے پوچھا کہ حضرت! آپ ﷺ نے گزشتہ سال اعلان فرمایا تھا کہ تین دن یعنی عید والا دن اور دوسرا اور تیسرے دن کے بعد گوشت گھر میں نہ رکھنا تو کیا اس سال بھی یہی حکم ہے؟ فرمایا نہیں وہ حکم گزشتہ سال کے لیے تھا لِاَجۡلِ دَافَّةٍ دَفَّتۡ چونکہ باہر سے بہت سارے مسلمانوں کے قافلے آئے ہوئے تھے ان کی خاطر میں نے کہا تھا اب کُلُوۡا وَادَّخِرُوۡا کھاؤ اور ذخیرہ بھی کر سکتے ہو۔ فرمایا وَاَطۡعِمُوا الۡقَانِعَ۔ قناعت سے ہے، صبر کرنے والا۔ بعض محتاج ایسے ہوتے ہیں کہ تھوڑا بھی مل جائے تو صبر کر لیتے ہیں تو قناعت کرنے والے کو بھی کھلاؤ

وَالْمُعْتَرَّ اور معتر اس کو کہتے ہیں جو پیچھے پڑ جائے، بے قرار۔ بعض ایسے ہوتے ہیں کہ دو چار روٹیوں پر صبر نہیں آتا اور مانگتے ہیں اور مانگتے ہیں۔ تو فرمایا جو پیچھے پڑ کر مانگتا ہے اس کا بھی حق ہے۔ کَذٰلِكَ سَخَّرْنٰهَا لَكُمْ اسی طرح ہم نے تابع کیا ان جانوروں کو تمہارے لیے۔ اونٹ کو اللہ تعالیٰ نے کتنی طاقت دی ہے۔ آدمی کی طاقت اس کے مقابلے میں کیا ہے؟ مگر ہزار اونٹ کی قطار کو ایک بچہ نکیل پکڑ کر لے جا رہا ہوتا ہے۔ یہ رب تعالیٰ نے تمہارے تابع کیے ہیں۔ اگر اللہ تعالیٰ ایسا نہ کرتے تو تم خچر، گدھے، گھوڑے کو قابو نہیں کر سکتے تھے۔ لیکن لوگ تو ہاتھیوں پر بھی سوار ہوتے ہیں یہ رب تعالیٰ نے تابع کیے ہیں لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ تاکہ تم رب تعالیٰ کا شکر ادا کرو۔

آگے اللہ تعالیٰ نے قربانی کی حکمت بیان فرمائی ہے۔ فرمایا لَنْ يَّنَالَ اللّٰهَ لُحُوْمُهَا ہرگز نہیں پہنچتے اللہ تعالیٰ کو قربانی کے جانوروں کے گوشت اور نہ ہی وہ اس کا محتاج ہے وَلَا دِمَآؤُهَا اور نہ ان کے خون پہنچتے ہیں اور نہ ہی وہ ان کا محتاج ہے۔ یہ ہر چیز تمہارے پاس رہتی ہے وَلٰكِنْ يَّنَالُهُ التَّقْوٰى مِنْكُمْ لیکن پہنچتا ہے اس کو تمہاری طرف سے تقویٰ۔ اللہ تعالیٰ کو تقویٰ مطلوب ہے۔ یہی وجہ تھی کہ ہابیلؒ کی قربانی رب تعالیٰ نے قبول فرمائی کہ اس نے خوب موٹا تازہ دنبہ لا کر رکھا اور قابیل نے باجرے، گندم کے کھائے ہوئے خوشے لا کر رکھے۔ نیت کا پتا یہیں سے لگ گیا۔ آگ آئی اس نے خوشوں کو نہیں چھیڑا دنبے کو جلا کر رکھ دیا۔ عادتاً تو دنبہ جلدی نہیں جلتا خوشے جلدی جل جاتے ہیں۔ تو قابیل کو غصہ آیا کہنے لگا تمہاری قربانی قبول ہوئی میری کیوں نہیں ہوئی؟ تو ہابیلؒ نے فرمایا کہ بھائی اس میں میرا کیا قصور ہے؟ اِنَّمَا يَتَقَبَّلُ اللّٰهُ مِنَ الْمُتَّقِيْنَ [مائدہ: ۲۷] "بیشک اللہ تعالیٰ قبول کرتا ہے متقیوں سے۔" تو قربانی کی قبولیت پہلے دن ہی سے متقی سے

ہوئی۔ کَذٰلِکَ سَخَّرَھَا لَکُمْ اسی طرح اللہ تعالیٰ نے ان کو تابع کیا تمہارے لیے لِتُکَبِّرُوا اللّٰہَ عَلٰی مَا ھَدٰکُمْ تاکہ تم بڑائی بیان کرو اللہ تعالیٰ کی اس نعمت پر جو اس نے تمہیں ہدایت بخشی ہے۔ اَللّٰہُ اَکْبَرُ کَبِیْرًا وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ کَثِیْرًا کثرت سے پڑھا کرو رب تعالیٰ نے تمہیں ہدایت جیسی نعمت سے نوازا ہے۔ دنیا میں بڑے بڑے خوبصورت قد کاٹھ والے لوگ بھی موجود ہیں مگر کلمہ نصیب نہیں ہوا، ہدایت نہیں ملی تم رب تعالیٰ کا شکرادا کرو کہ اس نے تمہیں ہدایت دی ہے کلمہ نصیب فرمایا ہے وَبَشِّرِ الْمُحْسِنِیْنَ اور خوشخبری سنادیں نیکی کرنے والوں کو۔ اللہ تعالیٰ کسی نیک کے اجر کو ضائع نہیں کرتے اِنَّ اللّٰہَ یُدٰفِعُ عَنِ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا بیشک اللہ تعالیٰ دفاع کرے گا ان لوگوں کا جو ایمان لائے۔ تو مومنوں کی طرف سے دفاع کی شرط ایمان ہے۔ اگر ایمان نہ ہو محض نام کے مسلمان ہوں تو پھر دفاع کیا ہوگا؟

تم لوگ بڑے خوش قسمت ہو کہ اللہ تعالیٰ نے تمہیں ایمان کی دولت سے نوازا ہے اور دعائیں دو حضرت مجدد الف ثانیؒ کو، حضرت شاہ ولی اللہؒ کو اور علماء دیوبند کو کہ انہوں نے تمہارے ایمان کی حفاظت کی ہے۔ ان علاقوں میں جاؤ جہاں لوگوں کو کلمہ نہیں آتا، نماز نہیں آتی، حلال حرام کو نہیں جانتے، جائز ناجائز کی تمیز نہیں ہے۔ یقیناً ان حضرات نے قربانی دی ہے اپنی جانیں وقف کر کے صحیح دین تمہارے سامنے پیش کیا ہے۔ حضرت مجدد الف ثانیؒ، حضرت شاہ ولی اللہؒ، علماء دیوبند کی بڑی قربانیاں ہیں کہ ان لوگوں نے اپنی جانوں کو مشکلات میں ڈال کر صحیح ایمان تمہارے تک پہنچایا ہے۔ آج اگر مدافعت نہیں ہو رہی تو سمجھو کہ ہمارے اندر کمی ہے ورنہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے وَاَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ اِنْ کُنْتُمْ مُّؤْمِنِیْنَ [آل عمران:۱۳۹] ''اور تم بلند ہو اگر ہو تم مومن۔'' اِنَّ اللّٰہَ لَا یُحِبُّ کُلَّ

خَوَّانٍ كَفُوْرٍ بیشک اللہ تعالیٰ محبت نہیں کرتا کسی خیانت کرنے والے ناشکری کرنے والے کو۔

ایمان کیساتھ جھوٹ اور خیانت اکٹھے نہیں ہو سکتے :

حدیث پاک میں آتا ہے کہ يَجْمَعُ الْمَرْءُ مَعَ كُلِّ خَصْلَةٍ اِلَّا الْكِذْبَ وَالْخِيَانَةَ ''مومن میں ہر عیب ہو سکتا ہے جھوٹ اور خیانت نہیں ہو سکتی۔'' اور ہماری سیاست ہی ان دو چیزوں پر چلتی ہے۔ ہماری سیاست کے یہی اصول ہیں خیانت اور جھوٹ۔ اور ہمارا کاروبار ہی ان دو چیزوں کے ساتھ وابستہ ہے۔ اللہ تعالیٰ سمجھ عطا فرمائے اور صحیح معنٰی میں مومن بننے کی توفیق عطا فرمائے۔

أُذِنَ لِلَّذِينَ يُقٰتَلُونَ بِأَنَّهُمْ ظُلِمُوا ۚ وَإِنَّ اللّٰهَ عَلٰى نَصْرِهِمْ
لَقَدِيرٌ ﴿٣٩﴾ الَّذِينَ أُخْرِجُوا مِنْ دِيَارِهِمْ بِغَيْرِ حَقٍّ إِلَّآ أَنْ يَقُولُوا
رَبُّنَا اللّٰهُ ۗ وَلَوْلَا دَفْعُ اللّٰهِ النَّاسَ بَعْضَهُمْ بِبَعْضٍ لَهُدِّمَتْ
صَوَامِعُ وَبِيَعٌ وَصَلَوٰتٌ وَمَسٰجِدُ يُذْكَرُ فِيهَا اسْمُ اللّٰهِ كَثِيرًا ۗ
وَلَيَنْصُرَنَّ اللّٰهُ مَنْ يَنْصُرُهُ ۗ إِنَّ اللّٰهَ لَقَوِيٌّ عَزِيزٌ ﴿٤٠﴾ الَّذِينَ
إِنْ مَكَّنّٰهُمْ فِي الْأَرْضِ أَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَأٰتَوُا الزَّكٰوةَ وَأَمَرُوا
بِالْمَعْرُوفِ وَنَهَوْا عَنِ الْمُنْكَرِ ۗ وَلِلّٰهِ عَاقِبَةُ الْأُمُورِ ﴿٤١﴾ وَإِنْ
يُكَذِّبُوكَ فَقَدْ كَذَّبَتْ قَبْلَهُمْ قَوْمُ نُوحٍ وَعَادٌ وَثَمُودُ ﴿٤٢﴾ وَ
قَوْمُ إِبْرٰهِيمَ وَقَوْمُ لُوطٍ ﴿٤٣﴾ وَأَصْحٰبُ مَدْيَنَ ۚ وَكُذِّبَ مُوسٰى
فَأَمْلَيْتُ لِلْكٰفِرِينَ ثُمَّ أَخَذْتُهُمْ ۚ فَكَيْفَ كَانَ نَكِيرِ ﴿٤٤﴾

أُذِنَ اجازت دی گئی لِلَّذِيْنَ ان لوگوں کو يُقٰتَلُوْنَ جن سے لڑائی کی
جاتی ہے بِاَنَّهُمْ ظُلِمُوْا اس لیے کہ وہ مظلوم ہیں وَاِنَّ اللّٰهَ اور بے شک اللہ
تعالیٰ عَلٰى نَصْرِهِمْ ان کی مدد پر لَقَدِيْرٌ البتہ قادر ہے اَلَّذِيْنَ وہ لوگ ہیں
اُخْرِجُوْا جو نکالے گئے مِنْ دِيَارِهِمْ اپنے گھروں سے بِغَيْرِ حَقٍّ بغیر حق کے
اِلَّآ اَنْ يَّقُوْلُوْا مگر یہ کہ انہوں نے کہا رَبُّنَا اللّٰهُ ہمارا رب اللہ تعالیٰ ہے وَلَوْلَا
دَفْعُ اللّٰهِ النَّاسَ اور اگر نہ ہوتا ہٹانا اللہ تعالیٰ کا لوگوں کو بَعْضَهُمْ بِبَعْضٍ بعض کو
بعض کے ذریعے لَهُدِّمَتْ البتہ گرادیئے جائیں صَوَامِعُ خانقاہیں وَبِيَعٌ اور

گرجے وَّصَلَوٰتٌ اور یہود کے عبادت خانے وَّمَسٰجِدُ اور مسجدیں یُذْکَرُ فِیْھَا اسْمُ اللّٰہِ جن میں ذکر کیا جاتا ہے اللہ تعالیٰ کا نام کَثِیْرًا کثرت سے وَلَیَنْصُرَنَّ اللّٰہُ اور البتہ اللہ تعالیٰ ضرور مدد کریں گے مَنْ یَّنْصُرُہٗ اس کی جو اس کے دین کی مدد کرتا ہے اِنَّ اللّٰہَ لَقَوِیٌّ عَزِیْزٌ بیشک اللہ تعالیٰ البتہ قوی ہے غالب ہے اَلَّذِیْنَ وہ لوگ اِنْ مَّکَّنّٰھُمْ اگر ہم ان کو اقتدار دیں فِی الْاَرْضِ زمین میں اَقَامُوا الصَّلٰوۃَ نماز قائم کریں گے وَاٰتَوُا الزَّکٰوۃَ اور زکوٰۃ ادا کریں گے وَاَمَرُوْا بِالْمَعْرُوْفِ اور حکم کریں گے نیکی کا وَنَھَوْا عَنِ الْمُنْکَرِ اور روکیں گے برائی سے وَلِلّٰہِ عَاقِبَۃُ الْاُمُوْرِ اور اللہ تعالیٰ کے لیے ہی ہے اچھا انجام تمام کاموں کا وَاِنْ یُّکَذِّبُوْکَ اور اگر وہ آپ کو جھٹلائیں فَقَدْ کَذَّبَتْ پس تحقیق جھٹلا چکی قَبْلَھُمْ ان سے پہلے قَوْمُ نُوْحٍ نوح علیہ السلام کی قوم وَّعَادٌ اور قوم عاد وَّثَمُوْدُ اور قوم ثمود وَ قَوْمُ اِبْرٰھِیْمَ اور قوم ابراہیم وَ قَوْمُ لُوْطٍ اور قوم لوط وَّاَصْحٰبُ مَدْیَنَ اور مدین والوں نے وَکُذِّبَ مُوْسٰی اور جھٹلائے گئے موسیٰ علیہ السلام فَاَمْلَیْتُ لِلْکٰفِرِیْنَ پس مہلت دی میں نے کافروں کو ثُمَّ اَخَذْتُھُمْ پھر میں نے پکڑا ان کو فَکَیْفَ کَانَ نَکِیْرِ پس کیسا تھا میرا انکار کرنا۔

مکہ مکرمہ میں مسلمانوں پر مظالم :

حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کو جب اللہ تعالیٰ کی طرف سے رسالت ملی تو آپ ﷺ

نے تیرہ (۱۳) سال مکہ مکرمہ میں کافروں کی طرف سے مختلف تکالیف اٹھائیں اور ان کو کوئی جواب نہ دیا کیونکہ حکم تھا کُفُّوْا اَیْدِیَکُمْ وَاَقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ [النساء:۷۷] ''روکو اپنے ہاتھوں کو اور قائم کرو نماز کو۔'' مکہ مکرمہ میں جہاد کا حکم نہیں تھا۔ دشمنوں نے جو بھی تکلیفیں دیں آپ ﷺ نے اور آپ ﷺ کے ساتھیوں نے برداشت کیں۔ یہاں تک کہ ہجرت کر کے مدینہ طیبہ تشریف لے گئے۔ انصاف کا تقاضا تو یہ تھا کہ اب مکے والے آپ ﷺ کا اور آپ ﷺ کے ساتھیوں کا پیچھا چھوڑ دیتے کہ ہمارا علاقہ چھوڑ کر تین سو گیارہ میل دور چلے گئے ہیں اب اپنا کام کرو لیکن مکے والوں نے وہاں بھی پیچھا نہیں چھوڑا۔ اصل بات یہ ہے کہ دلوں کا بغض اور کینہ انسانوں کو غلط قسم کے جذبات پر ابھارتا ہے مکے والوں نے سوچا کہ ہم نے جو ان کو تکلیفیں دی ہیں وہ ان کو بھلا نہیں سکتے۔ وہاں جب ان کی افرادی قوت مضبوط ہو جائے گی اور مالی پوزیشن صحیح ہو جائے گی تو یہ ہم پر حملہ کر دیں گے اس لیے وہاں بھی ان کو سانس نہ لینے دو۔ چنانچہ کرز بن جابر فہری کافر نے اپنے ساتھیوں کے ساتھ مل کر مدینہ طیبہ کے قریب چراگاہ میں بیت المال کے کچھ اونٹ تھے ان پر حملہ کر دیا ، راعی اور محافظ کو شہید کر کے اونٹ لے گیا۔ مدینہ طیبہ کے یہودیوں نے بھی مکے والوں کو خطوط لکھے کہ یہ تمہارے ہمارے مشترکہ دشمن ہیں تم اوپر سے حملہ آور ہو اور ہم مدینہ طیبہ سے اٹھ کھڑے ہوں گے تمہارا ساتھ دیں گے اور ان کا صفایا کر دیں گے۔ جب یہودیوں اور مشرکوں کی طرف سے یہ کاروائیاں شروع ہوئیں تو اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو جہاد کی اجازت دیدی۔ مشرکوں کے ساتھ پہلا معرکہ بدر میں ہوا۔ اس کی تیاری کے لیے آپ ﷺ نے مہاجرین اور انصار کو مسجد نبوی میں جمع کیا اور صورت حال سے آگاہ کیا اور اس کی وجہ یہ تھی کہ جب آپ ﷺ مدینہ طیبہ تشریف لائے تھے تو انصار نے کہا تھا کہ اگر مدینہ طیبہ پر حملہ

ہوا تو ہم آپ ﷺ کا ساتھ دیں گے اور اگر باہر جا کر لڑنا پڑا پھر ہم تمہارے ساتھ جانے پر مجبور نہیں ہونگے ۔ یہ باتیں آپ ﷺ کے ذہن میں تھیں اور لڑائی سر پر آ کھڑی ہوئی ۔ تو آپ ﷺ نے بڑی حکمت عملی سے کام لیا اور تقریر فرمائی ۔ آپ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے مجھے نبوت و رسالت عطا فرمائی میں نے ان لوگوں کو خدا کا پیغام پہنچایا ۔ ان لوگوں نے ماننے کے بجائے ہمیں تکلیفیں دیں ۔ تیرہ (۱۳) سال ہم نے مکہ میں اس طرح گزارے کہ حارث ابن ابی ہالہ کو کافروں نے شہید کیا، سمیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو شہید کیا، یاسر ﷺ کو شہید کیا اور کئی مرد عورتیں شہید کی گئیں ہم پر یہ ظلم ڈھائے گئے ہم وطن چھوڑ کر یہاں آئے ہیں یہاں بھی ہمارا پیچھا نہیں چھوڑتے ۔ اس انداز سے آپ ﷺ نے بیان فرمایا تو انصار سمجھ گئے کہ آپ ﷺ ہماری رائے لینا چاہتے ہیں ۔ انصارِ مدینہ کے دو خاندان تھے ، اوس اور خزرج ۔ ایک سردار نے کھڑے ہو کر کہا کہ حضرت ! آپ ہمیں موسیٰ علیہ السلام کی قوم کی طرح نہیں پائیں گے کہ ان کو جب موسیٰ علیہ السلام نے عمالقہ قوم کے ساتھ لڑنے کا کہا تو انہوں نے جواب دیا فَاذْهَبْ اَنْتَ وَرَبُّكَ فَقَاتِلَآ اِنَّا هٰهُنَا قَاعِدُوْنَ [المائدہ:۲۴] ''اے موسیٰ علیہ السلام ! آپ جائیں اور آپ کا رب جا کر لڑے ہم یہاں بیٹھے ہیں ۔'' حضرت ! رب تعالیٰ کی قسم ہے ہم آپ کے دائیں لڑیں گے بائیں لڑیں گے آگے پیچھے لڑیں گے ۔ دوسرے سردار نے اٹھ کر کہا حضرت ! آپ ہمیں حکم دیں گے تو ہم اپنی پیشانیاں پہاڑوں کے ساتھ ٹکرا دیں گے ، ہمیں آپ حکم دیں گے تو گھوڑے سمندروں میں ڈال دیں گے ۔ آنحضرت ﷺ کا چہرہ اقدس بڑا روشن ہوا ۔ آپ ﷺ بڑے خوش ہوئے جو پریشانی اور خدشہ تھا وہ ٹل گیا کیونکہ کچھ مہاجر حبشہ میں تھے کچھ مظلوم مکے سے نہیں آسکے تھے ۔ غزوہ بدر میں کل مہاجر چوہتر (۷۴) تھے باقی سب انصار تھے ۔ مدینہ طیبہ سے آپ

ﷺ سمیت کل تین سو تیرہ (۳۱۳) گئے۔ بدر مدینہ طیبہ سے اسّی (۸۰) میل دور تھا۔ کافر ایک ہزار اور ہر طرح کے اسلحہ کے ساتھ مسلح تھے اور تمام تر ضروریات ان کے پاس تھیں اور اِدھر حال یہ تھا کہ بہت سارے صحابہ ننگے پاؤں تھے سر پر ٹوپیاں نہیں تھیں۔ صرف آٹھ تلواریں، چھ زرہیں کل اسلحہ تھا۔ تو یہ پہلی آیت کریمہ ہے جس میں جہاد کی اجازت دی گئی۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں اُذِنَ لِلَّذِيْنَ اجازت دی گئی ان لوگوں کو يُقٰتَلُوْنَ جن کے ساتھ لڑائی کی جاتی ہے اور ان کو ہاتھ اٹھانے کی اجازت نہیں تھی۔ اب ان کو ہاتھ اٹھانے کی اجازت ہے بِاَنَّهُمْ ظُلِمُوْا اس لیے کہ وہ مظلوم ہیں وَاِنَّ اللّٰهَ عَلٰى نَصْرِهِمْ لَقَدِيْرُ بیشک اللہ تعالیٰ ان کی مدد پر البتہ قادر ہے۔ بدر میں ظاہری اسباب کچھ بھی نہیں تھے آٹھ تلواریں مقابلہ میں ہزار تلوار، چھ زرہیں اور مقابلہ میں ہزار زرہیں مگر رب تعالیٰ جو قادر مطلق ہے۔ ایسے اسباب پیدا فرمائے کہ مشرکوں کو شکست ہوئی ستر مارے گئے، ستر قیدی ہوئے باقیوں کو بھاگنے کا راستہ نہیں ملتا تھا۔ فرمایا مظلوم کون ہیں؟ اَلَّذِيْنَ اُخْرِجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ وہ ہیں جن کو نکالا گیا اپنے گھروں سے بِغَيْرِ حَقٍّ بغیر حق کے ناجائز۔ ان کا کوئی جرم نہیں تھا اگر ان کا جرم تھا تو صرف یہ کہ اِلَّآ اَنْ يَّقُوْلُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ مگر یہ کہ انہوں نے کہا رب ہمارا اللہ تعالیٰ ہے، لات، منات، عزیٰ میں سے کسی کو ہم رب ماننے کے لیے تیار نہیں ہیں۔ اس جرم کے بدلے میں ان کو یہاں سے نکالا گیا۔

جہاد کا فلسفہ اور حکمت :

آگے اللہ تعالیٰ جہاد کا فلسفہ اور حکمت بیان فرماتے ہیں۔ فرمایا وَلَوْ لَا دَفْعُ اللّٰهِ النَّاسَ اور اگر نہ ہوتا ہٹانا اللہ تعالیٰ کا لوگوں کو بَعْضَهُمْ بِبَعْضٍ بعض کو بعض کے ذریعے۔

اگر مجاہدین کو حکم نہ ہوتا، کافروں کے مقابلے میں نہ لڑتے لَّهُدِّمَتْ صَوَامِعُ ۔صَوَامِعُ
صَوْمَعَةٌ کی جمع ہے۔آنحضرت ﷺ کی بعثت سے پہلے عیسائی مذہب سچا مذہب تھا۔تو
نیک دل عیسائیوں نے کلیاں (جھونپڑیاں) بنائی ہوئی تھیں جنگلات میں ان میں بیٹھ کر وہ
اللہ اللہ کرتے تھے۔لوگوں سے تنگ آکر الگ تھلگ بیٹھ کر وہ اللہ اللہ کرتے تھے۔وہ ان کی
خانقاہیں تھیں، ان کو صومعہ کہتے تھے۔البتہ گرادی جائیں خانقاہیں وَبِيَعٌ ، بِيعَةٌ کی جمع
ہے۔اس کا معنٰی گرجا۔آپ ﷺ کی بعثت سے پہلے عیسائی مذہب بھی سچا تھا اور یہودی
مذہب بھی سچا تھا۔تو گرجے گرادیئے جائیں وَّصَلَوٰتٌ اور یہودیوں کے عبادت خانے
گرادیئے جائیں۔تو جہاد پہلے بھی تھا اگر جہاد اپنے اپنے دور میں نہ ہوتا تو نیک دل
عیسائیوں کی خانقاہیں، گرجے اور یہودیوں کے عبادت خانے گرادیئے جاتے وَّمَسٰجِدُ
اور اس دور میں مساجد کو گرادیا جاتا۔زیادہ دور جانے کی ضرورت نہیں اس ستر سال کے اندر
اندر وہ علاقے جو دین کے مرکز تھے اور حدیث وفقہ کے امام ان علاقوں میں تھے جیسے امام
بخاریؒ، امام ترمذیؒ، امام نسائیؒ ، امام ابن ماجہؒ، امام ابوداؤدؒ، یہ صحاح ستہ کے پانچ مصنف
سمرقند، بخارا کے علاقہ کے تھے صرف امام مسلم عرب علاقے کے ہیں۔صاحب ہدایہ
،قاضی خاں وغیرہ بڑے بڑے علماء اسی علاقے میں گزرے ہیں۔روس نے ان علاقوں کی
پچاس ہزار مسجدوں کو شراب خانوں میں تبدیل کر دیا۔یہی حال اب اسپین میں ہوا ہے اور
یہی حال اب بوسنیا کا ہے کہ وہاں مسلمانوں کا جینا حرام کیا ہوا ہے۔یہاں تک کہ اپنے
بچوں کا نام مسلمانوں والا کوئی نہیں رکھ سکتا۔اب اڑھائی تین لاکھ آدمی شہید ہونے کے بعد
کچھ بیدار ہوئے ہیں اور ان کو پتا چلا ہے کہ اسلام کس چیز کا نام ہے اور وہ ہم سے کس چیز کا
تقاضا کرتا ہے۔لیکن یہ جو کافروں کی بدمعاش حکومتیں ہیں، برطانیہ، امریکہ، فرانس، انہوں

نے ان کا سب کچھ بند کیا ہوا ہے نہ اسلحہ پہنچنے دے رہے ہیں اور نہ خوراک۔ پچھلے دنوں برطانیہ کے وزیر اعظم کا بیان آیا تھا کہ ہماری پالیسی ہے کہ اس علاقے سے مسلمانوں کا وجود ختم ہو جائے ان کو کسی قسم کی فوجی اور خوردنی امداد نہیں دینی چاہیے۔ ہمیں سب سے زیادہ خطرہ مسلمانوں سے ہے۔ یہ بدمعاش اسلام کا نام سننے کے لیے تیار نہیں ہیں۔ پاکستان ہی کو دیکھ لو کہ صرف نام ہے کہ یہ اسلامی ملک ہے قانونی طور پر یہاں اسلام نافذ نہیں ہے۔ نہ تو یہاں زانی کو سنگسار کیا جاتا ہے، نہ کوڑے مارے جاتے ہیں، نہ چوروں کے ہاتھ کاٹے جاتے ہیں، نہ ڈاکوؤں کو سولی پر لٹکایا جاتا ہے۔ صرف نماز روزہ کرتے ہیں لیکن اس سے بھی ان کے پیٹ میں مروڑ اٹھتا ہے کہ یہ اسلامی ملک ہے۔ اس لیے ان کو برداشت نہیں ہو رہا اور ہمارے حکمران سب کے سب برطانیہ، امریکہ کے پٹھو ہیں ان سے اسلامی احکامات کے نافذ کرنے کی کوئی امید نہیں ہے۔

تو فرمایا اگر جہاد کا حکم نہ ہوتا تو یہ صومع، گرجے، عبادت خانے اور مسجدیں گرادی جاتیں اور یہ مسجدیں وہ مقام ہیں یُذْکَرُ فِیْهَا اسْمُ اللّٰهِ کَثِیْرًا جن میں ذکر کیا جاتا ہے اللہ تعالیٰ کا نام کثرت سے اور ان کے عبادت خانوں میں بھی اپنے اپنے دور میں۔ فرمایا وَلَیَنْصُرَنَّ اللّٰهُ مَنْ یَّنْصُرُهٗ اور البتہ اللہ تعالیٰ ضرور مدد کریں گے اس کی جو مدد کرتا ہے اس کے دین کی۔ اس میں لام بھی تاکید کا ہے اور نون بھی تاکید کا ہے، رب تعالیٰ ضرور ان کی مدد کرے گا اِنَّ اللّٰهَ لَقَوِیٌّ عَزِیْزٌ بیشک اللہ تعالیٰ البتہ قوی ہے غالب ہے۔

مومنوں کی صفت :

مومنوں کی صفت سنو! اَلَّذِیْنَ اِنْ مَّکَّنّٰهُمْ فِی الْاَرْضِ وہ ہیں اگر ہم ان کو اقتدار دیں، حکومت دیں زمین میں اَقَامُوا الصَّلٰوةَ وہ نماز کو قائم کریں وَاٰتَوُا الزَّکٰوةَ

اور زکوٰۃ ادا کریں۔ تیسری صفت وَاَمَرُوْا بِالْمَعْرُوْفِ اور نیکی کا حکم دیں۔ چوتھی صفت وَنَهَوْا عَنِ الْمُنْكَرِ اور روکیں برائی سے۔ ہمارے حکمرانوں کو ان میں سے کون سی صفت حاصل ہے؟ کیا یہ نماز کی پابندی کرتے ہیں؟ زکوٰۃ دیتے ہیں؟ کیا نیکی کا حکم دیتے ہیں اور برائی سے روکتے ہیں؟ بلکہ یہ تو بدی کا حکم دیتے ہیں اور نیکی سے روکتے ہیں۔

حضرت شاہ اسماعیل شہیدؒ نے جب جہاد شروع کیا تو خوشاب کے پہاڑوں سے لے کر ناران کے درے تک چھ ماہ اقتدار ان کے ہاتھ میں آیا تھا۔ شرعی سزائیں نافذ تھیں اور ان علاقوں میں کوئی بے نماز نظر نہیں آتا تھا۔ اگر کسی نے اسلامی نظام کا نفاذ دیکھا ہے تو وہ شاہ احمد شہیدؒ اور شاہ اسماعیل شہیدؒ کے دور میں اس مخصوص علاقے میں دیکھا ہے ''سیرت سید احمد شہیدؒ'' از مولانا ابوالحسن علی ندوی میں تفصیلات موجود ہیں۔ فرمایا وَلِلّٰهِ عَاقِبَةُ الْاُمُوْرِ اور اللہ تعالیٰ ہی کے لیے ہے اچھا انجام سب کاموں کا۔ سب کچھ رب تعالیٰ کے قبضہ قدرت میں ہے۔

تسلی رسالت ﷺ :

آگے اللہ تعالیٰ آنحضرت ﷺ کو تسلی دیتے ہیں وَاِنْ يُّكَذِّبُوْكَ اور اگر یہ مکے والے، عرب والے آپ کو جھٹلاتے ہیں تو صبر کریں فَقَدْ كَذَّبَتْ قَبْلَهُمْ قَوْمُ نُوْحٍ پس تحقیق جھٹلا چکی ان سے پہلے نوح علیہ السلام کی قوم نوح علیہ السلام کو وَّعَادٌ اور قوم عاد نے جھٹلایا ہود علیہ السلام کو وَّثَمُوْدُ اور ثمود قوم نے جھٹلایا صالح علیہ السلام کو وَقَوْمُ اِبْرٰهِيْمَ اور ابراہیم علیہ السلام کی قوم نے ابراہیم علیہ السلام کو وَقَوْمُ لُوْطٍ اور لوط علیہ السلام کی قوم نے جھٹلایا لوط علیہ السلام کو وَّاَصْحٰبُ مَدْيَنَ اور مدین والوں نے جھٹلایا شعیب علیہ السلام کو۔ تو پیغمبروں کی تکذیب کوئی نئی بات نہیں ہے یہ نوح علیہ السلام کے

زمانے سے چلی آرہی ہے۔ حضرت نوح علیہ السلام معمر تھے انسان میں شرم ہو تو بوڑھے آدمی کا خیال کرتا ہے مگر انہوں نے قطعاً کوئی لحاظ نہیں کیا۔ اللہ تعالیٰ کے پیغمبر کو دھکے دے کر مجلس سے باہر نکال دیتے تھے۔ سورہ قمر میں ہے وَقَالُوْا مَجْنُوْنٌ وَّازْدُجِرَ ''اور کہا انہوں نے دیوانہ ہے، پاگل ہے اور جھڑک دیا مجلس سے نکال دیا۔'' حضرت صالح علیہ السلام کو کہا هُوَ كَذَّابٌ اَشِرٌ ''یہ جھوٹا ہے اور منکر ہے شریر آدمی ہے۔'' تو پیغمبروں کی تکذیب کی گئی ہے اگر آپ ﷺ کی یہ تکذیب کرتے ہیں تو کوئی نئی بات نہیں ہے آپ صبر کریں۔ وَكُذِّبَ مُوْسٰى اور تکذیب کی گئی موسیٰ علیہ السلام کی، فرعون، ہامان، قارون وغیرہ نے کی فَاَمْلَيْتُ لِلْكٰفِرِيْنَ پس ہم نے تھوڑی سی مہلت دی کافروں کو ثُمَّ اَخَذْتُهُمْ پھر ہم نے ان کو پکڑا فَكَيْفَ كَانَ نَكِيْرِ پس کیسا تھا میرا انکار کرنا۔ اگر یہ لوگ آپ کی تکذیب کرتے ہیں تو گھبرائیں نہیں ان کے پکڑنے کا بھی وقت آجائے گا۔ بدر پہلا موقع تھا پھر دنیا نے ان کا حشر دیکھا کہ کیا ہوا۔ جو بچ گئے ایک ایک سال گھروں میں چھپے رہے کہ ہمارا کوئی منہ نہ دیکھے۔ انکار کا کیا نتیجہ نکلا۔

❁❁❁

فَكَاَيِّنْ

مِّنْ قَرْيَةٍ اَهْلَكْنٰهَا وَهِيَ ظَالِمَةٌ فَهِيَ خَاوِيَةٌ عَلٰى عُرُوْشِهَا وَبِئْرٍ مُّعَطَّلَةٍ وَّقَصْرٍ مَّشِيْدٍ ﴿۴۵﴾ اَفَلَمْ يَسِيْرُوْا فِى الْاَرْضِ فَتَكُوْنَ لَهُمْ قُلُوْبٌ يَّعْقِلُوْنَ بِهَآ اَوْ اٰذَانٌ يَّسْمَعُوْنَ بِهَا فَاِنَّهَا لَا تَعْمَى الْاَبْصَارُ وَلٰكِنْ تَعْمَى الْقُلُوْبُ الَّتِيْ فِى الصُّدُوْرِ ﴿۴۶﴾ وَيَسْتَعْجِلُوْنَكَ بِالْعَذَابِ وَلَنْ يُّخْلِفَ اللّٰهُ وَعْدَهٗ ؕ وَاِنَّ يَوْمًا عِنْدَ رَبِّكَ كَاَلْفِ سَنَةٍ مِّمَّا تَعُدُّوْنَ ﴿۴۷﴾ وَكَاَيِّنْ مِّنْ قَرْيَةٍ اَمْلَيْتُ لَهَا وَهِيَ ظَالِمَةٌ ثُمَّ اَخَذْتُهَا ۚ وَاِلَيَّ الْمَصِيْرُ ﴿۴۸﴾ قُلْ يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ اِنَّمَآ اَنَا لَكُمْ نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ ﴿۴۹﴾ فَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّرِزْقٌ كَرِيْمٌ ﴿۵۰﴾ وَالَّذِيْنَ سَعَوْا فِيْۤ اٰيٰتِنَا مُعٰجِزِيْنَ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ الْجَحِيْمِ ﴿۵۱﴾

ع ۱۰ ۱۳

فَكَاَيِّنْ پس کتنی ہیں مِّنْ قَرْيَةٍ بستیاں اَهْلَكْنٰهَا جن کو ہم نے ہلاک کیا وَهِيَ ظَالِمَةٌ وہ ظالم تھیں فَهِيَ خَاوِيَةٌ پس وہ گری پڑی ہیں عَلٰى عُرُوْشِهَا اپنی چھتوں کے بل وَبِئْرٍ مُّعَطَّلَةٍ اور کتنے کنویں ہیں جو بیکار پڑے ہیں وَّقَصْرٍ مَّشِيْدٍ اور کتنے مضبوط محلات (ویران) ہیں اَفَلَمْ يَسِيْرُوْا فِى الْاَرْضِ کیا پس یہ لوگ نہیں چلے زمین میں فَتَكُوْنَ لَهُمْ قُلُوْبٌ پس ہوتے

ان کے لیے دل یَّعۡقِلُوۡنَ بِهَاۤ وہ ان کے ذریعے سمجھتے اَوۡ اٰذَانٌ یا کان ہوتے
یَّسۡمَعُوۡنَ بِهَا ان کے ساتھ وہ سنتے فَاِنَّهَا لَا تَعۡمَی الۡاَبۡصَارُ پس بے شک
قصہ یہ ہے کہ نہیں اندھی ہوتیں آنکھیں وَلٰکِنۡ تَعۡمَی الۡقُلُوۡبُ لیکن اندھے
ہوتے ہیں دل الَّتِیۡ فِی الصُّدُوۡرِ جو سینوں میں ہیں وَیَسۡتَعۡجِلُوۡنَکَ
بِالۡعَذَابِ اور جلدی مانگتے ہیں آپ سے یہ عذاب وَلَنۡ یُّخۡلِفَ اللّٰهُ وَعۡدَهٗ
اور ہرگز نہیں خلاف ورزی کرے گا اللہ تعالیٰ اپنے وعدے کی وَاِنَّ یَوۡمًا اور بے
شک ایک دن عِنۡدَ رَبِّکَ آپ کے رب کے ہاں کَاَلۡفِ سَنَةٍ ایسے ہی ہے
جیسے ایک ہزار سال مِّمَّا تَعُدُّوۡنَ اس گنتی کے مطابق جو تم شمار کرتے ہو وَکَاَیِّنۡ
مِّنۡ قَرۡیَةٍ اور بہت سی بستیاں تھیں اَمۡلَیۡتُ لَهَا جن کو میں نے مہلت دی وَ هِیَ
ظَالِمَةٌ اور وہ ظلم کرنے والی تھیں ثُمَّ اَخَذۡتُهَا پھر میں نے ان کو پکڑا وَاِلَیَّ
الۡمَصِیۡرُ اور میری ہی طرف ہے لوٹنا قُلۡ آپ کہہ دیں یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ اے لوگو
اِنَّمَاۤ پختہ بات ہے اَنَا لَکُمۡ نَذِیۡرٌ مُّبِیۡنٌ میں تمہارے لیے ہوں ڈرانے والا
کھول کر فَالَّذِیۡنَ پس وہ لوگ اٰمَنُوۡا جو ایمان لائے وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اور
انہوں نے عمل کیے اچھے لَهُمۡ مَّغۡفِرَةٌ ان کے لیے بخشش ہے وَّ رِزۡقٌ کَرِیۡمٌ
اور باعزت روزی وَالَّذِیۡنَ اور وہ لوگ سَعَوۡا فِیۡۤ اٰیٰتِنَا جو کوشش کرتے ہیں
ہماری آیتوں کے بارے میں مُعٰجِزِیۡنَ ہرانے کی اُولٰٓئِکَ یہی لوگ ہیں
اَصۡحٰبُ الۡجَحِیۡمِ دوزخ والے۔

پیغمبروں کی مخالفت کا انجام :

اس سے پہلے ان قوموں کا ذکر تھا جنھوں نے اللہ تعالیٰ کے پیغمبروں کی تکذیب کی۔قوم نوح،قوم عاد،قوم ثمود وغیرہ۔اب ان کے انجام کا ذکر ہے۔اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں فَكَاَيِّنْ مِّنْ قَرْيَةٍ پس کتنی بستیاں ہیں اَهْلَكْنٰهَا ہم نے ان کو ہلاک کردیا۔بستیوں کو ہلاک کرنے کا مطلب ہے وہاں کے رہنے والوں کو ہلاک کیا۔ورنہ دیواروں اور چھتوں نے تو کوئی گناہ نہیں کیا تھا۔ان بستیوں اور شہروں کے رہنے والوں کو ہلاک کیا۔کیوں ہلاک کیا؟ وَ هِيَ ظَالِمَةٌ وہ ظالم تھیں یعنی ان میں رہنے والے ظالم تھے یعنی مشرک تھے کیونکہ سب سے بڑا ظلم شرک ہے۔سورہ لقمان آیت نمبر ۱۳ میں ہے اِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيْمٌ ''بے شک شرک بڑا ظلم ہے۔''اس کے بعد پھر ظلم کی بڑی قسمیں ہیں۔درجہ بدرجہ اللہ تعالیٰ کے احکام ہیں ان کو نہ ماننا ظلم ہے،انسانوں کے ساتھ زیادتی کرنا،یہ سب ظلم کی قسمیں ہیں مگر شرک بڑا ظلم ہے۔ فَهِيَ خَاوِيَةٌ عَلٰى عُرُوْشِهَا پس وہ گری پڑی ہیں چھتوں کے بل۔پہلے چھتیں گری پھر ان پر دیواریں گریں وَبِئْرٍ مُّعَطَّلَةٍ اور کتنے کنویں ہیں جو بیکار پڑے ہیں۔جہاں پانی لینے والوں کی باری نہیں آتی تھی۔سورہ قصص میں آئے گا کہ موسیٰ علیہ السلام جب مدین پہنچے تو دوپہر کا وقت تھا لوگ ایک بڑے کنویں سے اپنے اپنے جانوروں کو پانی پلا رہے تھے۔دو بیبیاں اپنی بھیڑ بکریوں کو پیچھے روکے کھڑی تھیں۔موسیٰ علیہ السلام کافی دیر تک یہ دیکھتے رہے پھر ان عورتوں کے پاس گئے اور پوچھا کہ لوگ آتے ہیں اپنے جانوروں کو پانی پلاتے ہیں اور تم اپنے جانوروں کو روک کر کھڑی ہو۔انہوں نے کہا اَبُوْنَا شَيْخٌ كَبِيْرٌ ''ہمارا باپ بہت بوڑھا ہے۔''حضرت شعیب علیہ السلام۔دو بہنیں تھیں بھائی کوئی نہیں تھا گزر اوقات کے لیے بھیڑ بکریاں رکھی ہوئی تھیں۔

حضرت شعیب علیہ السلام بہت بوڑھے تھے زیادہ چل پھر نہیں سکتے تھے ۔ جب یہ لوگ اپنے جانوروں کو پانی پلا کر چلے جائیں گے تو ان کا بچا کھچا ہم پلائیں گی۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ڈول پکڑا اور پانی پلا دیا اور فرمایا جاؤ۔ والد نے پوچھا کہ آج جانوروں کو پانی نہیں پلایا؟ کہنے لگیں پلایا ہے۔ جلدی کیسے آ گئیں؟ تو انہوں نے سارا قصہ بتلایا۔ تو ایک وقت تھا پانی پلانے کی باری نہیں آتی تھی اور اب وہ کنویں بیکار پڑے ہیں وَّقَصۡرٍ مَّشِيۡدٍ اور کتنے مضبوط محلات بیکار اور ویران پڑے ہیں کوئی ان میں رہنے والا نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آنکھ، کان، دل وغیرہ نعمتیں سب کچھ عطا فرمائی ہیں کافروں کو بھی اور مومنوں کو بھی۔ کافروں نے ان نعمتوں سے دنیا کا فائدہ اٹھایا۔ لیکن آنکھوں سے اللہ تعالیٰ کی قدرت کی نشانیاں نہیں دیکھی، کانوں سے اللہ تعالیٰ کے کلام کو نہیں سنا، دل سے کائنات پر غور و فکر نہیں کیا۔ ایمان نصیب نہیں ہوا، ہدایت نصیب نہیں ہوئی۔ تم خدا کا شکر ادا کرو کہ رب تعالیٰ نے مسلمان بنایا ہے ہدایت دی ہے۔ آنکھوں سے رب کی نشانیاں دیکھتے ہو، کانوں سے رب تعالیٰ کا کلام، رسول اللہ ﷺ کی حدیث سنتے ہو، دل سے جہان میں غور و فکر کرتے ہو۔

بعض اندھے بڑے سمجھدار ہوتے ہیں :

بعض آنکھوں سے اندھے ہونے کے باوجود بڑے سمجھدار ہوتے ہیں ۔ لاہور اچھرے میں ایک نابینا حافظ گھڑی ساز تھے۔ جس کی گھڑی خراب ہوتی کہتے حافظ جی کے پاس لے جاؤ۔ وہ خود اپنے ہاتھ سے ٹھیک کرتے تھے۔ مصر میں ایک نابینا ڈرائیور گاڑی چلاتا تھا اس کے ساتھ ایک آدمی بیٹھا ہوتا تھا وہ اس کو بتلاتا . خَلاَ خالی ہے، وہ تیز چلاتا تھا۔ وہ کہتا زَحۡمَةٌ بھیڑ ہے تو آہستہ کر لیتا تھا عَلَى الۡيَمِيۡنِ کہتا تو دائیں طرف موڑ لیتا عَلَى الۡيَسَارِ کہتا تو بائیں طرف موڑ لیتا۔ تو بعض آنکھوں سے اندھے بڑے سمجھدار

ہوتے ہیں اور بعض آنکھیں ہوتے ہوئے بھی اندھے ہوتے ہیں۔ اصل اندھا وہ ہے جو دل کا اندھا ہے۔ دل کی آنکھیں اندھی ہو جائیں تو پھر یہ آنکھیں بھی کام نہیں کرتیں، دل کے کان بہرے ہو جائیں تو پھر یہ کان کچھ نہیں کرتے، زبان کچھ نہیں کرتی، یہ تمام اعضاء معطل اور بیکار ہو جاتے ہیں۔ پھر سمجھ عقل بھی سب کی برابر نہیں ہے۔ حدیث شریف میں آتا ہے کہ سو اونٹوں میں سے سواری کے قابل تمہیں ایک دو ہی ملیں گے۔ باقی اونٹ تو سارے ہی ہیں۔ ایسا اونٹ جو سفر میں تمہارا ساتھ دے، تکالیف برداشت کرے وہ سو میں سے ایک ہوگا۔ اسی طرح لوگ ہیں سو میں سے کوئی ایک آدھ ہی نکلے گا باقی سب فضول ہیں ۔تو جن قوموں نے پیغمبروں کو جھٹلایا ان کا نتیجہ کیا نکلا؟ زمین میں چلو پھرو اور تباہ شدہ بستیاں دیکھ کر عبرت حاصل کرو۔ آج لوگ تفریح طبع (سیر و سیاحت) کے لیے جاتے ہیں یورپ اور دوسرے ملکوں کی سیر کرتے ہیں مگر اس نکتہ نگاہ سے سیر کرنے والے بہت کم ہیں

تو رب تعالیٰ فرماتے ہیں اَفَلَمْ یَسِیْرُوْا کیا پس انہوں نے سیر نہیں کی فِی الْاَرْضِ زمین میں فَتَکُوْنَ لَھُمْ پس حاصل ہوتے ان کو قُلُوْبٌ دل ایسے یَّعْقِلُوْنَ بِھَا جن کے ساتھ وہ سمجھتے اَوْ اٰذَانٌ یا ایسے کان ہوتے یَّسْمَعُوْنَ بِھَا کہ ان کے ساتھ وہ سنتے فَاِنَّھَا پس بے شک قصہ یہ ہے کہ لَا تَعْمَی الْاَبْصَارُ نہیں اندھی ہوتی یہ آنکھیں وَلٰکِنْ تَعْمَی الْقُلُوْبُ لیکن اندھے ہوتے ہیں دل الَّتِیْ فِی الصُّدُوْرِ جو سینے میں ہیں۔ جب دل اندھا ہو گیا تو سارے اعضاء بے کار ہو گئے۔ جب آپ ﷺ فرماتے کہ میری نافرمانی نہ کرو ورنہ اللہ تعالیٰ کا عذاب آئے گا تو کافر اکٹھے ہو کر کہتے وہ عذاب جو آپ نے لانا ہے جلدی لاؤ تاکہ میدان آپ کے لیے خالی ہو جائے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں وَیَسْتَعْجِلُوْنَکَ بِالْعَذَابِ اور یہ کافر جلدی مانگتے ہیں آپ سے عذاب کہ لاؤ جو

عذاب لانا ہے۔فرمایا وَلَنْ يُّخْلِفَ اللّٰهُ وَعْدَهٗ اور ہرگز نہیں خلاف ورزی کرے گا اللہ تعالیٰ اپنے وعدے کی۔ اس نے فرمادیا ہے کہ نافرمانوں کو عذاب دونگا ضرور دے گا اور کافروں پر عذاب ضرور آئے گا۔ باقی وقت کسی کو نہیں بتلایا وہ حکیم ہے، خبیر ہے اپنی حکمتوں کو وہ خود جانتا ہے۔ وَاِنَّ يَوْمًا عِنْدَ رَبِّكَ اور بے شک ایک دن آپ کے رب کے ہاں كَاَلْفِ سَنَةٍ ایسے ہی ہے جیسے ایک ہزار سال مِمَّا تَعُدُّوْنَ اس گنتی کے مطابق جو تم شمار کرتے ہو۔ اس مقام پر قیامت کے دن کو ایک ہزار سال کے ساتھ تعبیر کیا ہے اور سورہ معارج میں فرمایا فِيْ يَوْمٍ كَانَ مِقْدَارُهٗ خَمْسِيْنَ اَلْفَ سَنَةٍ کہ پچاس ہزار سال کا لمبا دن ہوگا۔ اور حدیث پاک میں آتا ہے کہ مومن کے لیے اتنا مختصر ہوگا جیسے ایک نماز کا وقت ہے۔ اس کو تم اس طرح سمجھو کہ آج کل راتیں کافی لمبی ہیں ایک صحتمند آدمی خوب پیٹ بھر کر سوئے تو وہ پہلو بھی نہیں بدلے گا اور صبح ہو جائے گی۔ وہ کہے گا کہ اتنی جلدی رات ختم ہوگئی اور لمبی ہوتی۔ اور ایسا شخص جو کسی درد اور تکلیف میں مبتلا ہو اور ایک لمحہ کے لیے بھی آنکھ نہ لگے اس سے پوچھو تو وہ کہے گا میں نے تو صدیاں گزار دیں۔ اب رات تو ایک ہی ہے مگر صحتمند کیلئے مختصر اور جو کبھی جاگتا ہے اور کبھی سوتا ہے اس کے لیے لمبی اور جو تکلیف میں مبتلا ہے اس کے لیے بہت ہی لمبی ہے۔ اسی طرح سمجھو کہ جو محض کافر اس کے لیے وہ دن ایک ہزار سال کا ہے اور جو کافر گر اور کافر ساز ہیں ان کے لیے وہ دن پچاس ہزار سال کا ہوگا اور مومنوں کے لیے ایسا ہوگا جیسے ایک نماز کا وقت ہوتا ہے۔ مثلاً ظہر کا وقت تقریباً اوسطاً تین یا ساڑھے تین گھنٹے کا ہوتا ہے۔ اتنا ہی محسوس ہوگا۔ فرمایا وَكَاَيِّنْ مِّنْ قَرْيَةٍ اور کتنی بستیاں تھیں اَمْلَيْتُ لَهَا وَهِيَ ظَالِمَةٌ جن کو میں نے مہلت دی اور وہ ظالم تھیں۔ وہاں کے رہنے والے لوگ ظالم تھے۔

رب تعالیٰ مہلت دیتے ہیں تاکہ سمجھ جائیں :

رب تعالیٰ فرماتے ہیں میں نے ان کو مہلت دی ثُمَّ اَخَذْتُهَا پھر میں نے ان بستیوں کو یعنی ان میں رہنے والوں کو پکڑا وَاِلَیَّ الْمَصِیْرُ اور میری طرف ہی ہے لوٹنا۔ اور کہاں جاسکتے ہیں؟ قُلْ اے نبی کریم ﷺ! آپ ان کو بتادیں یٰاَیُّهَا النَّاسُ اے تمام انسانو! آپ ﷺ کا خطاب تمام انسانوں سے ہے۔ کیونکہ آپ ﷺ سے پہلے جتنے پیغمبر تشریف لائے وہ اپنی اپنی قوم کے لیے ہوتے تھے جیسا کہ آپ حضرات نے کل کے سبق میں سنا (پڑھا) ہے کَذَّبَتْ قَبْلَهُمْ قَوْمُ نُوْحٍ وَّ عَادٌ وَّثَمُوْدُ وَقَوْمُ اِبْرٰهِیْمَ وَقَوْمُ لُوْطٍ۔

عالمگیر نبوت :

لیکن آنحضرت ﷺ کی بعثت ایک دو قوموں کی طرف نہیں ہے بلکہ تمام انسانوں کی طرف ہے۔ آپ ﷺ کا خطاب تمام انسانوں کو ہے۔ سورۃ الاعراف آیت نمبر ۱۵۸ یٰاَیُّهَا النَّاسُ اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَیْکُمْ جَمِیْعًا ''اے لوگو بیشک میں اللہ تعالیٰ کا رسول ہوں تم سب کی طرف۔'' اور صرف انسانوں کی طرف ہی نہیں انسانوں کے علاوہ جنات وغیرہ جتنی بھی مخلوق ہے آپ ﷺ تمام کے لیے پیغمبر ہیں۔ سورۃ الفرقان آیت نمبر ایک میں ہے تَبٰرَکَ الَّذِیْ نَزَّلَ الْفُرْقَانَ عَلٰی عَبْدِهٖ لِیَکُوْنَ لِلْعٰلَمِیْنَ نَذِیْرًا ''بابرکت ہے وہ ذات جس نے اتاری وہ کتاب جو فرق کرنے والی ہے اپنے بندے پر تاکہ ہو جائے ڈرانے والا سارے جہانوں کا۔'' تو اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو تمام جہانوں کے لیے نذیر بنا کر بھیجا ہے۔

پیغمبروں کا کام سنانا ہے منوانا نہیں :

فرمایا آپ کہہ دیں اے لوگو! اِنَّمَآ اَنَا لَکُمْ نَذِیْرٌ مُّبِیْنٌ پختہ بات ہے میں تمہارے لیے ہوں ڈرانے والا کھول کر کہ اگر رب تعالیٰ کی نافرمانی کرو گے تو اللہ تعالیٰ کا عذاب آئے گا دنیا میں بھی، مرنے کے بعد قبر میں بھی، میدان محشر میں بھی اور دوزخ میں بھی۔ بالکل صاف صاف اور کھری کھری باتیں تمہیں سناتا ہوں کوئی لگی لپٹی بات نہیں کرتا اور میرا کام ہے تمہیں سنانا اور آگاہ کرنا، منوانا میرا کام نہیں ہے۔ جتنے بھی پیغمبر تشریف لائے ان کا کام پہنچانا تھا یٰاَیُّھَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَآ اُنْزِلَ اِلَیْکَ مِنْ رَّبِّکَ [مائدہ:٦٧] "اے رسول ﷺ! آپ پہنچا دیں وہ چیز جو اتاری گئی ہے آپ کی طرف آپ کے رب کی جانب سے۔" منوانا پیغمبروں کے اختیار میں نہیں ہے۔ آنحضرت ﷺ نے بڑی کوشش کی کہ چچا جان عبد مناف ابو طالب مسلمان ہو جائے کیونکہ اس نے آپ ﷺ کی بڑی خدمت کی ہے تقریباً چالیس سال۔ دنیا کی تاریخ میں ایسا کوئی چچا نہیں ہوا دنیا اس کی نظیر نہیں پیش کر سکتی کہ الگ عقیدہ رکھتے ہوئے پوری خدمت کرے اور ہر طرح کا ساتھ دے۔ تو آپ ﷺ کی قلبی خواہش تھی کہ وہ کلمہ پڑھ لے لیکن کلمہ اس کی قسمت میں نہیں تھا آخر دم تک اس نے اپنا دھڑا نہیں چھوڑا۔ بخاری شریف اور مسلم شریف کی روایت ہے وَاَبٰی اَنْ یَّقُوْلَ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کلمہ پڑھنے سے انکار کر دیا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اِنَّکَ لَا تَھْدِیْ مَنْ اَحْبَبْتَ وَلٰکِنَّ اللّٰہَ یَھْدِیْ مَنْ یَّشَآءُ [قصص:٥٦] "اے پیغمبر ﷺ! بیشک آپ ہدایت نہیں دے سکتے جس کو چاہیں لیکن اللہ تعالیٰ ہدایت دیتا ہے جس کو چاہتا ہے۔" ہدایت کا راستہ بیان کرنا آپ کا کام ہے۔

فرمایا آپ کہہ دیں میں تمہیں رب تعالیٰ کے عذاب سے ڈراتا ہوں بات کھول کر

فَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا پس وہ لوگ جو ایمان لائے وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اور انہوں نے عمل کیے اچھے۔ محض ایمان ہی نہیں ساتھ اعمال بھی اچھے کیے لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ ان کے لیے بخشش ہے۔ یہ رب تعالیٰ کا وعدہ ہے وَّ رِزْقٌ كَرِيْمٌ اور باعزت روزی ملے گی قبر میں بھی، حشر میں بھی، جنت میں بھی۔ مرنے کے بعد قبر میں بھی رزق ملتا ہے ان کی شان کے مطابق ہماری سمجھ میں نہیں آتا یہ مرنے کے بعد سمجھ آئے گا اور مرنے والا ہی سمجھتا ہے کہ اس کے ساتھ کیا ہوتا ہے۔ نیک ہے تو خوشیوں میں بُرا ہے تو دوسری مد میں ہے۔ اسی لیے حدیث پاک میں آتا ہے کہ جب کسی کی وفات ہو جائے تو بغیر کسی مجبوری کے دفن میں تاخیر نہ کرو کیونکہ اگر نیک ہے تو اس نے جن خوشیوں میں جانا ہے جلدی پہنچاؤ اور اگر دوسری مد کا آدمی ہے تو ایک بلا کو تم نے اپنی گردن سے اتارنا ہے جلدی اتارو۔ وَالَّذِيْنَ سَعَوْا فِيْٓ اٰيٰتِنَا وہ لوگ جو کوشش کرتے ہیں ہماری آیتوں کے بارے میں مُعٰجِزِيْنَ ہرانے کی کہ آیتوں کو ہرانا ہے۔ قرآن کو ناکام بنائیں لوگوں کو حق سے روکیں اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ الْجَحِيْمِ یہی لوگ ہیں دوزخ والے۔ ان کا ٹھکانا شعلے مارنے والی آگ جحیم میں ہوگا۔ جو حق کی مخالفت کرتے ہیں رب تعالیٰ کی آیات کا مقابلہ کرتے ہیں۔

۞۞۞

وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَّسُوْلٍ وَّلَا نَبِيٍّ اِلَّآ
اِذَا تَمَنّٰٓى اَلْقَى الشَّيْطٰنُ فِيْٓ اُمْنِيَّتِهٖ ۚ فَيَنْسَخُ اللّٰهُ مَا يُلْقِي
الشَّيْطٰنُ ثُمَّ يُحْكِمُ اللّٰهُ اٰيٰتِهٖ ۭ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ﴿۵۲﴾ لِّيَجْعَلَ
مَا يُلْقِي الشَّيْطٰنُ فِتْنَةً لِّلَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ وَّالْقَاسِيَةِ
قُلُوْبُهُمْ ۭ وَاِنَّ الظّٰلِمِيْنَ لَفِيْ شِقَاقٍۢ بَعِيْدٍ ﴿۵۳﴾ وَّلِيَعْلَمَ الَّذِيْنَ
اُوْتُوا الْعِلْمَ اَنَّهُ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّكَ فَيُؤْمِنُوْا بِهٖ فَتُخْبِتَ لَهٗ
قُلُوْبُهُمْ ۭ وَاِنَّ اللّٰهَ لَهَادِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ﴿۵۴﴾
وَلَا يَزَالُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فِيْ مِرْيَةٍ مِّنْهُ حَتّٰى تَاْتِيَهُمُ السَّاعَةُ
بَغْتَةً اَوْ يَاْتِيَهُمْ عَذَابُ يَوْمٍ عَقِيْمٍ ﴿۵۵﴾ اَلْمُلْكُ يَوْمَىِٕذٍ لِّلّٰهِ ۭ
يَحْكُمُ بَيْنَهُمْ ۭ فَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فِيْ جَنّٰتِ
النَّعِيْمِ ﴿۵۶﴾ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَكَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا فَاُولٰۗىِٕكَ لَهُمْ عَذَابٌ
مُّهِيْنٌ ﴿۵۷﴾ ع ۹ ۱۴

وَمَآ اَرْسَلْنَا اور نہیں بھیجا ہم نے مِنْ قَبْلِكَ آپ سے پہلے مِنْ رَّسُوْلٍ کوئی رسول وَّلَا نَبِيٍّ اور نہ کوئی نبی اِلَّآ اِذَا تَمَنّٰٓى مگر یہ کہ جب اس نے پڑھا اَلْقَى الشَّيْطٰنُ ڈال دیا شیطان نے فِيْٓ اُمْنِيَّتِهٖ اس کے پڑھنے میں وسوسہ فَيَنْسَخُ اللّٰهُ پس مٹاتا ہے اللہ تعالیٰ مَا يُلْقِي الشَّيْطٰنُ اس چیز کو جو ڈالتا ہے شیطان ثُمَّ يُحْكِمُ اللّٰهُ اٰيٰتِهٖ پھر مضبوط کرتا ہے اللہ تعالیٰ اپنی

آیتوں کو وَاللّٰہُ عَلِیْمٌ حَکِیْمٌ اور اللہ تعالیٰ علم والے حکمت والے ہیں
لِّیَجْعَلَ تاکہ کر دے مَا اس چیز کو یُلْقِی الشَّیْطٰنُ جو ڈالتا ہے شیطان فِتْنَةً
آزمائش لِّلَّذِیْنَ ان لوگوں کے لیے فِیْ قُلُوْبِھِمْ مَّرَضٌ ان کے دلوں میں
بیماری ہے وَّالْقَاسِیَةِ قُلُوْبُھُمْ اور ان کے دل سخت ہیں وَاِنَّ الظّٰلِمِیْنَ اور بے
شک ظالم لَفِیْ شِقَاقٍ بَعِیْدٍ البتہ دور کے اختلاف میں مبتلا ہیں وَّلِیَعْلَمَ
الَّذِیْنَ اور تاکہ جان لیں وہ لوگ اُوْتُوا الْعِلْمَ جن کو علم دیا گیا اَنَّهُ الْحَقُّ بے
شک یہ حق ہے مِنْ رَّبِّکَ آپ کے رب کی طرف سے فَیُؤْمِنُوْا بِهٖ پس اس پر
ایمان لائیں فَتُخْبِتَ لَهٗ قُلُوْبُھُمْ پس عاجزی کریں اس کے سامنے ان کے
دل وَاِنَّ اللّٰهَ اور بے شک اللہ تعالیٰ لَھَادِ الَّذِیْنَ البتہ راہنمائی کرنے والا ہے
ان لوگوں کی اٰمَنُوْٓا جو ایمان لائے اِلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ سیدھے راستے کی
طرف وَلَا یَزَالُ الَّذِیْنَ اور ہمیشہ رہیں گے وہ لوگ کَفَرُوْا جنہوں نے کفر
اختیار کیا فِیْ مِرْیَةٍ مِّنْهُ شک میں اس قرآن کے بارے میں حَتّٰی تَاْتِیَھُمُ
السَّاعَةُ یہاں تک کہ آئے ان کے پاس قیامت بَغْتَةً اچانک اَوْ یَاْتِیَھُمْ یا
آئے ان کے پاس عَذَابُ یَوْمٍ عَقِیْمٍ ایسے دن کا عذاب جو نامبارک ہے
اَلْمُلْکُ یَوْمَئِذٍ لِّلّٰهِ ملک اس دن اللہ تعالیٰ ہی کیلئے ہوگا یَحْکُمُ بَیْنَھُمْ فیصلہ
کرے گا ان کے درمیان فَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا پس وہ لوگ جو ایمان لائے وَعَمِلُوا
الصّٰلِحٰتِ اور انہوں نے عمل اچھے کیے فِیْ جَنّٰتِ باغوں میں ہونگے

النَّعِيمِ نعمت کے وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا اوروہ لوگ جنہوں نے کفر اختیار کیا وَكَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا اور جھٹلایا ہماری آیتوں کو فَاُولٰٓئِكَ پس وہ لوگ ہیں لَهُمْ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ ان کے لیے عذاب ہوگا رسوا کرنے والا۔

اللہ تعالیٰ نے آنحضرت ﷺ کو خطاب کرتے ہوئے ارشاد فرمایا وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ اور نہیں بھیجا ہم نے آپ سے پہلے مِنْ رَّسُوْلٍ وَّلَا نَبِيٍّ کوئی رسول اور نہ نبی اِلَّآ مگر یہ بات ان کے ساتھ ہوتی رہی ہے جو آگے آرہی ہے۔ رسول اور نبی دو لفظ ہیں۔ بعض علماء عربیت تو فرماتے ہیں کہ رسول اور نبی میں معنٰی کے لحاظ سے کوئی فرق نہیں ہے صرف لفظوں کا فرق ہے۔ بعض فرماتے ہیں کہ رسول اسے کہتے ہیں جس کو اللہ تعالیٰ نے کتاب اور شریعت عطا کی ہو۔ اور نبی اسے کہتے ہیں جس کو مستقل کتاب نہ ملی ہو جیسے موسیٰ علیہ السلام کہ ان کو اللہ تعالیٰ نے تورات عطا فرمائی وہ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں۔ اور ہارون علیہ السلام کو علیحدہ کتاب نہیں ملی وہ نبی ہیں۔

اذا تمنی الشیطن کی تفسیر :

تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ہم نے کوئی رسول اور نبی نہیں بھیجا مگر اِذَا تَمَنّٰى۔ تَمَنّٰى کے معنٰی قَرَءَ کے ہیں۔ جس وقت انہوں نے اپنی قرأت شروع کی، اللہ تعالیٰ کی کتاب کو پڑھنا شروع کیا اَلْقَى الشَّيْطٰنُ فِيْٓ اُمْنِيَّتِهٖ ڈال دیا شیطان نے اس کے پڑھنے میں وسوسہ لوگوں کے دلوں میں۔ اللہ تعالیٰ کا پیغمبر رب تعالیٰ کا حکم سناتا تھا شیطان لوگوں کے دلوں میں وسوسے ڈالتا تھا۔ مثلاً قرآن کریم کی جب یہ آیت کریمہ نازل ہوئی حُرِّمَتْ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةُ وَالدَّمُ وَلَحْمُ الْخِنْزِيْرِ وَمَآ اُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ [بقرہ:۱۷۳] اور آپ ﷺ نے زبان مبارک سے پڑھا ”حُرِّمَتْ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةُ“ وہ

جانور جو خود بخود مر جائے وہ تم پر حرام کر دیا گیا ہے۔'' تو شیطان نے لوگوں کے دلوں میں وسوسے ڈالے کہ دیکھو! کیا کہہ رہا ہے کہ جس کو رب تعالیٰ مار دے وہ حرام ہے اور جس کو یہ خود ماریں ذبح کریں وہ حلال ہے۔ تو اللہ تعالیٰ نے اس کا جواب دیا کہ مارتا دونوں کو اللہ تعالیٰ ہے ہاں! جس جانور پر ذبح کرتے وقت اللہ تعالیٰ کا نام ذکر کیا گیا ہے وہ اللہ تعالیٰ کے نام کی برکت سے پاک ہوگیا ہے فَكُلُوا مِمَّا ذُكِرَ اسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ [الانعام:۱۱۸] امام رازیؒ نے اپنے انداز میں سمجھانے کی کوشش کی ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ جانور کے بدن میں جو خون ہے وہ حرام ہے ذبح کرنے سے نکل جاتا ہے اس کے ساتھ زہریلے مادے ہوتے ہیں وہ بھی خارج ہو جاتے ہیں وہ انسان کی صحت کے لیے انتہائی مضر ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی حکمت کا تقاضا تھا کہ جانور کو ذبح کرو اللہ تعالیٰ کا نام لے کر تو وہ فاسد اور خراب خون بہہ جائے گا باقی تم کھا لو۔ اور اگر اللہ تعالیٰ کا نام لے کر ذبح نہیں کیا گیا تو وہ زہریلا مادہ اور خون اندر ہے اور یہ تمہاری صحت کے لیے مضر ہے لہٰذا نہ کھاؤ۔ فرمایا وَلَا تَأْكُلُوا مِمَّا لَمْ يُذْكَرِ اسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ ''اور نہ کھاؤ اس میں سے جس پر اللہ تعالیٰ کا نام ذکر نہیں کیا گیا۔'' تو اللہ تعالیٰ نے شیطان کے وسوسے کو دور کر دیا۔

شیطان کا وسوسہ اور اس کا جواب :

اسی طرح جب یہ آیت کریمہ نازل ہوئی اِنَّكُمْ وَمَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ حَصَبُ جَهَنَّمَ اَنْتُمْ لَهَا وَارِدُوْنَ [الانبیاء:۹۸] ''بے شک تم اور جن کی تم عبادت کرتے ہو اللہ تعالیٰ کے سوا سب جہنم کا ایندھن ہیں اور تم اس میں داخل ہونے والے ہو لَوْ كَانَ هٰۤؤُلَآءِ اٰلِهَةً مَّا وَرَدُوْهَا اگر یہ معبود ہوتے تو دوزخ میں نہ داخل ہوتے وَكُلٌّ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ سارے اس میں ہمیشہ رہنے والے ہونگے لَهُمْ فِيْهَا زَفِيْرٌ اس میں ان

کے لیے گدھے کی آواز ہوگی وَهُمْ فِيهَا لَا يَسْمَعُونَ اور وہ اس میں نہیں سنیں گے۔''
آپ ﷺ نے جب یہ آیتیں پڑھ کر سنائیں تو شیطان نے لوگوں کے دلوں میں وسوسہ ڈالا
کہ دیکھو! یہ پیغمبر کہتا ہے کہ تم بھی اور تمہارے معبود بھی دوزخ میں جائیں گے اور عبادت تو
حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بھی ہوئی ہے ان کی والدہ کی بھی ہوئی ہے، عزیر علیہ السلام کی بھی
ہوئی ہے، فرشتوں کی بھی ہوئی ہے۔ پھر تو بڑے مزے کی بات ہے کہ یہ سارے وہاں
ہونگے۔ چنانچہ عبداللہ ابن زبعریٰ نام کا ایک شخص تھا اس نے برملا کہا اے محمد ﷺ! آپ یہ
کہتے ہیں تو پھر عیسیٰ علیہ السلام کی پوجا کرنے والے بھی ہیں، عزیر علیہ السلام کی بھی پوجا
ہوئی ہے، فرشتوں کی بھی لوگ پوجا کرتے ہیں۔ تو اگر یہ سارے دوزخ میں ہونگے اور ہم
بھی ہوں گے تو اچھی بات ہے وہ دوزخ ہمارے لیے جنت ہے۔ تو شیطان نے جب یہ
وسوسہ ڈالا تو اللہ تعالیٰ نے اس کو ایسے رفع فرمایا اِنَّ الَّذِيْنَ سَبَقَتْ لَهُمْ مِّنَّا الْحُسْنٰى
''بیشک وہ لوگ جن کے لیے طے ہو چکی ہے ہماری طرف سے بھلائی اُولٰٓئِكَ عَنْهَا
مُبْعَدُوْنَ یہ لوگ اس سے دور رکھے جائیں گے۔'' ان نیکوں کی بات نہیں ہو رہی لَا
يَسْمَعُوْنَ حَسِيْسَهَا ''یہ تو جہنم کی شوں شوں بھی نہیں سنیں گے۔'' تو فرمایا جب شیطان
پیغمبر کی قرأت کی وجہ سے وسوسہ ڈالتا ہے لوگوں کے دلوں میں فَيَنْسَخُ اللّٰهُ مَا يُلْقِي
الشَّيْطٰنُ پس مٹا دیتا ہے اللہ تعالیٰ اس چیز کو جو ڈالتا ہے شیطان ثُمَّ يُحْكِمُ اللّٰهُ اٰيٰتِهٖ
پھر مضبوط کرتا ہے اللہ تعالیٰ اپنی آیتوں کو۔ جیسے شیطان نے وسوسہ ڈالا کہ جو خود مارے
حلال اور جو اللہ تعالیٰ مارے حرام۔ اللہ تعالیٰ نے اس شبے کو دور کر دیا کہ جس کو ذبح کیا گیا
ہے اس پر اللہ تعالیٰ کا نام لیا گیا ہے اور جو خود مرا ہے اس پر اللہ تعالیٰ کا نام نہیں لیا گیا اس
لیے پاک نہیں ہوا۔ باقی مارا دونوں کو رب تعالیٰ نے ہے۔ اور مشرک اور جن کی انہوں نے

پوجا کی ہے وہ سب جہنم میں ہونگے اس پر شیطان نے شبہ ڈالا کہ عبادت تو انبیاء کرام اور فرشتوں کی بھی ہوئی ہے تو کیا وہ بھی دوزخ میں جائیں گے؟ تو اللہ تعالیٰ نے اس شبہ کو دور کر دیا کہ جن کے لیے اللہ تعالیٰ کی طرف سے بھلائی طے ہو چکی ہے ان کو دوزخ سے دور کر دیا جائے گا۔ اس طرح آیات کو محکم کر دیا کہ یہ معبودان باطلہ کی بات ہو رہی ہے وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ اور اللہ تعالیٰ علم والے حکمت والے ہیں لِيَجْعَلَ مَا يُلْقِي الشَّيْطٰنُ فِتْنَةً تاکہ کر دے اس چیز کو جو شیطان ڈالتا ہے آزمائش لِّلَّذِيْنَ ان لوگوں کے لیے فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ جن کے دلوں میں بیماری ہے کفر شرک کی وَّالْقَاسِيَةِ قُلُوْبُهُمْ اور جن کے دل سخت ہیں اور شبہ کو نہیں چھوڑتے اور وضاحت ہو جانے کے باوجود وہی باتیں دہراتے ہیں کہ دیکھو جی! ایک طرف تو کہتا ہے کہ تم اور تمہارے معبود دوزخ میں جائیں گے پھر انبیاء کرام اور فرشتے بھی تو معبود ہیں ان کی عبادت کی گئی ہے ان کو الگ کرتا ہے۔ خدا کا مارا احرام اپنا مارا احلال۔ کافران شبہات کو چھوڑنے کے لیے تیار نہیں ہیں ان کے دل سخت ہیں وَاِنَّ الظّٰلِمِيْنَ لَفِيْ شِقَاقٍ بَعِيْدٍ اور بے شک ظالم دور کے اختلاف میں مبتلا ہیں، ان کا حق کیساتھ اختلاف بہت دور کا ہے وَّلِيَعْلَمَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ اور تاکہ جان لیں وہ لوگ جن کو علم دیا گیا ہے اَنَّهُ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّكَ بے شک یہ قرآن حق ہے آپ کے رب کی طرف سے فَيُؤْمِنُوْا بِهٖ پس اس پر وہ ایمان لائیں فَتُخْبِتَ لَهٗ قُلُوْبُهُمْ پس عاجزی کریں اس کے سامنے ان کے دل وَاِنَّ اللّٰهَ اور بے شک اللہ تعالیٰ لَهَادِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا راہنمائی کرتا ہے ان لوگوں کی جو ایمان لائے اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ سیدھے راستے کی طرف۔ عقیدہ بھی صحیح ہوگا، نمازیں بھی پڑھیں گے، روزے بھی رکھیں گے، حج بھی کریں گے، حلال حرام کی تمیز بھی کریں گے، اخلاق بھی اچھے ہونگے

،یہ صراط مستقیم کا خلاصہ ہے۔ وَلَا يَزَالُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا اور ہمیشہ رہیں گے وہ لوگ جو کافر ہیں فِىْ مِرْيَةٍ مِّنْهُ شک میں اس قرآن کے بارے میں۔

قرآن کو حقیقتاً ماننے والے بہت تھوڑے ہیں :

آج بھی بے شمار مخلوق ہے جو قرآن پاک کو نہیں مانتی اور جو زبانی طور پر ماننے کا دعویٰ کرتے ہیں انصاف سے دیکھا جائے تو ان میں بھی ماننے والے بہت تھوڑے ہیں جو قرآن پاک کے احکام پر عمل کرنے والے ہیں۔ایک وراثت کا مسئلہ ہی لے لو۔ کتنے لوگ ہیں جو نمازیں بھی پڑھتے ہیں، روزے بھی رکھتے ہیں، حج کرتے ہیں، زکاتیں دیتے ہیں لیکن ورثاء کا حقِ شرعی نہیں دیتے۔اور بہت سے مسائل ہیں جن پر عمل کرنے کے لیے تیار نہیں ہیں تو کیا ماننا ہوا؟ تو کافر لوگ قرآن پاک کے متعلق شک میں رہیں گے حَتّٰى تَاْتِيَهُمُ السَّاعَةُ بَغْتَةً یہاں تک کہ آئے ان کے پاس قیامت اچانک اَوْ يَاْتِيَهُمْ عَذَابُ يَوْمٍ عَقِيْمٍ یا آئے ان کے پاس اس دن کا عذاب جو نامبارک ہے۔ عقیم اصل میں بانجھ عورت کو کہتے ہیں جس کی اولاد نہیں ہوتی۔اس کو بھی لوگ نامبارک سمجھتے ہیں۔آنحضرت ﷺ نے فرمایا تَزَوَّجُوا الْوَدُوْدَ الْوَلُوْدَ فَاِنِّىْ مُكَاثِرٌ بِكُمُ الْاُمَمَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ’’ایسے خاندان کی عورتوں سے شادی کرو جو محبت کرنے والیاں ہوں اور بچے زیادہ جننے والیاں ہوں پس بیشک میں فخر کروں گا تمہاری کثرت کی وجہ سے دوسری امتوں پر قیامت والے دن۔‘‘ایک شخص آنحضرت ﷺ کے پاس آیا اور کہا حضرت! میں غریب آدمی ہوں پیسہ دھیلا میرے پاس کچھ نہیں ہے میں ایک ایسی مطلقہ عورت کے ساتھ شادی کرنا چاہتا ہوں جو بانجھ ہے۔آنحضرت ﷺ نے فرمایا تم اس سے گریز کرو۔گریز کا مطلب یہ ہے کہ تم ایسی عورت سے شادی کرو جس سے تمہاری اولاد ہو اور میں کثرت امت پر قیامت

والے دن فخر کروں ۔ تو عقیم کے معنٰی بانجھ کے ہیں ۔ لفظی ترجمہ کرتے ہیں نامبارک ۔ عذاب والے دن کافروں کے لیے کوئی برکت نہیں ہوگی اَلْـمُلْکُ یَوْمَئِذٍ لِّلّٰهِ ملک اس دن اللہ تعالیٰ کے لیے ہی ہوگا ۔ آج تو کہتے ہیں نا ہمارا ملک ، ہماری حکومت ، ہماری سلطنت ، اس دن اعلان ہوگا لِمَنِ الْمُلْکُ الْیَوْمَ ''آج ملک کس کا ہے ۔'' پھر جواب آئے گا لِلّٰهِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ [مومن:۱۶] ''اللہ تعالیٰ کے لیے ہے جو اکیلا ہے دبانے والا ہے ۔'' یَحْکُمُ بَیْنَهُمْ فیصلہ کرے گا ان کے درمیان عملی فیصلہ ۔ دلائل کے ذریعے تو حق و باطل کا فیصلہ ہو چکا ہے ۔ وہاں یہ فیصلہ ہوگا فَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا پس وہ لوگ جو ایمان لائے وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اور انہوں نے عمل کیے اچھے فِیْ جَنّٰتِ النَّعِیْمِ نعمتوں کے باغوں میں ہونگے ، خوشی کے باغ ہونگے لیکن اس کے لیے دو چیزیں ضروری ہیں ، ایمان اور عملِ صالح ۔ وَالَّذِیْنَ کَفَرُوْا اور وہ لوگ جو کافر ہیں وَ کَذَّبُوْا بِاٰیٰتِنَا اور انہوں نے جھٹلایا ہماری آیتوں کو جیسے ابھی تم نے دو مثالیں سنی ہیں حرام حلال کی اور معبودانِ باطلہ کے دوزخ میں جانے کی فَاُولٰٓئِکَ لَهُمْ عَذَابٌ مُّهِیْنٌ پس وہ لوگ ہیں جن کے لیے عذاب ہوگا رسوا کرنے والا ۔ اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے تمام مومنین اور تمام مومنات کو تمام مسلمین اور مسلمات کو دوزخ کے عذاب سے محفوظ رکھے اور بچائے ۔ (آمین)

❀❀❀
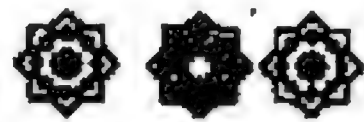
وَالَّذِيْنَ هَاجَرُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ثُمَّ قُتِلُوْٓا اَوْ مَاتُوْا لَيَرْزُقَنَّهُمُ اللّٰهُ رِزْقًا حَسَنًا ۭ وَاِنَّ اللّٰهَ لَهُوَ خَيْرُ الرّٰزِقِيْنَ ﴿۵۸﴾ لَيُدْخِلَنَّهُمْ مُّدْخَلًا يَّرْضَوْنَهٗ ۭ وَاِنَّ اللّٰهَ لَعَلِيْمٌ حَلِيْمٌ ﴿۵۹﴾ ذٰلِكَ ۚ وَمَنْ عَاقَبَ بِمِثْلِ مَا عُوْقِبَ بِهٖ ثُمَّ بُغِيَ عَلَيْهِ لَيَنْصُرَنَّهُ اللّٰهُ ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَعَفُوٌّ غَفُوْرٌ ﴿۶۰﴾ ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ يُوْلِجُ الَّيْلَ فِي النَّهَارِ وَيُوْلِجُ النَّهَارَ فِي الَّيْلِ وَاَنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌۢ بَصِيْرٌ ﴿۶۱﴾ ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ هُوَ الْحَقُّ وَاَنَّ مَا يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ هُوَ الْبَاطِلُ وَاَنَّ اللّٰهَ هُوَ الْعَلِيُّ الْكَبِيْرُ ﴿۶۲﴾ اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَاۗءِ مَاۗءً ۡ فَتُصْبِحُ الْاَرْضُ مُخْضَرَّةً ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَطِيْفٌ خَبِيْرٌ ﴿۶۳﴾ ۚ لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ۭ وَاِنَّ اللّٰهَ لَهُوَ الْغَنِيُّ الْحَمِيْدُ ﴿۶۴﴾ ع ۸ ۷ ۱۵

وَالَّذِيْنَ اور وہ لوگ هَاجَرُوْا جنہوں نے ہجرت کی فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اللہ تعالیٰ کے راستے میں ثُمَّ قُتِلُوْٓا پھر وہ قتل کیے گئے اَوْ مَاتُوْا یا مر گئے لَيَرْزُقَنَّهُمُ اللّٰهُ ضرور رزق دے گا ان کو اللہ تعالیٰ رِزْقًا حَسَنًا اچھا رزق وَاِنَّ اللّٰهَ اور بے شک اللہ تعالیٰ لَهُوَ البتہ وہی ہے خَيْرُ الرّٰزِقِيْنَ سب سے بہتر رزق دینے والا لَيُدْخِلَنَّهُمْ البتہ ضرور داخل کرے گا ان کو مُّدْخَلًا داخل کرنے کی جگہ يَّرْضَوْنَهٗ جس کو وہ پسند کریں گے وَاِنَّ اللّٰهَ اور بیشک اللہ تعالیٰ لَعَلِيْمٌ البتہ

جاننے والا حَلِیْمٌ تحمل والا ہے ذٰلِکَ یہ ایسے ہی ہوگا وَ مَنْ عَاقَبَ اور جس نے بدلہ لیا بِمِثْلِ مَا عُوْقِبَ بِهٖ مثل اس کے جو اس کو تکلیف دی گئی ثُمَّ بُغِیَ عَلَیْهِ پھر اس پر زیادتی کی گئی لَیَنْصُرَنَّهُ اللّٰهُ البتہ ضرور مدد کرے گا اس کی اللہ تعالیٰ اِنَّ اللّٰهَ بیشک اللہ تعالیٰ لَعَفُوٌّ بہت معاف کرنے والا ہے غَفُوْرٌ بخشنے والا ہے ذٰلِکَ یہ بِاَنَّ اللّٰهَ اس لیے کہ اللہ تعالیٰ یُوْلِجُ الَّیْلَ داخل کرتا ہے رات کو فِی النَّهَارِ دن میں وَ یُوْلِجُ النَّهَارَ اور داخل کرتا ہے دن کو فِی الَّیْلِ رات میں وَاَنَّ اللّٰهَ سَمِیْعٌ بَصِیْرٌ اور بے شک اللہ تعالیٰ ہی سننے والا دیکھنے والا ہے ذٰلِکَ یہ بِاَنَّ اللّٰهَ اس لیے کہ اللہ تعالیٰ هُوَ الْحَقُّ ہی وہ حق ہے وَاَنَّ مَا یَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ اور بے شک وہ جن کو یہ پکارتے ہیں اللہ تعالیٰ سے نیچے نیچے هُوَ الْبَاطِلُ وہ باطل ہیں بیکار ہیں وَاَنَّ اللّٰهَ اور بیشک اللہ تعالیٰ هُوَ الْعَلِیُّ الْکَبِیْرُ ہی بلند شان والا ہے، بڑا ہے اَلَمْ تَرَ کیا نہیں دیکھا آپ نے اَنَّ اللّٰهَ بیشک اللہ تعالیٰ نے اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ اتارا ہے آسمان سے مَآءً پانی فَتُصْبِحُ الْاَرْضُ پس ہوگئی زمین مُخْضَرَّةً سرسبز اِنَّ اللّٰهَ بے شک اللہ تعالیٰ لَطِیْفٌ باریک بین ہے خَبِیْرٌ خبردار ہے لَهٗ اسی کے لیے ہے مَا فِی السَّمٰوٰتِ جو کچھ آسمانوں میں ہے وَمَا فِی الْاَرْضِ اور جو کچھ زمین میں ہے وَاِنَّ اللّٰهَ اور بیشک اللہ تعالیٰ لَهُوَ الْغَنِیُّ الْحَمِیْدُ البتہ وہی ہے بے پروا، تعریفوں والا۔

مومنوں کے بعض نیک اعمال کا ذکر :

پچھلے رکوع کی آخری آیات میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ وہ لوگ جو ایمان لائے اور عمل اچھے کیے وہ نعمتوں اور خوشی کے باغوں میں ہونگے۔ آگے اللہ تعالیٰ نے مومنوں کے بعض نیک کام ذکر کیے ہیں اور ہیں وہ مشکل۔ فرمایا وَالَّذِیْنَ ھَاجَرُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ اور وہ لوگ جنہوں نے ہجرت کی اللہ تعالیٰ کے راستے میں اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے۔ ہم تو صرف ہجرت کا لفظ بول سکتے ہیں عملاً ہجرت کریں تو پتا چلے کہ مکانات، دکانیں، زمینیں، باغات، اپنی بودوباش کی سب چیزیں چھوڑ کر نکلنا کیسا ہے؟ کوئی آسان کام نہیں ہے۔ اور پھر نکلیں بھی صرف اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے۔ بڑا مشکل مسئلہ ہے۔

اللہ تعالیٰ کا مومنوں کے ساتھ وعدہ :

وہ لوگ جنہوں نے ہجرت کی اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے ثُمَّ قُتِلُوْٓا پھر قتل کر دیئے گئے، شہید کیے گئے۔ بعض مہاجرین کو ظالموں نے راستے ہی میں شہید کر دیا اور بعض کو بعد میں شہادت نصیب ہوئی اَوْ مَاتُوْا یا مر گئے طبعی موت۔ اللہ تعالیٰ کا ان کے ساتھ وعدہ ہے لَیَرْزُقَنَّھُمُ اللّٰہُ رِزْقًا حَسَنًا ضرور رزق دے گا اللہ تعالیٰ اچھا رزق۔ مرنے کے بعد قبر میں خوراک اور رزق ملتا ہے جو ان کی شان اور برزخ قبر کے حال کے مناسب ہوتا ہے۔

حدیث پاک میں آتا ہے اَلْقَبْرُ رَوْضَۃٌ مِّنْ رِیَاضِ الْجَنَّۃِ اَوْ حُفْرَۃٌ مِّنْ حُفَرِ النِّیْرَانِ "یہ جو قبر گڑھے کی شکل میں نظر آتی ہے یہ یا تو جنت کے باغوں میں باغ بن جاتی ہے یا جہنم کے گڑھوں میں سے گڑھا بن جاتی ہے۔" یہ باغ اور گڑھا دنیا سے بنا کر جانا ہے وہاں کچھ بھی نہیں ہو سکے گا۔ حدیث پاک میں آتا ہے کہ وہاں تو مردہ منتظر ہوتا ہے

کہ میرے لیے کوئی دعا کرنے والا ہو وہاں کوئی بس نہیں چلتا۔ اللہ تعالیٰ ضرور ان کو رزق دے گا اور ایسا رزق کہ آج کسی کے خیال میں بھی نہیں آسکتا وَاِنَّ اللّٰـهَ لَهُوَ خَيْرُ الـرّٰزِقِيْنَ اور بے شک اللہ تعالیٰ البتہ وہی ہے سب سے بہتر رزق دینے والا۔ مجازی طور پر والد بھی اولاد کو رزق دینے والا ہے، آقا بھی اپنے غلاموں کو کھلاتا ہے، لوگ جانوروں کو بھی چارا ڈالتے ہیں مگر پیدا تو کوئی ایک دانہ بھی نہیں کرسکتا۔ پیدا تو صرف رب تعالیٰ ہی کرتا ہے۔ دوسرا وعدہ لَيُدْخِلَنَّهُمْ مُّدْخَلًا البتہ ضرور داخل کرے گا اللہ تعالیٰ ان کو ایسی داخل کرنے کی جگہ میں يَّرْضَوْنَهٗ جس کو وہ پسند کریں گے۔ جنت کا سکھ، چین، آرام آج ہمارے تصور میں بھی نہیں آسکتا۔ آج اگر جنت کا نقشہ سامنے ہو تو سارے اس کی طرف دوڑیں اور جہنم کا نقشہ ہمارے سامنے ہو تو سارے اس سے دور بھاگیں۔ آج ہم لفظی اور زبانی طور پر جنت جنت اور دوزخ دوزخ کہتے ہیں۔

ہم نے نہ موت کو سمجھا ہے نہ قبر حشر کو :

حقیقت یہ ہے کہ نہ ہم نے موت کو سمجھا ہے نہ قبر کو نہ جنت کو نہ دوزخ کو نہ میدان محشر کو۔ جب تک آدمی حقیقت تک نہ پہنچے تو کچھ حاصل نہیں ہوتا۔ ایک آدمی سارا دن ورد کرتا رہے کہ کھانا بھوک کو ختم کرتا ہے، کھانا بھوک کو ختم کرتا ہے اور کھائے نہ تو کیا بھوک ختم ہو جائے گی؟ ہرگز نہیں! بھوک ختم ہو گی کھانے سے، پیاس بجھے گی پانی پینے سے، لفظوں سے پیاس نہیں بجھے گی کہ پانی پیاس بجھاتا ہے، پانی پیاس بجھاتا ہے۔ صحیح بات یہی ہے کہ ہمارا ایمان زبانی ہے، لفظی ہے، نہ رب تعالیٰ کی حقیقت کو سمجھا ہے اور نہ کوئی سمجھ سکتا ہے اور نہ اس کی صفات پر ہمارا صحیح ایمان ہے۔ قرآن پاک کو زبانی طور پر مانتے ہیں مگر اس کے احکامات پر عمل کرنے کے لیے تیار نہیں ہیں قبر کے معاملات کا احساس نہیں ہے، قیامت

اور حشر صرف سننے سنانے کی حد تک ہے ان کی سنگینی کا ہمیں احساس نہیں ہے اور نہ ہی اس کی کوئی تیاری ہے۔ ہماری ساری تگ ودو دنیا کے لیے ہے۔ دیکھو کتنی سردی ہے مگر جن لوگوں نے ڈیوٹی پر جانا ہے وہ اپنے وقت پر ڈیوٹی پر پہنچتے ہیں اور جب نماز کی باری آتی ہے منہ رضائی سے باہر نکالنے کے لیے تیار نہیں ہیں۔ پختہ نمازیوں کی بات نہیں کر رہا "چڑک لگو" کی بات کر رہا ہوں جن کی نماز کے لیے اٹھنے کی نیت ہی نہیں ہے۔ تو جس طرح کی نیت ہوگی پھل بھی اس طرح کا ملے گا۔ رب تعالیٰ ایسے تو رحمت سے نہیں نوازے گا کچھ کرو گے تو نوازے گا ورنہ بڑی مشکل بات ہے۔ وَ اِنَّ اللّٰهَ اور بیشک اللہ تعالیٰ لَعَلِيْمٌ حَلِيْمٌ البتہ جاننے والا تحمل والا ہے۔ اگر وہ فوراً کسی کو سزا نہیں دیتا تو وہ یہ نہ سمجھے کہ میں بچ گیا ہوں وہ رتی رتی کا حساب جانتا ہے۔ جس نے رتی برابر بھی نیکی کی تو اس کا بدلہ ملے گا اور جس نے رتی برابر بھی بدی کی تو سزا پائے گا ذٰلِكَ یہ اسی طرح ہوگا کہ اللہ تعالیٰ مومنوں کو بہتر رزق عطا فرمائیں گے اور ایسی جگہ میں داخل کرے گا جس کو وہ پسند کریں گے۔

بدلہ لینے کی کیفیت :

آگے حکم بیان فرمایا ہے وَ مَنْ عَاقَبَ اور جس نے بدلہ لیا بِمِثْلِ مَا عُوْقِبَ بِهٖ مثل اس کے جو اس کو تکلیف دی گئی ثُمَّ بُغِيَ عَلَيْهِ پھر اس پر زیادتی کی گئی لَيَنْصُرَنَّهُ اللّٰهُ البتہ ضرور مدد کرے گا اللہ تعالیٰ اس کی اِنَّ اللّٰهَ لَعَفُوٌّ غَفُوْرٌ بیشک اللہ تعالیٰ البتہ معاف کرنے والا بخشنے والا ہے۔

اب مسئلہ سمجھ لو۔ اگر کسی آدمی نے کسی آدمی پر زیادتی کی قولاً کہ اس کو گالی گلوچ کیا بری باتیں کہیں یا عملاً زیادتی کی کہ اس کو مارا پیٹا۔ تو یہ جو مظلوم ہے اس کو اختیار ہے چاہے تو معاف کر دے اس کے بدلے میں اللہ تعالیٰ اس کے گناہ معاف کر دے گا۔ معاف کر دیا تو

معاملہ طول نہیں پکڑے گا اگر وہ ظالم کچھ شریف ہے تو ضرور نادم ہوگا کہ میں نے اس کے ساتھ زیادتی کی مگر اس نے معاف کر دیا۔ اور اگر بدلہ لینا چاہے تو لے سکتا ہے مگر اتنا کہ جتنی اس کے ساتھ زیادتی ہوئی ہے۔ مثلاً اگر کسی نے ایک گالی نکالی ہے تو ایک گالی نکال سکتا ہے بلکہ بہتر تو یہ ہے کہ گالی نہ نکالے اور یوں کہے تو نے جو مجھے کہا ہے وہ تم خود ہو۔ زبان کے پلید ہونے سے جھوٹ اور غیبت سے بچ جائے گا۔ گالی گلوچ سے آج ہماری زبانیں پلید ہیں جس کی وجہ سے ہماری دعاؤں میں کوئی اثر نہیں ہے۔ قرآن پاک پڑھتے ہیں تو اس کا اثر نہیں ہوتا۔ ہمارے اعمال برے ہیں نیکی کا کوئی اثر نہیں ہے۔ حدیث پاک میں آتا ہے مَنْ لَّمْ يَدَعْ قَوْلَ الزُّوْرِ وَالْعَمَلَ بِهٖ فَلَيْسَ لِلّٰهِ حَاجَةٌ بِاَنْ يَّدَعَ طَعَامَهٗ وَشَرَابَهٗ ''جس آدمی نے جھوٹ نہ چھوڑا اور جھوٹا عمل نہ چھوڑا اللہ تعالیٰ کو اس کے بھوکا پیاسا مرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔'' یعنی اس کے روزوں کی اللہ تعالیٰ کو کوئی ضرورت نہیں ہے۔ آج ہمارا سارا کاروبار ہی جھوٹ فریب پر مبنی ہے۔ خدا پناہ! آج ہم اخلاقی لحاظ سے حیوانوں سے بھی گر چکے ہیں۔ جب انسان، انسان ہوتا تھا آدمی ہوتا تھا تو اس کا بڑا بلند مقام تھا۔ آج انسانیت ہم سے شرماتی ہے۔ تو خیر مظلوم اگر درگزر کرے تو بہتر ہے اور اگر بدلہ لینا چاہے تو لے سکتا ہے مگر اتنا لے جتنی اس کے ساتھ زیادتی ہوئی ہے۔ اگر ظالم نے ایک مکا مارا ہے تو یہ دو نہیں مار سکتا اگر ایک گالی دی ہے تو دو نہیں دے سکتا۔ مگر اس کی پابندی کون کرے گا؟ انسان کو جب غصہ آتا ہے تو اس کا توازن برقرار نہیں رہتا ایسے موقع پر انسان کی انسانیت کو خطرہ ہوتا ہے۔ بہادر شاہ ظفر مرحوم نے کیا خوب کہا ہے

ظفر آدمی اس کو نہ جانیے گا ہو وہ کیسا ہی صاحب فہم و ذکا
جسے عیش میں یادِ خدا نہ رہی جسے طیش میں خوف خدا نہ رہا

اس لیے مسئلہ یہ ہے کہ غصے میں کوئی جج اور قاضی فیصلہ نہ کرے۔ اگر کیا تو وہ فیصلہ شرعاً نافذ نہیں ہوگا۔ غصے میں بندے کا دماغی توازن قائم نہیں رہتا کچھ کا کچھ کر جائے گا۔ صرف حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی ذات اور آپ ﷺ سے پہلے جتنے پیغمبر گزرے ہیں وہ مستثنیٰ ہیں کہ پیغمبر غصے کی حالت میں بھی فیصلہ کرے تو وہ حق ہوتا ہے۔ فرمایا جس نے انتقام لیا اتنا جتنی اس کے ساتھ زیادتی کی گئی ثُمَّ بُغِیَ عَلَیْہِ پھر اس پر زیادتی کی گئی کہ ظالم نے کہا تو میرے مقابلہ میں کھڑا ہو گیا ہے اور مجھ سے بدلہ لیا ہے پھر اس کے ساتھ زیادتی کی تو لَیَنْصُرَنَّہُ اللّٰہُ البتہ ضرور مدد کرے گا اللہ تعالیٰ اس کی۔ یہ اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے اللہ تعالیٰ مظلوم کی مدد کرتے ہیں۔ آنحضرت ﷺ نے جب حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کو یمن کے ایک صوبے کا گورنر بنا کر بھیجا تو بہت سی ہدایات دیں۔ ان میں ایک ہدایت یہ بھی فرمائی کہ اِتَّقِ دَعْوَۃَ الْمَظْلُوْمِ ''اے معاذ مظلوم کی بددعا سے بچنا فَاِنَّہٗ لَیْسَ بَیْنَھَا وَ بَیْنَ اللّٰہِ حِجَابٌ کیونکہ اس کے درمیان اور اللہ تعالیٰ کے عرش کے درمیان کوئی پردہ نہیں ہے۔'' مظلوم کی بددعا عرش الٰہی کے کنگرو کو جا ہلاتی ہے۔ تو فرمایا اللہ تعالیٰ ضرور اس کی مدد کرے گا اِنَّ اللّٰہَ لَعَفُوٌّ غَفُوْرٌ بیشک اللہ تعالیٰ معاف کرنے والا بخشنے والا ہے۔ اس لفظ میں یہ ترغیب دی گئی ہے کہ اگر کوئی تمہارے ساتھ زیادتی کرے تو درگزر کرو۔ ذٰلِکَ یہ رب تعالیٰ بخشنے والا ہے کیونکہ وہ قادر ہے۔ اس کی قدرت کی پہلی دلیل بِاَنَّ اللّٰہَ یُوْلِجُ الَّیْلَ فِی النَّھَارِ بیشک اللہ تعالیٰ داخل کرتا ہے رات کو دن میں۔ گرمی کے موسم میں دن لمبے ہوتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ رات کے اجزاء دن میں داخل کر دیتے ہیں وَ یُوْلِجُ النَّھَارَ فِی الَّیْلِ اور داخل کرتا ہے دن کو رات میں۔ سردیوں میں راتیں لمبی ہوتی ہیں اللہ تعالیٰ دن کے اجزاء رات میں داخل کر دیتے ہیں۔ تو اللہ تعالیٰ کی قدرت رات دن میں دیکھ سکتے ہو،

مومنوں کے بدلنے میں دیکھ سکتے ہو وَاَنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌ بَصِيْرٌ اور بے شک اللہ تعالیٰ سننے والا دیکھنے والا ہے۔ اللہ تعالیٰ سے کوئی شے پوشیدہ نہیں ہے قریب دور سے سننے والی ذات صرف اللہ تعالیٰ کی ہے۔

صحابہ کرام ﷺ کا ادب واحترام :

جب یہ آیت کریمہ نازل ہوئی لَا تَرْفَعُوْٓا اَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ [الحجرات:۲] ''اے ایمان والو نہ بلند کرو اپنی آوازوں کو نبی کی آواز پر۔'' اگر ایسا کرو گے تو تمہارے اعمال برباد ہو جائیں گے اور تمہیں خبر بھی نہیں ہوگی۔ حضرت عمر ﷺ بات اتنی آہستہ کرتے تھے کہ آنحضرت ﷺ سن نہیں سکتے تھے۔ بخاری شریف کی روایت ہے آپ ﷺ فرماتے اے عمر! میں نے نہیں سنا تم نے کیا کہا ہے؟ دیکھو! حضرت عمر ﷺ مجلس میں بولتے ہیں اور آپ ﷺ فرماتے ہیں کہ میں نے نہیں سنا اور آج یہ بدعتی دعویٰ کرتے ہیں کہ ہماری یہاں کی بات آپ ﷺ وہاں سنتے ہیں روضہ مبارک میں۔ پھر دیکھو! قرآن کریم کا حکم ہے کہ آپ ﷺ کی موجودگی میں بآواز بلند بات کرنے سے سب اعمال اکارت ہو جائیں گے اور یہ لوگ آنحضرت ﷺ کو حاضر و ناظر بھی سمجھتے ہیں اور چیختے چلاتے ہیں۔ بھئی! جب تم حاضر ناظر سمجھتے ہو تو چلاتے کیوں ہو؟ تو سمیع و بصیر صرف رب تعالیٰ ہے۔

ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ هُوَ الْحَقُّ یہ اس لیے کہ بے شک اللہ تعالیٰ ہی وہ حق ہے وہی سچا ہے وَاَنَّ مَا يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ اور بے شک وہ جن کو یہ پکارتے ہیں اللہ تعالیٰ سے نیچے نیچے هُوَ الْبَاطِلُ وہ بیکار ہیں۔ وہ چاہے نبی ہوں، ولی ہوں خدائی اختیارات کسی کے پاس نہیں ہیں۔ خود آنحضرت ﷺ سے اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک کے اندر اعلان کروایا لَآ اَمْلِكُ لَكُمْ ضَرًّا وَّلَا رَشَدًا [سورۃ جن] ''اے انسانو سن لو! میں تمہارے نفع نقصان کا مالک

نہیں ہوں۔'' اور سورۃ الاعراف میں ہے لَا اَمْلِکُ لِنَفْسِیْ نَفْعًا وَّ لَا ضَرًّا ''نہیں ہوں میں مالک اپنے نفع نقصان کا۔'' تو جب آنحضرت ﷺ نفع نقصان کے مالک نہیں ہیں تو دنیا میں کون مائی کالال ہے کہ اس کے پاس خدائی اختیارات ہوں؟ بالکل نہیں! وَاَنَّ اللّٰہَ ھُوَ الْعَلِیُّ الْکَبِیْرُ اور بیشک اللہ تعالیٰ کی ذات ہی بڑی بلند اور بڑی ہے۔ اس کی ذات سے کوئی بلند اور بڑا نہیں ہے۔

17/17

اللہ تعالیٰ کی قدرت کی دلیل :

اللہ تعالیٰ کی قدرت کی اور دلیل اَلَمْ تَرَ اے مخاطب! آپ نے نہیں دیکھا اَنَّ اللّٰہَ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً بیشک اللہ تعالیٰ نے اتارا ہے آسمان سے پانی، بارش وہ نازل کرتا ہے فَتُصْبِحُ الْاَرْضُ مُخْضَرَّۃً پس ہوگئی زمین سرسبز۔ وہ ہواؤں کو حکم دیتا ہے وہ بادلوں کو اکٹھا کرتی ہیں پھر اپنی قدرت سے رطوبت بھر کر بارش برساتا ہے۔ بارش کی قدر بارانی علاقوں سے پوچھو بارش نہ ہو تو ان کا کیا حال ہوتا ہے۔ نہری علاقوں پر بھی اثر پڑتا ہے۔ بارشیں نہ ہوں تو زمینی پانی سطح زمین سے نیچے چلا جاتا ہے ٹیوب ویل بھی پورا پانی نہیں دیتے اور بارشوں کو ہمارے اعمال روکتے ہیں۔ یہ تو کہتے ہیں کہ بارشیں نہیں ہو رہیں اور یہ نہیں سوچتے کہ ہم کیا کر رہے ہیں؟ یقین جانو! ہمارے اعمال کا ان چیزوں کے ساتھ گہرا تعلق ہے۔ مہنگائی کے ساتھ، صنعت کی تباہی کیساتھ، بدامنی اور افراتفری کے ساتھ۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زمانہ نزول میں برکات :

J3ع

حدیث پاک میں آتا ہے کہ جب عیسیٰ علیہ السلام نازل ہونگے دین نافذ ہوگا، دین کی برکات سے ایک ایک انار اتنا بڑا ہوگا کہ اس کے آدھے خول کے نیچے دس آدمی بیٹھ

سکیں گے۔ایک بکری کے دودھ سے کئی خاندانوں کی کفالت ہوگی۔ایک گائے اتنا دودھ دے گی کہ سارا گاؤں سیر ہو جائے گا۔آج یہ برکات نہیں کیونکہ ہمارے اعمال خراب ہیں ظَهَرَ الْفَسَادُ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ بِمَا كَسَبَتْ اَيْدِي النَّاسِ [روم:۴۱] ''پھیل گیا ہے فساد خشکی اور تری میں اس وجہ سے جو انسانوں کے ہاتھوں نے کمایا ہے۔'' اِنَّ اللّٰهَ لَطِيْفٌ خَبِيْرٌ بیشک اللہ تعالیٰ باریک بین ہے خبردار ہے لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ اسی کا ہے جو کچھ ہے آسمانوں میں اور جو کچھ ہے زمین میں۔اسی کا تصرف ہے اسی کی ملک ہے دوسرا نہ کوئی خالق نہ کوئی مالک نہ متصرف، صرف رب العالمین سب کچھ ہے وَاِنَّ اللّٰهَ لَهُوَ الْغَنِيُّ الْحَمِيْدُ اور بے شک اللہ تعالیٰ بے پرواہے ہماری عبادتوں کا وہ محتاج نہیں ہے یہ ہمارے ہی کام آئیں گی، تعریفوں والا ہے۔وہی قابل تعریف ہے اگر تم رب تعالیٰ کی تعریف نہیں کرو گے تو زمین کا ذرہ ذرہ اور پانی کا ایک ایک قطرہ، شجر وحجر سب اس کی تعریف کرتے ہیں اس کی تسبیح پڑھتے ہیں وَاِنْ مِّنْ شَيْءٍ اِلَّا يُسَبِّحُ بِحَمْدِهٖ وَلٰكِنْ لَّا تَفْقَهُوْنَ تَسْبِيْحَهُمْ [بنی اسرائیل:۴۴] ''اور کوئی چیز ایسی نہیں ہے جو اس کی تعریف کے ساتھ اس کی تسبیح نہ کرتی ہو لیکن تم اس کی تسبیح کو سمجھ نہیں سکتے۔''

❁ ❁ ❁

اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ سَخَّرَ لَكُمْ مَّا فِى الْاَرْضِ وَالْفُلْكَ تَجْرِىْ فِى الْبَحْرِ بِاَمْرِهٖ ؕ وَيُمْسِكُ السَّمَآءَ اَنْ تَقَعَ عَلَى الْاَرْضِ اِلَّا بِاِذْنِهٖ ؕ اِنَّ اللّٰهَ بِالنَّاسِ لَرَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ﴿۶۵﴾ وَهُوَ الَّذِىْٓ اَحْيَاكُمْ ثُمَّ يُمِيْتُكُمْ ثُمَّ يُحْيِيْكُمْ ؕ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَكَفُوْرٌ ﴿۶۶﴾ لِكُلِّ اُمَّةٍ جَعَلْنَا مَنْسَكًا هُمْ نَاسِكُوْهُ فَلَا يُنَازِعُنَّكَ فِى الْاَمْرِ وَادْعُ اِلٰى رَبِّكَ ؕ اِنَّكَ لَعَلٰى هُدًى مُّسْتَقِيْمٍ ﴿۶۷﴾ وَاِنْ جَادَلُوْكَ فَقُلِ اللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ﴿۶۸﴾ اَللّٰهُ يَحْكُمُ بَيْنَكُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فِيْمَا كُنْتُمْ فِيْهِ تَخْتَلِفُوْنَ ﴿۶۹﴾ اَلَمْ تَعْلَمْ اَنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا فِى السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ ؕ اِنَّ ذٰلِكَ فِىْ كِتٰبٍ ؕ اِنَّ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيْرٌ ﴿۷۰﴾

اَلَمْ تَرَ کیا آپ نے نہیں دیکھا اَنَّ اللّٰهَ بے شک اللہ تعالیٰ نے سَخَّرَ لَكُمْ تابع کر دیا ہے تمہارے مَّا فِى الْاَرْضِ جو زمین میں ہیں وَالْفُلْكَ اور کشتیاں تَجْرِىْ فِى الْبَحْرِ چلتی ہیں سمندر میں بِاَمْرِهٖ اس کے حکم کے ساتھ وَيُمْسِكُ السَّمَآءَ اور اس نے روکا ہے آسمان کو اَنْ تَقَعَ عَلَى الْاَرْضِ یہ کہ گرے زمین پر اِلَّا بِاِذْنِهٖ مگر اس کے حکم سے اِنَّ اللّٰهَ بِالنَّاسِ بے شک اللہ تعالیٰ لوگوں کے ساتھ لَرَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ البتہ شفقت کرنے والا مہربان ہے وَهُوَ الَّذِىْٓ اور وہ وہ ذات ہے اَحْيَاكُمْ جس نے تمہیں زندہ کیا ثُمَّ يُمِيْتُكُمْ

پھر وہ تمہیں مارے گا ثُمَّ یُحْیِیْکُمْ پھر وہ تمہیں زندہ کرے گا اِنَّ الْاِنْسَانَ لَکَفُوْرٌ بے شک انسان البتہ ناشکرا ہے لِکُلِّ اُمَّةٍ ہر امت کے لیے جَعَلْنَا مَنْسَکًا بنائی ہم نے قربانی هُمْ نَاسِکُوْهُ وہ اس کو کرنے والے ہیں فَلَا یُنَازِعُنَّکَ پس ہرگز نہ جھگڑا کریں وہ آپ سے فِی الْاَمْرِ معاملے میں وَادْعُ اِلٰی رَبِّکَ اور آپ دعوت دیں اپنے رب کی طرف اِنَّکَ لَعَلٰی هُدًی بے شک آپ البتہ ہدایت پر ہیں مُّسْتَقِیْمٍ جو سیدھی ہے وَاِنْ جَادَلُوْکَ اور اگر وہ جھگڑا کریں آپ سے فَقُلِ تو آپ کہہ دیں اللّٰهُ اَعْلَمُ اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے بِمَا ان کاروائیوں کو تَعْمَلُوْنَ جو تم کرتے ہو اَللّٰهُ یَحْکُمُ بَیْنَکُمْ اللہ تعالیٰ فیصلہ کرے گا تمہارے درمیان یَوْمَ الْقِیٰمَةِ قیامت والے دن فِیْمَا ان چیزوں میں کُنْتُمْ فِیْهِ تَخْتَلِفُوْنَ جن چیزوں میں تم اختلاف کرتے ہو اَلَمْ تَعْلَمْ کیا آپ نہیں جانتے اَنَّ اللّٰهَ بیشک اللہ تعالیٰ یَعْلَمُ جانتا ہے مَا فِی السَّمَآءِ جو کچھ آسمان میں ہے وَالْاَرْضِ اور جو کچھ زمین میں ہے اِنَّ ذٰلِکَ فِیْ کِتٰبٍ بیشک یہ سب لکھا ہوا ہے کتاب میں اِنَّ ذٰلِکَ عَلَی اللّٰهِ یَسِیْرٌ بیشک یہ بات اللہ تعالیٰ پر آسان ہے۔

اللہ تعالیٰ ہر دیکھنے والے کو اپنی قدرت دیکھنے کی دعوت دیتے ہیں :

اللہ تبارک وتعالیٰ ہر دیکھنے والے کو دعوت دیتے ہیں۔ اے دیکھنے والے اَلَمْ تَرَ کیا آپ نے نہیں دیکھا اَنَّ اللّٰهَ سَخَّرَ لَکُمْ بے شک اللہ تعالیٰ نے تابع کر دیا ہے

تمہارے مَا فِی الْاَرْضِ ان چیزوں کو جو زمین میں ہیں۔حیوان تمہارے تابع، درخت تمہارے تابع، نہریں تمہارے تابع۔مثلاً گھوڑا ہے اس میں اللہ تعالیٰ نے کتنی طاقت رکھی ہے مگر رب نے تمہارے تابع کیا ہے جیسے چاہو دوڑاؤ اور جدھر چاہو پھیرو۔لیکن تم رب تعالیٰ کے تابع نہیں ہوئے۔اسی لیے آگے فرمایا انسان بڑا ناشکرا ہے۔اے انسان! تجھے سوچنا چاہیے کہ بڑے بڑے قد آور اور طاقتور جانور اللہ تعالیٰ نے تمہارے تابع کیے ہیں جہاں چاہو لے جاؤ، باندھو، کھول دو، ذبح کر دو، وہ انکار نہیں کرتے حالانکہ تم ان کے خالق نہیں ہو اور نہ ان کی خوراک کے خالق ہو۔نہ چارا تم نے پیدا کیا ہے اور نہ پانی تم نے پیدا کیا ہے، نہ ہوا تم نے پیدا کی ہے صرف مجازی طور پر تم ان کے مالک ہو وہ تمہاری بات مانتے ہیں اے انسان! تو سوچ تجھے رب تعالیٰ نے پیدا کیا ہے اور تیری ساری ضروریات اللہ تعالیٰ نے پیدا کی ہیں مگر تم رب تعالیٰ کی کتنی اطاعت کرتے ہو؟ گائے بھینس ایک دو دن دودھ نہ دے تو تم لاٹھی لے کر اس کے پیچھے پڑ جاتے ہو اور خود تم دن رات رب تعالیٰ کی نافرمانی میں گزارتے ہو۔نمازیں نہیں پڑھتے، روزے نہیں رکھتے، رب تعالیٰ کی لاٹھی کا بھی پتا ہے کہ کتنی سخت ہے۔رب تعالیٰ کی گرفت سے بچو اور جانوروں سے سبق حاصل کرو۔انسان اگر سوچے تو معمولی باتوں سے بھی نتیجہ اخذ کر سکتا ہے اور نہ سمجھنا چاہے تو اس کا کوئی علاج نہیں ہے اور نہ ہی ضد کا دنیا میں کوئی علاج ہے۔تو فرمایا اے مخاطب! آپ دیکھتے نہیں ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے کام میں لگا دیا ہے جو کچھ زمین میں ہے وَالْفُلْكَ اور کشتیاں بھی تمہارے تابع کی ہیں تَجْرِىْ فِى الْبَحْرِ جو چلتی ہیں سمندر میں بِاَمْرِهٖ رب تعالیٰ کے حکم کے ساتھ۔اس زمانے میں بادبانی کشتیاں ہوتی تھیں ہوا کے رخ کے مطابق چلتی تھیں اب ترقی ہو گئی ہے بڑے بڑے بحری جہاز تیار ہو گئے ہیں جو ادھر کا

سامان اُدھر اور اُدھر کا سامان اِدھر لے آتے ہیں۔ رب تعالیٰ نے خشکی کی چیزیں بھی تمہارے تابع کی ہیں اور سمندر کی بھی وَیُمۡسِکُ السَّمَآءَ اَنۡ تَقَعَ عَلَی الۡاَرۡضِ اور اس نے روکا ہے آسمان کو اس سے کہ گر پڑے زمین پر۔ آسمان کے نیچے نہ دیوار ہے نہ ستون ہے۔ اتنا بڑا اور وسیع آسمان اس قادر مطلق کے حکم سے رکا ہوا ہے۔ آسمان تو آسمان ہے اگر ایک ستارہ گر پڑے تو دنیا تباہ ہو جائے۔ پچھلے دنوں وہمی قسم کے سائنسدانوں نے یہ شوشہ چھوڑا تھا کہ سال ڈیڑھ سال کے بعد ایک ستارہ زمین پر گرے گا۔ اس سے لوگوں کے ہوش وحواس خطا ہو گئے، بے چاروں کے پاخانے خشک ہو گئے کہ ہمارا کیا بنے گا؟ تو اللہ تعالیٰ نے آسمان کو روکا ہوا ہے زمین پر گرنے سے اِلَّا بِاِذۡنِہٖ مگر اللہ تعالیٰ کے حکم کے ساتھ گرے گا۔ جب قیامت قائم ہوگی اس وقت نہ آسمان رہے گا اور نہ بلند پہاڑ رہیں گے، نہ کوئی ٹیلا رہے گا سب نشیب وفراز ختم ہو جائیں گے۔ زمین ایسی ہموار ہو جائے گی کہ اگر مغرب سے انڈا لڑھکایا جائے تو مشرق تک اس کو کوئی روکنے والی چیز نہ ہوگی۔ فرمایا اِنَّ اللّٰہَ بِالنَّاسِ لَرَءُوۡفٌ رَّحِیۡمٌ بیشک اللہ تعالیٰ لوگوں کے ساتھ البتہ شفقت کرنے والا مہربان ہے۔ اس کی مہربانی ہے کہ نافرمانی کے باوجود اس نے صحت دی ہے، اولاد دی ہے، مال دیا ہے۔ دنیاوی ترقیاں بھی دی ہیں، گرمی سردی کے لوازمات بھی دیئے ہیں وَ ھُوَ الَّذِیۡۤ اور وہ وہ ذات ہے اَحۡیَاکُمۡ جس نے تمہیں زندہ کیا۔ جب ماں کے پیٹ میں بچے کا ڈھانچا تیار ہو جاتا ہے، شکل وصورت بن جاتی ہے تو اللہ تعالیٰ فرشتے کو حکم دیتے ہیں کہ اس کے بدن میں روح پھونک دو۔ ماں کی ایک رگ ناف کیساتھ جوڑ دی جاتی ہے جس کے ذریعے اس کو خوراک ملتی ہے اس کے بعد پانچ ماہ تک بچہ ماں کے پیٹ میں زندہ رہتا ہے یہ رب تعالیٰ کی قدرت ہے ورنہ سانس لینے کی جگہ ہی نہیں ہے۔ ثُمَّ یُمِیۡتُکُمۡ

پھر وہ تمہیں مارے گا لہٰذا موت کو ہر وقت یاد رکھو۔

موت کو کثرت سے یاد کرو اور مراقبے کا بیان :

حدیث پاک میں آتا ہے اَکْثِرُوْا ذِکْرَ ھَاذِمِ اللَّذَّاتِ ''موت کو ہر وقت پیش نظر رکھو۔'' بلکہ بعض بزرگان دین کے بیعت کے جو سلسلے ہیں ان میں ایک مراقبہ موت کا بھی ہے کہ انسان تنہائی میں بیٹھ کر اپنی موت کے متعلق سوچے (کہ میری روح قبض کرنے کے لیے جنتی فرشتے آئیں گے یا جہنمی، قبر میں منکر نکیر آئیں گے یا مبشر بشیر، حشر والے دن نامہ اعمال دائیں ہاتھ میں دیا جائے گا یا بائیں ہاتھ میں۔ نواز بلوچ) اور یہ نقشہ سامنے لائے اور تصور کرے کہ میرے مرنے کا وقت ہے عزیز رشتہ دار کھڑے ہیں، ڈاکٹر حکیم کھڑے ہیں اور سب بے بس نظر آ رہے ہیں۔ فرشتے نے آ کر میری جان نکال لی اور میں بے بس پڑا ہوں مجھے غسل دیا جا رہا ہے کفن پہنایا جا رہا ہے، چار پائی اٹھا کر قبرستان لے جایا جا رہا ہے پھر جنازے کے بعد مجھے دفن کر دیا جائے گا پھر میں ہوں گا اور میرے اعمال ہونگے۔ پھر میرے ساتھ میرے اعمال کے مطابق برتاؤ ہوگا نہ میرے پاس ماں ہو گی نہ باپ، نہ بہن بھائی، عزیز رشتہ دار۔ اگر آدمی روزانہ یہ مراقبہ کرے تو اعمال صحیح ہو سکتے ہیں۔ تو فرمایا پھر وہ تمہیں مارے گا ثُمَّ یُحْیِیْکُمْ پھر وہ تمہیں زندہ کرے گا قیامت والے دن۔ رب تعالیٰ کی نعمتیں تو بے شمار ہیں مگر اِنَّ الْاِنْسَانَ لَکَفُوْرٌ بے شک انسان البتہ ناشکرا ہے۔ سورۃ سبا آیت نمبر ۱۳ میں ہے وَقَلِیْلٌ مِّنْ عِبَادِیَ الشَّکُوْرُ ''اور بہت تھوڑے ہیں میرے بندوں میں شکر کرنے والے۔'' نافرمان ناشکرے بہت ہیں۔

حضور ﷺ نے غیر اللہ کے نام پر ذبح کیے جانور کا گوشت نہیں کھایا :

پہلے قربانی کا مسئلہ گزرا ہے۔ اور قربانی کے تین دن ہیں دس، گیارہ، بارہ۔ مشرک

غیر اللہ کے نام پر قربانی کرتے تھے لات کے نام کی، کبھی منات اور کبھی عزیٰ کے نام کی۔ ایک دفعہ انہوں نے عزیٰ کے نام پر ذبح کیا گوشت محلے میں تقسیم کیا آنحضرت ﷺ کو بھی گوشت دیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا یہ کیسا گوشت ہے؟ کہنے لگے ہم نے عزیٰ کے نام پر ذبح کیا ہے۔ فرمایا اٹھالو میں نہیں کھاؤں گا۔ یہ نبوت ملنے سے پہلے کا واقعہ ہے۔ حضرت عمر ﷺ کے چچا زید ابن عمرو ابن نُفَیل " زمانہ جاہلیت کے موحدین میں سے تھے۔ آنحضرت ﷺ کے اظہار نبوت سے پہلے دنیا سے رخصت ہو گئے تھے ان کو لوگ جب غیر اللہ کے چڑھاوے کا گوشت دیتے تھے تو فرماتے اس کو اٹھا کر لے جاؤ میں حرام کھانے کے لیے تیار نہیں ہوں اور جب کوئی غیر اللہ کے چڑھاوے کے لیے بکرا بکری لے جاتے ہوتے تو ان سے پوچھتے بتلاؤ اس بکری کو کس نے پیدا کیا؟ وہ کہتے اللہ تعالیٰ نے۔ پھر فرماتے اس کے چلنے پھرنے کے لیے زمین کس نے پیدا فرمائی؟ وہ کہتے اللہ تعالیٰ نے۔ پھر فرماتے ہیں اس کے لیے چارا اور پانی کس نے پیدا کیا؟ وہ کہتے اللہ تعالیٰ نے۔ پھر فرماتے سانس لینے کے لیے ہوا کس نے پیدا فرمائی؟ وہ کہتے اللہ تعالیٰ نے۔ پھر فرماتے او ظالمو! یہ سب کچھ پیدا کرنے والا اللہ تعالیٰ اور چڑھاوا چڑھاتے ہو غیر اللہ کا تمہیں شرم نہیں آتی۔ تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں لِكُلِّ أُمَّةٍ ہر امت کے لیے جَعَلْنَا مَنسَكًا بنائی ہم نے قربانی۔ البتہ پہلی امتوں اور ہماری قربانی میں فرق ہے۔ قربانی کے مسائل چوتھے پارے میں ذکر ہو چکے ہیں۔ وہ لوگ قربانی کر کے میدان میں رکھ دیتے تھے آسمان سے آگ آتی تھی اور اس کو جلا دیتی تھی ان کو کھانے کی اجازت نہیں تھی۔ ہمارے لیے حکم ہے كُلُوا وَادَّخِرُوا '' کھاؤ اور ذخیرہ کر کے رکھو۔'' تو فرمایا ہر امت کے لیے قربانی بنائی ہم نے هُمْ نَاسِكُوهُ وہ اس کو کرنے والے ہیں فَلَا يُنَازِعُنَّكَ فِي الْأَمْرِ پس ہرگز نہ جھگڑا کریں آپ سے اس

قربانی کے معاملہ میں۔اس معاملہ میں تمہارے ساتھ جھگڑنے کا کوئی معنیٰ ہی نہیں ہے۔

شرک سے روکنا ہر مسلمان کی ذمہ داری ہے :

وَادْعُ اِلٰی رَبِّکَ اور آپ دعوت دیں اپنے رب کی طرف۔یہ آپ کو خطاب کر کے ساری امت کو رب تعالیٰ نے سمجھایا ہے کہ رب تعالیٰ کی توحید کی دعوت دو۔ ہر مسلمان کی ذمہ داری ہے دعوت الی اللہ اور شرک سے روکنا۔سورہ آل عمران آیت نمبر ۱۱۰ میں ہے کُنْتُمْ خَیْرَ اُمَّۃٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْھَوْنَ عَنِ الْمُنْکَرِ ''تم تمام امتوں میں سے بہتر امت ہو ظاہر کیے گئے ہو لوگوں کے فائدے کے لیے،لوگوں کو کیا فائدہ پہنچاتے ہو،نیکی کا حکم کرتے ہو اور برائی سے منع کرتے ہو۔''

ہر مسلمان مرد عورت کا فریضہ ہے امر بالمعروف نہی عن المنکر۔اپنے گھر کے افراد کو اس کی دعوت دیں،بچوں،بہن بھائیوں،عزیز رشتہ داروں کو سمجھائیں اور آج کے دور میں تو انتہائی ضروری ہے۔میں عورتوں سے گزارش کروں گا کہ جو ناخن پالش والی عورتیں ملیں ان کو نرمی کے ساتھ سمجھاؤ کہ اس سے وضو نہیں،غسل نہیں ہوتا۔ناخن بڑھے ہوئے ہوں تو ان کو سمجھاؤ کہ ان کے نیچے میل جمع ہو جاتا ہے جس سے وضو غسل نہیں ہوتا لہٰذا ان کو کٹواؤ۔ ورنہ نہ وضو،نہ غسل،نہ نماز،کوئی چیز نہیں ہوگی۔جن عورتوں نے ناک میں کوکے ڈالے ہوئے ہیں ان کو سمجھاؤ کہ کوکا اتار کر پانی ناک کے سوراخ میں نہ پہنچایا تو وضو نہیں ہوگا،نماز نہیں ہوگی۔یہ مسئلے ان کو سمجھاؤ تا کہ ان کی نمازیں ضائع نہ ہوں جہالت کا دور دورہ ہے۔ فرمایا اِنَّکَ لَعَلٰی ھُدًی مُّسْتَقِیْمٍ بے شک آپ ہدایت پر ہیں جو سیدھی ہے وَاِنْ جَادَلُوْکَ اور اگر وہ آپ کے ساتھ جھگڑا کریں فَقُلْ تو آپ کہہ دیں اللّٰہُ اَعْلَمُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے اس کاروائی کو جو تم کرتے ہو میں نے جھگڑا نہیں کرنا میرا

کام صرف دعوت دینا ہے اَللّٰہُ یَحْکُمُ بَیْنَکُمْ اللہ تعالیٰ فیصلہ کرے گا تمہارے درمیان یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ قیامت والے دن فِیْمَا کُنْتُمْ فِیْہِ تَخْتَلِفُوْنَ ان چیزوں میں جن میں تم اختلاف کرتے ہو۔ اللہ تعالیٰ عملی طور پر فیصلہ کرے گا۔ آج دنیا میں کتنی چیزیں ایسی ہیں کہ ان کی حقیقت عدالتیں بھی واضح نہیں کرسکیں اندر کچھ ہے اور باہر کچھ ہے۔ کتنے ناحق قتل چھپے ہوئے ہیں، کئی لوگوں کے حق دبے ہوئے ہیں، کئی جھوٹے سچے بنے ہوئے ہیں اور سچوں کو جھوٹا بنا دیا گیا ہے۔ دنیا میں دھوکا ہے فراڈ ہے لیکن قیامت والے دن احکم الحٰکمین کی عدالت میں دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی ہو جائے گا کسی شے میں مغالطہ نہیں رہے گا۔ اللہ تعالیٰ ان کے درمیان عملی طور پر فیصلہ کریں گے۔ اَلَمْ تَعْلَمْ اے مخاطب کیا آپ جانتے نہیں ہیں اَنَّ اللّٰہَ یَعْلَمُ مَا فِی السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ بیشک اللہ تعالیٰ جانتے ہیں جو کچھ آسمانوں میں ہے اور زمین میں ہے۔ اس پر کوئی چیز مخفی نہیں ہے وہ تمہارے ظاہر و باطن کو، اعمال احوال اور خواہشات کو جانتا ہے۔

جو آدمی اس نکتے کو سمجھ جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ سے کوئی شے مخفی نہیں ہے تو وہ بہت سی برائیوں سے بچ جاتا ہے اور جو انسان غافل ہے وہ انسان انسان نہیں بھیڑیا بنا ہوا ہے۔ اس کو انسان کہنا گناہ ہے صرف شکل انسانوں والی ہے۔ کوئی دیانتدار آدمی اخبار نہیں پڑھ سکتا۔ کوئی صفحہ قتل ناحق، ڈکیتی، اغواء، ظلم، زیادتی سے خالی نہیں ہے۔ غنڈا گردی ہے دھاندلی ہے۔ وہ رب کریم ہے جس نے ابھی تک ان کو چھوڑا ہوا ہے ورنہ لوگ دنیا میں رہنے کے قابل نہیں ہیں۔ ہر چیز اللہ تعالیٰ کے علم میں ہے اِنَّ ذٰلِکَ فِیْ کِتٰبٍ بیشک یہ سب کچھ لوح محفوظ میں درج ہے۔ ابتدائے آفرینش سے لے کر دنیا کے فنا ہونے تک جو کچھ ہوا، ہو رہا ہے اور ہو گا سب کچھ لوح محفوظ میں درج ہے اِنَّ ذٰلِکَ عَلَی اللّٰہِ

یَسِیۡــــــرٌ بے شک یہ بات یعنی لوح محفوظ میں سب کچھ درج کرنا اللہ تعالیٰ پر آسان ہے۔ ہمارے لیے مشکل ہے رب تعالیٰ کے سامنے کوئی شے مشکل نہیں ہے۔

❁❁❁
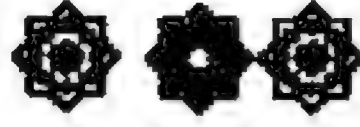
وَيَعْبُدُوْنَ

مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَمْ يُنَزِّلْ بِهٖ سُلْطٰنًا وَّمَا لَيْسَ لَهُمْ بِهٖ عِلْمٌ ؕ وَمَا لِلظّٰلِمِيْنَ مِنْ نَّصِيْرٍ ﴿۷۱﴾ وَاِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِمْ اٰيٰتُنَا بَيِّنٰتٍ تَعْرِفُ فِيْ وُجُوْهِ الَّذِيْنَ كَفَرُوا الْمُنْكَرَ ؕ يَكَادُوْنَ يَسْطُوْنَ بِالَّذِيْنَ يَتْلُوْنَ عَلَيْهِمْ اٰيٰتِنَا ؕ قُلْ اَفَاُنَبِّئُكُمْ بِشَرٍّ مِّنْ ذٰلِكُمْ ؕ اَلنَّارُ ؕ وَعَدَهَا اللّٰهُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ؕ وَبِئْسَ الْمَصِيْرُ ﴿۷۲﴾ يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ ضُرِبَ مَثَلٌ فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ ؕ اِنَّ الَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ لَنْ يَّخْلُقُوْا ذُبَابًا وَّلَوِ اجْتَمَعُوْا لَهٗ ؕ وَاِنْ يَّسْلُبْهُمُ الذُّبَابُ شَيْـًٔا لَّا يَسْتَنْقِذُوْهُ مِنْهُ ؕ ضَعُفَ الطَّالِبُ وَالْمَطْلُوْبُ ﴿۷۳﴾ مَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَقَوِيٌّ عَزِيْزٌ ﴿۷۴﴾

وَيَعْبُدُوْنَ اور یہ لوگ عبادت کرتے ہیں مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اللہ تعالیٰ سے نیچے نیچے مَا اس مخلوق کی لَمْ يُنَزِّلْ بِهٖ کہ نہیں اتاری اللہ تعالیٰ نے اس کے متعلق سُلْطٰنًا کوئی دلیل وَّمَا اور اس مخلوق کی لَيْسَ لَهُمْ بِهٖ عِلْمٌ نہیں ہے ان کو اس بارے میں کچھ علم وَمَا لِلظّٰلِمِيْنَ مِنْ نَّصِيْرٍ اور نہیں ہے ظالموں کا کوئی مددگار وَاِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِمْ اٰيٰتُنَا اور جب پڑھی جاتی ہیں ان کے سامنے ہماری آیتیں بَيِّنٰتٍ صاف صاف تَعْرِفُ آپ پہچانتے ہیں فِيْ وُجُوْهِ الَّذِيْنَ ان

لوگوں کے چہروں میں کَفَرُوا جو کافر ہیں اَلْمُنْكَرَ برائی يَكَادُوْنَ قریب ہوتے ہیں يَسْطُوْنَ حملہ کردیں بِالَّذِيْنَ ان لوگوں پر يَتْلُوْنَ عَلَيْهِمْ اٰيٰتِنَا جو پڑھتے ہیں ان کے سامنے ہماری آیتیں قُلْ آپ کہہ دیں اَفَاُنَبِّئُكُمْ کیا پس میں تم کو بتاؤں بِشَرٍّ مِّنْ ذٰلِكُمْ اس سے بری چیز اَلنَّارُ دوزخ کی آگ وَعَدَهَا اللّٰهُ الَّذِيْنَ وعدہ کیا ہے اس کا اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں سے كَفَرُوْا جو کافر ہیں وَبِئْسَ الْمَصِيْرُ اور برا ٹھکانا ہے يٰاَيُّهَا النَّاسُ اے لوگو ضُرِبَ مَثَلٌ بیان کی گئی ہے ایک مثال فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ پس سنو اس کو کان لگا کر اِنَّ الَّذِيْنَ بے شک وہ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ جن کو تم پکارتے ہو اللہ تعالیٰ سے نیچے نیچے لَنْ يَّخْلُقُوْا ذُبَابًا ہرگز نہیں پیدا کر سکتے ایک مکھی بھی وَّلَوِ اجْتَمَعُوْا لَهٗ اور اگرچہ سب اکٹھے ہو جائیں اس کے لیے وَاِنْ يَّسْلُبْهُمُ الذُّبَابُ اور اگر چھین لے ان سے مکھی شَيْئًا کوئی چیز لَّا يَسْتَنْقِذُوْهُ مِنْهُ تو نہیں چھڑا سکتے اس کو اس سے ضَعُفَ الطَّالِبُ وَالْمَطْلُوْبُ کمزور ہے طلب کرنے والا اور وہ بھی جن سے طلب کیا جاتا ہے مَا قَدَرُوا اللّٰهَ نہیں قدر کی انہوں نے اللہ تعالیٰ کی حَقَّ قَدْرِهٖ جیسا کہ حق ہے رب تعالیٰ کی قدر کا اِنَّ اللّٰهَ بے شک اللہ تعالیٰ لَقَوِيٌّ عَزِيْزٌ البتہ قوی ہے غالب ہے۔

دنیا میں اکثریت مشرکوں کی رہی ہے :

حضرت نوح علیہ السلام کے زمانے سے لے کر اب تک دنیا کے اکثر حصے شرک

میں مبتلا رہے ہیں اور اب بھی ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی ذات کے علاوہ سورج، چاند کی پوجا کرنے والے بھی ہیں، درختوں، پہاڑوں، دریاؤں کی پوجا کرنے والے بھی ہیں، انسانوں کی پوجا کرنے والے اب بھی بے شمار ہیں۔ ایسے لوگوں کے بارے میں رب تعالیٰ کا ارشاد ہے وَيَعْبُدُونَ مِنْ دُونِ اللّٰهِ اور یہ لوگ عبادت کرتے ہیں اللہ تعالیٰ سے نیچے نیچے مَا اس مخلوق کی لَمْ يُنَزِّلْ بِهٖ سُلْطٰنًا کہ نہیں اتاری اس کے متعلق اللہ تعالیٰ نے کوئی دلیل، کوئی سند، کوئی حجت۔ شرک کے جواز پر نہ کوئی پختہ عقلی دلیل ہے نہ نقلی دلیل ہے۔ شبہات اور اوہام ہوتے ہیں ان کا کوئی اعتبار نہیں ہے۔ بایں ہمہ یہ لوگ اللہ تعالیٰ سے نیچے دوسری مخلوق کی عبادت کرتے ہیں وَّمَا اور اس مخلوق کی عبادت کرتے ہیں لَيْسَ لَهُمْ بِهٖ عِلْمٌ نہیں ہے ان کو اس بارے میں کچھ علم کہ ہماری کون پوجا کرتا ہے اور کیوں کرتا ہے۔ عزیر علیہ السلام کی پوجا کرتے ہیں، عیسیٰ علیہ السلام کی پوجا ہو رہی ہے، اللہ تعالیٰ کے فرشتوں کی ہو رہی ہے، بے شمار نیک بندوں کی ہو رہی ہے۔ ان کی پوجا کیوں کرتے ہیں، ان کی عبادت کیوں کرتے ہیں؟ عبادت کسے کہتے ہیں؟ سجدہ عبادت ہے، طواف عبادت ہے اگر کوئی کسی قبر کے ارد گرد چکر لگائے گا تو وہ اس قبر کا عبادت کرنے والا شمار ہوگا۔ فقہاء کرامؒ نے تصریح کی ہے کہ اور تو اور آنحضرت ﷺ کی قبر مبارک کا طواف کرنے والا بھی پکا کافر ہے۔ کیونکہ طواف بھی عبادت ہے، نذر منت عبادت ہے۔ کوئی شخص یوں کہے کہ اگر میرا یہ کام ہوگیا تو میں فلاں بزرگ کی قبر پر چڑھاوا چڑھاؤں گا تو یہ عبادت اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کے لیے جائز نہیں۔ عالمگیری، شامی، درمختار میں ہے کہ نذر عبادت ہے وَالْعِبَادَةُ لَا تَجُوْزُ لِمَخْلُوْقٍ ''اور عبادت مخلوق کے لیے جائز نہیں ہے۔'' اسی طرح کسی کو حاجت روا، مشکل کشا، فریاد رس، دستگیر سمجھ کر پکارنا بھی عبادت ہے۔

غیر اللہ کی عبادت کا نام تعظیم رکھ دیا گیا ہے :

حدیث پاک میں ہے الدُّعَآءُ ھُوَ الْعِبَادَۃُ آج کل مشرک لوگ اسی میں لگے ہوئے ہیں جب ان سے پوچھا جائے تو کہتے ہیں کہ ہم تعظیم کرتے ہیں۔ سوال یہ ہے کہ اگر یہ تعظیم ہے تو پھر عبادت کس کو کہتے ہیں؟ ان کے کہنے کی کوئی حیثیت نہیں ہے شریعت جس کو عبادت کہے وہ عبادت ہے۔ جھکنا بھی عبادت ہے جو رکوع کے مشابہ ہو اور کئی دفعہ سن چکے ہو کہ آنحضرت ﷺ سے پوچھا گیا حضرت! دو آدمی آپس میں ملنا چاہیں تو کیا وہ معانقہ کر سکتے ہیں؟ فرمایا ہاں! کر سکتے ہیں۔ حضرت: مصافحہ کر سکتے ہیں؟ فرمایا کر سکتے ہیں اور مصافحہ دو ہاتھوں سے ہے۔ امام بخاریؒ نے بخاری میں باب قائم کیا ہے المصافحة باليدين "مصافحہ دونوں ہاتھوں سے ہے۔" پھر اس پر حدیث پیش کی ہے کہ حضرت عبد اللہ ابن مسعودؓ نے فرمایا کہ میں نے آنحضرت ﷺ کے ساتھ مصافحہ کیا اس طرح کہ میرا ہاتھ آنحضرت ﷺ کے دونوں ہاتھوں کے درمیان تھا۔ آپ ﷺ سے پوچھا گیا حضرت! کیا آدمی جھک بھی سکتا ہے؟ فرمایا لَا جھک نہیں سکتا۔ کیونکہ جھکنے سے رکوع والی کیفیت پیدا ہوتی ہے اور رکوع عبادت ہے اور عبادت اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کے لیے جائز نہیں ہے وَمَا لِلظّٰلِمِیْنَ مِنْ نَّصِیْرٍ اور نہیں ہے ظالموں کا کوئی مددگار۔ مشرک سارے ظالم ہیں اِنَّ الشِّرْکَ لَظُلْمٌ عَظِیْمٌ [سورہ لقمان] "بیشک شرک بہت بڑا ظلم ہے۔" فرمایا وَ اِذَا تُتْلٰی عَلَیْھِمْ اٰیٰتُنَا اور جب پڑھی جاتی ہیں ان مشرکوں کے سامنے ہماری آیتیں بَیِّنٰتٍ صاف صاف، جن میں شرک کا رد ہوتا ہے، بدعات کا رد ہوتا ہے تَعْرِفُ فِیْ وُجُوْہِ الَّذِیْنَ کَفَرُوا الْمُنْکَرَ اے مخاطب! آپ پہچانتے ہیں ان لوگوں کے چہروں میں جو کافر ہیں برائی۔ ان کے چہروں میں اجنبی اور اوپری چیز دیکھو گے جب

یہ توحید کے دلائل اور شرک کا رد سنتے ہیں تو ان کے چہروں سے پریشانی ظاہر ہوتی ہے یَکَادُوْنَ قریب ہوتے ہیں یَسْطُوْنَ بِالَّذِیْنَ حملہ کردیں ان لوگوں پر یَتْلُوْنَ عَلَیْھِمْ اٰیٰتِنَا جو پڑھتے ہیں ان کے سامنے ہماری آیتیں۔ حملہ کرنے کے بے شمار واقعات ہیں۔ چنانچہ مولانا محمود الحسن صاحبؒ فاضل دیوبند کو لورالائی کوئٹہ میں رمضان المبارک کے مہینہ میں جامع مسجد کے اندر ایک بد بخت ازلی اور شقی القلب نے محض اس لیے شہید کر دیا تھا کہ مولانا نے فرمایا تھا کہ علم غیب صرف اللہ تعالیٰ ہی کو ہے۔ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نبی ولی عالم الغیب نہیں ہے۔ اس موضوع پر میں نے مستقل کتاب لکھی ہے ''ازالۃ الریب'' اس کی نسبت بھی میں نے مولانا محمود الحسن صاحبؒ کی طرف کی ہے۔ تو آج بھی ایسے بد بخت دنیا میں موجود ہیں جو اہل حق پر حملہ کر دیتے ہیں قتل کی دھمکیاں دیتے ہیں۔ حق کہنا آسان نہیں ہے بڑا مشکل ہے۔ تو ان کے سامنے جب میری صاف صاف آیتیں پڑھی جاتی ہیں تو ان کے چہرے بگڑ جاتے ہیں اور قریب ہے آیات کے پڑھنے والوں پر حملہ کر دیں قُلْ آپ کہہ دیں اَفَاُنَبِّئُکُمْ بِشَرٍّ مِّنْ ذٰلِکُمْ کیا پس میں تم کو بتلاؤں اس سے بری چیز۔ اللہ تعالیٰ کی آیات سن کر تمہیں تکلیف ہوتی ہے تمہارے چہرے بگڑ جاتے ہیں میں تمہیں اس سے بری چیز نہ بتلاؤں جو تمہارے لیے تیار ہے۔ وہ کیا ہے؟ اَلنَّارُ دوزخ کی آگ۔ آج تم رب تعالیٰ کی کھری کھری آیات سننے کی تاب نہیں لاتے تو تمہارے لیے دوزخ کی آگ تیار ہے وَعَدَهَا اللّٰهُ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا وعدہ کیا ہے اس دوزخ کا اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کے ساتھ جو کافر ہیں۔ رب تعالیٰ کی آیات نہیں مانتے توحید کو تسلیم نہیں کرتے، اللہ تعالیٰ کے پیغمبروں کی باتیں نہیں مانتے اپنی طرف سے دین ایجاد کرتے ہیں ان کے لیے دوزخ کی آگ تیار ہے۔ فرمایا سن لو! وَبِئْسَ الْمَصِیْرُ اور

بُرا ٹھکانا ہے۔ دوزخ سے زیادہ بُرا ٹھکانا اور کوئی نہیں ہے اللہ تعالیٰ ہر مومن مرد عورت کو دوزخ سے بچائے اور محفوظ رکھے اور یاد رکھنا! جنت دوزخ دور نہیں ہے بس آنکھیں بند ہونے کی دیر ہے جنت بھی سامنے اور دوزخ بھی سامنے۔

اللہ تعالیٰ کے سوا سارے مل کر ایک مکھی بھی نہیں بنا سکتے :

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں یٰٓاَیُّھَا النَّاسُ اے انسانو! عرب وعجم گورے کالے تمام انسانوں کو خطاب ہے۔ اے انسانو! ضُرِبَ مَثَلٌ بیان کی گئی ہے ایک مثال فَاسْتَمِعُوْا لَہٗ اِسْتِمَاع کا معنیٰ ہے کان لگا کر سننا۔ معنیٰ ہوگا پس سنو تم اس مثال کو کان لگا کر اِنَّ الَّذِیْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ بیشک وہ جن کو تم پکارتے ہو اللہ تعالیٰ سے نیچے نیچے اور کہتے ہو یہ حاجت روا، مشکل کشا ہیں، دستگیر اور فریاد رس ہیں کان کھول کر سن لو لَنْ یَّخْلُقُوْا ذُبَابًا ہرگز ایک مکھی بھی پیدا نہیں کر سکتے وَلَوِ اجْتَمَعُوْا لَہٗ اور اگرچہ سب اکٹھے ہو جائیں اس کے لیے۔ وہ مکھی جس کو مارنے کے لیے دوائیں چھڑکتے ہو بیکار سی چیز سمجھی جاتی ہے۔ حکماء کہتے ہیں کہ جس چیز پر بیٹھ جائے وہ کھانے کے قابل نہیں رہتی اسی لیے حدیث پاک میں آیا ہے کہ مکھی کے ایک پَر میں بیماری ہے اور ایک میں شفا ہے۔ مکھی جب بیٹھتی ہے تو بیماری والا پَر ڈبوتی ہے۔ فرمایا تم دوسرا پَر ڈبو کر کھا پی لو کچھ نہیں ہوگا۔ مگر یاد رکھنا! کہ مکھی کسی نجس اور پلید جگہ پر نہ بیٹھی ہو۔ مثال کے طور پر یہ مسجد ہے مکھیاں پھر رہی ہیں یہاں کوئی چائے پیے اور مکھی اس میں بیٹھ جائے تو اس کو ڈبو کر پی لو کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ ہاں! اگر جگہ ناپاک ہو وہاں سے اٹھ کر چائے شربت میں پڑ جائے تو پھر نہیں پینا۔ اسلام بڑا پاکیزہ مذہب ہے۔ یہ حدیث بخاری شریف کی ہے کہ مکھی ڈبو کر کھا پی لو۔ بعض لوگ اس حدیث کا مذاق اڑاتے ہیں لیکن یاد رکھنا! آنحضرت ﷺ نے جو فرمایا ہے دنیا کی کوئی طاقت

اس کو جھٹلا نہیں سکتی۔ تو یہ مکھی جس کو تم حقیر اور ذلیل سمجھتے ہو یہ سارے مل کر یہ مکھی نہیں بنا سکتے جن کو مشکل کشا، حاجت روا سمجھتے ہو وَاِنْ یَّسْلُبْهُمُ الذُّبَابُ شَيْئًا اور اگر چھین لے وہ مکھی ان سے کوئی چیز لَّا يَسْتَنْقِذُوْهُ مِنْهُ تو نہیں چھڑا سکتے اس کو اس سے۔ تو جو ایک مکھی نہیں بنا سکتے اور مکھی سے چیز واپس نہیں لے سکتے کہ وہ کہاں اڑیں گے، وہ تمہاری کیا تکلیفیں دور کریں گے اور کیا دادرسی کریں گے؟ اور آپ حضرات مسجدوں سے یہ شعر سنتے رہتے ہو......

؎ امداد کن امداد کن از رنج وغم آزاد کن

دردین ودنیا شاد کن یا غوث اعظم دستگیر

حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے بدعتی کے پیچھے نماز نہیں پڑھی :

ان لوگوں نے شرک کے ساتھ مساجد کو بھی پلید کر دیا ہے۔ ان کے عقائد خراب ہیں ان کے پیچھے نماز قطعاً نہیں ہوتی۔ حضرت عبداللہ ابن عمرؓ نے تو بدعتی کے پیچھے نماز نہیں پڑھی تھی۔ وہ اس طرح کہ ابن عمرؓ آخری عمر میں نابینا ہو گئے تھے ان کے ساتھ حضرت مجاہد تابعیؒ تھے۔ وہ بیان فرماتے ہیں کہ موذن نے اذان کے بعد کہنا شروع کیا او لوگو! جماعت کیساتھ جلدی ملو۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا اَخْرِجْ بِنَا مِنْ هٰذَا الْمُبْتَدِعِ ''مجھے اس بدعتی کے ہاں سے لے چلو اس بدعتی کے پیچھے نماز نہیں پڑھنی۔'' اذان کے بعد بلند آواز سے صدا لگانا بدعت ہے۔ تو حضرت نے بدعتی کے پیچھے نماز نہیں پڑھی اور تم لوگ مشرکوں کے پیچھے نماز پڑھ لیتے ہو۔ اصل بات یہ ہے کہ لوگوں نے نہ توحید وسنت کو سمجھا ہے اور نہ شرک وبدعت کو سمجھا ہے۔ نمازیں برباد نہ کرنا ان کے پیچھے قطعاً نماز نہیں ہوتی۔ تو فرمایا یہ سارے مل کر مکھی نہیں بنا سکتے اور اگر مکھی ان سے کوئی چیز چھین کر لے

جائے تو واپس نہیں لے سکتے ضَعُفَ الطَّالِبُ طلب کرنے والا بھی کمزور وَالْمَطْلُوبُ اور جن سے طلب کیا جاتا ہے وہ بھی کمزور ہیں۔ تو یاد رکھنا! اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی حاجت روا، مشکل کشا نہیں ہے، کوئی فریادرس، دستگیر نہیں ہے۔ حاجت روا مشکل کشا صرف اللہ تعالیٰ ہے۔ ہم ہر نماز میں پڑھتے ہیں اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ ''ہم صرف تیری عبادت کرتے ہیں اور صرف تجھ ہی سے مدد مانگتے ہیں۔'' اور سلام پھیرنے کے بعد کہنے لگ جاتے ہیں فلاں دستگیر ہے، فلاں یہ ہے فلاں وہ ہے۔ یہ قرآن اصل دستور اور قانون ہے۔ عقیدہ وہی ہے جو قرآن کریم نے بتلایا ہے۔ اپنے ایمان کو برباد نہ کرنا اور نہ ہی کسی سے لڑنا جھگڑنا ہے۔ ان کے پیچھے نمازیں پڑھ کر برباد نہیں کرنی۔ بات پختہ کریں کہ کسی مشرک بدعتی کے پیچھے نماز نہیں ہوتی۔ مَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖ نہیں قدر کی انہوں نے اللہ تعالیٰ کی جیسا کہ حق ہے رب تعالیٰ کی قدر کا۔ رب تعالیٰ کی قادر مطلق ذات کے ہوتے ہوئے اوروں سے مدد مانگتے ہیں رب تعالیٰ کی قدر کو سمجھتے تو کبھی ایسی حرکت نہ کرتے نہ ایسی حرکتوں میں مبتلا ہوتے اِنَّ اللّٰهَ لَقَوِيٌّ عَزِيْزٌ بیشک اللہ تعالیٰ البتہ قوی ہے غالب ہے۔ سب قوتیں اس کے پاس ہیں اور غلبہ اسی کے پاس ہے۔

۞۞۞
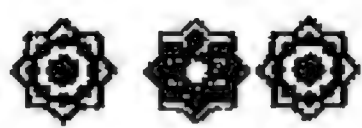
اَللّٰهُ يَصْطَفِيْ مِنَ الْمَلٰٓئِكَةِ رُسُلًا وَّ مِنَ النَّاسِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌۢ بَصِيْرٌ ﴿٧٥﴾ يَعْلَمُ مَا بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَ مَا خَلْفَهُمْ ۭ وَ اِلَى اللّٰهِ تُرْجَعُ الْاُمُوْرُ ﴿٧٦﴾ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا ارْكَعُوْا وَ اسْجُدُوْا وَ اعْبُدُوْا رَبَّكُمْ وَ افْعَلُوا الْخَيْرَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ﴿٧٧﴾ۚ وَ جَاهِدُوْا فِي اللّٰهِ حَقَّ جِهَادِهٖ ۭ هُوَ اجْتَبٰىكُمْ وَ مَا جَعَلَ عَلَيْكُمْ فِي الدِّيْنِ مِنْ حَرَجٍ ۭ مِلَّةَ اَبِيْكُمْ اِبْرٰهِيْمَ ۭ هُوَ سَمّٰىكُمُ الْمُسْلِمِيْنَ ۙ۬ مِنْ قَبْلُ وَ فِيْ هٰذَا لِيَكُوْنَ الرَّسُوْلُ شَهِيْدًا عَلَيْكُمْ وَ تَكُوْنُوْا شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ ښ فَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَ اٰتُوا الزَّكٰوةَ وَ اعْتَصِمُوْا بِاللّٰهِ ۭ هُوَ مَوْلٰىكُمْ ۚ فَنِعْمَ الْمَوْلٰى وَ نِعْمَ النَّصِيْرُ ﴿٧٨﴾ ع ۱۰ / ۶ / ۱۷

سجدۃ عند الامام الشافعی

اَللّٰهُ يَصْطَفِيْ اللہ تعالیٰ چنتا ہے مِنَ الْمَلٰٓئِكَةِ فرشتوں سے رُسُلًا پیغام پہنچانے والے وَّ مِنَ النَّاسِ اور انسانوں سے اِنَّ اللّٰهَ بے شک اللہ تعالیٰ سَمِيْعٌ سننے والا بَصِيْرٌ دیکھنے والا ہے يَعْلَمُ جانتا ہے مَا بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ جو ان کے آگے ہے وَمَا خَلْفَهُمْ اور جو ان کے پیچھے ہے وَاِلَى اللّٰهِ تُرْجَعُ الْاُمُوْرُ اور اللہ تعالیٰ کی طرف ہی لوٹائے جاتے ہیں تمام معاملات يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو ارْكَعُوْا رکوع کرو وَاسْجُدُوْا اور سجدہ کرو وَ اعْبُدُوْا رَبَّكُمْ اور عبادت کرو اپنے رب کی وَ افْعَلُوا الْخَيْرَ اور اچھے کام کرو

لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ تاکہ تم فلاح پا جاؤ وَجَاهِدُوْا فِي اللّٰهِ اور جہاد کرو اللہ تعالیٰ کے راستے میں حَقَّ جِهَادِهٖ جیسا کہ جہاد کا حق ہے هُوَ اجْتَبٰىكُمْ اس نے تمہیں چنا ہے وَمَا جَعَلَ عَلَيْكُمْ اور نہیں بنایا اس نے تم پر فِي الدِّيْنِ دین کے بارے میں مِنْ حَرَجٍ کوئی حرج، کوئی تنگی مِلَّةَ اَبِيْكُمْ اِبْرٰهِيْمَ یہ ملت ہے تمہارے باپ ابراہیم علیہ السلام کی هُوَ سَمّٰىكُمُ الْمُسْلِمِيْنَ اسی نے تمہارا نام رکھا ہے مسلمان مِنْ قَبْلُ اس سے پہلے وَفِيْ هٰذَا اور اس دین میں بھی لِيَكُوْنَ الرَّسُوْلُ تاکہ ہو جائے رسول شَهِيْدًا عَلَيْكُمْ گواہ تم پر وَتَكُوْنُوْا شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ اور ہو جاؤ تم گواہ لوگوں پر فَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ پس قائم کرو تم نماز وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ اور زکوٰۃ ادا کرو وَاعْتَصِمُوْا بِاللّٰهِ اور مضبوطی کے ساتھ پکڑو اللہ تعالیٰ کے دین کو هُوَ مَوْلٰىكُمْ وہی تمہارا آقا ہے فَنِعْمَ الْمَوْلٰى پس کیا ہی اچھا آقا ہے وَنِعْمَ النَّصِيْرُ اور کیا ہی اچھا مددگار ہے۔

انبیاء علیہم السلام انسان تھے، جنات ہر زمانہ میں انسانی نبی کے تابع رہے :

اللہ تعالیٰ کی مخلوقات میں سے انسان، فرشتے اور جنات عقل والی مخلوقات ہیں ان کو ذوالعقول کہتے ہیں۔ ان کے علاوہ بے شمار مخلوقات ہیں جو عقل سے خالی ہیں پیغام رسانی کا معاملہ بڑا اہم ہے اس کے لیے رب تعالیٰ نے فرشتوں میں سے بھی پیغام پہنچانے والوں کا انتخاب کیا ہے جیسے جبرائیل علیہ السلام کہ وحی لاتے تھے اور انسانوں میں سے بھی رب تعالیٰ نے آدم علیہ السلام سے لے کر آنحضرت ﷺ تک پیغمبر منتخب کیے تاکہ رب تعالیٰ کا

پیغام رب تعالیٰ کی مخلوق تک پہنچائیں۔اس پیغام رسانی کے لیے جو استعداد درکار تھی وہ جنات میں نہیں تھی اس لیے جنات میں سے کوئی پیغمبر نہیں ہوا۔ان کی اصلاح اس دور کے انبیاء کرام نے کی جو جس دور میں آئے اور جس علاقے میں آئے۔مثلاً حضرت شعیب علیہ السلام جس علاقے میں تھے وہاں کے جنات پر ان کا اتباع لازم تھا۔آنحضرت ﷺ کی ذات گرامی کے تشریف لانے کے بعد اب جتنی مخلوق ہے مشرق سے لے کر مغرب تک اور شمال سے لے کر جنوب تک اور زمانے کے اعتبار سے قیامت تک کیا انسان اور کیا جنات سب اس بات کے مکلّف ہیں کہ وہ آپ ﷺ کا کلمہ پڑھیں گے تو نجات ملے گی۔آپ ﷺ کے تشریف لے آنے کے بعد کسی اور نبی کے کلمہ پڑھنے سے نجات نہیں مل سکے گی۔انسانوں کی طرح جنات میں بھی مومن بھی ہیں اور کافر بھی ہیں وَاَنَّامِنَّا الصّٰلِحُوْنَ وَمِنَّا دُوْنَ ذٰلِکَ کُنَّا طَرَائِقَ قِدَدًا [سورۃ جن:۱۱] ''اور بے شک ہم میں نیکوکار بھی ہیں اور اس کے علاوہ یعنی بدکار بھی ہم مختلف راستوں پر بٹے ہوئے تھے۔'' مسلمان بھی کافر بھی نیک بھی بد بھی۔اس کا ذکر ہے۔

اللہ یصطفی من الملئکۃ کی تفسیر :

رب تعالیٰ فرماتے ہیں اَللّٰہُ یَصْطَفِیْ مِنَ الْمَلٰٓئِکَةِ رُسُلًا اللہ تعالیٰ چنتا ہے فرشتوں سے پیغام پہنچانے والے وَّ مِنَ النَّاسِ اور انسانوں سے بھی۔یہ سلسلہ آدم علیہ السلام سے شروع ہوا یہاں تک کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام تشریف لائے۔اللہ تعالیٰ نے ان کے ذریعے یہ پیغام سنایا وَمُبَشِّرًا بِرَسُوْلٍ یَّاْتِیْ مِنْ بَعْدِی اسْمُهٗ اَحْمَدُ [الصّف:۶] ''اور میں خوشخبری دینے والا ہوں ایک رسول کی جو آنے والا ہے میرے بعد جس کا نام احمد ہے (ﷺ)'' آپ کا نام احمد بھی ہے اور محمد بھی ہے ﷺ۔جب

آپ ﷺ تشریف لے آئے تو اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں یہ فیصلہ سنا دیا مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَا اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ وَكَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمًا[الاحزاب:۴۰] ''نہیں ہیں محمد باپ کسی ایک کے تمہارے مردوں میں سے لیکن وہ اللہ کے رسول ہیں اور انبیاء کو ختم کرنے والے ہیں اور اللہ تعالیٰ ہر چیز کو جاننے والا ہے۔'' تو اللہ تعالیٰ چنتا ہے رسول فرشتوں میں سے بھی اور انسانوں میں سے اِنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌ بیشک اللہ تعالیٰ سننے والا ہے قریب سے بھی اور دور سے بھی۔ ہم لوگ قریب کی باتیں سن سکتے ہیں اگر کان بہرے نہ ہوں دور کی نہیں سن سکتے۔ رب تعالیٰ کے لیے قرب وبعد کا کوئی سوال نہیں ہے اگر ساتویں زمین میں کوئی چیونٹی چلتی ہے تو وہ اس کے پاؤں کی آواز بھی سنتا ہے بَصِيْرٌ دیکھنے والا ہے مخلوق کے ہر فعل کو۔ ہم اپنے سامنے سے دیکھ سکتے ہیں پیچھے کیا ہے نہیں دیکھ سکتے، قریب سے دیکھ سکتے ہیں دور سے نہیں دیکھ سکتے۔ اس کے لیے قرب وبعد آگے پیچھے کی حیثیت نہیں ہے وہ ہر چیز کو دیکھتا ہے کوئی شے مخفی نہیں ہے يَعْلَمُ مَا بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ جانتا ہے جو کچھ مخلوق کے سامنے ہے وَمَا خَلْفَهُمْ اور جو ان کے پیچھے ہے اس کو بھی جانتا ہے وہ دلوں کے رازوں اور بھیدوں کو جانتا ہے اس کی صفت ہے عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ۔ وَاِلَى اللّٰهِ تُرْجَعُ الْاُمُوْرُ اور اللہ تعالیٰ کی طرف ہی لوٹائے جائیں گے تمام معاملات کے حساب وکتاب وہاں ہوں گے، نیکی بدی کا پتا چلے گا يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اے لوگو جو ایمان لائے ہو ارْكَعُوْا وَاسْجُدُوْا رکوع کرو اور سجدہ کرو، نماز جماعت کے ساتھ ادا کرو۔

جماعت کے ساتھ نماز کی اہمیت :

حدیث پاک میں آتا ہے کہ جماعت کے ساتھ نماز تنہا پڑھنے سے پچیس درجے

زیادہ ہے اور ایک حدیث میں ہے کہ ستائیس درجے زیادہ ثواب ہے۔ ہاں! کوئی معذور ہو تو اس کا معاملہ جدا ہے۔ غیر معذور کو جماعت نہیں چھوڑنی چاہیے۔ جماعت کی اتنی تاکید ہے کہ ایک دفعہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ میں ارادہ کر چکا ہوں کہ جماعت کے لیے کسی اور کو مصلے پر کھڑا کروں اور نماز کھڑی ہونے کے بعد جو لوگ گھروں میں ہیں ان کے گھروں کو آگ لگا کر جلا دوں مگر رکاوٹ یہ ہے کہ گھروں میں عورتیں ہیں بچے ہیں نابالغ اور عورتوں کے لیے مسجد میں آکر جماعت کیساتھ نماز پڑھنا ضروری نہیں ہے۔ لہٰذا بلاوجہ جماعت کے ساتھ نماز نہ چھوڑنا وَاعْبُدُوْا رَبَّكُمْ اور عبادت کرو اپنے رب کی۔ ہر طرح کی عبادت صرف رب تعالیٰ کے لیے ہے اور اس کا اقرار ہم ہر نماز میں کرتے ہیں التَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ وَالصَّلَوٰتُ وَالطَّيِّبٰتُ "تمام بدنی عبادتیں بھی اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں اور قولی عبادتیں بھی اور زبانی عبادتیں بھی۔" کسی کو سورنا پکارنا حاجت روا، مشکل کشا سمجھ کر یہ عبادت ہے۔ نذر و نیاز یہ عبادت ہے، طواف، رکوع، سجدہ، ہاتھ باندھ کر کھڑا ہونا عبادت ہے رب تعالیٰ کے سوا کسی کے لیے جائز نہیں ہیں۔ وَافْعَلُوا الْخَيْرَ اور اچھے کام کرو۔ اللہ تعالیٰ نے اچھائی برائی کو سمجھنے کے لیے عقل کیساتھ کتابیں نازل فرمائیں، پیغمبر بھیجے، جنہوں نے حق و باطل کو واضح کیا۔ انبیاء کرام کے نائبین نے صحیح اور غلط کو واضح کیا۔ یہاں ہر آدمی اچھی بری چیز کو سمجھتا ہے خیر اور شر کو سمجھتا ہے بہت کم لوگ مغالطے میں ہیں۔ ہاں وہ علاقے جہاں کافروں نے مسلمانوں کی علامتیں تک ختم کر دی وہ بے چارے اندھیرے میں چلے گئے۔ جیسے روسیوں نے ستر سال مسلمانوں پر ظلم کیا یہاں تک کہ ان کو اسلامی نام رکھنے کی بھی اجازت نہیں تھی بس اتنا جانتے ہیں کہ ہم مسلمان ہیں اور بس! آگے کا کچھ علم نہیں ہے۔ تم لوگ اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرو اسلام کو جانتے ہو، حلال حرام جائز

ناجائز کو سمجھتے ہو۔ایسے لوگ بھی موجود ہیں جو مستحبات کی بھی پابندی کرتے ہیں۔نیکی کے کام کرو لَعَلَّکُمْ تُفْلِحُوْنَ تاکہ تم فلاح پاجاؤ وَجَاهِدُوْا فِی اللّٰہِ حَقَّ جِهَادِهٖ اور جہاد کرو اللہ تعالیٰ کے راستے میں جیسا کہ جہاد کا حق ہے۔

جہاد کا معنٰی اور جہاد کی قسمیں :

ایک ہے قتال اور ایک ہے جہاد۔قتال کا معنٰی ہے ہتھیار لے کر دشمن کے ساتھ لڑنا۔اور جہاد کا لفظ ہے ہتھیار کے ساتھ لڑنا، مال کے ساتھ لڑنا، زبان کے ساتھ لڑنا، قلم کے ساتھ لڑنا، قرآن کریم کا پڑھنا پڑھانا وغیرہ سب جہاد ہے۔حدیث پاک میں آتا ہے آنحضرت ﷺ نے فرمایا جَاهِدُوا الْمُشْرِکِیْنَ بِاَلْسِنَتِکُمْ وَاَنْفُسِکُمْ وَاَمْوَالِکُمْ اَوْ کَمَا قَالَ ''تم جہاد کرو مشرکوں کافروں کے مقابلے میں زبانوں کے ساتھ، اپنی زبان استعمال کرو، توحید بیان کرو شرک کارد کرو صحیح بات ان کے کانوں تک پہنچاؤ اور غلط کارد کرو اور اپنے بدن بھی ان کے خلاف استعمال کرو اور اپنے مال بھی ان کے خلاف استعمال کرو۔

''ابوداؤد صحاح ستہ کی کتاب ہے اس میں یہ حدیث آتی ہے اَفْضَلُ الْجِهَادُ کُلِمَةُ حَقٍّ عِنْدَ سُلْطَانِ الْجَائِرِ ''بہترین جہاد ظالم حکمران کے سامنے حق کی بات کرنا ہے۔'' سورۃ الفرقان آیت نمبر ۵۲ میں ہے وَجَاهِدْهُمْ بِهٖ جِهَادًا کَبِیْرًا ''اے نبی کریم ﷺ! آپ ان کیساتھ بڑا جہاد کریں۔'' یہاں جہاد سے مراد قرآن کریم پڑھنا پڑھانا ہے یعنی ان کو قرآن کریم سناؤ، پڑھاؤ، سمجھاؤ۔تو جو آدمی قرآن شریف سیکھتا ہے، پڑھتا ہے وہ مجاہد ہے اور یہ بات نص سے ثابت ہے۔عورتیں اپنے گھروں میں رہ کر اپنے نفس کے ساتھ جہاد کر سکتی ہیں کہ شیطان کی بات نہ مانیں، قرآن پڑھیں، نمازوں کی پابندی کریں، دین پر قائم رہیں۔جہاد ہر جگہ ہو سکتا ہے البتہ قتال محاذوں پر ہے وَقَاتِلُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ

[بقرہ:۱۴۳]اور جہاد عام ہے۔فرمایا هُوَ اجْتَبٰكُمْ اس نے تمہیں چنا ہے۔ہمیں اللہ تعالیٰ کا کروڑوں مرتبہ شکرادا کرنا چاہیے کہ اس نے ہمیں امام الانبیاء ﷺ کا امتی ہونے کا شرف بخشا۔یہ وہ دولت ہے جس کے لیے پیغمبروں نے آرزوئیں کیں اور ہمیں رب تعالیٰ نے یہ دولت مفت میں دے دی وَمَا جَعَلَ عَلَيْكُمْ فِي الدِّيْنِ مِنْ حَرَجٍ اور نہیں بنایا اللہ تعالیٰ نے تم پر دین کے بارے میں کوئی حرج ،تنگی۔اللہ تعالیٰ نے دین کے معاملے میں تم پر کوئی تنگی نہیں کی۔کھڑے ہوکر نماز نہیں پڑھ سکتے بیٹھ کر پڑھ لو، بیٹھ کر نہیں پڑھ سکتے لیٹ کر پڑھ لو، رکوع سجدہ نہیں کر سکتے اشارے کے ساتھ پڑھ لو۔جس آدمی کے پاس پیسا نہیں ہے اس پر نہ زکوٰۃ ہے نہ قربانی ہے نہ فطرانہ ہے۔اگر رب تعالیٰ تنگی فرماتے اور حکم دیتے کہ ہر حال میں یہ چیزیں کرنی ہیں چاہے پیسا ہو یا نہ ہو تو ہم کیا کر سکتے تھے؟ لیکن اللہ تعالیٰ نے ہم پر احسان کیا کہ آسان طریقے بتلائے ہیں کوئی تنگی نہیں فرمائی مِلَّةَ اَبِيْكُمْ اِبْرٰهِيْمَ یہ طریقہ جس پر تم چلتے ہو ملت ہے تمہارے باپ ابراہیم علیہ السلام کی هُوَ سَمّٰكُمُ الْمُسْلِمِيْنَ انہوں نے تمہارا نام رکھا ہے مسلمان۔پہلے پارے میں ہے کہ ابراہیم علیہ السلام نے دعا کی رَبَّنَا وَاجْعَلْنَا مُسْلِمَيْنِ لَكَ ”اے ہمارے پروردگار! بنادے مجھے اور اسماعیل کو مسلمان وَمِنْ ذُرِّيَّتِنَا اُمَّةً مُّسْلِمَةً لَّكَ ”اور ہماری نسل میں سے بھی ایک فرمانبردار امت بنا۔“ ہماری نسل میں بھی مسلمان ہوتے رہیں تو ابراہیم علیہ السلام نے تمہارا نام مسلمان رکھا ہے۔مُسْلِم کا معنٰی ہے جھکنے والا۔رب کے سامنے جس کی گردن نہیں جھکتی وہ مسلم نہیں ہے اور اگر لوگ اس سے امن میں نہیں ہیں تو وہ مومن نہیں ہے۔تو فرمایا حضرت ابراہیم علیہ السلام نے تمہارا نام مسلمان رکھا ہے مِنْ قَبْلُ اس سے پہلے وَ فِيْ هٰذَا اور اس دین میں بھی تمہارا نام مسلمان رکھا ہے۔سورۃ مائدہ آیت نمبر ۳ میں ہے

اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا ''آج کے دن کامل کر دیا میں نے تمہارے لیے تمہارا دین اور پوری کر دی میں نے تمہارے اوپر اپنی نعمت اور پسند کیا میں نے تمہارے لیے اسلام کو دین۔'' اور اسلام پر چلنے والے کو مسلم کہتے ہیں۔ اور یہ بھی فرمایا وَمَنْ يَّبْتَغِ غَيْرَ الْاِسْلَامِ دِيْنًا فَلَنْ يُّقْبَلَ مِنْهُ [آل عمران: ۸۵] ''اور جو شخص اسلام کے سوا کسی اور دین کو تلاش کرے گا پس اس سے ہرگز قبول نہیں کیا جائے گا۔'' اب اسلام ہی اللہ تعالیٰ کے ہاں بطور دین کے ہے لِيَكُوْنَ الرَّسُوْلُ شَهِيْدًا عَلَيْكُمْ تاکہ ہو جائے رسول تم پر گواہ وَتَكُوْنُوْا شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ اور ہو جاؤ تم گواہ لوگوں پر۔

نبی کی گواہی کا مطلب:

یہ بات پہلے گزر چکی ہے اور گواہی کا مطلب میں نے اچھی طرح سمجھایا ہے کہ قیامت والے دن اللہ تعالیٰ کی عدالت میں جب انبیاء کرام علیہم السلام پیش ہونگے اور ان کی قومیں بھی پیش ہونگی۔ اللہ تعالیٰ پیغمبروں سے سوال کریں گے کہ کیا تم نے تبلیغ کی تھی؟ پیغمبر جواب دیں گے ہاں اے پروردگار! ہم نے تبلیغ کی ہے۔ قوموں سے پوچھا جائے گا تو وہ انکار کریں گی کہ انہوں نے ہمیں کوئی تبلیغ نہیں کی۔ پیغمبروں کی حیثیت مدعی کی ہوگی اور قوموں کی مدعا علیہ کی۔ قاعدہ شرعیہ یہ ہے کہ اَلْبَيِّنَةُ عَلَى الْمُدَّعِيْ وَالْيَمِيْنُ عَلٰى مَنْ اَنْكَرَ ''مدعی کے ذمہ گواہ ہیں اور اگر مدعی گواہ نہ پیش کر سکے تو مدعا علیہ منکر پر قسم لازم ہے۔'' اللہ تعالیٰ نوح علیہ السلام کو فرمائیں گے مَنْ يَّشْهَدُ لَكَ ''آپ کا گواہ کون ہے۔'' فرمائیں گے محمد ﷺ اور آپ کی امت۔ آپ ﷺ کی امت کو بلایا جائے گا کہ کیا تم گواہی دیتے ہو کہ نوح علیہ السلام نے تبلیغ کی ہے؟ یہ امت کہے گی اے پروردگار! ہم

گواہی دیتے ہیں کہ نوح علیہ السلام نے تبلیغ کی اور پورا پورا حق ادا کیا ہے۔ وہ لوگ شوشہ چھوڑیں گے کہ یہ لوگ تو ہم سے ہزاروں سال بعد آئے ہیں یہ ہمارے خلاف کس طرح گواہی دے سکتے ہیں۔ یہ تو موقع کے گواہ ہی نہیں ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے اس امت سے سنتے ہو یہ کیا کہہ رہے ہیں؟ یہ امت کہے گی اے پروردگار! بے شک ہم موقع پر نہیں تھے مگر ہم سچے ہیں کیونکہ آپ کی کتاب سچی ہے آپ سچے ہیں آپ کے آخری پیغمبرؐ سچے ہیں۔ ہم نے آپ کی کتاب میں پڑھا ہے وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا نُوْحًا اِلٰی قَوْمِهٖ فَقَالَ یٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَکُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَیْرُهٗ [الاعراف:۵۹] اور آپ کے آخری پیغمبر نے بھی ہمیں بتایا کہ نوح علیہ السلام نے تبلیغ کا حق ادا کیا۔ اے پروردگار! آپ سچے، آپ کی کتاب سچی، آپ کے آخری پیغمبرؐ سچے تو ہم بھی سچے ہیں کہ نوح علیہ السلام نے تبلیغ کا حق ادا کیا۔ اللہ تعالیٰ حضور پاک ﷺ کو فرمائیں گے کہ آپ کی امت نے گواہی دی ہے کیا آپ ان کی صفائی دیتے ہیں؟ تو آنحضرت ﷺ اپنی امت کی صفائی دیں گے کہ ہاں! میری امت نے صحیح اور سچی گواہی دی ہے۔ اس امت کو اللہ تعالیٰ نے اتنا بڑا شرف عطا فرمایا ہے کہ ان کی گواہی سے پہلی امتوں کی قسمتوں کے فیصلے ہوں گے۔

یہ مطلب ہے امت کی گواہی اور آپ ﷺ کی گواہی کا۔ لیکن گواہ کے لیے عدالت شرط ہے کہ گواہ عادل ہوں لہٰذا تمہیں کچھ کام کرنے چاہئیں عدالت کے لیے۔ وہ کام کیا ہیں؟ فرمایا فَاَقِیْمُوا الصَّلٰوةَ پس قائم کرو تم نماز۔ نماز تمام عبادات میں اہم عبادت ہے اس کو ادا کرو وَاٰتُوا الزَّکٰوةَ اور دو زکوٰۃ۔ اور مالی عبادات میں زکوٰۃ کا بہت بلند مقام ہے وَاعْتَصِمُوْا بِاللّٰهِ اور مضبوطی کے ساتھ پکڑو اللہ تعالیٰ کے دین کو، شریعت کو۔ مضبوطی کے ساتھ پکڑنے کا یہ مطلب ہے کہ شریعت کا کوئی کام تم سے نہ چھوٹے اور نہ کرنے والے کام

کے قریب نہ جاؤ هُوَ مَوْلٰكُمْ وہ اللہ ہی تمہارا آقا ہے فَنِعْمَ الْمَوْلٰى پس کیسا اچھا آقا ہے وَ نِعْمَ النَّصِيْرُ اور کیسا اچھا مددگار ہے۔ اسی سے مدد مانگو۔ اللہ تعالیٰ سب کو دین پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

آج بروز بدھ ۲۰ رجب المرجب ۱۴۳۲ھ بمطابق ۲۳ رجون ۲۰۱۱ء کو

سورۃ الحج مکمل ہوئی۔

والحمد للّٰہ علی ذلک

(مولانا) محمد نواز بلوچ

مہتمم : مدرسہ ریحان المدارس جناح روڈ گوجرانوالا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تفسیر

سورۃ المؤمنون

(مکمل)

جلد............۱۳

سُوْرَةُ الْمُؤْمِنُوْنَ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ مِائَةٌ وَّثَمَانَ عَشَرَةَ اٰيَةً وَّسِتُّ رُكُوْعَاتٍ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ ﴿۱﴾ الَّذِيْنَ هُمْ فِيْ صَلَاتِهِمْ خٰشِعُوْنَ ﴿۲﴾ وَالَّذِيْنَ هُمْ عَنِ اللَّغْوِ مُعْرِضُوْنَ ﴿۳﴾ وَالَّذِيْنَ هُمْ لِلزَّكٰوةِ فٰعِلُوْنَ ﴿۴﴾ وَالَّذِيْنَ هُمْ لِفُرُوْجِهِمْ حٰفِظُوْنَ ﴿۵﴾ اِلَّا عَلٰۤى اَزْوَاجِهِمْ اَوْ مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُمْ فَاِنَّهُمْ غَيْرُ مَلُوْمِيْنَ ﴿۶﴾ فَمَنِ ابْتَغٰى وَرَآءَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْعٰدُوْنَ ﴿۷﴾ وَالَّذِيْنَ هُمْ لِاَمٰنٰتِهِمْ وَعَهْدِهِمْ رٰعُوْنَ ﴿۸﴾ وَالَّذِيْنَ هُمْ عَلٰى صَلَوٰتِهِمْ يُحَافِظُوْنَ ﴿۹﴾ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْوٰرِثُوْنَ ﴿۱۰﴾ الَّذِيْنَ يَرِثُوْنَ الْفِرْدَوْسَ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ﴿۱۱﴾ وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنْ سُلٰلَةٍ مِّنْ طِيْنٍ ﴿۱۲﴾ ثُمَّ جَعَلْنٰهُ نُطْفَةً فِيْ قَرَارٍ مَّكِيْنٍ ﴿۱۳﴾

قَدْ اَفْلَحَ تحقیق کامیاب ہو گئے الْمُؤْمِنُوْنَ ایمان والے الَّذِيْنَ وہ مومن هُمْ فِيْ صَلَاتِهِمْ خٰشِعُوْنَ جو اپنی نماز میں خشوع کرتے ہیں وَالَّذِيْنَ اور وہ لوگ هُمْ عَنِ اللَّغْوِ مُعْرِضُوْنَ وہ لغو سے اعراض کرنے والے ہیں وَالَّذِيْنَ هُمْ لِلزَّكٰوةِ فٰعِلُوْنَ وہ ہیں جو زکوۃ کی ادائیگی کا کام کرتے ہیں وَالَّذِيْنَ هُمْ لِفُرُوْجِهِمْ حٰفِظُوْنَ اور وہ مومن اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرتے ہیں اِلَّا عَلٰى اَزْوَاجِهِمْ مگر اپنی بیویوں پر اَوْ مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُمْ یا ان پر کہ مالک ہیں ان کے دائیں ہاتھ فَاِنَّهُمْ غَيْرُ مَلُوْمِيْنَ پس بے شک وہ ان

میں ملامت نہیں کیے گئے فَمَنِ ابْتَغٰی وَرَآءَ ذٰلِکَ پس جو تلاش کرے گا اس کے سوا کوئی اور راستہ فَاُولٰٓئِکَ هُمُ الْعٰدُوْنَ پس یہی لوگ ہیں حدوں کو پھلانگنے والے وَالَّذِیْنَ هُمْ لِاَمٰنٰتِهِمْ اور وہ لوگ جو اپنی امانتوں وَعَهْدِهِمْ رٰعُوْنَ اور اپنے عہد و پیمان کی رعایت کرتے ہیں وَالَّذِیْنَ هُمْ عَلٰی صَلَوٰتِهِمْ یُحَافِظُوْنَ اور وہ اپنی نمازوں کی حفاظت کرتے ہیں اُولٰٓئِکَ هُمُ الْوٰرِثُوْنَ یہی لوگ ہیں جو وارث ہونگے الَّذِیْنَ یَرِثُوْنَ الْفِرْدَوْسَ جو وارث ہونگے جنت الفردوس کے هُمْ فِیْهَا خٰلِدُوْنَ وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ اور البتہ تحقیق ہم نے پیدا کیا انسان کو مِنْ سُلٰلَةٍ مِّنْ طِیْنٍ مٹی کے خلاصے سے ثُمَّ جَعَلْنٰهُ نُطْفَةً پھر بنایا ہم نے اس انسان کو نطفے کی شکل میں فِیْ قَرَارٍ مَّکِیْنٍ ایسی جگہ میں جو ٹکنے والی تھی۔

مومن سے بڑا طاقتور کوئی نہیں :

اس سورۃ کا نام مومنون ہے اور مومنون کا لفظ پہلی آیت ہی میں موجود ہے۔ یہ سورت مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی ہے۔ نازل ہونے کے اعتبار سے اس کا چوہترواں نمبر ہے۔ اس سے پہلے تہتر سورتیں نازل ہو چکی تھیں۔ اور اس کی ایک سو اٹھارہ آیات ہیں۔ اللہ تبارک وتعالیٰ کا ارشاد ہے قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ تحقیق فلاح پا گئے، کامیاب ہو گئے جو مومن ہیں۔ ایمان کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے ساتھ تعلق اور ربط قائم ہو جاتا ہے اور جس کا تعلق رب تعالیٰ کے ساتھ جڑ گیا اس سے زیادہ قوی اور مضبوط اور کون ہو سکتا ہے؟ کیونکہ رب تعالیٰ کی قدرت پھر رب تعالیٰ ہی کی قدرت ہے۔ اس کو آپ یوں سمجھیں کہ یہ مسجد کی

لائٹیں، پنکھے ہیں، لاؤڈ سپیکر چل رہا ہے کیونکہ ان کا بجلی کے ساتھ کنکشن ہے۔ اگر یہ کنکشن کاٹ دیا جائے تو ہر چیز یہیں رک جائے گی۔ جس کا ایمان نہیں ہے اس کا تعلق رب تعالیٰ کے ساتھ کٹا ہوا ہے اور ایمان والے کا تعلق رب تعالیٰ کے ساتھ جڑا ہوا ہے۔ ایمان بہت بڑی قوۃ اور طاقت ہے۔ جب رب تعالیٰ کیساتھ تعلق قائم ہو گیا تو سب کام سیدھے ہو گئے۔ تو ایمان بہت بڑی قوت ہے بشرطیکہ ایمان، ایمان ہو۔ آگے اللہ تعالیٰ نے مومنوں کی اوصاف اور نشانیاں بیان فرمائی ہیں۔

فلاح پانے والے مومنوں کے اوصاف :

پہلی صفت اور علامت: اَلَّذِیۡنَ ھُمۡ فِیۡ صَلَاتِہِمۡ خَاشِعُوۡنَ وہ مومن وہ ہیں جو اپنی نماز میں خشوع اور عاجزی کرتے ہیں۔ خشوع ظاہری بھی ہے اور باطنی بھی۔ خشوع ظاہری یہ ہے کہ آدمی جب قیام میں ہو تو اس کی نگاہ سجدے والی جگہ پر ٹکی ہوئی ہو نہ اِدھر اُدھر دیکھے اور نہ ہی دھیان کرے۔ حدیث پاک میں آتا ہے کہ ایسا کرنے سے نماز میں بڑا خسارہ ہوتا ہے اور شیطان نماز میں لوٹ مار کرتا ہے۔ نماز میں آنکھیں کھلی رہیں آنکھیں بند کرنا مکروہ ہے نہ اپنے بدن کے ساتھ کھیلے نہ کپڑے اور نہ ڈاڑھی کیساتھ کھیلے اور خارش نہ کرے نہ ناک اور کان میں انگلی مارے۔ ہاں! اگر مجبور ہو تو خارش کرنے کی اجازت ہے۔ پوری توجہ اللہ تعالیٰ کی طرف ہو۔ ہاتھ، پاؤں، آنکھ، سر سے عاجزی ظاہر ہو یہ ظاہری خشوع ہے۔ اور باطنی خشوع یہ ہے کہ اَنۡ تَعۡبُدَ اللّٰہَ کَاَنَّکَ تَرَاہُ ''یہ کہ تو اللہ تعالیٰ کی ایسے عبادت کر کہ گویا کہ تو اللہ تعالیٰ کو دیکھ رہا ہے فَاِنۡ لَّمۡ تَکُنۡ تَرَاہُ فَاِنَّہٗ یَرَاکَ اگر یہ درجہ حاصل نہ ہو تو یوں سمجھو کہ رب تعالیٰ تجھے دیکھ رہا ہے۔'' نہایت عاجزی اور سکون کیساتھ رکوع سجدہ کرے۔ دونوں پاؤں سجدے میں زمین کیساتھ لگے رہیں پاؤں

کی انگلیاں قبلے کی طرف ہوں۔ اگر سجدے میں تم نے دونوں پاؤں زمین سے اٹھا لیے تو نماز باطل ہو جائے گی۔ ایک پاؤں زمین پر رہا اور دوسرا اٹھا تو نماز مکروہ ہوگی۔ سجدے میں ہاتھ زمین پر ٹکے ہوں بازو اوپر اٹھے ہوئے ہوں اور سجدہ دونوں ہاتھوں کے درمیان کرتا ہے۔ سر نہ ہاتھوں سے آگے ہو نہ پیچھے ہو برابر ہو اور ناک اور پیشانی زمین کے ساتھ لگے ہوئے ہوں اور سجدے میں ران سینے کیساتھ نہ لگے اور نہ بازو چھاتی کے ساتھ لگیں۔ اور نماز پڑھو خشوع و خضوع کے ساتھ۔

مومنوں کی دوسری صفت اور نشانی وَالَّذِیْنَ هُمْ عَنِ اللَّغْوِ مُعْرِضُوْنَ اور وہ لغو سے اعراض کرتے ہیں۔ لغو قولی بھی ہے اور فعلی بھی ہے۔ لغو قولی جیسے بیہودہ بات، گالی گلوچ، جھوٹ، غیبت، دل آزاری کی باتیں۔ ان باتوں سے وہ پرہیز کرتے ہیں۔ اور لغو فعلی جیسے تاش، لڈو کھیلنا اور ایسے ہی دوسری بے مقصد کھیلیں جو نہ دنیا کے کام کی نہ دین کے کام کی۔ ان میں عمریں برباد کرتے ہیں۔ ایسے کام کرو جن سے ثواب ہو یا اولاد کے لیے رزق کماؤ، ماں باپ کی خدمت کرو، مہمانوں کی خدمت کرو۔ تو مومن لغو قولی اور فعلی دونوں سے اعراض کرتے ہیں۔

مومنوں کی تیسری صفت اور نشانی وَالَّذِیْنَ هُمْ لِلزَّكٰوةِ فٰعِلُوْنَ وہ زکوٰۃ کی ادائیگی کا کام کرتے ہیں۔ زکوٰۃ وقت پر ادا کرتے ہیں۔ یہ بات کئی دفعہ بیان کر چکا ہوں کہ ہمارے جتنے بھی دینی کام ہیں ان کا تعلق چاند کے ساتھ ہے۔ مسئلہ یہ ہے کہ چاند کی جس تاریخ کو آدمی صاحب نصاب ہوا ہے اگلے سال اسی تاریخ کو اس پر زکوٰۃ ادا کرنا واجب ہے۔ لہٰذا جس چاند کی جس تاریخ کو زکوٰۃ واجب ہوئی ہے وہ تاریخ نوٹ کر لو اور اسی تاریخ کو زکوٰۃ دیا کرو۔ اکثر مفسرین کرامؒ یہاں زکوٰۃ سے مراد زکوٰۃ ہی لیتے ہیں کہ وہ

زکوٰۃ کی ادائیگی کا کام کرتے ہیں لیکن علامہ آلوسیؒ فرماتے ہیں کہ زکوٰۃ سے تزکیہ نفس بھی مراد ہے کہ وہ اپنے نفس کے تزکیہ کا کام کرتے ہیں۔ پاک باز لوگ ہیں دل کو کفر، شرک، بغض، حسد، تکبر سے پاک رکھتے ہیں دیکھو! اللہ تعالیٰ نے آنحضرت ﷺ کے ذمہ جو کام لگائے تھے ان میں سے ایک کام تزکیہ بھی تھا وَيُزَكِّيهِمْ وہ ان کے دلوں کو صاف کرتے ہیں۔ اصل میں صاف کرنا رب تعالیٰ کا کام ہے۔ سورہ نور آیت نمبر ۲۱ میں ہے وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يُزَكِّي مَنْ يَّشَآءُ ''اور لیکن اللہ تعالیٰ جس کو چاہتا ہے پاک کرتا ہے۔'' لیکن آنحضرت ﷺ سبب ہیں کہ آپ ﷺ کی تعلیم اور آپ ﷺ نے جو طریقے بتلائے ہیں ان سے صفائی حاصل ہوتی ہے۔

مومنوں کی چوتھی صفت اور نشانی: وَالَّذِيْنَ هُمْ لِفُرُوْجِهِمْ حٰفِظُوْنَ اور مومن وہ ہیں جو اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرتے ہیں اِلَّا عَلٰٓى اَزْوَاجِهِمْ مگر اپنی بیویوں پر اَوْ مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُمْ یا ان پر جن کے ان کے دائیں ہاتھ مالک ہیں فَاِنَّهُمْ غَيْرُ مَلُوْمِيْنَ پس بے شک وہ ان میں ملامت نہیں کیے گئے۔ ان جگہوں پر شہوت پوری کرنے میں ان پر کوئی ملامت نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ نے انسان میں جنسی خواہشات رکھی ہیں نسل انسانی کو باقی رکھنے کے لیے تو اس کو اپنے محل میں رکھنے میں کوئی گناہ نہیں ہے۔ بلکہ احادیث میں آتا ہے کہ اپنی بیوی کے ساتھ ہم بستری کرنے میں صدقے کا ثواب ہے۔ آدمی جتنا صدقہ کرے گا اس کو اتنا ثواب ملے گا بشرطیکہ مومن ہو فَمَنِ ابْتَغٰى وَرَآءَ ذٰلِكَ پس جو شخص تلاش کرے گا اس کے سوا کوئی اور راستہ یعنی بیویوں اور لونڈیوں کے علاوہ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْعٰدُوْنَ پس یہی لوگ ہیں حدوں کو پھلانگنے والے۔

امانت کی قسمیں :

مومنوں کی پانچویں اور چھٹی صفت اور نشانی: وَالَّذِيْنَ هُمْ لِاَمٰنٰتِهِمْ وَعَهْدِهِمْ رَاعُوْنَ اور مومن لوگ وہ ہیں جو اپنی امانتوں اور اپنے عہد و پیان کی رعایت کرتے ہیں، حفاظت کرتے ہیں۔ امانتوں جمع کا صیغہ ہے۔ امانتیں کئی طرح کی ہیں۔ مال کی امانت، علم کی امانت، مشورے کی امانت، بات کی امانت۔ علمی امانت یہ ہے کہ لوگوں کو حق کی بات بتائے صحیح غلط سے لوگوں کو آگاہ کرے۔ اگر لوگوں سے ڈر کی وجہ سے صحیح بات نہیں کرے گا یا لالچ اور طمع کی وجہ سے حق کو چھپائے گا تو یہ علمی خیانت ہوگی یہ علم میں خیانت کرنے والا ہوگا۔ اور امانتِ مشورہ کے متعلق آنحضرت ﷺ نے فرمایا اَلْمُسْتَشَارُ اَمِيْنٌ ''جس سے مشورہ طلب کیا جائے وہ امین ہے۔'' صحیح مشورہ دینا چاہیے۔ جو تمہاری سوجھ بوجھ میں بات آئے اس کو بتاؤ۔ چھپاؤ نہ، ورنہ خائن بن جاؤ گے۔ اگر اس چیز کے متعلق تمہارا تجربہ نہیں ہے تو صاف کہہ دو کہ میرا اس چیز کے ساتھ کوئی لگاؤ نہیں ہے میں اس کے متعلق نہیں جانتا کسی متعلقہ آدمی سے مشورہ کرو۔ بہت سارے لوگ اس اعتماد پر ہمارے پاس آتے ہیں کہ یہ مسئلے بتاتے ہیں کھرے کھرے اور صاف صاف۔ تو پوچھتے ہیں کہ یہ کام کریں یا نہ کریں تو ہم صاف کہہ دیتے ہیں کہ بھئی! ہمارا تجارت اور کاروبار کے متعلق کوئی تجربہ نہیں ہے کسی ماہر کاروباری سے پوچھو وہ تمہیں بتلائے گا۔ اصول یہی ہے کہ بات کا علم ہے تو بتلا دو علم نہیں ہے صاف کہہ دو کہ مجھے اس کا علم نہیں ہے۔ اور باتیں بھی امانت ہوتی ہیں ابوداؤد شریف میں مستقل باب ہے اَلْمَجَالِسُ بِالْاَمَانَةِ ''مجلس کی باتیں امانت ہوتی ہیں۔'' مجلس کی باتوں کو باہر بیان کرنا کہ فلاں نے یہ کہا فلاں نے یہ کہا یہ خیانت ہے۔ ہاں! اچھی باتیں اور نیکی کی باتیں بیان کر سکتے ہو کہ فلاں نے یہ نیکی کی

بات بتلائی ہے۔فلاں نے یہ کہا ہے۔یا مثلاً اس مجلس میں کسی کے قتل یا اغواء کا منصوبہ بنا ہے کہیں ڈاکا ڈالنے کا منصوبہ بنا ہے اور کوئی قابل اعتماد شخص ایسا ہے جو ان چیزوں سے روک سکتا ہے تو اس اثر ورسوخ والے آدمی کو بتانے میں کوئی گناہ نہیں ہے بلکہ بیان نہ کرنا گناہ ہوگا۔اگر کوئی معاملہ کسی کے سامنے ہوا ہے تو اس کی گواہی صحیح طریقے سے دے اگر صحیح گواہی نہیں دے گا تو یہ بھی خیانت ہوگی۔لیکن آج حالات ایسے ہیں کہ اس باطل قانون کی وجہ سے کوئی سچی گواہی نہیں دے سکتا۔اگر کوئی جرأت کر کے صحیح گواہی دے تو اس کی جان خطرے میں ہوتی ہے۔یہ سب نحوستیں اسلامی نظام نافذ نہ ہونے کی ہیں۔اگر پاکستان میں اسلامی قانون ہوتا تو اب تک پاکستانی لوگ فرشتہ صفت ہوتے مگر خدا بیڑا غرق کرے حکمران طبقے کا شروع سے لے کر اب تک جتنے بھی آئے ہیں کسی نے بھی اسلام نافذ نہیں کیا اور نہ ہی آئندہ کوئی امید ہے۔تمام محکموں میں بددیانت لوگ بیٹھے ہیں کوئی سو میں سے ایک دیانتدار ہو تو میں کہہ نہیں سکتا۔اور مالی امانت یہ ہے کہ اگر تمہارے پاس کسی نے مال رکھا ہے تو اس کو ضائع نہ کرو اور جو کسی کے ساتھ وعدہ کیا ہے معاہدہ کیا ہے اس کو نبھاؤ، پورا کرو۔

مومنوں کی ساتویں صفت وَالَّذِيْنَ هُمْ عَلٰى صَلَوٰتِهِمْ يُحَافِظُوْنَ وہ اپنی نمازوں کی حفاظت کرتے ہیں۔سب نمازوں کی پابندی کرتے ہیں کیونکہ صَلَوٰت جمع کا صیغہ ہے۔یہ نہیں کہ جمعہ پڑھ لیا، عید پڑھ لی، جمعۃ الوداع پڑھ لیا باقی تمام نمازوں کی چھٹی۔بعض لوگ اس داؤ میں ہوتے ہیں کہ شب برات، لیلۃ القدر کو عبادت کرلیں گے بخشے گئے۔آگے پیچھے نمازوں کی کوئی پروا نہیں ہے۔اس چیز کا انکار نہیں ہے کہ جن راتوں کی فضیلت آئی ہے ان میں بہ نسبت دوسری راتوں کے عبادت زیادہ کرنی چاہیے لیکن اس

کا یہ مطلب تو نہیں ہے کہ باقی نمازوں کی چھٹی ہو جاتی ہے۔ پابندی تمام نمازوں کی مقصود ہے۔ ان صفات والے مومنوں کا نتیجہ کیا ہوگا؟ اُولٰٓئِکَ ھُمُ الْوٰرِثُوْنَ یہی لوگ ہیں جو وارث ہونگے الَّذِیْنَ یَرِثُوْنَ الْفِرْدَوْسَ جو وارث ہونگے جنت الفردوس کے۔

جہاد سے متعلق کوئی بھی کام کرنے والا مجاہد ہے :

حدیث پاک میں آتا ہے کہ جب تم اللہ تعالیٰ سے سوال کرو تو جنت الفردوس کا کرو وہ تمام جنتوں میں سے بہترین ہے۔ حضرت حارثہ ﷛ کو آنحضرت ﷺ نے جنگ بدر کے موقع پر کافروں کی جاسوسی کے لیے بھیجا کہ ہمیں کافروں کے حالات معلوم کر کے بتلاؤ۔ وہ گئے تو کافروں کو بھی شک ہو گیا کہ یہ ہماری جاسوسی کر رہا ہے انہوں نے تیر مار کر شہید کر دیا۔ ان کی والدہ ام حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بڑی بہادر صحابیہ تھیں۔ پریشان ہوئیں آنحضرت ﷺ کے پاس آکر کہنے لگیں حضرت! میرا بیٹا فوت ہو گیا ہے اگر وہ جنت میں ہے تو میں صبر کرتی ہوں اور اگر دوسری طرف ہے تو دل کھول کر روؤں۔ اصل میں ان کو شبہ ہوا کہ میدان جنگ میں شہید نہیں ہوا جاسوسی کرتے ہوئے شہید ہوا ہے اور اس بات کو نظر انداز کر گئیں کہ جاسوسی کے لیے کس نے بھیجا تھا۔ وہ تو آنحضرت ﷺ کا نمائندہ تھا۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے اس کو جنت الفردوس میں جگہ عطا فرمائی ہے کوئی پریشانی کی بات نہیں ہے۔ تو حدیث پاک میں آتا ہے کہ تم جب رب سے مانگو جنت الفردوس مانگو اپنے لیے اور اپنے عزیز رشتہ داروں کے لیے۔ باقی عطا رب تعالیٰ نے کرنی ہے جس کو چاہے دے جس کو چاہے نہ دے۔ ہمارے کہنے سے کسی کو مل نہیں جائے گی نہ کسی سے چھینی جائے گی وہ تو اعمال کے مطابق معاملہ ہوگا مگر تم اظہارِ عقیدت تو کرو تمہیں دعا کا ثواب ملے گا۔ ملے گی تو اپنے اعمال کی بنیاد پر اور ایمان کی بنیاد پر۔ محض دعاؤں سے جنتیں

نہیں ملتیں هُمْ فِيهَا خٰلِدُوْنَ وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے۔ جو خوش نصیب جنت میں داخل ہو گیا پھر وہ کبھی وہاں سے نکلے گا نہیں۔ آج ہم جنت کی زندگی کا تصور بھی نہیں کر سکتے۔ ہمارے دماغ فیل ہو جائیں گے وہاں کی زندگی کو ہم شمار نہیں کر سکتے لاکھوں کروڑوں ،اربوں، کھربوں سال نہ ختم ہونے والی زندگی ہے۔ دنیا کی زندگی آخرت کے مقابلے میں صفر ہے۔ کتنا بے وقوف آدمی ہے وہ جو اس فانی زندگی کے مقابلے میں آخرت کو خراب کر لے۔ اور آج حالت یہی ہے لوگ کہتے ہیں......

ایہہ جہان مٹھا او کسے نہ ڈِٹھا

یہ جہان میٹھا ہے آنے والا کسی نے نہیں دیکھا۔ (حالانکہ ہمارے پیارے پیغمبر ﷺ نے معراج والی رات وہ جہان دیکھا ہے اور ہمیں آکر بتایا ہے اور ہر چیز سے آگاہ کیا ہے۔ تو پھر یہ جملہ کتنا غلط ہے کہ ایہہ جہان مٹھا او کسے نہ ڈِٹھا۔ نواز بلوچ)

تخلیق انسانی :

ہماری ساری تگ ودو، محنت مشقت اسی جہان کے لیے ہے حالانکہ آخرت کے مقابلے میں اس کی حیثیت خاک کی بھی نہیں ہے وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ اور البتہ تحقیق ہم نے پیدا کیا انسان کو مِنْ سُلٰلَةٍ مِّنْ طِيْنٍ مٹی کے خلاصے سے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت کاملہ کے ساتھ اس کا گارا بنایا اس کو گوندھا اور آدم علیہ السلام کا ڈھانچا بنایا۔ فرمایا خَلَقْتُ بِيَدَيَّ [ص:۷۵] "میں نے اپنے دونوں ہاتھوں سے بنایا۔" جو ہاتھ رب تعالیٰ کی شان کے لائق ہیں۔ پھر روح پھونکی اور وہ نقل و حرکت کرنے لگ گئے۔ پھر آگے نسل انسانی کیسے چلی؟ ثُمَّ جَعَلْنٰهُ نُطْفَةً فِيْ قَرَارٍ مَّكِيْنٍ پھر بنایا ہم نے اس انسان کو نطفے کی شکل میں ایسی جگہ میں جو ٹکنے والی تھی۔ ماں کے رحم میں کہ ماں سمجھ سکتی ہے کہ لڑکا ہے یا

لڑکی ہے نہ باپ سمجھ سکتا ہے۔ ہمیں اپنے جسم کے اعضاء اور رگوں کی کوئی سمجھ نہیں اور خالق کائنات تمام رگیں اور شریانیں جانتا ہے۔ اور کس کا کس کے ساتھ جوڑ ہے۔ کوئی شے خراب ہو جائے تو دنیا کے سارے ڈاکٹر مل کر بھی ویسی نہیں بنا سکتے مگر رب تعالیٰ کی دی ہوئی مفت چیزوں کی ہمیں کوئی قدر نہیں ہے۔ بندہ عاجز اور کمزور ہے۔ اس کے عاجز ہونے کا اندازہ اس سے لگاؤ کہ جب اس کا پیشاب رک جائے تو اس کا کیا حال ہوتا ہے۔ سارے اختیارات رب تعالیٰ قادر مطلق کے پاس ہیں ہمیں اس کی نافرمانی سے بچنا چاہیے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں بچائے۔

(آمین)

۞۞۞

ثُمَّ خَلَقْنَا النُّطْفَةَ عَلَقَةً فَخَلَقْنَا الْعَلَقَةَ مُضْغَةً فَخَلَقْنَا الْمُضْغَةَ عِظٰمًا فَكَسَوْنَا الْعِظٰمَ لَحْمًا ثُمَّ اَنْشَاْنٰهُ خَلْقًا اٰخَرَ ؕ فَتَبٰرَكَ اللّٰهُ اَحْسَنُ الْخٰلِقِیْنَ ﴿۱۴﴾ ؕ ثُمَّ اِنَّكُمْ بَعْدَ ذٰلِكَ لَمَیِّتُوْنَ ﴿۱۵﴾ ؕ ثُمَّ اِنَّكُمْ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ تُبْعَثُوْنَ ﴿۱۶﴾ وَ لَقَدْ خَلَقْنَا فَوْقَكُمْ سَبْعَ طَرَآئِقَ ۖۗ وَ مَا كُنَّا عَنِ الْخَلْقِ غٰفِلِیْنَ ﴿۱۷﴾ وَ اَنْزَلْنَا مِنَ السَّمَآءِ مَآءًۢ بِقَدَرٍ فَاَسْكَنّٰهُ فِی الْاَرْضِ ۖۗ وَ اِنَّا عَلٰى ذَهَابٍۭ بِهٖ لَقٰدِرُوْنَ ﴿۱۸﴾ۚ فَاَنْشَاْنَا لَكُمْ بِهٖ جَنّٰتٍ مِّنْ نَّخِیْلٍ وَّ اَعْنَابٍ ۘ لَكُمْ فِیْهَا فَوَاكِهُ كَثِیْرَةٌ وَّ مِنْهَا تَاْكُلُوْنَ ﴿۱۹﴾ ۙ وَ شَجَرَةً تَخْرُجُ مِنْ طُوْرِ سَیْنَآءَ تَنْۢبُتُ بِالدُّهْنِ وَ صِبْغٍ لِّلْاٰكِلِیْنَ ﴿۲۰﴾ وَ اِنَّ لَكُمْ فِی الْاَنْعَامِ لَعِبْرَةً ؕ نُسْقِیْكُمْ مِّمَّا فِیْ بُطُوْنِهَا وَ لَكُمْ فِیْهَا مَنَافِعُ كَثِیْرَةٌ وَّ مِنْهَا تَاْكُلُوْنَ ﴿۲۱﴾ ۙ وَ عَلَیْهَا وَ عَلَى الْفُلْكِ تُحْمَلُوْنَ ﴿۲۲﴾ ع

ثُمَّ خَلَقْنَا النُّطْفَةَ پھر بنایا ہم نے نطفے سے عَلَقَةً لوتھڑا فَخَلَقْنَا الْعَلَقَةَ پھر بنایا ہم نے لوتھڑے سے مُضْغَةً بوٹی (گوشت) فَخَلَقْنَا الْمُضْغَةَ عِظٰمًا پھر بنائیں ہم نے بوٹی میں ہڈیاں فَكَسَوْنَا الْعِظٰمَ لَحْمًا پس پہنایا ہم نے ہڈیوں کو گوشت ثُمَّ اَنْشَاْنٰهُ پھر ہم نے اس کو پیدا کیا خَلْقًا اٰخَرَ ایک اور پیدائش میں فَتَبٰرَكَ اللّٰهُ اَحْسَنُ الْخٰلِقِیْنَ پس برکت والا ہے اللہ تعالیٰ جو

سب سے بہتر بنانے والا ہے ثُمَّ اِنَّكُمْ پھر بے شک تم بَعْدَ ذٰلِكَ اس کے
بعد لَمَيِّتُوْنَ البتہ مرنے والے ہو ثُمَّ اِنَّكُمْ پھر بے شک تم يَوْمَ الْقِيٰمَةِ
قیامت والے دن تُبْعَثُوْنَ کھڑے کیے جاؤ گے وَلَقَدْ خَلَقْنَا فَوْقَكُمْ اور
البتہ تحقیق ہم نے پیدا کیے ہیں تمہارے اوپر سَبْعَ طَرَآئِقَ سات راستے وَمَا
كُنَّا عَنِ الْخَلْقِ غٰفِلِيْنَ اور نہیں ہیں ہم مخلوق سے غافل وَاَنْزَلْنَا اور ہم نے
نازل کیا مِنَ السَّمَآءِ آسمان کی طرف سے مَآءً پانی بِقَدَرٍ اندازے کے
ساتھ فَاَسْكَنّٰهُ فِي الْاَرْضِ پس ہم نے ٹھہرایا اس کو زمین میں وَاِنَّا اور بے
شک ہم عَلٰى ذَهَابٍۢ بِهٖ اس کے لے جانے پر لَقٰدِرُوْنَ البتہ قادر ہیں
فَاَنْشَاْنَا لَكُمْ پس ہم نے پیدا کیا تمہارے لیے بِهٖ اس کے ذریعے جَنّٰتٍ
باغات مِّنْ نَّخِيْلٍ کھجوروں کے وَّاَعْنَابٍ اور انگوروں کے لَكُمْ فِيْهَا
تمہارے لیے ان باغات میں فَوَاكِهُ پھل ہیں كَثِيْرَةٌ بہت سارے وَّمِنْهَا تَاْ
كُلُوْنَ اور انہی میں سے تم کھاتے ہو وَشَجَرَةً اور ہم نے پیدا کیا درخت
تَخْرُجُ مِنْ طُوْرِ سَيْنَآءَ جو نکلتا ہے طور سینا پہاڑ سے تَنْۢبُتُ بِالدُّهْنِ جو تیل
اگاتا ہے وَصِبْغٍ اور سالن لِّلْاٰكِلِيْنَ کھانے والوں کے لیے وَاِنَّ لَكُمْ اور
بے شک تمہارے لیے فِي الْاَنْعَامِ مویشیوں میں لَعِبْرَةً البتہ عبرت ہے
نُسْقِيْكُمْ ہم پلاتے ہیں تمہیں مِّمَّا اس چیز سے فِيْ بُطُوْنِهَا جو ان کے پیٹوں
میں ہے وَلَكُمْ فِيْهَا مَنَافِعُ كَثِيْرَةٌ اور تمہارے لیے ان جانوروں میں بہت

فائدے ہیں وَّمِنھَا تَاْکُلُوْنَ اوران میں سے تم کھاتے ہو وَعَلَیْھَا اوران جانوروں پر وَ عَلَی الْفُلْکِ اورکشتیوں پر تُحْمَلُوْنَ تم سوار کیے جاتے ہو۔

مشرکین مکہ قیامت کے منکر تھے:

مشرکین مکہ سختی اور شدت کے ساتھ قیامت کاانکار کرتے تھے۔کہتے تھے اِنْ ھِیَ اِلَّا حَیَاتُنَا الدُّنْیَا وَمَا نَحْنُ بِمَبْعُوْثِیْنَ [انعام:۲۹] ''نہیں ہے مگر دنیا کی زندگی اور ہم دوبارہ نہیں اٹھائے جائیں گے۔'' اور کبھی کہتے مَنْ یُّحْیِ الْعِظَامَ وَھِیَ رَمِیْمٌ [یٰسین:۷۸] ''کون زندہ کرے گا ہڈیوں کو حالانکہ وہ بوسیدہ ہوچکی ہونگی۔'' اور کبھی کہتے ءَ اِذَا کُنَّا عِظَامًا وَّ رُفَاتًا ءَ اِنَّا لَمَبْعُوْثُوْنَ خَلْقًا جَدِیْدًا [بنی اسرائیل:۹۸] ''کیا جب ہم ہوجائیں گے ہڈیاں اور چورا چورا کیا ہم اٹھائے جائیں گے نئی پیدائش میں۔'' اور کبھی کہتے ءَ اِذَا ضَلَلْنَا فِی الْاَرْضِ ءَ اِنَّا لَفِیْ خَلْقٍ جَدِیْدٍ [سجدہ:۱۰] ''کیا جب ہم رل مل جائیں گے زمین میں کیا ہم نئی پیدائش میں کیے جائینگے۔'' تو وہ قیامت کا، دوبارہ زندہ ہونے کا شدت کے ساتھ انکار کرتے تھے۔

اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کا رد فرمایا ہے ثُمَّ خَلَقْنَا النُّطْفَۃَ پھر بنایا ہم نے نطفے سے عَلَقَۃً لوتھڑا فَخَلَقْنَا الْعَلَقَۃَ مُضْغَۃً پس پیدا کیا ہم نے لوتھڑے سے بوٹی کو سخت قسم کی بوٹی بنائی فَخَلَقْنَا الْمُضْغَۃَ عِظٰمًا پھر بنائیں ہم نے بوٹی میں ہڈیاں فَکَسَوْنَا الْعِظٰمَ لَحْمًا پس پہنایا ہم نے ہڈیوں کو گوشت۔اپنی قدرت کاملہ کے ساتھ ہڈیوں پر گوشت چڑھایا۔ماں کے رحم میں چالیس دن تک نطفہ نطفے کی شکل میں رہتا ہے پھر رب تعالیٰ کی قدرت کاملہ کے ساتھ لوتھڑا بن جاتا ہے پھر چالیس دن کے بعد وہ لوتھڑا سخت قسم کی بوٹی بن جاتا ہے پھر اس کو اللہ تعالیٰ ہڈیوں میں تبدیل کردیتا ہے، سر، بازو، ٹانگیں، انگلیوں

کی ہڈیاں یہ تقریباً چار ماہ میں ڈھانچا بن جاتا ہے شکل وصورت بن جاتی ہے لڑکا ہو یا لڑکی ہو۔ پھر چار ماہ کے بعد ثُمَّ اَنْشَاْنٰهُ خَلْقًا اٰخَرَ پھر پیدا کیا ہم نے اس کو ایک اور پیدائش میں۔ اس میں رُوح پھونکتے ہیں وہ زندہ ہو جاتا ہے۔ او ظالمو! جو خدا یہ کام کر سکتا ہے وہ دوبارہ پیدا نہیں کر سکتا؟

حضرت مولانا سید محمد انور شاہ صاحب کشمیریؒ فرماتے ہیں کہ دنیا میں انسان کے وجود سے زیادہ عجیب چیز کوئی نہیں ہے۔ حقیر قطرے سے اللہ تعالیٰ نے انسان بنا دیا مگر چونکہ انسان روزمرہ پیدا ہوتے رہتے ہیں اس لیے کوئی تعجب نہیں کرتا رب تعالیٰ کی قدرت سمجھنا چاہیں تو اس سے سمجھ سکتے ہیں فَتَبٰرَکَ اللّٰهُ اَحْسَنُ الْخٰلِقِیْنَ پس برکت والا ہے اللہ تعالیٰ جو سب سے بہتر بنانے والا ہے۔ دنیا صرف تصویریں بنا سکتی ہے، بت اور مورتیاں بنا سکتی ہے ان میں جان نہیں ڈال سکتی۔ پروردگار وہ ہے جس نے جان بھی ڈال دی ہے۔ فرمایا یہ بھی یاد رکھو! ثُمَّ اِنَّکُمْ بَعْدَ ذٰلِکَ لَمَیِّتُوْنَ پھر بے شک تم اس کے بعد مرنے والے ہو۔ اور یہ بھی یاد رکھو! ثُمَّ اِنَّکُمْ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ تُبْعَثُوْنَ پھر بے شک تم قیامت والے دن اٹھائے جاؤ گے۔ قیامت کا تم کیسے انکار کر سکتے ہو؟ اپنی حقیقت کو دیکھو تم کیا تھے، کیا بنے، کس نے بنایا اور کیا سے کیا بنایا۔ سورہ یٰسین میں فرمایا قُلْ یُحْیِیْهَا الَّذِیْٓ اَنْشَاَهَآ اَوَّلَ مَرَّةٍ ”آپ فرما دیں وہ زندہ کرے گا جس نے اس کو پہلی مرتبہ پیدا فرمایا۔“ رب تعالیٰ کی اور قدرت دیکھو! وَلَقَدْ خَلَقْنَا فَوْقَکُمْ سَبْعَ طَرَآئِقَ۔ طَرَائِق طریقه کی جمع ہے بمعنی راستہ۔ معنی ہوگا اور البتہ تحقیق پیدا کیے ہم نے تمہارے اوپر سات راستے اور مراد آسمان ہیں کیونکہ یہ فرشتوں کے راستے ہیں اور ستاروں کے راستے ہیں سورج چاند کے بھی راستے ہیں۔ اب مطلب ہوگا کہ ہم نے پیدا کیے تمہارے اوپر سات

آسمان۔ پہلے آسمان کو دیکھو جو ہمیں نظر آتا ہے کہ بغیر ستون بغیر کسی سہارے کے اللہ تعالیٰ نے کھڑا کیا ہے۔ جو پروردگار اتنی بلند چیز کو پیدا کر سکتا ہے پھر ایک نہیں سات آسمان ہیں کیا وہ انسان کے چھوٹے سے وجود کو پیدا نہیں کر سکتا؟ تم رب تعالیٰ کی قدرت کا کس طرح انکار کرتے ہو؟ وَمَا كُنَّا عَنِ الْخَلْقِ غٰفِلِيْنَ اور نہیں ہیں ہم مخلوق سے غافل۔ سب کچھ ہم دیکھ رہے ہیں۔ انسان کی پیدائش سے پہلے رب تعالیٰ جانتا ہے کہ یہ کیا کرے گا اس کے دل میں کیا کیا آئے گا۔ اور رب تعالیٰ کی قدرت دیکھو! وَاَنْزَلْنَا مِنَ السَّمَآءِ مَآءً اور اتارا ہم نے آسمان کی طرف سے پانی، بارش بِقَدَرٍ اندازے کے ساتھ، حکمت کے مطابق فَاَسْكَنّٰهُ فِي الْاَرْضِ پس ہم نے ٹھہرایا اس کو زمین میں۔ دور جانے کی ضرورت نہیں ہے ہمارا پاکستان چھوٹا سا ملک ہے اس ملک میں ایسے علاقے ہیں کہ لوگوں نے تالاب اور حوض بنائے ہوتے ہیں جہاں بارش کا پانی جمع ہوتا ہے خود پیتے ہیں جانوروں کو پلاتے ہیں اسی سے کپڑے دھوتے ہیں اور دیگر ضروریات پوری کرتے ہیں۔ فصلیں بھی اسی پانی سے سیراب کرتے ہیں۔ تو فرمایا ہم نے اس کو ٹھہرایا زمین میں وَاِنَّا عَلٰى ذَهَابٍ بِهٖ لَقٰدِرُوْنَ اور بیشک ہم اس پانی کے لے جانے پر البتہ قادر ہیں۔ زمین کو حکم دیں سارا پانی جذب کر لے ایک قطرہ پانی کا اوپر نہ رہے، ہوا کو حکم دیں کہ سارا پانی اڑا کر لے جائے، سورج کو حکم دیں کہ اپنی حرارت سے سارا پانی خشک کر دے تو اس وقت تم کیا کر سکتے ہو؟ تو ہم نے پانی کو نازل کیا ہے پھر اس کو زمین میں ٹھہرایا ہے تاکہ تم اپنی ضروریات پوری کرو فَاَنْشَاْنَا لَكُمْ بِهٖ جَنّٰتٍ پس ہم نے پیدا کیے تمہارے لیے اس پانی کے ذریعے باغات۔ وہ باغات کس چیز کے ہیں مِّنْ نَّخِيْلٍ کھجوروں کے وَّاَعْنَابٍ اور انگوروں کے ہیں۔ یہ دو چیزیں چونکہ وہاں عام تھیں اور دیر تک رہنے والی تھیں اس لیے ان کا ذکر فرمایا۔

کھجور کئی سال تک پڑی رہتی ہے۔انگور خشک کر کے کشمش اور منقّی بناتے ہیں جو کئی سالوں تک کام آتا ہے۔ان کے علاوہ باقی پھل زیادہ دیر تک نہیں سنبھالے جاسکتے۔ہاں!البتہ آج کل کے سائنسی دور میں دوسرے پھلوں کو بھی سٹور کرلیا جاتا ہے۔اس وقت یہ سلسلہ نہیں تھا۔اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں لَكُمْ فِيهَا فَوَاكِهُ كَثِيرَةٌ تمہارے لیے ان باغات میں پھل ہیں بہت سارے۔ہر علاقے میں جدا جدا پھل ہیں وَّمِنْهَا تَاْكُلُوْنَ اور ان پھلوں میں سے تم کھاتے ہو۔رب تعالیٰ کی قدرت پر تم غور نہیں کرتے کہ زمین کس نے پیدا فرمائی ،بارش کس نے برسائی ،باغات کھیت کس نے اگائے ، پھلوں میں لذت کس نے رکھی ؟ ہاں!اگر آدمی آنکھیں بند کر لے تو اسے کچھ نہیں نظر آتا۔

{ انھے نوں بازار پھرایا تھاں تھاں دا انھوں سیر کرایا

جا پوچھیا اس انھے توں آکھے کُجھ نظری نہ آیا۔بلوچ }

زیتون کا تیل طبی لحاظ سے زیادہ مفید ہے :

ایک اور چیز پر غور کرو وَشَجَرَةً تَخْرُجُ مِنْ طُوْرِ سَيْنَآءَ اور ہم نے پیدا کیا درخت جو نکلتا ہے طور سینا پہاڑ سے۔اس پہاڑ کو طور سینین بھی کہتے ہیں طور بھی کہتے ہیں وہاں زیتون کے بڑے بڑے درخت ہوتے ہیں ساتھ پھل لگتا ہے تَنْبُتُ بِالدُّهْنِ جو تیل اگاتا ہے۔ہمارے ہاں نہ وہ درخت ہیں اور نہ زیتون کے تیل کو استعمال کرنے کی عادت ہے۔ عرب ممالک میں آج بھی زیتون کا تیل کھانے اور لگانے کے لیے استعمال ہوتا ہے طبی نقطۂ نظر سے انسان کی صحت کے لیے بہ نسبت گھی کے زیادہ مفید ہے۔اصل گھی بھی اگر نصیب ہو جائے تو یہ ان لوگوں کیلئے سونے پر سہاگا ہے جو لوگ محنت کا کام کرتے ہیں ان کے اعضاء حرکت کرتے ہیں اور جو لوگ بیٹھے رہتے ہیں دیسی گھی ان کے اعصاب کو کمزور

کر دیتا ہے۔ اور زیتون کے تیل میں رب تعالیٰ نے یہ خاصیت رکھی ہے کہ وہ مقوی اعصاب ہے، معدے کی زائد رطوبات کو خشک کرتا ہے اور ہم جو اصل گھی کھاتے ہیں وہ گھٹنوں میں بیٹھ جاتا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ نے احسان کے طور پر فرمایا ہے کہ ہم نے طور سینا میں وہ درخت پیدا فرمایا ہے جو تیل پیدا کرتا ہے وَصِبۡغٍ لِّلۡاٰكِلِيۡنَ اور سالن ہے کھانے والوں کے لیے۔ جیسے ہمارے ہاں بعض علاقوں میں لوگ گھی کے ساتھ کھاتے ہیں بعضے اس میں شکر چینی ڈالتے ہیں اور بعضے نہیں ڈالتے۔ اسی طرح وہ لوگ زیتون کے تیل کے ساتھ روٹی کھاتے تھے تو جس طرح رب تعالیٰ نے زیتون کا درخت پیدا فرمایا اور اس سے تیل نکالا اسی طرح تمہیں دوبارہ زندہ کرے گا وَ اِنَّ لَكُمۡ فِى الۡاَنۡعَامِ لَعِبۡرَةً اور بے شک تمہارے لیے مال مویشیوں میں البتہ عبرت ہے نُسۡقِيۡكُمۡ مِّمَّا فِىۡ بُطُوۡنِهَا ہم پلاتے ہیں تمہیں اس چیز سے جو ان کے پیٹوں میں ہے دودھ۔ پیٹ میں گھاس چارا ہے اللہ تعالیٰ کی قدرت سے اس کے دو حصے بن جاتے ہیں ایک حصہ تو بدن کے لیے خون بن جاتا ہے اور دوسرا حصہ جگر کے ذریعے گوبر، پیشاب بن جاتا ہے۔ فضلہ اگر خارج نہ ہو تو نہ حیوان تندرست رہتا ہے نہ انسان۔ اللہ تعالیٰ نے کیسا نظام بنایا ہے۔ وہ خون بنتا ہے رب تعالیٰ اس کو دو حصوں میں تقسیم کر دیتے ہیں۔ ایک حصہ بدن کے کام آتا ہے دوسرا حصہ خون کا دودھ کی شکل اختیار کر لیتا ہے۔ تم نے سبز چارا ڈالا اور سفید دودھ نکل آیا۔ سوکھے ٹکڑے اور بھوسا ڈالا جو انسان کھا نہیں سکتا رب تعالیٰ کی قدرت دیکھو کہ گائے بھینس نے کھایا تو وہ دودھ بن گیا۔ پھر دیکھو! بیل وہی کچھ کھائے بھینسا وہی کچھ کھائے تو دودھ نہیں بنتا، گائے بھینس کھائے تو دودھ بنتا ہے یہ کس کی قدرت سے ہے؟ رب تعالیٰ کی قدرت سے ہے تو دور جانے کی ضرورت نہیں ہے تمہارے جانوروں میں عبرت کا سامان

موجود ہے وَلَكُمْ فِيهَا مَنَافِعُ كَثِيرَةٌ اور تمہارے لیے ان جانوروں میں بہت سے فائدے ہیں۔ ان کی اون استعمال کرتے ہو، بال استعمال کرتے ہو تمہاری مالیت بڑھتی ہے، دودھ پیتے ہو، لسی استعمال کرتے ہو وَّمِنْهَا تَأْكُلُوْنَ اور ان جانوروں میں سے کھاتے بھی ہو۔ جس رب نے یہ سب کچھ تمہارے لیے پیدا فرمایا ہے وہی قیامت لائے گا وَعَلَيْهَا اور ان جانوروں پر۔ عرب کا علاقہ ریگستانی ہے، پتھریلا ہے انسان وہاں بڑی مشکل سے چل سکتا ہے۔ ریت میں تو انسان پاؤں آگے رکھتا ہے پیچھے آتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے لیے بڑے بڑے قد والے اونٹ پیدا فرمائے ہیں جن کے چوڑے چوڑے پاؤں ہیں کہ ریت میں دھنستے نہیں ہیں اور لمبے لمبے قدم رکھتے ہیں بعض موسموں میں عرب میں تیز ہوائیں چلتی ہیں ان میں یہ قافلے کے قافلے دوڑتے جاتے ہیں اور سفر بڑی جلدی طے ہوتا ہے۔ تو ان جانوروں پر وَعَلَى الْفُلْكِ تُحْمَلُوْنَ اور کشتیوں پر تم اٹھائے جاتے ہو یعنی سوار کیے جاتے ہو۔ کشتیاں رب تعالیٰ کی قدرت سے دریاؤں میں چلتی ہیں سمندروں میں چلتی ہیں تم ان پر سوار ہوتے ہو اِدھر سے اُدھر اور اُدھر سے اِدھر جاتے آتے ہو۔ اور فائدے حاصل کرتے ہو۔ جس رب تعالیٰ کی قدرت سے یہ سب کچھ ہو رہا ہے وہی تمہیں دوبارہ زندہ کرے گا۔

۞۞۞

وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا نُوْحًا اِلٰى قَوْمِهٖ فَقَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ ؕ اَفَلَا تَتَّقُوْنَ ﴿۲۳﴾ فَقَالَ الْمَلَؤُا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ قَوْمِهٖ مَا هٰذَاۤ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ ۙ يُرِيْدُ اَنْ يَّتَفَضَّلَ عَلَيْكُمْ ؕ وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ لَاَنْزَلَ مَلٰٓئِكَةً ۖۚ مَّا سَمِعْنَا بِهٰذَا فِىْۤ اٰبَآئِنَا الْاَوَّلِيْنَ ﴿۲۴﴾ اِنْ هُوَ اِلَّا رَجُلٌۢ بِهٖ جِنَّةٌ فَتَرَبَّصُوْا بِهٖ حَتّٰى حِيْنٍ ﴿۲۵﴾ قَالَ رَبِّ انْصُرْنِىْ بِمَا كَذَّبُوْنِ ﴿۲۶﴾ فَاَوْحَيْنَاۤ اِلَيْهِ اَنِ اصْنَعِ الْفُلْكَ بِاَعْيُنِنَا وَوَحْيِنَا فَاِذَا جَآءَ اَمْرُنَا وَفَارَ التَّنُّوْرُ ۙ فَاسْلُكْ فِيْهَا مِنْ كُلٍّ زَوْجَيْنِ اثْنَيْنِ وَاَهْلَكَ اِلَّا مَنْ سَبَقَ عَلَيْهِ الْقَوْلُ مِنْهُمْ ۚ وَلَا تُخَاطِبْنِىْ فِى الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا ۚ اِنَّهُمْ مُّغْرَقُوْنَ ﴿۲۷﴾ فَاِذَا اسْتَوَيْتَ اَنْتَ وَمَنْ مَّعَكَ عَلَى الْفُلْكِ فَقُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِىْ نَجّٰىنَا مِنَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۲۸﴾ وَقُلْ رَّبِّ اَنْزِلْنِىْ مُنْزَلًا مُّبٰرَكًا وَّاَنْتَ خَيْرُ الْمُنْزِلِيْنَ ﴿۲۹﴾ اِنَّ فِىْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ وَّاِنْ كُنَّا لَمُبْتَلِيْنَ ﴿۳۰﴾

وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا نُوْحًا اور البتہ تحقیق بھیجا ہم نے نوح علیہ السلام کو اِلٰى قَوْمِهٖ ان کی قوم کی طرف فَقَالَ پس انہوں نے فرمایا يٰقَوْمِ اے میری قوم اعْبُدُوا اللّٰهَ عبادت کرو تم اللہ تعالیٰ کی مَا لَكُمْ نہیں ہے تمہارے لیے مِنْ اِلٰهٍ کوئی معبود غَيْرُهٗ اس کے سوا اَفَلَا تَتَّقُوْنَ کیا پس تم شرک سے بچتے نہیں ہو فَقَالَ الْمَلَؤُا پس کہا جماعت نے الَّذِيْنَ كَفَرُوْا جو کافر تھے مِنْ قَوْمِهٖ ان کی

قوم میں سے مَا ھٰذَآ نہیں ہے یہ نوح علیہ السلام اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُکُمْ مگر انسان تمہارے جیسا یُرِیْدُ ارادہ کرتا ہے اَنْ یَّتَفَضَّلَ عَلَیْکُمْ کہ اپنی فضیلت جتلائے تمہارے اوپر وَلَوْ شَآءَ اللّٰہُ اور اگر چاہتا اللہ تعالیٰ لَاَنْزَلَ مَلٰٓئِکَۃً البتہ نازل کرتا فرشتوں کو مَّا سَمِعْنَا بِھٰذَا نہیں سنی ہم نے یہ بات فِیْٓ اٰبَآئِنَا الْاَوَّلِیْنَ اپنے پہلے باپ دادوں میں اِنْ ھُوَ اِلَّا رَجُلٌ نہیں ہے یہ مگر ایک آدمی بِہٖ جِنَّۃٌ اس کو جنون ہے، پاگل ہے فَتَرَبَّصُوْا بِہٖ پس تم انتظار کرو اس کا حَتّٰی حِیْنٍ ایک وقت تک قَالَ فرمایا نوح علیہ السلام نے رَبِّ اے میرے رب انْصُرْنِیْ میری مدد کر بِمَا کَذَّبُوْنِ اس لیے کہ انہوں نے مجھے جھٹلایا ہے فَاَوْحَیْنَآ پس ہم نے وحی بھیجی اِلَیْہِ نوح علیہ السلام کی طرف اَنِ اصْنَعِ الْفُلْکَ یہ کہ آپ کشتی بنائیں بِاَعْیُنِنَا ہماری آنکھوں کے سامنے وَوَحْیِنَا اور ہماری وحی کے مطابق فَاِذَا جَآءَ اَمْرُنَا پس جب آئے گا ہمارا حکم وَفَارَ التَّنُّوْرُ اور جوش مارے گا تندور فَاسْلُکْ فِیْھَا پس سوار کر لینا اس کشتی میں مِنْ کُلٍّ ہر نوع سے زَوْجَیْنِ اثْنَیْنِ دو جوڑے وَاَھْلَکَ اور اپنے اہل کو اِلَّا مَنْ سَبَقَ عَلَیْہِ الْقَوْلُ مِنْھُمْ مگر وہ کہ جن پر طے ہو چکی بات ان میں سے وَلَا تُخَاطِبْنِیْ اور مجھ سے بات نہ کرنا فِی الَّذِیْنَ ظَلَمُوْا ان لوگوں کے بارے میں جو ظالم ہیں اِنَّھُمْ مُّغْرَقُوْنَ بے شک وہ غرق کیے جائیں گے فَاِذَا اسْتَوَیْتَ اَنْتَ پس جب آپ درست ہو جائیں وَمَنْ مَّعَکَ اور وہ جو آپ کے ساتھ

ہیں عَلَى الْفُلْكِ کشتی پر فَقُلِ پس کہنا اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے الَّذِیْ نَجّٰنَا جس نے ہمیں نجات دی مِنَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِیْنَ ظالم قوم سے وَقُلْ رَّبِّ اَنْزِلْنِیْ اور کہنا اے میرے رب ہمیں اتارنا مُنْزَلًا مُّبٰرَكًا ایسی جگہ جو برکت والی ہے وَّاَنْتَ خَيْرُ الْمُنْزِلِیْنَ اور آپ ہی بہتر ین اتارنے والے ہیں اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیٰتٍ بے شک اس میں البتہ کئی نشانیاں ہیں وَّاِنْ كُنَّا لَمُبْتَلِیْنَ اور بے شک ہم آزمائش میں ڈالنے والے ہیں۔

جب سے انسانیت کا سلسلہ شروع ہوا اسی وقت سے نبوت کا سلسلہ شروع ہوا :

انسانیت کی ابتداء آدم علیہ السلام سے ہوئی اور نبوت ورسالت کا سلسلہ بھی آدم علیہ السلام سے شروع ہوا۔ پہلے پیغمبر آدم علیہ السلام تھے ان کے بعد ان کے بیٹے شیث علیہ السلام پھر ادریس علیہ السلام پھر نوح علیہ السلام۔ حضرت نوح علیہ السلام سے پہلے جتنے لوگ گزرے ہیں ان میں شرک نہیں تھا یہ تقریباً دو ہزار سال کا زمانہ بنتا ہے۔ پہلی قوم جس نے شرک کی ترویج کی وہ نوح علیہ السلام کی قوم تھی ان سے پہلے کوئی شرک نہیں تھا۔ اس قوم کی طرف اللہ تعالیٰ نے نوح علیہ السلام کو بھیجا۔

شرک کی ابتداء :

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا نُوْحًا اِلٰى قَوْمِهٖ اور البتہ تحقیق بھیجا ہم نے نوح علیہ السلام کو اُن کی قوم کی طرف۔ نوح علیہ السلام نے تبلیغ شروع کی فَقَالَ پس فرمایا

نوح علیہ السلام نے یٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ اے میری قوم! تم عبادت کرو اللہ تعالیٰ کی نہیں ہے تمہارے لئے کوئی معبود اس کے سوا۔ یٰقَوْمِ اصل میں یٰقَوْمِیْ تھا۔ ’ی‘ متکلم کی تخفیفاً حذف کردی گئی۔ خدا کے پیغمبر کا انداز دیکھو! کتنا پیارا ہے۔ یہ خدا کے پیغمبر ہیں مومن ہیں قوم ساری مشرک ہے۔ اے میری قوم! اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو اس ذات کے سوا تمہارا کوئی معبود، مشکل کشا نہیں ہے۔ سورہ نوح میں پانچ بزرگوں کے نام آتے ہیں، ود، سواع، یغوث، یعوق، نسر۔ ان پانچ بزرگوں کے انہوں نے بت بنائے ہوئے تھے اور ان کی وہ پوجا کرتے تھے یہ بزرگ کون تھے؟ اس کے متعلق مورخین فرماتے ہیں کہ وَدّ حضرت ادریس علیہ السلام کا لقب تھا اور باقی چار ان کے نیک بیٹے اور صحابی تھے۔ حضرت نوح علیہ السلام نے فرمایا اے میری قوم! اللہ تعالیٰ کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں ہے اَفَلَا تَتَّقُوْنَ کیا پس تم کفر شرک سے بچتے نہیں ہو، رب تعالیٰ کی نافرمانی سے بچتے نہیں ہو فَقَالَ الْمَلَؤُا پس کہا جماعت نے الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ قَوْمِهٖ وہ جماعت جو کافر تھی ان کی قوم میں سے۔ کیا کہا؟ مَا هٰذَآ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ نہیں ہیں نوح علیہ السلام مگر بشر انسان تمہارے جیسا۔ بشر ہو کر نبی کیسے بن گیا؟

پہلی مشرک قوم نے ہی پیغمبروں کی بشریت کا انکار کیا :

یہ پہلی قوم تھی جس نے شرک کیا اور پیغمبروں کی بشریت کا انکار کیا کہ بشر پیغمبر نہیں ہوسکتا۔ یہ دونوں عقیدے اُسی دور سے چلے ہیں اور آج تک چلے آرہے ہیں۔ نہیں ہے یہ مگر بشر تمہارے جیسا۔ یہ بشر ہو کر پیغمبر کیسے ہوگیا اس کو نبوت کیسے مل گئی؟ يُرِيْدُ اَنْ يَّتَفَضَّلَ عَلَيْكُمْ۔ تَفَضَّل باب تفعّل ہے۔ اس میں تکلف کا معنیٰ پایا جاتا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ اس کو فضیلت حاصل نہیں ہے دھکے سے اپنی فضیلت منوانا چاہتا ہے۔ معنیٰ ہوگا ارادہ

کرتا ہے کہ اپنی فضیلت جتلائے تمہارے اوپر۔اور یہ بھی کہا وَلَوْ شَآءَ اللّٰہُ اور اگر اللہ تعالیٰ چاہتا کہ پیغمبر بھیجنے ہیں تو لَاَنْـزَلَ مَلٰٓئِکَۃً البتہ نازل کرتا فرشتوں کو۔نوری مخلوق کو پیغمبر بنا کر بھیج دیتا۔فرشتے نوری ہیں۔آنحضرت ﷺ کا فرمان ہے خُلِقَتِ الْمَلٰٓئِکَۃُ مِنْ نُّوْرٍ ''فرشتے نور سے پیدا کیے گئے ہیں۔''اس نور سے نہیں جو اللہ تعالیٰ کی صفت ہے بلکہ مخلوق نور سے۔تو کہنے لگے پیغمبر تو نوری ہونا چاہیے تھا یہ بشر ہو کر نبی کیسے بن گیا مَّا سَمِعْنَا بِھٰذَا نہیں سنی ہم نے یہ بات۔جو یہ کہتا ہے الٰہ ایک ہے اس کے سوا کسی کی عبادت نہیں ہے فِیْٓ اٰبَآئِنَا الْاَوَّلِیْنَ اپنے پہلے باپ دادوں میں جو وَدّ،سواع، یغوث، یعوق اور نسر کی عبادت کرتے تھے۔ہم نے ان سے نہیں سنا کہ معبود ایک ہی ہے۔حضرت نوح علیہ السلام کے مقابلے میں محکموں میں کمیٹیاں بنائی گئیں اور ان کے ذمہ یہ مشن سپرد کیا گیا لَا تَـذَرُنَّ اٰلِھَتَـکُـمْ [سورۃ نوح] ''اپنے الٰہوں کو ہرگز نہ چھوڑنا۔''وَد،سواع، یغوث، یعوق،نسر کو نہ چھوڑنا اس کی بات پر کان نہ دھرو کہ یہ کہتا ہے معبود صرف ایک ہے اِنْ ھُوَ اِلَّا رَجُلٌ نہیں ہے یہ مگر ایک آدمی بِہٖ جِنَّۃٌ اس کو جنون ہے،پاگل ہے معاذ اللہ تعالیٰ۔ساری قوم ایک طرف ہے،وَد،سواع، یغوث، یعوق،نسر کی پوجا کرنے والی اور یہ اکیلا کہتا ہے کہ ان کی عبادت جائز نہیں ہے الٰہ صرف ایک ہے۔یہ پاگل ہے۔

حضرت نوح علیہ السلام پر ایمان لانے والوں کی تعداد :

حضرت نوح علیہ السلام کے ساتھ کوئی نہیں تھا ہاں!کئی صدیوں کے بعد کچھ آدمی ساتھ ملے جس کا ذکر سورۃ ہود آیت نمبر ۴۰ میں ہے وَمَـآ اٰمَنَ مَعَہٗٓ اِلَّا قَلِیْلٌ ''نہیں ایمان لائے ان کیساتھ مگر بہت تھوڑے۔'' حضرت نوح علیہ السلام کی تبلیغ کی مدت ساڑھے نو سو سال ہے اتنے عرصے میں بھی تھوڑے سے آدمی ایمان لائے۔اگر تورات کا

بیان مان لیں، بائبل کا بیان مان لیں تو صرف سات آدمی مومن تھے۔ چار بہوئیں اور تین بیٹے، نہ بیوی ایمان لائی اور نہ ایک بیٹا ایمان لایا لیکن قرآن کریم سے معلوم ہوتا ہے کہ کچھ اور آدمی بھی ساتھ تھے۔ تاریخ بھی بتلاتی ہے کہ کچھ اور آدمی بھی ساتھ تھے۔ کتنے تھے؟ کسی نے ۸۰ لکھے ہیں کسی نے ۸۴ لکھے ہیں کسی نے ۹۰ لکھے ہیں۔ مرد، عورتیں، بچے، بوڑھے، جوان ملا کر۔ مفسرین کرامؒ تاریخ کے اوراق الٹ پلٹ کر تھک ہار کر بیٹھ گئے سو کی تعداد پوری نہیں ہوئی۔ تو کہنے لگے یہ ایک آدمی ہے پاگل معاذ اللہ تعالیٰ۔ فَتَرَبَّصُوْا بِهٖ پس تم انتظار کرو اس کا حَتّٰى حِيْنٍ ایک وقت تک۔ یہ پاگل خود مر جائے گا۔ حضرت نوح علیہ السلام جہاں کہیں کچھ آدمیوں کو اکٹھا دیکھتے تو رب تعالیٰ کا پیغام سنانے کیلئے وہاں پہنچتے تو مجلس والے کہتے مَجْنُوْنٌ وَّازْدُجِرَ [قمر:۹] یہ پاگل ہے دھکے مار کر نکال دیتے تھے۔ تو نوح علیہ السلام چھت پر چڑھ کر فرماتے يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ ثُمَّ اِنِّىْ اَعْلَنْتُ لَهُمْ ”پھر بے شک میں نے ان کو علی الاعلان دعوت دی۔“ تاریخ بتاتی ہے کہ لوگ جنگلوں میں لکڑیاں کاٹنے کے لیے جاتے، گھاس چارا کاٹنے کے لیے جاتے تو یہ ساتھ ہو جاتے اور توحید کا پیغام پہنچانا شروع کر دیتے وہ اپنا کام کرتے اور یہ تبلیغ کرتے رہتے تھے۔ واپسی تک یہی سلسلہ شروع رہتا۔ کوئی ہل چلا رہا ہے تو وہاں پہنچ جاتے خوشی غمی کی مجلس ہوتی وہاں پہنچ جاتے، لوگ مردے کو دفن کر رہے ہیں اور یہ بیان فرما رہے ہیں يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ اگر دلہن کی ڈولی لے کر جا رہے ہیں تو یہ ساتھ ہو جاتے اور فرماتے يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ لوگ کہتے یہ پاگلوں کا کام ہے نہ خوشی دیکھتا ہے نہ غمی، کوئی ہل چلا رہا ہے، کوئی چارا کاٹ رہا ہے اس نے اپنی رٹ لگائی ہوتی ہے يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ اے

میری قوم! عبادت کرو اللہ تعالیٰ کی اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں ہے۔ ساڑھے نو سو سال کا عرصہ اس طرح گزرا تو حضرت نوح علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے درخواست کی قَالَ کہا نوح علیہ السلام نے رَبِّ انْصُرْنِیْ اے میرے رب میری مدد کر بِمَا کَذَّبُوْنِ اس لیے کہ انہوں نے مجھے جھٹلا دیا ہے۔ فَاَوْحَیْنَآ اِلَیْهِ پس ہم نے وحی بھیجی نوح علیہ السلام کی طرف اَنِ اصْنَعِ الْفُلْکَ بِاَعْیُنِنَا یہ کہ بناؤ تم کشتی ہماری آنکھوں کے سامنے، ہماری نگرانی میں وَوَحْیِنَا اور ہماری وحی کے مطابق، ہماری ہدایت کے مطابق۔

کشتی نوح علیہ السلام گوپھر کی لکڑی سے تیار کی گئی :

تورات میں ہے کہ گوپھر کے درخت کی لکڑی سے کشتی تیار کی گئی تھی یہ درخت شام کے علاقے میں ہوتا ہے جیسے ہمارے علاقے میں شیشم کی لکڑی اور صوبہ سرحد (خیبر پختون خواہ) کے علاقے میں اخروٹ کی لکڑی بڑی مضبوط ہوتی ہے اس کی لوگ پرات بناتے ہیں آٹا گوندھنے کے لیے اور چمچ بناتے ہیں سالن پکانے کے لیے اور ہندوستان میں ساگوان کی لکڑی جس سے بندوقوں کے دستے، بٹ بناتے ہیں۔ تو کشتی گوپھر درخت کی لکڑی سے بنائی گئی۔ تورات میں ہے کہ یہ کشتی تین سو ہاتھ لمبی تھی یعنی پانچ سو پچاس فٹ اور پچاس ہاتھ چوڑی تھی اکانوے فٹ آٹھ انچ۔ اور تیس ہاتھ اونچی تھی یعنی پچاس فٹ۔ یہ پیمائش ہے کشتی کی۔ اس میں انہوں نے کئی درجے اور خانے بنائے۔ ایک خانے میں کھانے پکانے کی چیزیں اس سے اوپر والی منزل میں جانور اس سے اوپر والی منزل انسانوں کے لیے۔ سورہ ہود آیت نمبر ۳۸ میں ہے کہ جب لوگ نوح علیہ السلام کے پاس سے گزرتے تھے تو سَخِرُوْا مِنْهُ ''ان سے مذاق کرتے تھے۔'' کہتے پہلے تو آپ نبی تھے اب ترکھان بن گئے ہو۔ کوئی کہتا یہ کشتی کہاں چلائے گا؟ دوسرا کہتا ہمارے چھوٹے تالاب میں چلائے

گا۔ مذاق اڑاتے تھے۔ حضرت نوح علیہ السلام نے فرمایا اِنْ تَسْخَرُوْا مِنَّا فَاِنَّا نَسْخَرُ مِنْكُمْ كَمَا تَسْخَرُوْنَ [سورہ ہود] ''اگر تم ٹھٹھا کرتے ہو ہمارے ساتھ پس بے شک ہم بھی تمہارے ساتھ ٹھٹھا کریں گے جیسا کہ تم کرتے ہو ٹھٹھا۔'' ہماری باری بھی آئے گی۔ فَاِذَا جَآءَ اَمْرُنَا پس جب آئے گا ہمارا حکم وَفَارَ التَّنُّوْرُ اور جوش مارے گا تندور۔ یہ علامت ہوگی ہمارے عذاب کے ابتداء کی کہ تمہارے گھر والے تندور سے پانی جوش کے ساتھ ابھرے تو آپ اپنی تیاری کرلیں۔ فَاسْلُكْ فِيْهَا پس سوار کرلیں اس کشتی میں مِنْ كُلٍّ زَوْجَيْنِ اثْنَيْنِ ہر نوع سے دو جانور نر مادہ، بیل گائے، گدھا گدھی، بلا بلی، کتا کتیا، خنزیر خنزیرنی وَاَهْلَكَ اور اپنے گھر کے افراد کو ہاں! اِلَّا مَنْ سَبَقَ عَلَيْهِ الْقَوْلُ مِنْهُمْ مگر وہ جن پر ہماری بات طے ہو چکی ہے ان میں سے، کنعان وغیرہ۔ کتا خنزیر بیٹھ سکتے ہیں، مشرک بیٹا نہیں بیٹھ سکتا وَلَا تُخَاطِبْنِيْ فِي الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا اور نہ مخاطب ہونا میرے ساتھ بات نہ کرنا ان لوگوں کے متعلق جو ظالم ہیں۔ حضرت نوح علیہ السلام نے پہلے اپنے بیٹے کو فرمایا ہمارے ساتھ سوار ہو جا کافروں کے ساتھ نہ ہو کلمہ پڑھ کے سوار ہو جا۔ بیٹے نے کہا سَاٰوِيْ اِلٰى جَبَلٍ يَّعْصِمُنِيْ مِنَ الْمَآءِ [ہود:۴۳] ''میں پناہ پکڑوں گا پہاڑ کی طرف وہ مجھے پانی سے بچالے گا۔'' پہاڑ کی چوٹی پر چڑھ جاؤں گا۔ پانی میرا کیا بگاڑ لے گا۔ جب غرق ہونے لگا تو نوح علیہ السلام نے دعا کی، شفقت پدری نے جوش مارا رَبِّ اِنَّ ابْنِيْ مِنْ اَهْلِيْ وَاِنَّ وَعْدَكَ الْحَقُّ [ہود:۴۰] ''اے میرے رب بے شک میرا بیٹا میرے اہل میں سے ہے اور آپ کا وعدہ سچا ہے۔'' کہ آپ کو آپ کے اہل کو بچالوں گا۔ حالانکہ رب تعالیٰ نے فرمایا تھا اِلَّا مَنْ سَبَقَ عَلَيْهِ الْقَوْلُ مِنْهُمْ مگر وہ جن کے متعلق بات طے ہو چکی ہے ان میں سے۔ لیکن شفقت پدری کی وجہ سے نوح

علیہ السلام کی اس طرف توجہ نہ ہوئی ۔اسی لیے رب تعالیٰ نے ناراضی کا اظہار فرمایا فَلاَ تَسْئَلْنِ مَا لَیْسَ لَکَ بِہٖ عِلْمٌ اِنِّیْ اَعِظُکَ اَنْ تَکُوْنَ مِنَ الْجٰھِلِیْنَ [ھود :۴۶] ''نہ مانگیں مجھ سے وہ چیز جس کا آپ کو علم نہیں ہے۔''میں نے پہلے کہہ دیا تھا کہ ظالموں کے بارے میں میرے ساتھ بات نہ کرنا۔یہ آپ کا بیٹا نہیں ہے اِنَّہٗ عَمَلٌ غَیْرُ صَالِحٍ ''بے شک اس کے عمل غیر صالح ہیں۔''میں آپ کو نصیحت کرتا ہوں کہ ہو جاؤں گے تم نادانوں میں سے۔تو فرمایا ظالموں کے بارے میں میرے ساتھ بات نہ کرنا اِنَّھُمْ مُّغْرَقُوْنَ بے شک وہ غرق کیے جائیں گے فَاِذَا اسْتَوَیْتَ اَنْتَ پس جب آپ سیدھے ہو کر بیٹھ جائیں وَمَنْ مَّعَکَ عَلَی الْفُلْکِ اور وہ جو آپ کے ساتھ ہیں وہ بھی کشتی میں بیٹھ جائیں تو فَقُلِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ پھر کہنا تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے الَّذِیْ نَجّٰنَا مِنَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِیْنَ جس نے ہمیں نجات دی ظالم قوم سے۔

سیلابِ نوح علیہ السلام ساری دنیا پر آیا :

جمہور کی رائے یہی ہے کہ یہ سیلاب پوری دنیا پر آیا تھا۔بعض لوگوں کو غلط فہمی ہے جو کہتے ہیں کہ زمین کے کچھ حصے پر آیا تھا۔یہ اتنا بڑا سیلاب تھا کہ دنیا کے کسی پہاڑ کی چوٹی نظر نہیں آتی تھی حتی کہ کوہ ہمالیہ دنیا کا سب سے بڑا پہاڑ ہے اس کی چوٹی سے بھی پانی گزر گیا تھا۔بارہویں پارے میں ہے کہ رب تعالیٰ نے آسمان کو حکم دیا کہ بارش بند کر دے اور زمین کو حکم دیا کہ پانی جذب کرنا شروع کر دے۔تورات کے مطابق چھ ماہ سترہ دن یہ کشتی چلتی رہی۔پھر جب ساری زمین سے پانی خشک ہو گیا تو وَاسْتَوَتْ عَلَی الْجُوْدِیِّ [ھود:۴۴] ''اور وہ کشتی جودی پہاڑ پر رکی۔''یہ عراق کے صوبہ موصل میں ہے۔تورات کے بیان کے مطابق اور آج کے جغرافیہ میں اس کا نام ارارات ہے۔جغرافیہ دان بتلاتے ہیں

کہ یہ پہاڑ سمندر سے سترہ ہزار فٹ کی بلندی پر ہے۔ صرف وہی بچے جو کشتی پر سوار تھے انسان اور جانور۔ اور فرمایا مجھ سے یہ دعا کرو وَقُلْ اور آپ کہہ دیں رَّبِّ اَنْزِلْنِيْ مُنْزَلًا مُّبٰرَكًا اے میرے رب! مجھے اتارنا ایسی جگہ پر جو برکت والی ہے، وہ علاقہ زرخیز ہو وَّاَنْتَ خَيْرُ الْمُنْزِلِيْنَ اور آپ ہی بہترین اتارنے والے ہیں۔ رب تعالیٰ نے یہ واقعہ بیان کر کے فرمایا اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ بے شک قوم نوح کے قصہ میں کئی نشانیاں ہیں۔ حضرت نوح علیہ السلام کا صبر اور حوصلہ دیکھو! ان کے مقابلے میں جو لوگ تھے ان کی عقل، ان کی شرارت اور گستاخی دیکھو! بدزبانی، بے لحاظی دیکھو پھر انجام دیکھو! اِن کی نجات اور اُن کا غرق ہونا دیکھو! اس میں کئی نشانیاں ہیں وَّاِنْ كُنَّا لَمُبْتَلِيْنَ اور بے شک البتہ ہم امتحان میں ڈالنے والے ہیں۔ ہم نے اِن کا بھی امتحان لیا اور اُن کا بھی امتحان لیا۔

❁❁❁

ثُمَّ اَنْشَاْنَا مِنْۢ بَعْدِهِمْ قَرْنًا اٰخَرِیْنَ ﴿۳۱﴾

فَاَرْسَلْنَا فِیْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ اَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَیْرُهٗ ؕ اَفَلَا تَتَّقُوْنَ ﴿۳۲﴾ وَقَالَ الْمَلَاُ مِنْ قَوْمِهِ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا وَكَذَّبُوْا بِلِقَآءِ الْاٰخِرَةِ وَاَتْرَفْنٰهُمْ فِی الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا ۙ مَا هٰذَاۤ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ ۙ یَاْكُلُ مِمَّا تَاْكُلُوْنَ مِنْهُ وَیَشْرَبُ مِمَّا تَشْرَبُوْنَ ﴿۳۳﴾ ۙ وَلَئِنْ اَطَعْتُمْ بَشَرًا مِّثْلَكُمْ ۙ اِنَّكُمْ اِذًا لَّخٰسِرُوْنَ ﴿۳۴﴾ ۙ اَیَعِدُكُمْ اَنَّكُمْ اِذَا مِتُّمْ وَكُنْتُمْ تُرَابًا وَّعِظَامًا اَنَّكُمْ مُّخْرَجُوْنَ ﴿۳۵﴾ ۙ هَیْهَاتَ هَیْهَاتَ لِمَا تُوْعَدُوْنَ ﴿۳۶﴾ ۙ اِنْ هِیَ اِلَّا حَیَاتُنَا الدُّنْیَا نَمُوْتُ وَنَحْیَا وَمَا نَحْنُ بِمَبْعُوْثِیْنَ ﴿۳۷﴾ ۙ اِنْ هُوَ اِلَّا رَجُلُ ِۨافْتَرٰی عَلَی اللّٰهِ كَذِبًا وَّمَا نَحْنُ لَهٗ بِمُؤْمِنِیْنَ ﴿۳۸﴾ قَالَ رَبِّ انْصُرْنِیْ بِمَا كَذَّبُوْنِ ﴿۳۹﴾ قَالَ عَمَّا قَلِیْلٍ لَّیُصْبِحُنَّ نٰدِمِیْنَ ﴿۴۰﴾ ۚ فَاَخَذَتْهُمُ الصَّیْحَةُ بِالْحَقِّ فَجَعَلْنٰهُمْ غُثَآءً ۚ فَبُعْدًا لِّلْقَوْمِ الظّٰلِمِیْنَ ﴿۴۱﴾

ثُمَّ اَنْشَاْنَا پھر ہم نے پیدا کیں مِنْ بَعْدِهِمْ ان کے بعد قَرْنًا اٰخَرِیْنَ دوسری جماعتیں فَاَرْسَلْنَا فِیْهِمْ رَسُوْلًا پس بھیجا ہم نے ان کے اندر ایک رسول مِّنْهُمْ ان میں سے اَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ یہ کہ عبادت کرو اللہ تعالیٰ کی مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَیْرُهٗ نہیں ہے تمہارے لیے کوئی معبود اللہ تعالیٰ کے سوا اَفَلَا تَتَّقُوْنَ کیا پس تم بچتے نہیں ہو وَقَالَ الْمَلَاُ اور کہا جماعت نے مِنْ قَوْمِهِ ان کی قوم سے الَّذِیْنَ كَفَرُوْا جو کافر تھے وَ كَذَّبُوْا اور انہوں نے جھٹلایا بِلِقَآءِ

الْاٰخِرَةِ آخرت کی ملاقات کو وَاَتْرَفْنٰھُمْ اور ہم نے ان کو آسودگی دی فِی الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا دنیا کی زندگی میں مَا ھٰذَآ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ نہیں ہے یہ مگر بشر تمہارے جیسا یَاْكُلُ مِمَّا تَاْكُلُوْنَ مِنْهُ کھاتا ہے وہ چیزیں جو تم کھاتے ہو وَیَشْرَبُ مِمَّا تَشْرَبُوْنَ اور پیتا ہے ان چیزوں کو جو تم پیتے ہو وَلَئِنْ اَطَعْتُمْ بَشَرًا مِّثْلَكُمْ اور اگر تم نے اطاعت کی اپنے جیسے انسان کی اِنَّكُمْ اِذًا لَّخٰسِرُوْنَ بے شک تم البتہ اس وقت نقصان اٹھانے والے ہو گے اَیَعِدُكُمْ کیا ڈراتا ہے تمہیں اَنَّكُمْ بے شک تم اِذَا مِتُّمْ جب مر جاؤ گے وَكُنْتُمْ تُرَابًا اور ہو جاؤ گے تم مٹی وَّعِظَامًا اور ہڈیاں اَنَّكُمْ مُّخْرَجُوْنَ بے شک تم نکالے جاؤ گے ھَیْهَاتَ ھَیْهَاتَ بعید ہے یہ بعید ہے لِمَا تُوْعَدُوْنَ جس کا تمہارے ساتھ وعدہ کیا جاتا ہے اِنْ ھِیَ نہیں ہے یہ اِلَّا حَیَاتُنَا الدُّنْیَا مگر ہماری دنیا کی زندگی نَمُوْتُ وَنَحْیَا ہم مرتے ہیں اور جیتے ہیں وَمَا نَحْنُ بِمَبْعُوْثِیْنَ اور ہم دوبارہ نہیں اٹھائے جائیں گے اِنْ ھُوَ اِلَّا رَجُلُ نہیں ہے یہ مگر ایک مرد افْتَرٰی عَلَی اللّٰهِ كَذِبًا اس نے افترا باندھا ہے اللہ تعالیٰ پر جھوٹ کا وَّمَا نَحْنُ لَهٗ بِمُؤْمِنِیْنَ اور نہیں ہیں ہم اس پر ایمان لانے والے قَالَ فرمایا پیغمبر نے رَبِّ انْصُرْنِیْ اے میرے رب میری مدد فرما بِمَا كَذَّبُوْنِ اس لیے کہ لوگوں نے میری تکذیب کی ہے قَالَ فرمایا پروردگار نے عَمَّا قَلِیْلٍ تھوڑے سے وقت کے بعد لَّیُصْبِحُنَّ البتہ ضرور ہو جائیں گے نٰدِمِیْنَ پشیمان فَاَخَذَتْهُمُ

الصَّيْحَةُ پس پکڑا ان کو ایک چیخ نے بِالْحَقِّ حق کے ساتھ فَجَعَلْنٰهُمْ غُثَآءً پس کردیا ہم نے ان کو خس وخاشاک فَبُعْدًا پس دوری ہے لِّلْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ اس قوم کے لیے جو ظالم تھی۔

کل آپ حضرات نے حضرت نوح علیہ السلام کا واقعہ کافی تفصیل کیساتھ سنا کہ حضرت نوح علیہ السلام نے قوم کو ساڑھے نو سو سال ڈرایا۔ چند گنتی کے خوش نصیب سعادت مند لوگ تھے جنہوں نے نوح علیہ السلام کا کلمہ پڑھا لا الٰہ الا اللہ نوح نجی اللّٰہ ۔ اللہ تعالیٰ نے تمام مجرموں کو سیلاب میں غرق کر دیا۔ ان کی تباہی کے بعد اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں ثُمَّ اَنْشَاْنَا مِنْ بَعْدِهِمْ پھر پیدا کیں ہم نے قوم نوح علیہ السلام کی تباہی کے بعد قَرْنًا اٰخَرِيْنَ دوسری جماعتیں۔ نوح علیہ السلام کی قوم کے بعد قوم عاد آئی جن کی طرف اللہ تعالیٰ نے ہود علیہ السلام کو مبعوث فرمایا۔ ان کے علاقے کے متعلق جغرافیہ دان بتاتے ہیں کہ ایک طرف سعودیہ ہے ایک طرف عمان ہے اور ایک طرف حَضَرَ مَوْتُ اور ایک طرف نجران ہے ان کے درمیان کا علاقہ عاد قوم کا تھا۔ اس علاقے میں اکثر وبیشتر ریت ہی ریت ہے آبادی بہت کم ہے فَاَرْسَلْنَا فِيْهِمْ رَسُوْلًا پس بھیجا ہم نے ان میں ایک رسول مِّنْهُمْ ان میں سے۔ ان کی طرف اللہ تعالیٰ نے حضرت ہود علیہ السلام کو بھیجا اور ان کو حکم دیا کہ ان کو سبق دو اَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ کہ عبادت کرو اللہ تعالیٰ کی نہیں تمہارے لیے کوئی معبود اللہ تعالیٰ کے سوا۔ اس کے سوا نہ کوئی معبود نہ کوئی مسجود نہ کوئی حاجت روا نہ کوئی مشکل کشا نہ کوئی فریادرس نہ کوئی دستگیر اَفَلَا تَتَّقُوْنَ کیا پس تم بچتے نہیں کفر شرک سے، اللہ تعالیٰ کی مخالفت سے وَقَالَ الْمَلَاُ اور کہا جماعت نے مِنْ قَوْمِهٖ ہود کی قوم میں سے الَّذِيْنَ كَفَرُوْا جو کافر تھے وَ كَذَّبُوْا اور انہوں نے جھٹلایا

بِلِقَآءِ الْاٰخِرَةِ آخرت کی ملاقات کو کہ آخرت نہیں ہے اور نہ ہی رب تعالیٰ کے ساتھ ملاقات ہونی ہے اور نہ مرنے کے بعد آپس میں ملاقات ہوگی۔ اور قرآن پاک کی تعلیم یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ سب کی ملاقات ہوگی سب اس کی عدالت میں پیش ہونگے، رتی رتی کا حساب ہوگا اور ایک دوسرے کے ساتھ بھی ملاقات ہوگی جنتی دوزخی بھی آپس میں ملیں گے۔ لیکن ان کافروں نے کہا کہ قیامت نہیں ہوگی وَاَتْرَفْنٰهُمْ ۔ تَرفه کے معنٰی ہیں آسودگی۔ معنٰی ہوگا اور ہم نے ان کو آسودگی دی فِی الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا دنیا کی زندگی میں مال دیا، اولاد دی، زمین دی، چشمے باغات دیئے، جانور دیئے، اس زمانے کے لحاظ سے جو بھی تھا اللہ تعالیٰ نے دیا۔ چاہیے تو یہ تھا کہ اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتے۔ اللہ تعالیٰ کے پیغمبر پر ایمان لے آتے اور اطاعت کرتے۔ الٹا اللہ تعالیٰ کے پیغمبر کی مخالفت کی اور کہا مَا هٰذَآ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ نہیں ہے یہ ہود علیہ السلام مگر انسان تمہارے جیسا۔ بشر ہوتے ہوئے نبی کیسے بن گیا اور یہ بات تم پہلے سن چکے ہو کہ جب سے کفر شرک کی ترویج شروع ہوئی ہے اسی وقت سے یہ باطل نظریہ بھی آرہا ہے کہ پیغمبر بشر نہیں ہوسکتا۔

نبی کو بشر ماننے کے بغیر نماز بھی نہیں ہوتی :

آج بھی کئی کلمہ گو جاہل قسم کے لوگ کہتے ہیں کہ پیغمبر کو بشر نہ کہو، بندہ نہ کہو۔ سوال یہ ہے کہ اگر بندہ نہ کہیں تو نماز کیسے پڑھیں؟ ہر نماز میں التحیات پڑھنی ہے اور التحیات میں ہے اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ ''میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی الٰہ نہیں ہے اور میں گواہی دیتا ہوں کہ بیشک محمد ﷺ اللہ تعالیٰ کے بندے اور رسول ہیں۔'' پہلے آپ ﷺ کی عبدیت کا اقرار ہے پھر رسالت کا۔ معاذ اللہ تعالیٰ اگر اس لفظ میں توہین کا شائبہ بھی ہوتا تو اللہ تعالیٰ کبھی نماز میں پڑھنے کا سبق نہ دیتے

۔اگر عبد کہنے میں توہین ہے تو پھر اس کا یہ مطلب ہوا کہ نماز اس وقت قبول ہوگی جب پیغمبر کی توہین کی جائے معاذ اللہ تعالیٰ۔ کتنا غلط اور باطل عقیدہ ہے۔اور یہ بات بھی میں کئی دفعہ عرض کر چکا ہوں ان لوگوں کو غلطی یہاں سے لگی ہے کہ انہوں نے اپنے آپ کو بندہ سمجھ لیا ہے بشر اور آدمی سمجھ لیا ہے اور اپنے گناہ اور کوتاہیوں کو سامنے رکھ لیا ہے کہ بندہ وہ ہوتا ہے جو گناہ کرتا ہے لہٰذا پیغمبر کو بشر نہیں ہونا چاہیے۔ حالانکہ اپنے آپ کو بشر کہنا اور سمجھنا غلطی ہے۔ بشر بڑی اونچی چیز ہے۔ آدمیت اور انسانیت کا مقام بہت بلند ہے۔ بھائی! تمہارے اوپر بندے کا چڑا ہے تم بندے کب ہو؟ پیغمبر کو آدمی اور بندہ کہنے میں کوئی توہین نہیں ہے۔رب تعالیٰ فرماتے ہیں وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِيْٓ اٰدَمَ [اسراء:۷۰] ''ہم نے بنی آدم کو مخلوق پر فضیلت دی ہے۔'' یہ اشرف المخلوقات ہے۔اس نوع کا درجہ فرشتوں سے بھی زیادہ ہے۔

(علامہ اقبال مرحوم نے کیا خوب فرمایا......

ان کی عظمت کی جھلک دیکھ کے معراج کی شب
تب سے جبریل کی خواہش ہے بشر ہو جائے

مرتب)

جو نوح علیہ السلام کی قوم کہہ چکی تھی ہود علیہ السلام کی قوم نے بھی وہی کچھ کہا مَا هٰذَآ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ نہیں ہے یہ مگر تمہارے جیسا بشر انسان يَاْكُلُ مِمَّا تَاْكُلُوْنَ مِنْهُ کھاتا ہے وہ چیزیں جو تم کھاتے ہو وَيَشْرَبُ مِمَّا تَشْرَبُوْنَ اور پیتا ہے وہ جو تم پیتے ہو۔تو کھانے پینے والا بشر نبی کیسے بن گیا؟ اس کا جواب سورۃ الانبیاء میں ہے۔اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں وَمَا جَعَلْنٰهُمْ جَسَدًا لَّا يَاْكُلُوْنَ الطَّعَامَ ''اور نہیں بنائے ہم نے ان پیغمبروں

کے ایسے جسم کہ وہ کھانا نہ کھائیں۔" تو جو بات نوح علیہ السلام کی مشرک قوم نے کہی اور ہود علیہ السلام کی مشرک قوم نے کہی بعینہٖ وہی بات مشرکین مکہ نے کہی۔ مَالِ هٰذَا الرَّسُوْلِ يَاْكُلُ الطَّعَامَ وَيَمْشِيْ فِي الْاَسْوَاقِ [فرقان: ۷] "کیا ہے اس رسول کو یہ کھانا کھاتا ہے اور چلتا ہے بازاروں میں۔" یہ تو انسان ہے یہ کیسے نبی بن گیا؟ اور یہ بھی انہوں نے کہا وَلَئِنْ اَطَعْتُمْ بَشَرًا مِّثْلَكُمْ اور اگر تم نے اطاعت کی اپنے جیسے انسان کی اِنَّكُمْ اِذًا لَّخٰسِرُوْنَ بے شک تم اس وقت نقصان اٹھانے والے ہو گے۔ دینی لحاظ سے بھی کہ تم نے اپنا مسلک چھوڑا۔ تمہارا مسلک یہ ہے کہ پیغمبر نوری ہونا چاہیے۔ کل کے سبق میں تم نے پڑھا کہ نوح علیہ السلام کی قوم نے کہا اگر اللہ تعالیٰ چاہتا تو فرشتہ اتارتا، نوری مخلوق بھیج دیتا یہ بشر کیسے نبی بن گیا؟ اور اس میں یہ بھی ہو سکتا ہے کہ لوگوں کو دھمکی دی ہو کہ اگر تم نے بشر کی اطاعت کی تو ہم تمہارے ساتھ نمٹ لیں گے تم نقصان اٹھاؤ گے۔ پھر یہ پیغمبر بڑی عجیب بات کہتا ہے۔ کیا کہتا ہے؟ اَيَعِدُكُمْ کیا ڈراتا ہے تمہیں۔ کیا یہ تمہارے ساتھ وعدہ کرتا ہے اَنَّكُمْ بیشک تم اِذَا مِتُّمْ جب مر جاؤ گے وَكُنْتُمْ تُرَابًا وَّعِظَامًا اور ہو جاؤ گے مٹی اور ہڈیاں اَنَّكُمْ مُّخْرَجُوْنَ بے شک تم نکالے جاؤ گے قبروں سے۔ قیامت آئے گی هَيْهَاتَ هَيْهَاتَ بڑی دوری ہے بڑی دوری ہے لِمَا تُوْعَدُوْنَ جس کا تمہارے ساتھ وعدہ کیا جاتا ہے۔ بڑی دور کی بات ہے یہ نہیں ہو سکتا کہ خاک ہو، بوسیدہ ہڈیاں ہو جاؤ پھر تمہیں دوبارہ قبروں سے نکالا جائے قیامت برپا ہو جائے یہ بات بالکل سمجھ سے بالاتر ہے جھوٹ ہے اِنْ هِيَ اِلَّا حَيَاتُنَا الدُّنْيَا نہیں ہے یہ مگر ہماری دنیا کی زندگی، آگے کچھ نہیں ہے بس اسی دنیا میں نَمُوْتُ وَنَحْيَا مرتے ہیں اور جیتے ہیں۔ کوئی قبر حشر نہیں ہے اور صاف لفظوں میں کہا وَمَا نَحْنُ بِمَبْعُوْثِيْنَ اور ہم دوبارہ نہیں اٹھائے

جائیں گے قبروں سے ۔ تین چیزوں کا بڑے زور شور سے انکار کرتے تھے ۔ توحید کا، رسالت کا اور معاد یعنی مرنے کے بعد دوبارہ زندہ ہونے کا۔

مشرکوں کی ضد کی انتہاء

اسی عاد قوم نے کہا تھا حضرت ہود علیہ السلام کو اَجِئْتَنَا لِنَعْبُدَ اللّٰهَ وَحْدَهٗ وَنَذَرَ مَا كَانَ يَعْبُدُ اٰبَآؤُنَا [اعراف:۷۰] ''کیا آپ ہمارے پاس آئے ہیں اس مقصد کے لیے کہ ہم عبادت کریں ایک خدا کی اور ہم چھوڑ دیں اپنے باپ دادا کے الٰہوں کو۔ مشرک کے لیے ایک خدا کی عبادت انتہائی مشکل ہے۔ اور دو چیزوں کے انکار کا ذکر یہاں ہے کہ بشر نبی نہیں بن سکتا اور ہم دوبارہ نہیں اٹھائے جائیں گے۔ کہنے لگے اِنْ هُوَ اِلَّا رَجُلُ نِافْتَرٰى نہیں ہے یہ شخص مگر اس نے افترا باندھا ہے عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا اللہ تعالیٰ پر جھوٹ کا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے نبی بنا کر بھیجا ہے اور یہ کہ اللہ تعالیٰ مردوں کو دوبارہ زندہ کرے گا یہ بالکل جھوٹ ہے (معاذ اللہ تعالیٰ) جو خدا کی طرف منسوب کیا گیا ہے وَّمَا نَحْنُ لَهٗ بِمُؤْمِنِيْنَ اور ہم نہیں ہیں ان پر ایمان لانے والے۔ جب حضرت ہود علیہ السلام ان کے ایمان لانے سے ناامید ہو گئے تو اللہ تعالیٰ سے دعا کی۔ ان پر خشک سالی آئی کھیتیاں برباد، باغات تباہ، جانور پریشان، خود ساری قوم پریشان۔ حضرت ہود علیہ السلام نے فرمایا کہ کہو تو میں اللہ تعالیٰ سے دعا کروں خشک سالی ختم ہو جائے اللہ تعالیٰ بارش برسائے۔ کہنے لگے اگر آپ کے کہنے سے بارش برسی ہے تو ہمیں ایک قطرے کی بھی ضرورت نہیں ہے۔ اب اس ضد کا دنیا میں کیا علاج ہے؟ ضد کا اگر کوئی علاج ہو سکتا ہے تو یہی ہو سکتا ہے کہ اس ضدی کے مقابلے میں کوئی طاقتور ہو جو اس کی گردن مروڑ دے اور کچھ نہیں۔

مسئلہ کشمیر ہندوؤں کی ضد کی وجہ سے رکا ہوا ہے :

اب دیکھو! کشمیر کے مسئلہ میں ہندو ضد پر اڑا ہوا ہے ورنہ کشمیر کے متعلق بات طے شدہ تھی کہ جموں کشمیر کے لوگ جدھر ملنا چاہیں ان کے ساتھ مل جائیں۔ یعنی مردم شماری ہو ان کی رائے لی جائے۔ اگر وہ ہندوستان کے ساتھ رہنا چاہتے ہیں تو ٹھیک ہے مگر اقوام متحدہ میں سب بے ایمان اکٹھے ہیں صحیح بات کرنے کے لیے تیار نہیں ہیں ورنہ کہیں کہ بھئی! بات طے شدہ ہے اس پر عمل کرو۔ مگر یہ خبیث قومیں، برطانیہ، امریکہ، فرانس، جرمنی وغیرہ مسلمانوں کی ازلی دشمن ہیں۔ مسلمانوں کو مار پڑے تو یہ خوشی سے بھنگڑے ڈالتے ہیں۔ بوسنیا میں مسلمانوں پر ظلم ہو رہا ہے، فلسطینیوں کیساتھ زیادتی ہو رہی ہے، کشمیر میں مسلمانوں پر مظالم ڈھائے جا رہے ہیں اور یہ خبیث قومیں ناچ رہی ہیں۔ ان کا واحد حل یہ ہے کہ ان کے مقابلے میں کوئی قوت ہو جو ان کی گردن مروڑ دے مگر مسلمان تتر بتر ہیں منتشر ہیں اگر آج بھی یہ اکٹھے ہو جائیں تو یہ بہت بڑی طاقت ہیں ان کا کوئی مقابلہ نہیں کر سکتا۔ مگر ان خبیث قوموں نے ان کے ایسے ذہن بگاڑ دیئے ہیں مسلمان حکمران ایک دوسرے کو نفرت سے دیکھتے ہیں اور ان کو دین سے دور اور متنفر کر دیا ہے۔ کل میں نے اخبار میں ایک وزیر کا بیان پڑھا کہ ہم نے ان مولویوں کو شکست دی ہے یا نہیں۔ یہ کہتے ہیں پتنگیں نہ اڑاؤ یہ فضول خرچی ہے۔ یہ ہمیں کھیلوں سے روکتے ہیں ہم نے پتنگ میلہ منا کر مولویوں کو شکست دی ہے۔ پرویز مشرف نے بھی یہی کچھ کہا کہ مولوی کون ہوتا ہے کھیلوں سے روکنے والا۔ یہ ان کی ذہنیت ہے۔ کوئی اچھی بات کہو تو ان کو گولی کی طرح لگتی ہے۔ بری باتوں کی طرف دوڑ دوڑ کر جاتے ہیں۔

تو جب قوم ضد پر اڑ گئی اور ہود علیہ السلام ان کے ایمان لانے سے ناامید ہو گئے تو

قَالَ فرمایا رَبِّ انْصُرْنِیْ بِمَا كَذَّبُوْنِ اے میرے رب میری مدد فرما اس لیے کہ انہوں نے مجھے جھٹلا دیا ہے قَالَ رب تعالیٰ نے فرمایا عَمَّا قَلِيْلٍ تھوڑے سے وقت کے بعد لَّيُصْبِحُنَّ نٰدِمِيْنَ البتہ ضرور ہو جائیں گے یہ پشیمان۔ جب عذاب آئے گا تو یہ کیے پر شرمندہ ہونگے واویلا کریں گے لیکن اس وقت اس واویلے کا فائدہ نہیں ہوگا۔ پھر کیا ہوا؟ فَاَخَذَتْهُمُ الصَّيْحَةُ بِالْحَقِّ پس پکڑا ان کو ایک چیخ نے حق کے ساتھ۔ یہ بڑے بڑے قدآور تھے تند و تیز ہوا نے ان کو اٹھا اٹھا کر میلوں دور پھینک دیا۔ سورہ حاقہ میں ہے كَاَنَّهُمْ اَعْجَازُ نَخْلٍ خَاوِيَةٍ ”گویا کہ وہ کھجور کے تنے ہیں جو اکھاڑ کر پھینک دیئے گئے ہوں۔“ اللہ تعالیٰ کے عذاب سے ان کا ایک شخص بھی نہ بچا۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں فَجَعَلْنٰهُمْ غُثَآءً پس ہم نے کر دیا ان کو خس و خاشاک۔ جیسے تنکے وغیرہ کہ جن کو سیلاب بہا کر لے جاتا ہے فَبُعْدًا لِّلْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ پس دوری ہے رب تعالیٰ کی رحمت سے ظالم قوم کے لیے۔ یہ دوسری قوم ہے آگے اور قوموں کا ذکر آئے گا۔

❁❁❁
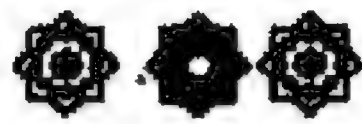
ثُمَّ اَنْشَاْنَا مِنْ بَعْدِهِمْ قُرُوْنًا اٰخَرِيْنَ ﴿۴۲﴾ مَا تَسْبِقُ مِنْ اُمَّةٍ اَجَلَهَا وَمَا يَسْتَاْخِرُوْنَ ﴿۴۳﴾ ثُمَّ اَرْسَلْنَا رُسُلَنَا تَتْرَا ؕ كُلَّمَا جَآءَ اُمَّةً رَّسُوْلُهَا كَذَّبُوْهُ فَاَتْبَعْنَا بَعْضَهُمْ بَعْضًا وَّجَعَلْنٰهُمْ اَحَادِيْثَ ۚ فَبُعْدًا لِّقَوْمٍ لَّا يُؤْمِنُوْنَ ﴿۴۴﴾ ثُمَّ اَرْسَلْنَا مُوْسٰى وَاَخَاهُ هٰرُوْنَ ۬ۙ بِاٰيٰتِنَا وَسُلْطٰنٍ مُّبِيْنٍ ﴿۴۵﴾ اِلٰى فِرْعَوْنَ وَمَلَا۠ئِهٖ فَاسْتَكْبَرُوْا وَكَانُوْا قَوْمًا عَالِيْنَ ﴿۴۶﴾ فَقَالُوْٓا اَنُؤْمِنُ لِبَشَرَيْنِ مِثْلِنَا وَقَوْمُهُمَا لَنَا عٰبِدُوْنَ ﴿۴۷﴾ فَكَذَّبُوْهُمَا فَكَانُوْا مِنَ الْمُهْلَكِيْنَ ﴿۴۸﴾ وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ لَعَلَّهُمْ يَهْتَدُوْنَ ﴿۴۹﴾ وَجَعَلْنَا ابْنَ مَرْيَمَ وَاُمَّهٗٓ اٰيَةً وَّاٰوَيْنٰهُمَآ اِلٰى رَبْوَةٍ ذَاتِ قَرَارٍ وَّمَعِيْنٍ ﴿۵۰﴾ ع ۱۸

ثُمَّ اَنْشَاْنَا پھر ہم نے پیدا کیں مِنْ بَعْدِهِمْ ان کے بعد قُرُوْنًا اٰخَرِيْنَ دوسری جماعتیں مَا تَسْبِقُ مِنْ اُمَّةٍ نہیں آگے ہوئی کوئی امت اَجَلَهَا اپنی اجل اور میعاد سے وَمَا يَسْتَاْخِرُوْنَ اور نہ پیچھے ہوئی ہے ثُمَّ اَرْسَلْنَا پھر بھیجے ہم نے رُسُلَنَا اپنے رسول تَتْرَا لگاتار كُلَّمَا جَآءَ اُمَّةً جب کبھی آیا کسی امت کے پاس رَّسُوْلُهَا ان کا رسول كَذَّبُوْهُ انہوں نے اس کو جھٹلا دیا فَاَتْبَعْنَا پس ہم نے پیچھے لگایا بَعْضَهُمْ بَعْضًا ان کے بعض کو بعض کے وَّجَعَلْنٰهُمْ اور ہم نے کیا ان کو اَحَادِيْثَ قصے کہانیاں فَبُعْدًا لِّقَوْمٍ پس دوری ہے اس قوم کے

لیے لَّا یُؤْمِنُوْنَ جو ایمان نہیں لاتی ثُمَّ اَرْسَلْنَا پھر ہم نے بھیجا مُوْسٰی وَاَخَاهُ هٰرُوْنَ موسیٰ اور ان کے بھائی ہارون علیہ السلام کو بِاٰیٰتِنَا اپنی نشانیوں کے ساتھ وَسُلْطٰنٍ مُّبِیْنٍ اور کھلی سند کے ساتھ اِلٰی فِرْعَوْنَ فرعون کی طرف وَمَلَا۟ئِهٖ اور اس کی جماعت کی طرف فَاسْتَكْبَرُوْا پس انہوں نے تکبر کیا وَكَانُوْا قَوْمًا عَالِیْنَ اور تھی وہ قوم سرکشی کرنے والی فَقَالُوْٓا پس انہوں نے کہا اَنُؤْمِنُ کیا ہم ایمان لائیں لِبَشَرَیْنِ مِثْلِنَا دو انسانوں پر جو ہمارے جیسے ہیں وَقَوْمُهُمَا اور ان کی قوم لَنَا عٰبِدُوْنَ ہمارے غلام ہیں فَكَذَّبُوْهُمَا پس انہوں نے جھٹلایا ان دونوں کو فَكَانُوْا مِنَ الْمُهْلَكِیْنَ پس ہو گئے وہ ہلاک کیے ہوؤں میں سے وَلَقَدْ اٰتَیْنَا اور البتہ تحقیق دی ہم نے مُوْسَی موسیٰ علیہ السلام کو الْكِتٰبَ کتاب لَعَلَّهُمْ یَهْتَدُوْنَ تا کہ وہ ہدایت پائیں وَجَعَلْنَا اور بنایا ہم نے اِبْنَ مَرْیَمَ مریم کے بیٹے کو علیہما السلام وَاُمَّهٗٓ اور اس کی ماں کو اٰیَةً نشانی وَّاٰوَیْنٰهُمَآ اور ہم نے ان دونوں کو ٹھکانا دیا اِلٰی رَبْوَةٍ اونچی جگہ کی طرف ذَاتِ قَرَارٍ جو ٹھہرنے والی جگہ تھی وَّمَعِیْنٍ اور ستھرے پانی والی۔

گزشتہ رکوع میں آپ حضرات نے حضرت ہود علیہ السلام اور ان کی قوم کا واقعہ سنا کہ اللہ تعالیٰ کے پیغمبر نے ان کو توحید کا سبق دیا۔ رسالت کا سبق دیا اور فرمایا کہ قیامت پر یقین رکھو۔ لیکن قوم نے کہا کہ آپ ہمارے جیسے انسان ہیں ہماری طرح کھاتے پیتے ہیں ہم آپ پر ایمان لانے کے لیے تیار نہیں ہیں اور کوئی قیامت نہیں ہے ہمیں دوبارہ نہیں اٹھایا جائے گا۔ آپ نے سب اللہ تعالیٰ پر افترا باندھا ہے اور یہ شوشہ بھی چھوڑا کہ ہم پر اپنی

فضیلت جتلانا چاہتا ہے۔ پھر ان کی اس نافرمانی کا انجام بھی بیان ہوا۔ اب آگے اور قوموں کا ذکر ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں ثُمَّ اَنۡشَاۡنَا مِنۡ بَعۡدِهِمۡ پھر ہم نے پیدا کیں ہود علیہ السلام کی قوم کے بعد قُرُوۡنًا اٰخَرِيۡنَ دوسری جماعتیں۔ صالح علیہ السلام کی قوم، لوط علیہ السلام کی قوم، شعیب علیہ السلام کی قوم اور تبع وغیرہ جن کا ذکر قرآن کریم میں ہے۔ فرمایا مَا تَسۡبِقُ مِنۡ اُمَّةٍ اَجَلَهَا نہیں آگے ہوئی کوئی امت اپنی میعاد سے۔ جو وقت اللہ تعالیٰ نے لکھا ہے کہ فلاں قوم فلاں وقت تباہ ہوگی وہ اس سے پہلے تباہ نہیں ہوئی وَمَا يَسۡتَاۡخِرُوۡنَ اور نہ پیچھے ہوئی ہے۔ جو وقت اللہ تعالیٰ نے اس کی تباہی کا لکھا تھا اسی وقت ہوئی اس سے موخر نہیں ہوئی ثُمَّ اَرۡسَلۡنَا رُسُلَنَا تَتۡرَا پھر بھیجے ہم نے اپنے رسول لگاتار۔ تَتۡرَا اصل میں وَتۡرَا ہے۔ وَتۡر کے معنٰی ہیں لگاتار۔ اسی ترا کے لفظ سے متواتر ہے۔ واؤ کو تا کے ساتھ بدل دیا۔ معنٰی ہوگا ہم نے تسلسل کیساتھ پیغمبر بھیجے اور بیک وقت بھی کئی پیغمبر تشریف لائے ہیں۔

ایک دن میں تینتالیس پیغمبر قتل کیے گئے :

حدیث پاک میں آتا ہے اور تمام تفسیروں میں لکھا ہوا ہے کہ ایک علاقے میں مختلف قومیں رہتی تھیں ان کی طرف اللہ تعالیٰ نے تینتالیس پیغمبر بھیجے۔ اس کا یہ مطلب بھی ہوسکتا ہے دو قوموں کی طرف ایک پیغمبر بھیجا گیا ہو اور یہ بھی ہوسکتا ہے ہر قوم کی طرف الگ الگ پیغمبر بھیجا گیا ہو۔ لیکن قوموں نے پیغمبروں کے خلاف سازش کی کہ انہوں نے ہمارا سکھ چین برباد کر دیا ہے۔ دن کو بھی یہی رٹ يٰقَوۡمِ اعۡبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمۡ مِّنۡ اِلٰهٍ غَيۡرُهٗ اور رات کو بھی یہی رٹ۔ خوشی غمی کے موقع پر بھی یہی تقریر لہٰذا ان کا علاج کرو۔ چنانچہ

انہوں نے صبح سے لے کر دوپہر تک تینتالیس پیغمبر شہید کیے اور ایک سو ستر ان کے ساتھی شہید کیے جو ان کی حمایت کے لیے کھڑے ہوئے تھے۔ وَيَقْتُلُوْنَ النَّبِيّٖنَ بِغَيْرِ حَقٍّ وَّ يَقْتُلُوْنَ الَّذِيْنَ يَاْمُرُوْنَ بِالْقِسْطِ مِنَ النَّاسِ [آل عمران:۲۱] "اور قتل کرتے ہیں اللہ تعالیٰ کے نبیوں کو ناحق اور قتل کرتے ہیں ان لوگوں کو جو حکم دیتے ہیں لوگوں کو انصاف کا لوگوں میں سے۔" كُلَّمَا جَآءَ اُمَّةً رَّسُوْلُهَا جب کبھی آیا کسی امت کے پاس ان کا رسول كَذَّبُوْهُ ان لوگوں نے اللہ تعالیٰ کے پیغمبر کو جھٹلا دیا ایسی بدبخت قومیں بھی تھیں کہ ایک آدمی نے بھی پیغمبر کا ساتھ نہیں دیا۔ بخاری شریف میں روایت ہے کہ قیامت والے دن اللہ تعالیٰ کے دربار میں ایسے پیغمبر بھی آئیں گے کہ ان کے ساتھ پانچ امتی ہونگے اور ایسے بھی ہوں گے جن کے ساتھ چار آدمی ہونگے، ایسے پیغمبر بھی ہونگے جن کے ساتھ تین امتی ہونگے اور ایسے بھی ہونگے جن کے ساتھ دو امتی ہونگے اور ایسے پیغمبر بھی ہونگے وَيَجِيْءُ النَّبِيُّ وَلَيْسَ مَعَهٗ اَحَدٌ "اکیلا پیغمبر آئے گا اس کے ساتھ ایک آدمی بھی نہیں ہوگا۔" اس سے اندازہ لگاؤ کہ ایمان لانا اور توحید قبول کرنا کتنا مشکل ہے۔ لوگوں کی رسمیں، خرافات اور خانہ ساز عقائد ہیں کہ ان سے نکلنا مشکل ہے۔ فَاَتْبَعْنَا بَعْضَهُمْ بَعْضًا پس ہم نے پیچھے لگایا ان کے بعض کو بعض کے۔ ایک مجرم قوم کے پیچھے دوسری قوم کو لگا دیا یعنی ایک قوم کو تباہ کیا پھر دوسری قوم نے تکذیب کی ان کو تباہ کیا پھر تیسری قوم نے تکذیب کی ان کو تباہ کیا، پھر چوتھی قوم نے تکذیب کی ان کو تباہ کیا۔ مثلاً نوح علیہ السلام کی قوم تباہ ہوئی پھر ہود علیہ السلام کی قوم تباہ ہوئی پھر صالح علیہ السلام کی قوم تباہ ہوئی پھر لوط علیہ السلام کی قوم تباہ ہوئی پھر شعیب علیہ السلام کی قوم تباہ ہوئی۔ اس طرح تسلسل کیساتھ سلسلہ چلتا رہا وَّجَعَلْنٰهُمْ اَحَادِيْثَ۔ اَحَادِيْث اُحْدُوْثَه کی جمع ہے۔ اُحْدُوْثَه کا

معنٰی ہے کہانی۔ معنٰی ہوگا اور بنادیا ہم نے ان کو قصے کہانیاں۔ ان قوموں کے وجود تو ختم ہو گئے قصے کہانیاں رہ گئیں کہ ایک قوم یہاں رہتی تھی وہ ایسی ایسی تھی۔ احادیث، حادیث کی جمع بھی آتی ہے مگر خلاف قیاس۔ اصل میں اُحْدُوْثَہ کی جمع ہے۔ فَبُعْدًا لِقَوْمٍ لَّا یُؤْمِنُوْنَ پس رب تعالیٰ کی رحمت سے دوری ہوئی اس قوم کے لیے جو ایمان نہیں لائی۔ دنیا میں تباہ ہوئی آخرت کا عذاب علیحدہ ہے۔ ثُمَّ اَرْسَلْنَا پھر ہم نے بھیجا مُوْسٰی وَاَخَاهُ هٰرُوْنَ موسیٰ علیہ السلام اور ان کے بھائی ہارون علیہ السلام کو۔ دونوں حقیقی بھائی تھے۔ ہارون علیہ السلام موسیٰ علیہ السلام سے تین سال بڑے تھے مگر درجہ موسیٰ علیہ السلام کا بڑا تھا بِاٰیٰتِنَا ہم نے اپنی نشانیاں دے کر بھیجا۔ قرآن پاک میں نو نشانیاں بیان ہوئی ہیں۔ ان میں سے ایک عصا مبارک تھا کہ لاٹھی پھینکتے تھے وہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے اژدھا بن جاتا تھا جو جادوگروں کی تمام لاٹھیوں کو نگل گیا تھا۔ ہاتھ گریبان میں ڈال کر نکالتے تھے تو سورج کی طرح چمکتا تھا وَسُلْطٰنٍ مُّبِیْنٍ اور کھلی سند جس کے ذریعے موسیٰ علیہ السلام نے جادوگروں پر غلبہ حاصل کیا تھا۔

پہلے تم تفصیل کے ساتھ سن چکے ہو کہ مقابلے میں تقریباً بہتر ہزار جادوگر تھے اور ہر ہر جادوگر نے دو دو سانپ نکالے۔ جب ایک لاکھ چوالیس ہزار سانپ میدان میں آئے نعرے پر نعرے لگنے شروع ہو گئے، فرعون زندہ باد۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جب عصا مبارک ڈالا تو وہ اژدھا بن گیا اور ان کے ایک لاکھ چوالیس ہزار سانپوں کو ایسا چگ گیا جیسے مرغی دانے چگتی ہے۔ جادوگر حقیقت کو سمجھ گئے فوراً سجدے میں گر کر کہنے لگے اٰمَنَّا بِرَبِّ هٰرُوْنَ وَمُوْسٰی ''ہم ہارون علیہ السلام اور موسیٰ علیہ السلام کے رب پر ایمان لائے۔'' سارے جادوگر ایمان لے آئے اب انصاف کا تقاضا تو یہ تھا کہ فرعون بھی ہار مان

کر ایمان لے آتا کیونکہ وکیل ہار گئے ہیں۔لیکن اقتدار بڑی بری چیز ہے الا ماشاء اللہ۔
فرعون نے کہا اٰمَنْتُمْ لَهٗ قَبْلَ اَنْ اٰذَنَ لَكُمْ [شعراء:۴۹] ''تم اس پر ایمان لائے ہو
میری اجازت سے پہلے۔''میں تمہیں سولی پر لٹکاؤں گا۔حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ
تعالیٰ عنہما اور مشہور تابعی عبید بن عمیرؒ فرماتے ہیں کہ وہ جو ابھی موسیٰ علیہ السلام کے صحابی
بنے تھے سولی پر لٹکنے کیلئے لائن لگی ہوئی تھی اور ہر آدمی سولی پر لٹکنے کے لیے دوڑتا ہوا آتا تھا
کہ اب میری باری ہے۔ایک دوسرے سے آگے بڑھتے تھے جیسے ہم چینی لینے کے لیے
آگے بڑھتے ہیں۔ستر آدمی جب سولی پر چڑھ گئے تو فرعون گھبرا گیا کہ اگر سب کو سولی پر لٹکا
دیا تو پچھلے مجھے نہیں چھوڑیں گے۔تو یہ کہہ کر باقیوں کو چھوڑ دیا کہ ان کو پھر سولی پر لٹکا ئیں
گے۔تو کھلی سند سے مراد عصا مبارک ہے اِلٰى فِرْعَوْنَ وَمَلَا۟ئِهٖ بھیجا ہم نے فرعون اور
اس کی جماعت کی طرف فَاسْتَكْبَرُوْا پس انہوں نے تکبر کیا وَكَانُوْا قَوْمًا عَالِيْنَ اور تھی
وہ قوم سرکشی کرنے والی فَقَالُوْٓا پس فرعون اور اس کی جماعت نے کہا۔سنو ان کا جواب
اَنُؤْمِنُ لِبَشَرَيْنِ مِثْلِنَا کیا ہم ایمان لائیں دو انسانوں پر جو ہمارے جیسے ہیں۔نبی کی
بشریت کے انکار والی بات کسی قوم نے نہیں چھوڑی۔ہم جیسے بشر ہیں ان پر ایمان لائیں
؟اور پھر وَقَوْمُهُمَا لَنَا عٰبِدُوْنَ اور ان کی قوم بنی اسرائیل ہماری غلام ہے، یہ غلام ہو کر
نبی بن گیا۔کیونکہ فرعونیوں نے بنی اسرائیل کو غلام بنایا ہوا تھا۔کھیتی باڑی سے لے کر
کپڑے دھونے تک ان سے کام لیتے تھے فَكَذَّبُوْهُمَا پس انہوں نے ان دونوں کو
جھٹلایا فَكَانُوْا مِنَ الْمُهْلَكِيْنَ پس ہو گئے وہ فرعون اور اس کی جماعت ہلاک کیے
ہوؤں میں سے۔

اللہ تعالیٰ کی قدرت کی نشانی :

اللہ تعالیٰ نے سب کو بحر قلزم میں غرق کر دیا۔ جو اپنے آپ کو رب الاعلیٰ کہتا تھا اس کا یہ حشر ہوا۔ غرق ہوتے ہوئے اس نے بڑا شور کیا اللہ تعالیٰ نے اس کی لاش نکال کر باہر پھینک دی اور آج تک مصر کے عجائب گھر میں پورے طور پر موجود ہے۔ کبھی کبھی اس کا فوٹو اخبار میں آ جاتا ہے جسکو دیکھ کر انسان حیران ہوتا ہے کہ یہ تھا جو اپنے آپ کو رب الاعلیٰ کہتا تھا؟ وَلَقَدْ اٰتَیْنَا مُوْسَی الْکِتٰبَ اور البتہ تحقیق دی ہم نے موسیٰ علیہ السلام کو کتاب تورات۔ کیوں دی؟ لَعَلَّهُمْ يَهْتَدُوْنَ تاکہ وہ ہدایت حاصل کریں وَجَعَلْنَا ابْنَ مَرْيَمَ وَاُمَّهٗ اٰيَةً اور بنایا ہم نے مریم علیہا السلام کے بیٹے عیسیٰ علیہ السلام کو اور اس کی والدہ کو نشانی۔ نشانی یہ کہ عیسیٰ علیہ السلام بغیر باپ کے پیدا ہوئے اور مریم علیہا السلام کو بغیر خاوند کے بچہ دیا حالانکہ عالم اسباب میں رب تعالیٰ نے نظام بنایا ہے کہ ماں باپ کے ذریعے بچہ پیدا ہوتا ہے۔ جب فرشتے نے آکر کہا کہ میں تمہیں ایک لڑکے کی خوشخبری دیتا ہوں تو حضرت مریم علیہا السلام نے کہا وَلَمْ يَمْسَسْنِيْ بَشَرٌ وَّلَمْ اَكُ بَغِيًّا [مریم :۲۰] ''نہ جائز طریقے سے کوئی مرد میرے قریب آیا ہے اور نہ میں بدکار ہوں۔'' میرے ہاں بچہ کیسے ہوگا؟ قَالَ كَذٰلِكِ اللّٰهُ يَخْلُقُ مَا يَشَآءُ [آل عمران:۴۷] ''اسی طرح اللہ تعالیٰ پیدا کرتا ہے جو چاہتا ہے۔'' رب تعالیٰ کے لیے کوئی کام مشکل نہیں ہے۔ نجران کے عیسائیوں نے ۹ ھ میں آنحضرت ﷺ کے ساتھ علمی بحث کی اور ہار گئے۔ انہوں نے اس میں یہ شوشہ بھی چھوڑا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا باپ کوئی نہیں ہے اور اللہ تعالیٰ کو بھی باپ نہیں مانتے تو پھر بتلاؤ ان کا باپ کون ہے؟ اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک کے اندر فرمایا اِنَّ مَثَلَ عِيْسٰى عِنْدَ اللّٰهِ كَمَثَلِ اٰدَمَ خَلَقَهٗ مِنْ تُرَابٍ [آل عمران:۵۹] ''عیسیٰ علیہ

السلام کی مثال اللہ تعالیٰ کے ہاں ایسے ہی ہے جیسا کہ آدم علیہ السلام کہ ان کو اللہ تعالیٰ نے مٹی سے پیدا فرمایا۔'' نہ ان کا باپ نہ ماں۔ اگر کسی کے ظاہری طور پر ماں باپ نہ ہوں تو اس کا مطلب یہ تھوڑا ہے کہ اس کا ماں باپ اللہ تعالیٰ ہے معاذ اللہ تعالیٰ۔ تو پھر کہو آدم علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے بیٹے ہیں اور ہم سب اللہ تعالیٰ کے پوتے ہیں۔ تو عیسیٰ علیہ السلام کے ظاہری باپ نہ ہونے کا یہ مطلب نہیں ہے اللہ تعالیٰ ان کے باپ ہیں۔ اللہ تعالیٰ قادر مطلق ہے جس طرح چاہے پیدا کرے۔ لیکن عیسائی ہیں کہ اس غلط عقیدے پر ڈٹے ہوئے ہیں۔

پچھلے دنوں قومی اسمبلی میں اقلیتی ممبر جے، سالک عیسائیؔ نے تقریر شروع کرنے سے پہلے کہا کہ میں شروع کرتا ہوں اللہ تعالیٰ کے نام کے ساتھ اور اس کے بیٹے عیسیٰ علیہ السلام کے نام کے ساتھ۔ سارے ممبر گونگے ہو کے بیٹھے رہے۔ میرے شاگرد مولوی عبد الرحیم صاحب چترال سے قومی اسمبلی کے ممبر ہیں نے کہا کہ تم یہاں اپنی عیسائیت پھیلاتے ہو۔ اس پر امریکہ ان کے پیچھے لگا ہوا ہے کہ اقلیتوں کو جینے نہیں دیتے۔ وہاں سب کو بولنا چاہیے تھا کہ ہم سب مسلمان ہیں اور یہ مسلمانوں کی اسمبلی ہے یہاں اسلام کے خلاف بات کرنے کی اجازت نہیں ہے۔ تم اقلیت کی نمائندگی کرو اپنے مذہب کی تبلیغ نہ کرو۔ مگر ایک مولوی کے سوا کوئی نہیں بولا۔ تو فرمایا کہ ہم نے ابن مریم اور مریم علیہما السلام کو نشانی بنایا وَّاٰوَیْنٰـھُمَآ اِلٰی رَبْوَۃٍ اور ہم نے ان دونوں کو ٹھکانا دیا اونچی جگہ کی طرف۔ اسی ربوہ کے لفظ سے قادیانی دجالوں نے اپنی جگہ کا نام ربوہ رکھا ہے۔ تاکہ آنے والی نسلوں کو دھوکا دیا جا سکے کہ وہ مسیح موعود یہی قادیانی ہے۔ کتنی دجال قومیں ہیں۔ (الحمد للہ! مولانا منظور احمد چنیوٹی کی محنت کے ثمرہ میں اسمبلی نے اس کا نام تبدیل کر دیا ہے اور اب اس جگہ کا نام

چناب نگر ہے۔مرتب) ذَاتَ قَرَارٍ وَّ مَعِیْنٍ وہ اونچی جگہ ٹھہرنے والی جگہ تھی اور ستھرے پانی والی ٹھنڈی جگہ تھی کیونکہ وہ جگہ بیت المقدس سطح سمندر سے پانچ ہزار فٹ کی بلندی پر ہے۔

۞۞۞
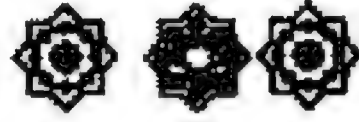
يٰۤاَيُّهَا الرُّسُلُ كُلُوْا مِنَ الطَّيِّبٰتِ وَاعْمَلُوْا صَالِحًا ؕ اِنِّيْ بِمَا تَعْمَلُوْنَ عَلِيْمٌ ؕ﴿۵۱﴾ وَاِنَّ هٰذِهٖۤ اُمَّتُكُمْ اُمَّةً وَّاحِدَةً وَّاَنَا رَبُّكُمْ فَاتَّقُوْنِ ﴿۵۲﴾ فَتَقَطَّعُوْۤا اَمْرَهُمْ بَيْنَهُمْ زُبُرًا ؕ كُلُّ حِزْبٍۭ بِمَا لَدَيْهِمْ فَرِحُوْنَ ﴿۵۳﴾ فَذَرْهُمْ فِيْ غَمْرَتِهِمْ حَتّٰى حِيْنٍ ﴿۵۴﴾ اَيَحْسَبُوْنَ اَنَّمَا نُمِدُّهُمْ بِهٖ مِنْ مَّالٍ وَّبَنِيْنَ ۙ﴿۵۵﴾ نُسَارِعُ لَهُمْ فِي الْخَيْرٰتِ ؕ بَلْ لَّا يَشْعُرُوْنَ ﴿۵۶﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ هُمْ مِّنْ خَشْيَةِ رَبِّهِمْ مُّشْفِقُوْنَ ۙ﴿۵۷﴾ وَالَّذِيْنَ هُمْ بِاٰيٰتِ رَبِّهِمْ يُؤْمِنُوْنَ ۙ﴿۵۸﴾ وَالَّذِيْنَ هُمْ بِرَبِّهِمْ لَا يُشْرِكُوْنَ ۙ﴿۵۹﴾ وَالَّذِيْنَ يُؤْتُوْنَ مَاۤ اٰتَوْا وَّقُلُوْبُهُمْ وَجِلَةٌ اَنَّهُمْ اِلٰى رَبِّهِمْ رٰجِعُوْنَ ۙ﴿۶۰﴾ اُولٰٓئِكَ يُسٰرِعُوْنَ فِي الْخَيْرٰتِ وَهُمْ لَهَا سٰبِقُوْنَ ﴿۶۱﴾ وَلَا نُكَلِّفُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا وَلَدَيْنَا كِتٰبٌ يَّنْطِقُ بِالْحَقِّ وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ ﴿۶۲﴾

يٰۤاَيُّهَا الرُّسُلُ اے رسولو كُلُوْا مِنَ الطَّيِّبٰتِ کھاؤ پاکیزہ چیزوں سے وَاعْمَلُوْا صَالِحًا اور عمل کرو اچھے اِنِّيْ بے شک میں بِمَا تَعْمَلُوْنَ عَلِيْمٌ جو کچھ تم کرتے ہو جاننے والا ہوں وَاِنَّ هٰذِهٖۤ اُمَّتُكُمْ اور بے شک یہ تمہارا دین اُمَّةً وَّاحِدَةً ایک ہی دین ہے وَّاَنَا رَبُّكُمْ اور میں تمہارا رب ہوں فَاتَّقُوْنِ پس مجھ سے ڈرو فَتَقَطَّعُوْۤا اَمْرَهُمْ پھر پھوٹ ڈال کر کر لیا اپنا کام بَيْنَهُمْ زُبُرًا آپس میں ٹکڑے ٹکڑے كُلُّ حِزْبٍ ہر گروہ بِمَا لَدَيْهِمْ جو کچھ

ان کے پاس ہے فَرِحُوْنَ اس پر خوش ہونے والے ہیں فَذَرْهُمْ پس چھوڑ دیں ان کو فِیْ غَمْرَتِهِمْ ان کی بے ہوشی میں حَتّٰی حِیْنٍ ایک وقت تک اَیَحْسَبُوْنَ کیا وہ گمان کرتے ہیں اَنَّمَا نُمِدُّهُمْ بِهٖ بے شک یہ جو کچھ ہم ان کی مدد کر رہے ہیں مِنْ مَّالٍ مال سے وَّ بَنِیْنَ اور اولاد سے نُسَارِعُ لَهُمْ ہم ان کے لیے جلدی کرتے ہیں فِی الْخَیْرٰتِ بھلائیوں میں بَلْ لَا یَشْعُرُوْنَ بلکہ وہ شعور نہیں رکھتے اِنَّ الَّذِیْنَ بیشک وہ لوگ هُمْ وہ مِّنْ خَشْیَةِ رَبِّهِمْ اپنے رب کے خوف سے مُّشْفِقُوْنَ ڈرنے والے ہیں وَالَّذِیْنَ هُمْ اور وہ لوگ بِاٰیٰتِ رَبِّهِمْ اپنے رب کی آیتوں پر یُؤْمِنُوْنَ ایمان رکھتے ہیں وَالَّذِیْنَ هُمْ اور وہ لوگ بِرَبِّهِمْ لَا یُشْرِكُوْنَ اپنے رب کے ساتھ شریک نہیں کرتے وَالَّذِیْنَ اور وہ لوگ یُؤْتُوْنَ مَاۤ دیتے ہیں جو چیز اٰتَوْا وہ دیتے ہیں وَّقُلُوْبُهُمْ اور دل ان کے وَجِلَةٌ ڈرنے والے ہیں اَنَّهُمْ اِلٰی رَبِّهِمْ بے شک وہ اپنے رب کی طرف ہی رٰجِعُوْنَ لوٹنے والے ہیں اُولٰٓئِكَ یہی لوگ ہیں یُسٰرِعُوْنَ جو جلدی کرتے ہیں فِی الْخَیْرٰتِ بھلائیوں میں وَهُمْ لَهَا سٰبِقُوْنَ اور وہ اس کے لیے آگے بڑھنے والے ہوتے ہیں وَلَا نُكَلِّفُ نَفْسًا اور ہم نہیں تکلیف دیتے کسی نفس کو۔ اِلَّا وُسْعَهَا مگر اس کی طاقت کے مطابق وَلَدَیْنَا كِتٰبٌ اور ہمارے پاس کتاب ہے یَّنْطِقُ بِالْحَقِّ جو بولتی ہے حق کے ساتھ وَهُمْ لَا یُظْلَمُوْنَ اور ان پر ظلم نہیں کیا جائے گا۔

اس سے پہلی آیات میں حضرت موسیٰ علیہ السلام، حضرت ہارون علیہ السلام،

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا ذکر تھا۔ یہ سب اللہ تعالیٰ کے بندے، اللہ تعالیٰ کے پیغمبر تھے، انسان تھے۔ انسانی لوازمات سارے ان کے ساتھ تھے، کھاتے تھے، پیتے تھے۔ اسی کا حکم اللہ تعالیٰ نے بیان فرمایا ہے۔

تمام پیغمبروں اور مومنوں کو اکل حلال کا حکم ہے :

یٰۤاَیُّهَا الرُّسُلُ كُلُوْا مِنَ الطَّیِّبٰتِ وَاعْمَلُوْا صَالِحًا اے رسولو! کھاؤ پاکیزہ چیزوں سے اور عمل کرو اچھے۔ تمام پیغمبروں کے دین میں یہی ایک ہی حکم رہا ہے۔ حلال کھانا حلال طریقے سے کما کر اور یہی حکم تمام مومنوں کو ہے۔ سورہ طٰہٰ آیت نمبر ۸۱ میں ہے كُلُوْا مِنَ الطَّیِّبٰتِ مَا رَزَقْنٰكُمْ ”جو ہم نے تمہیں روزی دی ہے اس میں سے طیب چیزیں کھاؤ۔“ حلال بھی ہوں اور طیب بھی ہوں۔ حلال وہ ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے حلال کیا ہے اور آنحضرت ﷺ نے بیان فرمایا ہے۔ اور طیب وہ ہے کہ اس میں کسی کا حق نہ ہو۔ آنحضرت ﷺ کا فرمان ہے اِنَّ اللّٰهَ طَیِّبٌ لَا یُقْبَلُ اِلَّا طَیِّبًا ”اللہ تعالیٰ خود پاک ہے اور وہ صرف پاک چیز کو ہی قبول کرتا ہے۔“ حرام مال کا صدقہ خیرات بھی قبول نہیں ہوتا۔ امام حسن بصریؒ فرماتے ہیں کہ کاش مجھے خالص حلال روزی نصیب ہو تو میں اسے ہسپتالوں میں بیماروں میں تقسیم کردوں۔ کیونکہ حلال خوراک میں اللہ تعالیٰ نے شفا رکھی ہے۔ فرمایا اِنِّیْ بِمَا تَعْمَلُوْنَ عَلِیْمٌ بے شک میں جو کچھ تم کرتے ہو جاننے والا ہوں۔ یعنی یہ بات تمہیں ذہن نشین رکھنی چاہیے کہ اللہ تعالیٰ تمام کھلے اور چھپے احوال سے باخبر ہے اسی کے مطابق ہر ایک سے معاملہ کرے گا۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں وَاِنَّ هٰذِهٖۤ اُمَّتُكُمْ اُمَّةً وَّاحِدَةً اور بیشک یہ تمہارا دین ایک ہی دین ہے۔ اصول کے اعتبار سے تمام انبیاء کرام علیہم السلام کا دین وملت ایک اور سب کا خدا بھی ایک ہے جس کی نافرمانی سے ہمیشہ

ڈرتے رہنا چاہیے۔فرمایا وَأَنَا رَبُّكُمْ فَاتَّقُونِ اور میں تمہارا رب ہوں پس مجھ سے ڈرو میری نافرمانی سے بچتے رہو۔اللہ تعالیٰ نے سارے نبیوں کو یہی حکم دیا اپنے اپنے دور میں مگر بعد میں آنے والے لوگوں کی حالت یہ ہوئی فَتَقَطَّعُوٓا اَمْرَهُمْ بَيْنَهُمْ زُبُرًا پھر پھوٹ ڈال کر کرلیا اپنا کام آپس میں ٹکڑے ٹکڑے۔دین کے بنیادی عقائد کو ترک کر دیا، عقائد خراب کر لیے اور اپنی خواہشات کے مطابق عقیدے بنا لیے، گروہ بندی کر دی، اسلام کے بنیادی اصولوں کو غلط معانی پہنا دیئے اور غلط عقیدے بنا لیے۔اچھے اعمال کو چھوڑ کر غلط رسومات کو اختیار کر لیا، جھوٹے عقائد اور غلط رسومات کو دین سمجھا اور فرقہ بندی کے باوجود كُلُّ حِزْبٍ بِمَا لَدَيْهِمْ فَرِحُوْنَ ہر گروہ جو ان کے پاس ہے اس پر خوش ہونے والے ہیں کہ وہ ٹھیک راستے پر چل رہے ہیں۔سمجھتے ہیں کہ ہم ہی حق پر ہیں اور ہماری ہی راہ سیدھی ہے۔

بگاڑ سے مراد بنیادی عقائد کا بگاڑ ہے :

یہاں ایک بات سمجھ لیں کہ اس بگاڑ سے دین کے بنیادی عقائد کا بگاڑ مراد ہے فروعات مراد نہیں ہیں۔فروعات میں اختلاف کی گنجائش ہوتی ہے۔چنانچہ مشہور مذاہب اربعہ یا محدثین میں جو اختلاف پایا جاتا ہے وہ فرقہ بندی میں داخل نہیں ہے یہ سب لوگ ہدایت پر ہیں۔ہاں عقائد، رسومات اور اعمال میں گڑبڑ ہو تو یہ فرقہ بندی اور گمراہی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں فَذَرْهُمْ فِي غَمْرَتِهِمْ حَتّٰى حِيْنٍ پس چھوڑ دیں ان کو ان کی بے ہوشی میں ایک وقت تک۔ان لوگوں نے انبیاء کرام علیہم السلام کی متفقہ ہدایات میں رخنے ڈال کر الگ الگ فرقے بنا لیے ہیں اور ہر فرقہ اپنے ہی عقائد و خیالات پر ڈٹا ہوا ہے اور کسی طرح اپنے غلط عقائد اور نظریات کو چھوڑنے کے لیے تیار نہیں ہے خواہ کتنی ہی

نصیحت کریں۔ اللہ تعالیٰ کا کلام سنائیں لہٰذا آپ بھی زیادہ پریشان نہ ہوں اور ان کے غم میں نہ پڑیں ان کو مہلت دیں کہ اپنی غفلت اور جہالت کے نشے میں ڈوبے رہیں یہاں تک کہ وہ گھڑی آپہنچے کہ ان کی آنکھ کھلے تو موت یا عذابِ الٰہی ان کے سر پر کھڑا ہو۔ اَیَحْسَبُوْنَ اَنَّمَا نُمِدُّهُمْ بِهٖ مِنْ مَّالٍ وَّ بَنِیْنَ کیا یہ لوگ گمان کر رہے ہیں کہ ہم ان کی مال واولاد کی صورت میں جو مدد کر رہے ہیں نُسَارِعُ لَهُمْ فِی الْخَیْرٰتِ ہم ان کے لیے جلدی کرتے ہیں بھلائیوں میں۔ جب نافرمانی کے باوجود اللہ تعالیٰ کسی کو مال واولاد میں برکت دیتا تو وہ سمجھتا ہے کہ اللہ تعالیٰ مجھ سے راضی ہے حالانکہ یہ اس کی خام خیالی ہے سَنَسْتَدْرِجُهُمْ مِّنْ حَیْثُ لَا یَعْلَمُوْنَ [قلم: ۴۴] ''ہم بھی ان کو سیڑھی سیڑھی اتاریں گے جہاں سے ان کو پتا بھی نہیں۔'' یعنی ہم ان کو ایسے طریقے سے پکڑیں گے کہ انہیں خبر بھی نہیں ہوگی وَ اُمْلِیْ لَهُمْ ''ہم ان کو مہلت دیتے ہیں اِنَّ کَیْدِیْ مَتِیْنٌ اور میری تدبیر بڑی قوی ہے۔'' اگر اس زندگی میں بچ بھی گیا تو آئندہ زندگی میں ضرور گرفت ہوگی۔ یہ لوگ غلط عقائد کو اپنائے ہوئے اور ان پر ڈٹے ہوئے ہیں اور سمجھ رہے ہیں کہ ہم ٹھیک راستے پر جا رہے ہیں۔ نہیں! بَلْ لَّا یَشْعُرُوْنَ بلکہ ان کو تو شعور بھی نہیں ہے کہ یہ مہلت ہمیں کس وجہ سے مل رہی ہے۔

مومنوں کی بعض صفات کا ذکر :

آگے اللہ تعالیٰ نافرمانوں کے مقابلے میں ایمان والوں کی بعض صفتیں بیان فرماتے ہیں اِنَّ الَّذِیْنَ هُمْ مِّنْ خَشْیَةِ رَبِّهِمْ مُّشْفِقُوْنَ بے شک وہ لوگ جو اپنے رب کے خوف سے ڈرتے والے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی نہ ہو جائے جس کی وجہ سے گرفت ہو جائے وہ اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کی ناقدری نہیں کرتے بلکہ ہر نعمت پر اللہ تعالیٰ کا شکر

ادا کرتے ہیں وَالَّذِیْنَ هُمْ بِاٰیٰتِ رَبِّهِمْ یُؤْمِنُوْنَ اور وہ اپنے رب کی آیتوں پر ایمان لاتے ہیں۔ وہ معجزات کو مانتے ہیں، قدرت کی نشانیوں کو مانتے ہیں، تکوینی اور شرعی نشانیوں پر ایمان رکھتے ہیں، احکامات، کتب سماویہ پر ایمان رکھتے ہیں کہ برحق ہیں اور انہی کے اتباع میں زندگی گزارتے ہیں۔ اللہ کے بندوں کی تیسری خصلت یہ ہے وَالَّذِیْنَ هُمْ بِرَبِّهِمْ لَا یُشْرِكُوْنَ وہ اپنے رب کے ساتھ شرک نہیں کرتے۔ نہ اللہ تعالیٰ کی ذات میں کسی کو شریک بناتے ہیں اور نہ صفات میں، نہ عبادت میں کسی کو شریک بناتے ہیں۔ ان کو یقین ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی مشکل کشا، حاجت روا، فریادرس، نہیں ہے، نہ کوئی دستگیر ہے، سارے اختیارات اللہ تعالیٰ کے پاس ہیں خدائی اختیار اس نے کسی کو نہیں دیا وہ خالص ایمان اور توحید پر قائم ہیں وَالَّذِیْنَ یُؤْتُوْنَ مَآ اٰتَوْا اور وہ لوگ دیتے ہیں جو چیز وہ دیتے ہیں۔ صدقہ خیرات کرتے ہیں یا کوئی بھی نیک عمل کرتے ہیں وَّقُلُوْبُهُمْ وَجِلَةٌ اور دل ان کے ڈرنے والے ہیں کہ معلوم نہیں ہمارا صدقہ خیرات اور نیک عمل اللہ تعالیٰ کے ہاں قبول ہوا ہے یا نہیں؟ وہ اپنے عمل پر مغرور نہیں ہوتے اَنَّهُمْ اِلٰى رَبِّهِمْ رٰجِعُوْنَ بے شک وہ اپنے رب کی طرف ہی لوٹنے والے ہیں۔ ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے آنحضرت ﷺ سے دریافت کیا کہ حضرت! کیا یُؤْتُوْنَ مَآ اٰتَوْا میں برا اچھا برا عمل شامل ہے؟ تو آنحضرت ﷺ نے فرمایا یَا بِنْتَ صِدِّیْق "اے صدیق ؓ کی بیٹی! اس سے برائی کے کام، چوری، ڈاکا، زنا وغیرہ مراد نہیں ہیں۔ بلکہ صرف نیکی کے کام مراد ہیں۔" یعنی یہ ایسے لوگ ہیں کہ نماز، روزہ، صدقہ خیرات کا کام کرنے کے باوجود وہ اپنے رب سے ڈرتے ہیں کہ معلوم نہیں کہ ہماری نیکی قبول ہوئی ہے یا نہیں۔ اور یہ نیکی ہم نے اللہ تعالیٰ کی مرضی کے مطابق کی ہے یا نہیں اُولٰٓئِكَ یُسٰرِعُوْنَ فِی الْخَیْرٰتِ یہی

لوگ ہیں جو جلدی کرتے ہیں بھلائیوں میں۔ایک دوسرے سے آگے نکلنے کی کوشش کرتے ہیں وَهُمْ لَهَا سٰبِقُوْنَ اور وہ اس کے لیے آگے بڑھنے والے ہوتے ہیں۔وہ نیکی کے کاموں میں آگے بڑھنے والے ہوتے ہیں۔اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں وَ لَا نُكَلِّفُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا اور ہم نہیں تکلیف دیتے کسی نفس کو مگر اس کی طاقت کے مطابق۔اللہ تعالیٰ نے جو احکامات اپنے بندوں کو دیئے ہیں وہ ایسے مشکل نہیں ہیں جو انسانی طاقت سے باہر ہوں اور انسان ان کو کر نہ سکے۔پھر یہ سہولت بھی رکھی ہے کہ اگر نماز کھڑے ہو کر نہیں پڑھ سکتا تو بیٹھ کر پڑھ لے،اگر بیٹھ کر بھی نہیں پڑھ سکتا تو اشارے سے پڑھ لے۔جس کے پاس پیسے نہیں ہیں اس پر زکوٰۃ نہیں ہے،جس کو آنے جانے کی استطاعت نہیں ہے اس پر حج نہیں ہے،سفر پر ہو روزہ نہ رکھو بعد میں رکھ لینا لیکن اس کے باوجود اگر لاپروائی کرو گے بدعملی کا مظاہرہ کرو گے تو اس کا انجام خطرناک ہوگا وَلَدَيْنَا كِتٰبٌ يَّنْطِقُ بِالْحَقِّ ہمارے پاس کتاب ہے ایک نوشتہ ہے جو بولتی ہے حق کے ساتھ۔جسے جزاءِ عمل کے وقت سامنے رکھ دیا جائے گا اور ہر شخص سے کہا جائے گا اِقْرَاْ كِتٰبَكَ كَفٰى بِنَفْسِكَ الْيَوْمَ عَلَيْكَ حَسِيْبًا [بنی اسرائیل:۱۴] ''اپنا اعمال نامہ پڑھ کافی ہے تیرا نفس آج کے دن محاسبہ کرنے والا تیرے اوپر۔'' انسان اپنا اعمال نامہ خود پڑھے گا اور کہے گا مَالِ هٰذَا الْكِتٰبِ لَا يُغَادِرُ صَغِيْرَةً وَّ لَا كَبِيْرَةً اِلَّآ اَحْصٰهَا [کہف:۴۹] ''کیا ہو گیا ہے اس کتاب کو اس نے نہ کوئی چھوٹی بات چھوڑی ہے نہ بڑی مگر اس نے اس کا احاطہ کر رکھا ہے۔'' قیامت والے دن جزا سزا کا فیصلہ ہر آدمی کے اپنے اعمال کے مطابق ہوگا وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ اور ان پر ظلم نہیں کیا جائے گا کہ گناہ تھوڑا ہو اور سزا زیادہ دی جائے یا نیکی زیادہ ہو اور بدلہ تھوڑا دیا جائے ایسا نہیں ہوگا۔

۞۞۞

بَلْ قُلُوْبُهُمْ

فِیْ غَمْرَةٍ مِّنْ هٰذَا وَ لَهُمْ اَعْمَالٌ مِّنْ دُوْنِ ذٰلِكَ هُمْ لَهَا عٰمِلُوْنَ ﴿۶۳﴾ حَتّٰۤى اِذَاۤ اَخَذْنَا مُتْرَفِیْهِمْ بِالْعَذَابِ اِذَا هُمْ یَجْـَٔرُوْنَ ﴿۶۴﴾ لَا تَجْـَٔرُوا الْیَوْمَ اِنَّكُمْ مِّنَّا لَا تُنْصَرُوْنَ ﴿۶۵﴾ قَدْ كَانَتْ اٰیٰتِیْ تُتْلٰى عَلَیْكُمْ فَكُنْتُمْ عَلٰۤى اَعْقَابِكُمْ تَنْكِصُوْنَ ﴿۶۶﴾ مُسْتَكْبِرِیْنَ بِهٖ سٰمِرًا تَهْجُرُوْنَ ﴿۶۷﴾ اَفَلَمْ یَدَّبَّرُوا الْقَوْلَ اَمْ جَآءَهُمْ مَّا لَمْ یَاْتِ اٰبَآءَهُمُ الْاَوَّلِیْنَ ﴿۶۸﴾ اَمْ لَمْ یَعْرِفُوْا رَسُوْلَهُمْ فَهُمْ لَهٗ مُنْكِرُوْنَ ﴿۶۹﴾ اَمْ یَقُوْلُوْنَ بِهٖ جِنَّةٌ بَلْ جَآءَهُمْ بِالْحَقِّ وَ اَكْثَرُهُمْ لِلْحَقِّ كٰرِهُوْنَ ﴿۷۰﴾ وَ لَوِ اتَّبَعَ الْحَقُّ اَهْوَآءَهُمْ لَفَسَدَتِ السَّمٰوٰتُ وَ الْاَرْضُ وَ مَنْ فِیْهِنَّ بَلْ اَتَیْنٰهُمْ بِذِكْرِهِمْ فَهُمْ عَنْ ذِكْرِهِمْ مُّعْرِضُوْنَ ﴿۷۱﴾ اَمْ تَسْـَٔلُهُمْ خَرْجًا فَخَرَاجُ رَبِّكَ خَیْرٌ وَّ هُوَ خَیْرُ الرّٰزِقِیْنَ ﴿۷۲﴾ وَ اِنَّكَ لَتَدْعُوْهُمْ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ ﴿۷۳﴾ وَ اِنَّ الَّذِیْنَ لَا یُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ عَنِ الصِّرَاطِ لَنٰكِبُوْنَ ﴿۷۴﴾

بَلْ قُلُوْبُهُمْ بلکہ ان کے دل فِیْ غَمْرَةٍ غفلت میں ہیں مِّنْ هٰذَا اس چیز سے وَلَهُمْ اَعْمَالٌ اور ان کے لیے عمل ہیں مِّنْ دُوْنِ ذٰلِكَ اس کے سوا هُمْ لَهَا عٰمِلُوْنَ جن کو وہ کرتے ہیں حَتّٰۤى اِذَاۤ اَخَذْنَا یہاں تک کہ جب ہم پکڑتے ہیں مُتْرَفِیْهِمْ ان میں سے آسودہ حال لوگوں کو بِالْعَذَابِ عذاب

میں اِذَا هُمْ یَجْئَرُوْنَ اچانک وہ گڑگڑاتے ہیں لَا تَجْئَرُوا الْیَوْمَ مت چلاؤ
تم آج کے دن اِنَّکُمْ مِّنَّا بے شک تم ہمارے عذاب سے لَا تُنْصَرُوْنَ مدد نہیں
کیے جاؤ گے قَدْ کَانَتْ اٰیٰتِیْ تحقیق تھیں ہماری آیتیں تُتْلٰی عَلَیْکُمْ پڑھی
جاتی تھیں تم پر فَکُنْتُمْ عَلٰٓی اَعْقَابِکُمْ پس تم ایڑیوں کے بل تَنْکِصُوْنَ الٹے
پھرتے تھے مُسْتَکْبِرِیْنَ تکبر کرتے ہوئے بِهٖ اس کی وجہ سے سٰمِرًا قصہ گوئی
کرنے والے تَهْجُرُوْنَ چھوڑتے تھے اَفَلَمْ یَدَّبَّرُوا الْقَوْلَ کیا پس انہوں
نے غور نہیں کیا اس بات میں اَمْ جَآءَهُمْ یا آئی ان کے پاس مَّا لَمْ یَاْتِ وہ
بات جو نہیں آئی اٰبَآءَهُمُ الْاَوَّلِیْنَ ان کے پہلے آباؤ اجداد کے پاس اَمْ لَمْ
یَعْرِفُوْا رَسُوْلَهُمْ یا انہوں نے نہیں پہچانا اپنے رسول کو فَهُمْ لَهٗ مُنْکِرُوْنَ پس
وہ اس کا انکار کرتے ہیں اَمْ یَقُوْلُوْنَ یا وہ کہتے ہیں بِهٖ جِنَّةٌ اس کو جنون ہے
بَلْ جَآءَهُمْ بِالْحَقِّ بلکہ وہ لایا ہے ان کے پاس حق وَاَکْثَرُهُمْ لِلْحَقِّ
کٰرِهُوْنَ اور ان کے اکثر حق کو ناپسند کرتے ہیں وَلَوِ اتَّبَعَ الْحَقُّ اور اگر حق
پیروی کرے اَهْوَآءَهُمْ ان کی خواہشات کی لَفَسَدَتِ السَّمٰوٰتُ
وَالْاَرْضُ البتہ بگڑ جائیں آسمان اور زمین وَمَنْ فِیْهِنَّ اور جو مخلوق ان میں
ہے بَلْ اَتَیْنٰهُمْ بلکہ ہم نے دیا ہے ان کو بِذِکْرِهِمْ ان کا ذکر اور نصیحت فَهُمْ
عَنْ ذِکْرِهِمْ پس وہ اپنی نصیحت سے مُّعْرِضُوْنَ اعراض کرتے ہیں اَمْ
تَسْئَلُهُمْ خَرْجًا کیا آپ ان سے سوال کرتے ہیں چندے کا فَخَرَاجُ رَبِّکَ

پس تیرے رب کا ثواب خَیْرٌ بہتر ہے وَّهُوَ خَيْرُ الرّٰزِقِيْنَ اور وہ سب سے بہتر رزق دینے والا ہے وَاِنَّكَ لَتَدْعُوْهُمْ اور بے شک آپ ان کو دعوت دیتے ہیں اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ سیدھے راستے کی طرف وَاِنَّ الَّذِيْنَ اور بے شک وہ لوگ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ نہیں ایمان لاتے آخرت پر عَنِ الصِّرَاطِ لَنٰكِبُوْنَ راستے سے البتہ اعراض کرتے ہیں۔

نافرمانوں کی کیفیت :

پہلے اللہ تعالیٰ نے مومنوں اور ان کے اوصاف کا ذکر فرمایا کہ وہ اپنے رب کی آیات پر ایمان لاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہراتے نیکی کرتے ہیں تو ڈرتے ہیں شاید ہماری نیکی قبول نہ ہو، نیکی کے کاموں میں ایک دوسرے سے بڑھنے کی کوشش کرتے ہیں۔ اب رب تعالیٰ ظالموں اور نافرمانوں کے متعلق فرماتے ہیں بَلْ قُلُوْبُهُمْ بلکہ دل ان مجرموں کے فِيْ غَمْرَةٍ غفلت میں ہیں مِّنْ هٰذَا مومنوں کے اعمال سے جو وہ کرتے ہیں کہ رب تعالیٰ کی آیات پر ایمان لاتے ہیں وغیرہ جن کا ذکر پہلے ہوا ہے۔ ظالموں اور نافرمانوں کے دل ان چیزوں سے بالکل غافل ہیں وَلَهُمْ اَعْمَالٌ مِّنْ دُوْنِ ذٰلِكَ اور ان ظالموں کے عمل ہیں ان کے علاوہ۔ جو مومن کرتے ہیں جن کا ذکر اوپر ہوا ہے ظالموں کے اعمال ان کے علاوہ ہیں هُمْ لَهَا عٰمِلُوْنَ جن کو وہ کرتے ہیں۔ شرک کرتے ہیں، اللہ تعالیٰ کی آیات کا انکار کرتے ہیں، نیکی کے کاموں میں سبقت نہیں کرتے حَتّٰى اِذَآ اَخَذْنَا مُتْرَفِيْهِمْ یہاں تک کہ جب ہم پکڑتے ہیں ان میں سے آسودہ حال لوگوں کو جو مالدار اور اقتدار والے ہیں بِالْعَذَابِ عذاب میں اِذَا هُمْ يَجْئَرُوْنَ۔ جَئَرَ کا لفظی معنٰی ہے گائے یا بچھڑے کا آواز کو بلند کرنا۔ معنٰی ہوگا یہ اچانک

آوازیں نکالتے ہیں، گڑگڑاتے ہیں، فریادیں کرتے ہیں کہ واقعی ہم ظالم تھے۔

اللہ تعالیٰ کی طرف سے جواب آتا ہے لَا تَجْئَرُوا الْيَوْمَ آج آوازیں نہ نکالو، مت چلاؤ، آج واویلا کرنے کا کیا فائدہ اِنَّكُمْ مِّنَّا لَا تُنْصَرُوْنَ بے شک تم ہمارے عذاب سے مدد نہیں کیے جاؤ گے۔ ہماری گرفت سے تمہیں کوئی نہیں بچائے گا آج تمہاری مدد کرنے کے لیے کوئی تیار نہیں ہے قَدْ كَانَتْ اٰيٰتِيْ تُتْلٰى عَلَيْكُمْ تحقیق تھیں ہماری آیتیں پڑھی جاتی تم پر، تمہارے سامنے تلاوت کی جاتی تھیں فَكُنْتُمْ عَلٰٓى اَعْقَابِكُمْ تَنْكِصُوْنَ پس تم ایڑیوں کے بل الٹے پھرتے ہو۔ قرآن نہیں سنتے واپس آجاتے ہو۔ اسلام کی بڑی عبادتوں میں سے قرآن کریم کا پڑھنا اور سمجھنا ہے اور اس کے مطابق عقیدہ بنانا اور عمل کرنا یہ بہت بڑی نیکیاں ہیں۔ صرف تلاوت کرو گے تو ایک حرف کی دس نیکیاں ملیں گی۔ مثلاً الف، لام، میم تین حرف ہیں اس پر تیس نیکیاں ملیں گی۔ اور جو پڑھنے کا حکم ہے وہی سننے کا حکم ہے۔ اور جو سمجھے گا اس کا ثواب بہت زیادہ ہے۔

فضیلتِ قرآن کریم :

حدیث پاک میں آتا ہے جو شخص قرآن کریم کی ایک آیت محض تلاوت کرے گا اس کو سو نفل پڑھنے کے برابر ثواب ملے گا اور جو ایک آیت کریمہ کو سمجھے گا تو ہزار نفل کے برابر ثواب ملے گا اور رمضان شریف کے مہینے میں ہر نیکی ستر گنا بڑھ جاتی ہے جو رمضان المبارک میں الم پڑھے گا اس کو دو سو دس (۲۱۰) نیکیاں ملیں گی اور جو شخص رمضان میں نفلی عبادت کرے گا اس کو دوسرے مہینے کے فرضوں کے برابر ثواب ملے گا۔ لہٰذا نوجوانو! رمضان المبارک کا مہینہ ہے تن آسانی سے کام نہ لو نفس امارہ کے شر سے بچو اور کھیل کود میں اپنی جوانی ضائع نہ کرو دل جمعی کے ساتھ بیس رکعت تراویح پڑھو یہ سنت مؤکدہ ہے اور

سنت مؤکدہ سے گریز کرنے والے کے بارے میں خطرہ ہے کہ کہیں آنحضرت ﷺ کی شفاعت سے محروم نہ ہو جائے۔ حدیث پاک میں آتا ہے کہ جو شخص کسی کا روزہ افطار کرائے گا اس کو اتنا ہی ثواب ملے گا جتنا روزہ رکھنے والے کو ملے گا۔ کسی نے سوال کیا حضرت! چاہے کھجور کے ایک دانے پر افطار کرادے، پانی کے ایک گھونٹ پر افطار کرادے۔ آپ ﷺ نے فرمایا تمہارا کیا خیال ہے کہ رب تعالیٰ کے خزانے میں کوئی کمی ہے۔ فرمایا تمہارے سامنے جب آیتیں تلاوت کی جاتی تھیں تو تم ایڑیوں کے بل الٹے پھرتے تھے مانتے نہیں تھے، توجہ نہیں کرتے تھے مُسْتَكْبِرِيْنَ تکبر کرتے ہوئے ایمان سے اور حق کی باتوں سے گریز کرتے تھے بِهٖ سٰمِرًا اس کی وجہ سے قصہ گوئی کرنے والے۔ حرم کے اندر قصہ گوئیاں کرتے تھے۔ عرب کا اس وقت بھی اور آج بھی یہی دستور ہے کہ عموماً وہ دن کو سوتے ہیں اور رات کو جاگتے ہیں۔ تمہارے بچے جیسے یہاں دن کو کھیلتے ہیں ان کے بچے رات کو کھیلتے ہیں۔ یہ لوگ جب رات کو کعبۃ اللہ کے آس پاس اکٹھے ہوتے تو قصہ گوئی کرتے اور عجیب عجیب کہانیاں بیان کرتے تھے تَهْجُرُوْنَ، هَجَرَ يَهْجُرُ هِجْرَةً سے ہے چھوڑ دینا۔ معنٰی ہوگا اللہ تعالیٰ کی آیتوں کو چھوڑتے تھے، ایمان کو چھوڑتے تھے، حق کو چھوڑتے تھے اس لیے آج تمہارا یہ حشر ہے اَفَلَمْ يَدَّبَّرُوا الْقَوْلَ کیا پس انہوں نے غور نہیں کیا اس بات میں۔ قرآن پاک پر غور نہیں کیا اس کو سمجھنے کی کوشش نہیں کی۔

ہم نے ایمان اور قرآن کی قدر نہیں کی :

اللہ تعالیٰ کی جتنی کتابیں ہیں ان تمام سے قرآن پاک افضل کتاب ہے۔ اس کے متعلق پہلے پیغمبر آرزو کرتے رہے کہ اے پروردگار! وہ آخری کتاب ہمیں نصیب فرما۔ ہمیں اللہ تعالیٰ نے مفت میں عطا فرمائی ہے لیکن ہم نے اس کی قدر نہیں کی اور جو چیز مفت

میں مل جائے اس کی قدر نہیں ہوتی۔ہم موروثی مسلمان ہیں ہمیں ایمان بھی وراثت میں ملا ،کتاب بھی وراثت میں ملی کہ ہمارے باپ دادا مسلمان تھے۔ایمان ،قرآن کی قدر ان سے پوچھو جنہوں نے ان کے لیے تکلیفیں برداشت کی ہیں۔ہم تو اس چیز کا شکر ادا نہیں کر سکتے کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں مسلمانوں کے گھر پیدا فرمایا کسی یہودی،عیسائی،سکھ،ہندو کے گھر نہیں پیدا فرمایا۔اگر ان میں سے کسی کے گھر پیدا فرما دیتا تو ہم کیا کر سکتے تھے۔اب ہمیں اللہ تعالیٰ صحیح معنیٰ میں مسلمان بننے کی توفیق عطا فرمائے۔

عرب میں شرک کی ترویج کرنے والا پہلا شخص :

فرمایا کیا انہوں نے اس بات پر غور نہیں کیا اَمْ جَآءَ هُمْ یا آئی ان کے پاس مَّا لَمْ یَاْتِ اٰبَآءَ هُمُ الْاَوَّلِیْنَ وہ چیز جو نہیں آئی ان کے پہلے باپ دادوں کے پاس۔ عربوں کی طرف ابراہیم علیہ السلام بھیجے گئے پھر اسماعیل علیہ السلام بھیجے گئے پھر آنحضرت ﷺ تک ان کی طرف کوئی پیغمبر نہیں بھیجا گیا۔جبکہ اسحاق علیہ السلام کی اولاد میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام تک کم وبیش چار ہزار پیغمبر تشریف لائے ہیں۔عرب میں صدیوں تک لوگ صحیح العقیدہ رہے ہیں پہلا بدبخت شخص جس نے عرب میں شرک کی ترویج کی وہ عمرو بن لُحی بن قمع تھا۔انتہائی گھٹیا اخلاق کا آدمی تھا۔بخاری شریف میں روایت ہے کہ عمرو بن لُحی طواف کے دوران کنڈی کے ذریعے لوگوں کے کندھوں سے چادریں اٹھا لیتا تھا اگر کسی کو پتا چل جاتا تو کہتا معاف کرنا غلطی سے کنڈی لگ گئی ہے۔اگر کوئی غافل رہتا تو چادر اپنے تھیلے میں ڈال لیتا۔اتنا اخلاق کا گرا ہوا آدمی تھا کہ حاجیوں کو بھی لوٹنے سے باز نہیں آتا تھا۔یہ شخص آنحضرت ﷺ کی ولادت باسعادت سے تقریباً اڑھائی سو سال پہلے گزرا ہے اور بابوں کے نام پر بتوں کے نام پر تقرب کے لیے جانور چھوڑنے کا سلسلہ بھی اسی نے

شروع کیا تھا۔شہر گوجرانوالہ میں تمہیں بہت ساری گائیں گلیوں میں، بازاروں میں پھرتی نظر آئیں گی۔ان کا کوئی مالک نہیں ہوتا جاہل قسم کے لوگوں نے اپنے پیروں کے نام پر چھوڑی ہوئی ہوتی ہیں۔ایسے جانوروں کو اللہ تعالیٰ نے سائبہ کہا ہے مَا جَعَلَ اللّٰهُ مِنۡ بَحِيۡرَةٍ وَّلَا سَآئِبَةٍ [سورۃ مائدہ] ''اللہ تعالیٰ نے نہ کوئی بحیرہ بنایا ہے اور نہ کوئی سائبہ بنایا ہے۔'' ان جانوروں کو لوگ چھیڑتے نہیں ہیں ڈرتے ہیں کہ فلاں بزرگ کی گائے ہے۔تو یہ عمرو بن لُحی بدبخت انسان تھا جس نے شرک کی ترویج کی مکہ مکرمہ میں۔

تو رب تعالیٰ فرماتے ہیں کہ یا آئی ہے ان کے پاس وہ بات جو نہیں آئی ان کے باپ دادوں کے پاس اَمۡ لَمۡ يَعۡرِفُوۡا رَسُوۡلَهُمۡ یا انہوں نے اپنے رسول کو نہیں پہچانا فَهُمۡ لَهٗ مُنۡكِرُوۡنَ پس وہ اس کا انکار کرتے ہیں۔آنحضرت ﷺ ولادت باسعادت کے بعد چالیس سال ان لوگوں میں رہے تمام مرد، عورتیں، بچے، جوان، بوڑھے، غلام، آزاد، آپ ﷺ کی شرافت کے قائل تھے۔جب آپ ﷺ کسی گلی سے گزرتے تھے تو عورتیں کہتی تھیں کہ اس جیسے اخلاق والا نوجوان ہم نے نہیں دیکھا، لونڈیاں غلام اپنی جگہ آپ ﷺ کی شرافت کی باتیں کرتے تھے تو آپ ﷺ نے ساری زندگی ان میں گزاری کیا یہ اپنے رسول کو نہیں پہچانتے؟ ہاں! اگر آپ ﷺ پہلے سے وہاں نہ رہتے ہوتے تو پھر دھوکا ہو سکتا تھا کہ ہم تو اس کو پہچانتے ہی نہیں ہیں یہ کون ہے، کیسے ہے۔

انگریز امام و خطیب کا قصہ :

جیسے بلجیم کا انگریز جس کا جعلی اور فرضی نام کرم شاہ تھا اس کا اصلی نام میں بھول گیا ہوں اس کی بڑی عمدہ ڈاڑھی اور سرخ چہرہ تھا عربی، فارسی، پشتو کا ماہر تھا۔جلال آباد افغانستان کی مسجد کا سولہ سال امام خطیب رہا ہے۔یہ انگریز دور کی بات ہے لوگ اس کو نہیں

جانتے تھے وہ بے ایمان انگریز لوگوں کو نمازیں پڑھاتا رہا لوگ اس کو پیر صاحب پیر صاحب کہتے تھے اور اس کے ہاتھ چومتے تھے لیکن وہ جاسوسی کے لیے وہاں ٹکا ہوا تھا۔ تو ایسے آدمی سے تو بندہ دھوکا کھا سکتا ہے جس کے بارے میں کوئی علم نہ ہو لیکن آنحضرت ﷺ کو تو وہ بچپن سے جانتے تھے نبوت سے پہلے چالیس سال آپ ﷺ نے ان میں گزارے۔ پھر نبوت کے بعد تیرہ سال مکہ مکرمہ میں گزارے وہ تو یہ نہیں کہہ سکتے تھے کہ ہم اس کو نہیں پہچانتے۔ تو فرمایا کیا انہوں نے اپنے رسول کو پہچانا نہیں ہے کیا یہ ان کے لیے اجنبی ہیں؟ اَمۡ يَقُوۡلُوۡنَ بِهٖ جِنَّةٌ کیا یہ کہتے ہیں کہ اس کو جنون ہے، پاگل ہے۔ کافروں نے آنحضرت ﷺ کے متعلق یہ شوشہ بھی چھوڑا کہ معاذ اللہ تعالیٰ کہ یہ پاگل ہے۔

ضماد کے قبول اسلام کا واقعہ :

مکہ مکرمہ سے کافی دور قبیلہ ازدشنوءہ آباد تھا۔ اس قبیلے کا ضماد نامی شخص پاگلوں کا علاج کرتا تھا اس کے پاس کوئی دم تھا اللہ تعالیٰ نے بے شمار لوگوں کو شفا عطا فرمائی۔ اس کی فیس بھی کافی تھی۔ اس نے سنا کہ کعبۃ اللہ کے متولیوں میں سے کسی ایک کا بیٹا پاگل ہو گیا ہے معاذ اللہ تعالیٰ اور اس کا کوئی علاج کرانے والا نہیں ہے کہ والد، والدہ، دادا، دادی فوت ہو گئے ہیں۔ آپ ﷺ نے بھی ضماد نامی شخص کا نام سنا ہوا تھا۔ یہ آنحضرت ﷺ کے پاس پہنچا۔ کہنے لگا آپ ﷺ نے قبیلہ ازدشنوءہ کا نام بھی سنا ہوگا اور اس قبیلے کے ضماد نامی آدمی کا نام بھی سنا ہوگا جو پاگلوں، مجنوں کا بذریعہ دم علاج کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ ان کو شفا دیتا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا ہاں سنا ہے۔ کہنے لگا وہ میں ہوں، میں نے سنا ہے کہ آپ ﷺ پاگل ہو گئے ہیں معاذ اللہ تعالیٰ۔ میں نے انسانی ہمدردی کے تحت آپ ﷺ کا علاج کرنا ہے فیس نہیں لینی لَعَلَّ اللّٰهَ يَشْفِيْكَ عَلٰى يَدِيْ مسلم شریف کی روایت ہے "شاید کہ اللہ

تعالیٰ آپ کو میرے ہاتھ پر شفا دیدے۔'' آپ ﷺ مسکرائے کہ لوگوں نے کتنی دور تک پروپیگنڈہ کیا ہوا ہے کہ میں پاگل ہوں معاذ اللہ تعالیٰ اور یہ بیچارہ ان کے پروپیگنڈے سے متاثر ہو کر کتنی دور سے مجھے دم کرنے کے لیے آیا ہے۔آپ ﷺ نے فرمایا میں اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے مجنون نہیں ہوں۔اس نے کہا لوگ کہتے ہیں۔آپ ﷺ نے فرمایا لوگوں کی زبانیں ان کے منہ میں ہیں وہ جانیں اور ان کا کام جانے۔ضماد نے کہا آپ کہتے کیا ہیں؟ آپ ﷺ نے پہلے خطبہ پڑھا جو آپ حضرات جمعہ میں سنتے ہیں اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ نَحْمَدُهٗ وَ نَسْتَعِيْنُهٗ وَ نَسْتَغْفِرُهٗ پھر آپ ﷺ نے سورہ والسماء والطارق پڑھ کر سنائی۔چونکہ عربی تھا قرآن پاک کی فصاحت و بلاغت کو سمجھ رہا تھا، جیسے جیسے آپ ﷺ پڑھتے گئے اس کی آنکھوں سے آنسو جاری ہوتے گئے۔جب آپ ﷺ نے سورۃ مکمل پڑھ لی تو وہ کہنے لگا کہ میں خود شاعر ہوں خطیب اور مقرر بھی ہوں لیکن یہ کلام انسانوں کا نہیں ہے یہ اللہ تعالیٰ کا کلام ہے۔میں آپ ﷺ کو شکار کرنے کے لیے آیا تھا خود شکار ہو گیا ہوں۔کلمہ پڑھ کر واپس گیا اور ؓ ہو گیا۔

تو فرمایا کیا یہ کہتے ہیں کہ اس کو جنون ہے۔نہیں بَلْ جَآءَهُمْ بِالْحَقِّ بلکہ وہ لایا ہے ان کے پاس حق وَاَكْثَرُهُمْ لِلْحَقِّ كٰرِهُوْنَ اور ان کے اکثر حق کو پسند نہیں کرتے۔حق بات سے گریز کرتے ہیں وَلَوِ اتَّبَعَ الْحَقُّ اَهْوَآءَهُمْ اور اگر حق پیروی کرے ان کی خواہشات کی کہ حق ان کی مرضی کے مطابق ہو جائے لَفَسَدَتِ السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ البتہ بگڑ جائیں آسمان اور زمین۔زمین آسمان خراب ہو جائیں وَ مَنْ فِيْهِنَّ اور جو مخلوق آسمان زمین میں ہے سب ختم ہو جائے۔مطلب یہ ہے کہ حق کی برکت سے زمین آسمان کا نظام قائم ہے اگر حق نہ ہو تو اللہ تعالیٰ کو اس نظام کا باقی رکھنا منظور نہیں ہے یہ حق کی بدولت

قائم ہے۔ اگر حق ان کی مرضی کے تحت ہو جائے تو پھر آسمان زمین کا نظام درہم برہم ہو جائے گا اور ان میں جو مخلوق ہے وہ بھی باقی نہیں رہے گی بَلْ اَتَیْنٰھُمْ بِذِکْرِھِمْ بلکہ ہم نے دیا ہے ان کو ان کا ذکر، نصیحت دی ہے یہ قرآن پاک فَھُمْ عَنْ ذِکْرِھِمْ مُّعْرِضُوْنَ پس وہ اپنی نصیحت کی کتاب سے اعراض کرتے ہیں۔ قرآن پاک کا نام قرآن بھی ہے، فرقان بھی ہے اور ذکر بھی ہے۔ چودھویں پارے میں آتا ہے اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّکْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ [حجر:۹] ''بے شک ہم نے اتارا ہے ذکر کو یعنی قرآن کو اور ہم ہی اس کی حفاظت کرنے والے ہیں۔ نوجوانو! عزیزو! یہ عہد کرو کہ ہم نے رمضان المبارک میں روزانہ کم از کم ایک پارہ پڑھنا ہے اور اس کے ساتھ ساتھ ترجمہ سیکھنے کے لیے بھی وقت نکالو۔ اور چیزوں کے لیے تمہارے پاس بڑا وقت ہے مثلاً کھیلوں کے لیے۔ اگر تم دس پندرہ منٹ بھی دے دو تو ترجمہ کلاس شروع ہو جائے گی پہلے کچھ بزرگ پڑھتے رہتے ہیں ان کا قرآن ختم ہو گیا ہے۔ نوجوانو! قبر حشر کی فکر کرو۔ قرآن پاک اللہ تعالیٰ کی کتاب ہے اس کو سمجھنے کی کوشش کرو۔ اَمْ تَسْئَلُهُمْ خَرْجًا، خرج کا معنی وظیفہ، نذرانہ، چندہ۔ یا آپ ان سے وظیفہ مانگتے ہیں، چندہ مانگتے ہیں کہ یہ آپ کے قریب نہیں آتے آپ کی بات نہیں مانتے فَخَرَاجُ رَبِّکَ خَیْرٌ پس آپ کے رب کی طرف سے جو وظیفہ ہے، نذرانہ ہے، ثواب ہے، جو اجر ملے گا وہ بہتر ہے۔ آپ ان سے کچھ بھی نہیں مانگتے وَّھُوَ خَیْرُ الرّٰزِقِیْنَ اور وہ اللہ تعالیٰ تمام رزق دینے والوں سے بہتر رزق دینے والا ہے۔ باقی تو سب مجازی رزاق ہیں کہ یہی کر سکتے ہیں کہ رزق کما کر دے دیں دانہ تو ایک بھی پیدا نہیں کر سکتے۔ پیدا کرنے والا صرف اللہ تعالیٰ ہے وَاِنَّکَ لَتَدْعُوْھُمْ اور بے شک آپ ان کو دعوت دیتے ہیں اِلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ سیدھے راستے کی طرف جو رب تعالیٰ کی

طرف جاتا ہے۔ان کا اخلاقی فریضہ ہے کہ اس کو قبول کریں وَاِنَّ الَّذِیْنَ لَا یُؤْمِنُوْنَ اور بے شک وہ لوگ جو ایمان نہیں لاتے بِالْاٰخِرَةِ آخرت پر عَنِ الصِّرَاطِ لَنٰكِبُوْنَ وہ سیدھے راستے سے اعراض کرتے ہیں۔سیدھے راستے کو قبول کرنے کی کوشش نہیں کرتے۔

۞۞۞

وَلَوْ رَحِمْنٰهُمْ وَكَشَفْنَا مَا بِهِمْ

مِّنْ ضُرٍّ لَّلَجُّوْا فِیْ طُغْیَانِهِمْ یَعْمَهُوْنَ ﴿۷۵﴾ وَلَقَدْ اَخَذْنٰهُمْ بِالْعَذَابِ فَمَا اسْتَكَانُوْا لِرَبِّهِمْ وَمَا یَتَضَرَّعُوْنَ ﴿۷۶﴾ حَتّٰۤى اِذَا فَتَحْنَا عَلَیْهِمْ بَابًا ذَا عَذَابٍ شَدِیْدٍ اِذَا هُمْ فِیْهِ مُبْلِسُوْنَ ﴿۷۷﴾ ع وَهُوَ الَّذِیْۤ اَنْشَاَ لَكُمُ السَّمْعَ وَالْاَبْصَارَ وَالْاَفْـِٕدَةَ ؕ قَلِیْلًا مَّا تَشْكُرُوْنَ ﴿۷۸﴾ وَهُوَ الَّذِیْ ذَرَاَكُمْ فِی الْاَرْضِ وَاِلَیْهِ تُحْشَرُوْنَ ﴿۷۹﴾

وَهُوَ الَّذِیْ یُحْیٖ وَیُمِیْتُ وَلَهُ اخْتِلَافُ الَّیْلِ وَالنَّهَارِ ؕ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ﴿۸۰﴾ بَلْ قَالُوْا مِثْلَ مَا قَالَ الْاَوَّلُوْنَ ﴿۸۱﴾ قَالُوْۤا ءَاِذَا مِتْنَا وَكُنَّا تُرَابًا وَّعِظَامًا ءَاِنَّا لَمَبْعُوْثُوْنَ ﴿۸۲﴾ لَقَدْ وُعِدْنَا نَحْنُ وَاٰبَآؤُنَا هٰذَا مِنْ قَبْلُ اِنْ هٰذَاۤ اِلَّاۤ اَسَاطِیْرُ الْاَوَّلِیْنَ ﴿۸۳﴾ قُلْ لِّمَنِ الْاَرْضُ وَمَنْ فِیْهَاۤ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴿۸۴﴾ سَیَقُوْلُوْنَ لِلّٰهِ ؕ قُلْ اَفَلَا تَذَكَّرُوْنَ ﴿۸۵﴾ قُلْ مَنْ رَّبُّ السَّمٰوٰتِ السَّبْعِ وَرَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ ﴿۸۶﴾ سَیَقُوْلُوْنَ لِلّٰهِ ؕ قُلْ اَفَلَا تَتَّقُوْنَ ﴿۸۷﴾

وَلَوْ رَحِمْنٰهُمْ اور اگر ہم ان پر رحم کریں وَكَشَفْنَا اور ہم دور کردیں مَا وہ چیز بِهِمْ جو ان کو ہے مِّنْ ضُرٍّ تکلیف لَّلَجُّوْا البتہ وہ اصرار کریں فِیْ طُغْیَانِهِمْ اپنی سرکشی میں یَعْمَهُوْنَ سرگرداں پھریں گے وَلَقَدْ اَخَذْنٰهُمْ اور البتہ تحقیق ہم نے پکڑا ان کو بِالْعَذَابِ عذاب میں فَمَا اسْتَكَانُوْا پس وہ نہ

دبے لِرَبِّهِمْ اپنے رب کے سامنے وَمَا يَتَضَرَّعُوْنَ اور نہ وہ گڑگڑائے حَتّٰى
اِذَا فَتَحْنَا یہاں تک کہ جب ہم نے کھول دیا عَلَيْهِمْ بَابًا ان پر دروازہ ذَا
عَذَابٍ شَدِيْدٍ سخت عذاب والا اِذَا هُمْ فِيْهِ مُبْلِسُوْنَ اچانک وہ اس میں نا
امید ہو گئے وَهُوَ الَّذِيْٓ اور اللہ تعالیٰ کی ذات وہ ہے اَنْشَاَلَكُمُ السَّمْعَ جس
نے بنائے تمہارے لیے کان وَالْاَبْصَارَ اور آنکھیں وَالْاَفْئِدَةَ اور دل قَلِيْلًا
مَّا تَشْكُرُوْنَ بہت تھوڑا ہے جو تم شکر ادا کرتے ہو وَهُوَ الَّذِيْ اور وہ وہی ذات
ہے ذَرَاَكُمْ فِي الْاَرْضِ جس نے پھیلایا تمہیں زمین میں وَاِلَيْهِ
تُحْشَرُوْنَ اور اسی کی طرف تم اکٹھے کیے جاؤ گے وَهُوَ الَّذِيْ اور وہ وہی ذات
ہے يُحْيٖ جو زندہ کرتی ہے وَيُمِيْتُ اور مارتی ہے وَلَهُ اخْتِلَافُ الَّيْلِ
وَالنَّهَارِ اور اسی کے حکم سے بدلتی ہے رات اور دن اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ کیا پس تم سمجھتے
نہیں بَلْ قَالُوْا بلکہ کہا انہوں نے مِثْلَ مَا قَالَ الْاَوَّلُوْنَ جیسے پہلوں نے کہا تھا
قَالُوْٓا انہوں نے کہا ءَاِذَا مِتْنَا کیا جب ہم مر جائیں گے وَكُنَّا تُرَابًا اور ہم ہو
جائیں گے مٹی وَّعِظَامًا اور ہڈیاں ءَاِنَّا لَمَبْعُوْثُوْنَ کیا بے شک ہم دوبارہ
اٹھائے جائیں گے لَقَدْ وُعِدْنَا نَحْنُ البتہ تحقیق وعدہ کیا گیا ہمارے ساتھ
وَاٰبَآؤُنَا اور ہمارے باپ دادا کے ساتھ هٰذَا اس کا مِنْ قَبْلُ اس سے پہلے
اِنْ هٰذَآ نہیں ہے یہ اِلَّآ اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَ مگر پہلے لوگوں کی کہانیاں قُلْ آپ
فرمادیں لِمَنِ الْاَرْضُ کس کے لیے ہے زمین وَمَنْ فِيْهَآ اور جو مخلوق اس

زمین میں ہے اِنۡ کُنۡتُمۡ تَعۡلَمُوۡنَ اگر ہوتم جانتے سَیَقُوۡلُوۡنَ لِلّٰہِ بتاکید وہ کہیں گے اللہ تعالیٰ کے لیے ہے قُلۡ آپ کہہ دیں اَفَلَا تَذَکَّرُوۡنَ کیا پس تم نصیحت حاصل نہیں کرتے قُلۡ آپ کہہ دیں مَنۡ رَّبُّ السَّمٰوٰتِ السَّبۡعِ کون ہے رب سات آسمانوں کا وَ رَبُّ الۡعَرۡشِ الۡعَظِیۡمِ اور مالک عرش عظیم کا سَیَقُوۡلُوۡنَ لِلّٰہِ بتاکید وہ کہیں گے اللہ تعالیٰ ہی ہے قُلۡ آپ فرمادیں اَفَلَا تَتَّقُوۡنَ کیا پس تم شرک سے بچتے نہیں۔

کافروں کی کیفیت :

اللہ تبارک وتعالیٰ نے ان لوگوں کا ذکر فرمایا ہے جو آخرت پر ایمان نہیں رکھتے اور سیدھے راستے سے اعراض کرتے ہیں۔ ان لوگوں کی کیفیت یہ ہے کہ وَلَوۡ رَحِمۡنٰہُمۡ اور اگر ہم ان لوگوں پر اپنی رحمت نازل کریں، مال دیں، اولاد دیں، عزت دیں۔ جو بھی دنیا کی ضرورت کی چیزیں ہیں وَ کَشَفۡنَا مَا بِہِمۡ مِّنۡ ضُرٍّ اور دور کردیں جو ان کو تکلیف ہے۔ ذہنی ہے، مالی ہے، بدنی ہے، یہ سب کچھ کرنے کے باوجود بھی لَّلَجُّوۡا البتہ وہ اصرار کریں گے، ڈٹے رہیں گے فِیۡ طُغۡیَانِہِمۡ اپنی سرکشی میں یَعۡمَہُوۡنَ سرگرداں پھریں گے۔ اگر غور کرو تو ہمارا یہی حال ہے۔ دنیاوی لحاظ سے لوگوں نے کافی ترقی کی ہے مکانات دیکھو، آمدنی دیکھو، تنخواہیں دیکھو لیکن رب تعالیٰ کی طرف رجوع کرنے میں بہت پیچھے رہ گئے ہیں۔ آج سے پچاس سال پہلے کے لوگوں کے عقائد میں پختگی ہوتی تھی سادگی اور اخلاص ہوتا تھا آج صرف مفاد کا تعلق ہے رشتہ دار بھی ایک دوسرے کو ملتے ہیں تو مفاد کے ساتھ۔ محض رشتہ دار سمجھ کر ملنے والے بہت کم ہیں کہ میرا عزیز ہے، کمزور ہے اس سے

ہمدردی کرنی چاہیے اس کو ملنے کا اللہ تعالیٰ نے مجھے حکم دیا ہے ایسے بہت کم ہیں۔تو فرمایا وہ سرکشی میں سرگرداں پھیریں گے وَلَقَدْ اَخَذْنٰـهُمْ بِالْعَذَابِ اورالبتہ تحقیق ہم نے ان کو پکڑا عذاب میں ان کو سزا دی فَمَا اسْتَكَانُوْا لِرَبِّهِمْ پس نہ دبے اور جھکے اپنے رب کے سامنے وَمَا يَتَضَرَّعُوْنَ اور نہ وہ گڑگڑائے، عاجزی اور زاری نہ کی۔

مشرکوں کے لیے آپ ﷺ نے قحط کی بددعا فرمائی :

بخاری شریف میں روایت ہے کہ جب آنحضرت ﷺ نے مکے والوں کے سامنے حق پیش کیا اور انہوں نے قبول کرنے کے بجائے سختی کے ساتھ رد کر دیا تو آپ ﷺ نے بد دعا فرمائی اے پروردگار! ان پر ایسے سال مسلط فرما جیسے یوسف علیہ السلام کے زمانے میں قحط سالی ہوئی تھی۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا مکے والوں پر قحط سالی مسلط ہوئی اردگرد کے علاقوں میں قحط سالی ہوئی فصلیں پیدا نہ ہوئیں دانے ناپید ہو گئے، بارش کا ایک قطرہ تک نہ برسا، جھاڑیاں جھلس گئیں۔ مکے والے مجبور ہو گئے حَتّٰى اَكَلُوا الْعِظَامَ وَالْجُلُوْدَ وَالْمَيْتَةَ ''یہاں تک کہ انہوں نے ہڈیاں اور چمڑے اور مردار کھائے۔'' ہڈیاں پیس پیس کر کھاتے تھے، چمڑے پانی میں بھگو کر رکھتے پھر ان کو کھاتے، مردار جانور کھاتے رہے۔ یہ تینوں لفظ بخاری شریف میں موجود ہیں۔ ابو سفیان اس وقت رضی اللہ عنہ نہیں ہوئے تھے۔ لوگوں کا ایک وفد لے کر آپ ﷺ کے پاس مدینہ طیبہ آیا۔ کہنے لگا اے محمد (ﷺ) آپ کی قوم بھوک سے مر رہی ہے یہ آپ کی بددعا کا نتیجہ ہے لوگ بھوک سے مر رہے ہیں اللہ تعالیٰ سے دعا کریں اللہ تعالیٰ حالات بدل دے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا چچا جان! ہر شے رب تعالیٰ کے قبضے میں ہے رب تعالیٰ کی توحید کو تسلیم کر لو مجھے پیغمبر مان لو اللہ تعالیٰ کی کتاب پر ایمان لے آؤ پھر دیکھو رب تعالیٰ کی رحمتیں کیسے تمہارے اوپر نچھاور ہوتی ہیں۔ کہنے لگا اس

بات کو چھوڑ دیں اس چیز کا نام نہ لیں ویسے ہمارے لیے دعا کریں۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ ایسے تو میں نے دعا نہیں کرنی کہ تم رب تعالیٰ کے نافرمان ہو اور اسی پر ڈٹے ہوئے ہو۔ اسی کا ذکر ہے کہ البتہ تحقیق پکڑا ہم نے مکے والوں کو عذاب میں پس وہ نہیں جھکے اپنے رب کے سامنے نہ انہوں نے عاجزی کی حَتّٰۤى اِذَا فَتَحْنَا عَلَيْهِمْ یہاں تک کہ کھولا ہم نے ان پر بَابًا دروازہ ذَا عَذَابٍ شَدِيْدٍ سخت عذاب والا اِذَا هُمْ فِيْهِ مُبْلِسُوْنَ اچانک وہ ناامید ہو گئے۔

واقعہ بدر کی جھلک :

یہ واقعہ بدر کے متعلق ہے کہ کافروں کی تعداد ایک ہزار تھی۔ تلواریں، نیزے، تیر کمان ہر طرح کا اسلحہ ان کے پاس تھا، سریلی آواز والی عورتیں گانے کے لیے ساتھ لائے تھے، اونٹوں پر شراب کی بوتلیں لدی ہوئی تھیں کہ مسلمانوں کا صفایا کر کے شراب کباب کی محفلیں منعقد کریں گے گانے والیاں گائیں گی اردگرد کے قبائل کی بھی دعوت کریں گے۔ بھنگڑے ڈالتے ہوئے اچھلتے کودتے ہوئے مکہ مکرمہ سے چلے اُعْلُ هُبَلُ کے نعرے لگاتے ہوئے ہبل زندہ باد۔ مقابلے میں مسلمانوں کی تعداد تین سو تیرہ، آٹھ تلواریں، چھ زریں تھیں۔ انسان تصور بھی نہیں کر سکتا تھا کہ آٹھ تلواریں ہزار تلواروں پر غالب آئیں گی۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ وَّاَنْتُمْ اَذِلَّةٌ [آل عمران:۱۲۳] ''اور البتہ تحقیق اللہ تعالیٰ نے تمہاری مدد کی بدر کے مقام پر اور تم انتہائی کمزور اور بے سروسامانی کی حالت میں تھے۔'' اللہ تعالیٰ نے بڑی طاقتور جماعت پر فتح عطا فرمائی۔ ستر ایسے کافر مارے گئے جو کفر کی جڑ اور بنیاد تھے اور ستر گرفتار ہوئے اور باقی سب بھاگ گئے اور ان بھاگنے والوں میں وہ بھی تھے جو کئی دنوں تک گھر سے باہر نہیں نکلے کہ کیا منہ دکھائیں گے۔

کفر کی کمر ٹوٹ گئی اور ان کی یہ امید بالکل ختم ہوگئی کہ اللہ تعالیٰ ہماری مدد کرے گا۔اسی کا ذکر ہے کہ جب ہم نے کھولا ان پر سخت عذاب کا دروازہ تو اس وقت وہ ناامید ہو گئے۔ ناشکری کرتے ہو رب تعالیٰ کی نعمتوں کو دیکھو وَهُوَ الَّذِىٓ اور اللہ تعالیٰ کی ذات وہ ہے اَنۡشَاَ لَكُمُ السَّمۡعَ وَالۡاَبۡصَارَ وَالۡاَفۡئِدَةَ جس نے بنائے تمہارے لیے کان ،آنکھیں اور دل ۔کان کی قدر بہرے سے پوچھو، آنکھ کی قدر اندھے سے پوچھو کہ بہرا بات کرنے والے کی بات سن نہیں سکتا اور اندھا کبھی اس دیوار سے ٹکراتا ہے کبھی اس دیوار سے ٹکراتا ہے۔دل کی قدر پاگل سے پوچھو شکل بڑی عمدہ لیکن بات کرنے کا ڈھنگ نہیں ۔صرف دل کے علاج پر لاکھوں روپے خرچ آتا ہے۔اللہ تعالیٰ نے یہ ساری نعمتیں مفت میں عطا فرمائی ہیں قَلِيۡلًا مَّا تَشۡكُرُوۡنَ بہت تھوڑا ہے جو تم شکر ادا کرتے ہو۔چاہیے تو یہ تھا کہ ان اعضاء کے اور قویٰ کے ذریعے اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کو دل میں جگہ دیتے۔کانوں سے خدا رسول کا کلام سنتے ،آنکھوں سے اللہ تعالیٰ کی قدرت کی نشانیاں دیکھتے مگر تم نے ان چیزوں کو غلط استعمال کیا وَهُوَ الَّذِىۡ ذَرَاَكُمۡ فِى الۡاَرۡضِ اور وہ وہی ذات ہے جس نے پھیلایا تمہیں زمین میں وَاِلَيۡهِ تُحۡشَرُوۡنَ اور اسی کی طرف تم اکٹھے کیے جاؤ گے۔اللہ تعالیٰ نے اپنی کمال حکمت سے انسانی آبادی کو دنیا کے مختلف خطوں میں بکھیر دیا ہے کوئی میدانی علاقے میں کوئی پہاڑی علاقے میں کوئی ٹھنڈے اور کوئی گرم علاقے میں کوئی خشک اور کوئی تر علاقے میں پورے اطمینان کے ساتھ زندگی بسر کرتے ہیں اور ہر ایک اپنے مقام پر خوش ہے اور اپنے اپنے علاقے سے محبت رکھتے ہیں۔

چند بنیادی سوال ہر آدمی سے ہونگے :

حدیث پاک میں آتا ہے کہ چند بنیادی سوال اللہ تعالیٰ ہر ایک سے کریں گے۔

- ......زندگی کہاں گزاری؟
- ......جوانی کہاں خرچ کی؟
- ......میں نے تجھے مال دیا تھا وہ کہاں خرچ کیا ہے؟
- ......تجھے جو علم دیا تھا اس پر کتنا عمل کیا؟

فرمایا وَهُوَ الَّذِىْ يُحْيٖ وَيُمِيْتُ وہ اللہ تعالیٰ ہی زندہ کرتا ہے اور وہی مارتا ہے وَلَهُ اخْتِلَافُ الَّيْلِ وَالنَّهَارِ اسی کے حکم سے بدلتی ہے رات اور دن۔ اللہ تعالیٰ کے حکم سے رات دن مختلف ہوتے ہیں رات تاریک ہے دن روشن ہے۔ کبھی رات بڑھ جاتی ہے کبھی دن بڑھ جاتا ہے۔ آج سے ایک مہینہ پہلے دن تقریباً ایک گھنٹہ رات سے چھوٹا تھا اب ایک گھنٹہ بڑھ گیا ہے۔ جوں جوں گرمی آئے گی دن بڑھتا جائے گا اور رات گھٹتی جائے گی۔ یہ سب رب تعالیٰ کے حکم کیساتھ ہے اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ کیا پس تم سمجھتے نہیں رب تعالیٰ کی قدرت کو رب تعالیٰ کی توحید کو بَلْ قَالُوْا بلکہ ان لوگوں نے وہی بات کہی مِثْلَ مَا قَالَ الْاَوَّلُوْنَ جیسے پہلوں نے کہی تھی۔ پہلے لوگوں نے کیا کہا تھا؟ قَالُوْٓا انہوں نے کہا ءَ اِذَا مِتْنَا وَكُنَّا تُرَابًا کیا جب ہم مر جائیں گے اور ہو جائیں گے مٹی وَّعِظَامًا اور ہڈیاں ہو جائیں گے ءَ اِنَّا لَمَبْعُوْثُوْنَ کیا ہم دوبارہ اٹھائے جائیں گے۔ ان لوگوں کا عقیدہ تھا کہ جو مر گیا ہڈیاں بوسیدہ ہو گئیں خاک ہو گیا وہ دوبارہ نہیں اٹھایا جائے گا۔ وہ قیامت کے منکر تھے اسی لیے گناہوں پر جری اور دلیر تھے اور جس آدمی کو یقین ہو کہ قیامت حق ہے اور میں نے رب تعالیٰ کے سامنے پیش ہونا ہے اور پائی پائی کا حساب ہو گا تو وہ سوچ سمجھ کر کام کرے گا اور جس کو قبر یاد نہیں آخرت کی فکر نہیں اور برائیوں سے اس کا دل سیاہ ہو چکا ہے اس کو کسی چیز کی فکر نہیں ہے۔

دل کیسے سیاہ ہوتا ہے :

اور یاد رکھو حدیث پاک میں آتا ہے اِذَا اَذْنَبَ الْعَبْدُ ذَنْبًا تُكْتَبُ عَلٰى قَلْبِهٖ نُكْتَةً سَوْدَآءَ "جب آدمی گناہ کرتا ہے اس کے دل پر سیاہ دھبا پڑ جاتا ہے جب دوسرا گناہ کرتا ہے دوسرا دھبا پڑ جاتا ہے، تیسرا گناہ کرتا ہے تیسرا دھبا پڑ جاتا ہے۔" ایک پاؤ کے قریب تو دل کا ٹکڑا ہے یہاں تک کہ اس کے دل پر ایک غلاف چڑھ جاتا ہے كَلَّا بَلْ رَانَ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ [سورۃ مطففین] "خبردار بلکہ ان کے دل زنگ آلود ہو گئے ہیں۔" جب دل پر غلاف چڑھ جاتا ہے تو پھر نیکی کی رغبت ختم ہو جاتی ہے۔ اس کی چھوٹی سی علامت یاد رکھو کہ جب بندے کو نیکی کا شوق اور رغبت نہ ہو اور برائی کو برائی نہ سمجھے تو سمجھ لو کہ اس کے دل پر گناہوں کا غلاف چڑھ گیا ہے۔ ایسی حالت میں آدمی کو توبہ کی توفیق بہت کم نصیب ہوتی ہے اور جو توبہ کر کے نہ مرا اس کی آخرت برباد ہو گئی۔ بخلاف اس کے وہ آدمی کہ جس کے دل پر غلاف نہیں چڑھا وہ گناہ کرے گا تو دل اس کو آگاہ کرے گا کہ یہ کام برا ہے۔ اگر کبھی گناہ ہو بھی گیا تو توبہ کرے گا۔

تو فرمایا انہوں نے وہی بات کہی جو پہلوں نے کہی تھی کہ جب ہم مر جائیں گے اور مٹی ہو جائیں گے اور ہڈیاں ہو جائیں گے کیا ہم دوبارہ اٹھائے جائیں گے لَقَدْ وُعِدْنَا نَحْنُ وَاٰبَآؤُنَا هٰذَا البتہ تحقیق وعدہ کیا گیا ہمارے ساتھ اور ہمارے باپ دادا کے ساتھ اس کا کہ تم دوبارہ کھڑے کیے جاؤ گے مِنْ قَبْلُ اس سے پہلے۔ لیکن وہ ابھی تک قبروں میں ہیں لہٰذا کوئی قیامت نہیں ہے اِنْ هٰذَآ اِلَّآ اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَ نہیں ہے یہ باتیں مگر پہلوں کی قصے کہانیاں۔ پہلوں کی کہانیاں سناتے رہتے ہو ابھی تک قیامت آئی تو نہیں نہ ہمارا باپ زندہ ہوا نہ دادا قُلْ آپ کہہ دیں لِمَنِ الْاَرْضُ وَمَنْ فِيْهَآ کس

کے لیے ہے زمین، زمین کو کس نے پیدا کیا ہے اور جو اس میں مخلوق ہے اس کو کس نے پیدا کیا ہے اور کس کے تصرف میں ہے اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ اگر ہو تم جانتے تو بتاؤ جس زمین پر چلتے پھرتے ہو جس پر تمہارے مکانات ہیں تمہاری بود و باش، باغات اور کارخانے ہیں یہ کس نے بنائی ہے اور اس میں جو مخلوق ہے وہ کس نے پیدا فرمائی ہے؟ سَيَقُوْلُوْنَ لِلّٰهِ بتاکید یہ مشرک کہیں گے اللہ تعالیٰ کے لیے ہے اسی نے پیدا فرمائی ہے اور اس میں جو مخلوق ہے وہ بھی اسی کی ہے اسی نے پیدا فرمائی ہے۔ پھر ان سے پوچھو اَفَلَا تَذَكَّرُوْنَ کیا پس تم نصیحت حاصل نہیں کرتے۔ یہ سب کچھ مان کر بھی رب تعالیٰ کو وحدہ لاشریک لہ تسلیم نہیں کرتے اس کے احکامات کو نہیں مانتے۔

دوسرا سوال قُلْ آپ ان سے کہہ دیں مَنْ رَّبُّ السَّمٰوٰتِ السَّبْعِ کون رب ہے سات آسمانوں کا، یہ کس نے بنائے ہیں، ان کو سنبھالنے والا کون ہے؟ وَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ اور مالک عرش عظیم کا رب اور مالک کون ہے کس نے بنایا ہے کس کے تصرف اور ملک میں ہیں؟ سَيَقُوْلُوْنَ لِلّٰهِ بتاکید یہ کہیں گے اللہ تعالیٰ ہی کے لیے ہے قُلْ آپ کہہ دیں اَفَلَا تَتَّقُوْنَ کیا پس تم شرک سے بچتے نہیں یہ سب کچھ مان کر بھی۔ مشرک رب تعالیٰ کے وجود کے منکر نہیں تھے رب تعالیٰ کے ساتھ اوروں کو نتھی کرتے تھے جیسے سکھ کہتے ہیں جو رب کرے لالو ٹھور، نانک بابا ٹھور۔ رب کو مان کر پھر بابا نانک کی ٹانگ ساتھ جوڑتے ہیں۔ یہی مشرکوں کا طریقہ تھا رب تعالیٰ کو مان کر اوروں کو ساتھ نتھی کرتے تھے۔ یہ شرک بہت بری چیز ہے۔ اللہ تعالیٰ شرک کو سمجھنے اور اس سے بچنے کی توفیق عطا فرمائے۔

❁ ❁ ❁

قُلْ مَنْ بِيَدِهٖ مَلَكُوْتُ كُلِّ شَيْءٍ وَّهُوَ يُجِيْرُ وَلَا يُجَارُ عَلَيْهِ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۝٨٨ سَيَقُوْلُوْنَ لِلّٰهِ ؕ قُلْ فَاَنّٰى تُسْحَرُوْنَ ۝٨٩ بَلْ اَتَيْنٰهُمْ بِالْحَقِّ وَاِنَّهُمْ لَكٰذِبُوْنَ ۝٩٠ مَا اتَّخَذَ اللّٰهُ مِنْ وَّلَدٍ وَّمَا كَانَ مَعَهٗ مِنْ اِلٰهٍ اِذًا لَّذَهَبَ كُلُّ اِلٰهٍ ۢبِمَا خَلَقَ وَلَعَلَا بَعْضُهُمْ عَلٰى بَعْضٍ ؕ سُبْحٰنَ اللّٰهِ عَمَّا يَصِفُوْنَ ۝٩١ عٰلِمِ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ فَتَعٰلٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ۝٩٢ قُلْ رَّبِّ اِمَّا تُرِيَنِّيْ مَا يُوْعَدُوْنَ ۝٩٣ رَبِّ فَلَا تَجْعَلْنِيْ فِي الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ۝٩٤ وَاِنَّا عَلٰى اَنْ نُّرِيَكَ مَا نَعِدُهُمْ لَقٰدِرُوْنَ ۝٩٥ اِدْفَعْ بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ السَّيِّئَةَ ؕ نَحْنُ اَعْلَمُ بِمَا يَصِفُوْنَ ۝٩٦ وَقُلْ رَّبِّ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ هَمَزٰتِ الشَّيٰطِيْنِ ۝٩٧ وَاَعُوْذُ بِكَ رَبِّ اَنْ يَّحْضُرُوْنِ ۝٩٨ حَتّٰى اِذَا جَآءَ اَحَدَهُمُ الْمَوْتُ قَالَ رَبِّ ارْجِعُوْنِ ۝٩٩ لَعَلِّيْ اَعْمَلُ صَالِحًا فِيْمَا تَرَكْتُ كَلَّا ؕ اِنَّهَا كَلِمَةٌ هُوَ قَآئِلُهَا ؕ وَمِنْ وَّرَآئِهِمْ بَرْزَخٌ اِلٰى يَوْمِ يُبْعَثُوْنَ ۝١٠٠

قُلْ آپ کہہ دیں مَنْ بِيَدِهٖ کون ہے جس کے ہاتھ میں ہے مَلَكُوْتُ كُلِّ شَيْءٍ ہر چیز کا اختیار وَّهُوَ يُجِيْرُ اور وہی پناہ دیتا ہے وَلَا يُجَارُ عَلَيْهِ اور نہیں پناہ دی جاسکتی اس کے مقابلے میں اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ اگر ہو تم جانتے سَيَقُوْلُوْنَ لِلّٰهِ بتا کید وہ کہیں گے اللہ تعالیٰ ہی کے لیے ہے قُلْ آپ کہہ دیں فَاَنّٰى تُسْحَرُوْنَ پس کہاں سے تم پر جادو کیا جارہا ہے بَلْ اَتَيْنٰهُمْ بِالْحَقِّ

بلکہ ہم نے دیا ہے ان کو حق وَاِنَّھُمْ لَكٰذِبُوْنَ اور بیشک وہ جھوٹے ہیں مَا اتَّخَذَ
اللّٰهُ مِنْ وَّلَدٍ نہیں بنائی اللہ تعالیٰ نے کوئی اولاد وَّمَا كَانَ مَعَهٗ مِنْ اِلٰهٍ اور نہیں
ہے اس کے ساتھ کوئی اور الٰہ اور معبود اِذًا لَّذَهَبَ اگر تو البتہ لے جاتا كُلُّ اِلٰهٍ
ہر الٰہ بِمَا خَلَقَ جو مخلوق اس نے پیدا کی وَلَعَلَا بَعْضُهُمْ عَلٰى بَعْضٍ اور
البتہ چڑھائی کر دیتا ان کا بعض بعض پر سُبْحٰنَ اللّٰهِ اللہ تعالیٰ کی ذات پاک ہے
عَمَّا ان چیزوں سے يَصِفُوْنَ جو وہ بیان کرتے ہیں عٰلِمِ الْغَيْبِ جاننے والا
ہے غیب کی چیزوں کو وَالشَّهَادَةِ اور حاضر کو فَتَعٰلٰى پس بلند ہے عَمَّا
يُشْرِكُوْنَ ان چیزوں سے جن کو اس کے ساتھ شریک بناتے ہیں قُلْ آپ کہہ
دیں رَّبِّ اے میرے رب اِمَّا تُرِيَنِّيْ اگر آپ دکھائیں مجھ کو مَا يُوْعَدُوْنَ
وہ چیز جس کا وعدہ کیا جاتا ہے ان کے ساتھ رَبِّ اے میرے رب فَلَا
تَجْعَلْنِيْ پس نہ کرنا مجھے فِى الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ظالم قوم میں وَاِنَّا اور بے شک
ہم عَلٰٓى اَنْ اس بات پر نُّرِيَكَ کہ دکھائیں ہم آپ کو مَا وہ نَعِدُهُمْ جس کی
ہم ان کو دھمکی دیتے ہیں لَقٰدِرُوْنَ البتہ ہم قادر ہیں اِدْفَعْ بِالَّتِيْ آپ دفاع
کریں ایسے طریقے کے ساتھ هِيَ اَحْسَنُ جو اچھا ہو السَّيِّئَةَ برائی کو نَحْنُ
اَعْلَمُ ہم خوب جانتے ہیں بِمَا يَصِفُوْنَ اس چیز کو جو وہ بیان کرتے ہیں وَقُلْ
رَّبِّ اور آپ کہہ دیں اے میرے رب اَعُوْذُبِكَ میں پناہ لیتا ہوں مِنْ
هَمَزٰتِ الشَّيٰطِيْنِ شیطانوں کے وساوس سے وَاَعُوْذُبِكَ اور میں پناہ لیتا

ہوں آپ کی رَبِّ اے میرے رب اَنْ یَّحْضُرُوْنِ اس سے کہ وہ میرے پاس حاضر ہوں حَتّٰٓی اِذَا جَآءَ یہاں تک کہ جب آتی ہے اَحَدَھُمُ الْمَوْتُ ان میں سے کسی ایک کے پاس موت قَالَ کہتا ہے رَبِّ ارْجِعُوْنِ اے میرے رب مجھے دنیا کی طرف لوٹا دے لَعَلِّیْٓ اَعْمَلُ صَالِحًا تاکہ میں عمل کروں اچھے فِیْمَا تَرَکْتُ اس کے مقابلے میں جو میں چھوڑ آیا ہوں کَلَّا ہرگز نہیں ہوگا اِنَّھَا کَلِمَۃٌ بے شک یہ ایک بات ہے ھُوَ قَآئِلُھَا جس کو وہ کہہ رہا ہے وَمِنْ وَّرَآئِھِمْ بَرْزَخٌ اور ان کے آگے پردہ ہے اِلٰی یَوْمِ یُبْعَثُوْنَ اس دن تک جس دن ان کو اٹھایا جائے گا۔

ساری بنیادی چیزیں مشرک تسلیم کرتے ہیں :

مشرکین مکہ کے بارے میں بات چلی آرہی ہے کہ قُلْ لِّمَنِ الْاَرْضُ وَمَنْ فِیْھَآ آپ ان سے کہیں کہ زمین اور اس میں جو مخلوق ہے وہ کس کی ہے اگر تم جانتے ہو تو بتاکید کہیں گے اللہ تعالیٰ کے لیے ہے۔ دوسرا سوال تھا کہ سات آسمانوں کا رب کون ہے؟ اور عرش عظیم کا رب کون ہے؟ تو بتاکید یہ کہیں گے اللہ تعالیٰ قُلْ اَفَلَا تَتَّقُوْنَ کیا پھر تم شرک سے نہیں بچتے۔

اب تیسرا سوال قُلْ مَنْ م بِیَدِہٖ مَلَکُوْتُ کُلِّ شَیْءٍ آپ ان سے کہہ دیں کون ہے وہ ذات جس کے ہاتھ میں جس کے قبضے اور قدرت میں ہے ہر چیز کا اختیار۔ اور دوسری چیز وَّھُوَ یُجِیْرُ وَلَا یُجَارُ عَلَیْہِ اور وہی پناہ دیتا ہے اور نہیں پناہ دی جا سکتی اس کے مقابلے میں۔ بتلاؤ یہ صفت کس کی ہے اِنْ کُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ اگر ہو تم جانتے

سَیَقُوْلُوْنَ لِلّٰهِ بتاکید کہیں گے کہ یہ صفت بھی اللہ تعالیٰ کی ہے۔اب جب یہ سب باتیں تسلیم کرتے ہیں تو قُلْ آپ کہہ دیں فَاَنّٰی تُسْحَرُوْنَ پس کہاں سے تم پر جادو کیا جارہا ہے۔سب کچھ مان کر تم پھر بھی رب تعالیٰ کے ساتھ شرک کرتے ہو۔

شرک پر مشرکوں کے دلائل :

یادرکھنا! شرک کے سینگ نہیں ہوتے اور نہ مشرک کے سینگ ہوتے ہیں کہ جو شرک کرے اس کو سینگ لگ جائیں۔شرک عقیدے اور نظریئے کا نام ہے۔اور نہ ہی مشرک خدا کا مخالف ہوتا ہے۔مشرک بظاہر جتنا رب تعالیٰ کا ادب کرتا ہے شاید بظاہر اتنا موحد بھی نہ کرتے ہوں۔مشرک کہتا ہے کہ رب تعالیٰ کی ذات بہت اونچی اور بلند ہے اور ہم بہت پست ہیں ہماری رب تعالیٰ تک رسائی نہیں ہے۔جب تک درمیان میں بزرگوں کی سیڑھیاں نہ لگائیں۔اب دیکھو! بظاہر کتنا ادب کررہا ہے۔پھر یہ مثال دیتے ہیں بادشاہ کو ہر آدمی نہیں مل سکتا بادشاہ کو ملنے کے لیے افسروں کے واسطے ہوتے ہیں اور سورۃ الانعام آیت نمبر ۱۳۶ میں ہے کہ جب وہ پیداوار میں سے حصہ نکالتے تھے یا جانوروں میں سے اللہ تعالیٰ کے لیے اور دوسرے معبودوں کے لیے تو ایک ڈھیری اللہ تعالیٰ کی اور دوسری ڈھیری دوسرے معبودوں کی تو ان کے دوسرے معبودوں والی ڈھیری میں سے کچھ دانے اللہ تعالیٰ کی ڈھیری کے ساتھ مل جاتے تو فوراً الگ کر لیتے اور اگر اللہ تعالیٰ کی ڈھیری میں سے کچھ دانے معبودوں کی ڈھیری میں مل جاتے تو الگ نہیں کرتے تھے کہ خدا تو بے پرواغنی ہے وہ محتاج ہیں ضرورت مند ہیں۔تو اس سے اندازہ لگاؤ اللہ تعالیٰ کے لیے بظاہر کتنی عقیدت تھی۔رب تعالیٰ کو اپنا خالق بھی مانتے تھے،آسمانوں اور زمین کا خالق بھی مانتے تھے اور سورۃ یونس آیت نمبر ۳۱ میں ہے قُلْ ''آپ کہہ دیں مَنْ یَّرْزُقُکُمْ مِّنَ السَّمَآءِ

وَالْاَرْضِ کون رزق دیتا ہے تمہیں آسمان اور زمین سے اَمَّنْ یَّمْلِکُ السَّمْعَ وَالْاَبْصَارَ کون ہے جو مالک ہے کانوں کا اور آنکھوں کا وَمَنْ یُّخْرِجُ الْحَیَّ مِنَ الْمَیِّتِ اور نکالتا ہے زندہ کو مردہ سے وَیُخْرِجُ الْمَیِّتَ مِنَ الْحَیِّ اور نکالتا ہے مردہ کو زندہ سے۔ ''بعض کافروں سے مومن پیدا کرتا ہے بعض بہت برے ہوتے ہیں ان کو بہت نیک اولاد دیتا ہے۔

دیکھو مروان اچھی شہرت کا مالک نہیں تھا لیکن اس کا پوتا عمر بن عبدالعزیز خلیفہ راشد تھا۔ رب تعالیٰ کی قدرت ہے زندہ انسان سے نطفہ پیدا کرتا ہے، زندہ مرغی سے انڈا پیدا کرتا ہے انڈے سے چوزہ نکالتا ہے۔ نطفہ بے جان سے بچہ پیدا کرتا ہے وَمَنْ یُّدَبِّرُ الْاَمْرَ اور کون ہے جو سب کاموں کی تدبیر کرتا ہے فَسَیَقُوْلُوْنَ لِلّٰہِ پس یہ بتاکید کہیں گے اللہ تعالیٰ۔ یہ مشرک کہیں گے کہ یہ سارے کام اللہ تعالیٰ کرتا ہے۔ فَقُلْ اَفَلَا تَتَّقُوْنَ کیا پس تم شرک سے نہیں بچتے۔''

یہ مشرکین مکہ کے نظریات کا ذکر ہے۔ اب تم اپنے زمانے کے مشرکوں کا نظریہ بھی سن لو اور پھر یہ نظریہ بیان کرنے والا ان کا کوئی معمولی آدمی نہیں ہے۔ وہ احمد رضا خان کو امام کا درجہ دیتے ہیں۔ وہ شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کے متعلق کہتا ہے.....

؎ ذی تصرف بھی ہے ماذون بھی ہے مختار بھی ہے

کار عالم کا مدبر بھی ہے عبدالقادر

حدائق بخشش حصہ ۲ صفحہ ۱۹ اور صفحہ ۸ پر لکھتا ہے......

؎ احد سے احمد اور احمد سے تجھ کو

کن اور سب کن مکن حاصل ہے یا غوث

سب کن مکن کے اختیارات شیخ عبد القادر جیلانی کے پاس ہیں ۔ اور ظلم کی بات سنو! ''الامن والعلیٰ'' کے صفحہ ۸۵ پر لکھتا ہے...... آفتاب طلوع نہیں کرتا جب تک کہ حضور سیدنا غوث اعظم پر سلام نہ کرے، لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم ۔ دیکھو! سیدنا عبد القادر جیلانیؒ کی ولادت ۴۹۵ھ میں ہوئی اور وفات ۵۶۱ھ میں ہوئی ہے ۔ سوال یہ ہے ۴۹۵ھ سے پہلے سورج چڑھتا تھا یا نہیں چڑھتا تھا؟ اگر چڑھتا تھا تو کس کو سلوٹ مارتا تھا؟ یاد رکھنا! یہ نظریات بالکل قرآن کے خلاف ہیں اسی لیے میں نے تمہیں سورہ یونس کی آیتیں نکال کر پڑھوائی ہیں تا کہ تم مغالطے میں نہ رہو اور قیامت والے دن یہ نہ کہنا کہ ہمیں کسی نے مسئلہ بتایا نہیں تھا۔

تو رب تعالیٰ فرماتے ہیں ان سے پوچھیں ہر چیز کا اختیار کس کے قبضہ قدرت میں ہے اور وہ پناہ دیتا ہے اور اس کے مقابلے میں کوئی پناہ نہیں دے سکتا اگر تم جانتے تو بتا کید یہ کہیں گے یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ کے لیے ہے ان سے کہیں تم پر کہاں سے جادو ہو گیا ہے کیوں شرک کرتے ہو؟ بَلْ اَتَیْنٰھُمْ بِالْحَقِّ بلکہ ہم نے ان کو دیا ہے حق ۔ حق ان کو پہنچا دیا ہے وَ اِنَّھُمْ لَکٰذِبُوْنَ اور بے شک شرک کرنے والے جھوٹے ہیں۔

آگے ان کا ذکر ہے جو کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی اولاد ہے وَقَالَتِ الْیَھُوْدُ عُزَیْرُ نِابْنُ اللّٰہِ وَقَالَتِ النَّصٰرٰی مَسِیْحُ ابْنُ اللّٰہِ [سورۃ توبہ] اور عرب کے مشرک وَیَجْعَلُوْنَ لِلّٰہِ الْبَنٰتِ [نحل: ۵۷] کہتے تھے فرشتے اللہ تعالیٰ کی بیٹیاں ہیں ۔ رب تعالیٰ فرماتے ہیں مَا اتَّخَذَ اللّٰہُ مِنْ وَّلَدٍ نہیں بنائی اللہ تعالیٰ نے کوئی اولاد ۔ اس کی صفت ہے لَمْ یَلِدْ وَلَمْ یُوْلَدْ ''نہ اس نے کسی کو جنا ہے اور نہ اس کو کسی نے جنا ہے۔'' وَّمَا کَانَ مَعَهٗ مِنْ اِلٰهٍ اور نہیں ہے اس کے ساتھ کوئی اور الٰہ، نہ مشکل کشا، نہ حاجت روا،

نہ فریادرس، نہ کوئی دستگیر اور یہاں کیا ہے (بریلویوں کے) خان صاحب تک کہتے ہیں......

امداد کن امداد کن از رنج وغم آزاد کن

در دین ودنیا شاد کن یا غوث اعظم دستگیر

ڈنکے کی چوٹ پر یہ بدعتی مسجد، مسجد میں کہتے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے وَاَنَّ الْمَسٰجِدَ لِلّٰهِ فَلَا تَدْعُوْا مَعَ اللّٰهِ اَحَدًا [سورۃ جن] ''اور بے شک مسجدیں اللہ تعالیٰ کیلئے ہیں پس مت پکارو اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی ایک کو۔'' آج وہ مسجدیں جو اللہ تعالیٰ کی عبادت کیلئے ہیں کفر وشرک کا اڈا بنی ہوئی ہیں۔

بدعتیوں کیساتھ مسائل کا اختلاف اصولی ہے :

یادرکھنا! انہیں فروعی مسئلے نہ سمجھنا۔ جیسے بہت سارے نادان یہ سمجھتے ہیں کہ جیسے حنفی، شافعی، مالکی وغیرہ فروعی مسائل ہیں یہ بھی ایسے ہی ہیں حَاشَا وَ کَلَّا یہ سب کفر ہیں، قرآن وحدیث کے بالکل خلاف ہیں۔ تمام فقہاء ملت کی مخالفت ہے۔ تو فرمایا اللہ تعالیٰ کے ساتھ اور کوئی الٰہ نہیں ہے اِذًا اس وقت اگر کوئی اور الٰہ ہوتا لَّذَهَبَ كُلُّ اِلٰهٍ البتہ لے جاتا ہر الٰہ بِمَا خَلَقَ جو مخلوق اس نے پیدا کی اس کو اپنے ساتھ کرلیتا وَلَعَلَا بَعْضُهُمْ عَلٰى بَعْضٍ اور البتہ چڑھائی کردیتا ان کا بعض بعض پر۔ جیسے آج کل حکومتیں ایک دوسرے پر چڑھائی کرتی ہیں، حملہ کرتی ہیں اسی طرح اگر کوئی اور الٰہ ہوتا رب تعالیٰ کے مقابلے میں تو وہ رب تعالیٰ پر حملہ کردیتا اور رب اس کا جواب دیتا پھر صلح ہوتی اور نہ جانے وہ صلح کب تک رہتی؟ شاعر کہتا ہے......

صلح کیا ہے مہلت سامان جنگ

صلح تو اس لیے ہوتی ہے کہ ہم اور تیاری کرلیں۔ سُبْحٰنَ اللّٰهِ اللہ تعالیٰ کی ذات پاک

ہے عَمَّا یَصِفُوْنَ ان چیزوں سے جو یہ بیان کرتے ہیں۔ نہ رب تعالیٰ کا بیٹا ہے نہ بیٹی، نہ رب تعالیٰ کا کوئی شریک ہے اس کی ذات ان تمام چیزوں سے پاک ہے۔

مشرکوں کی دلیل کا رد :

مشرک شرک پر دلیل کیا دیتے ہیں۔ کہتے ہیں کہ مکان کی چھت پر بغیر سیڑھی کے کوئی جا سکتا ہے؟ اللہ تعالیٰ نے اس کا جواب دیا نَحْنُ اَقْرَبُ اِلَیْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِیْدِ [ق:۱۶] ''ہم زیادہ قریب ہیں انسان کے اس کی شاہ رگ سے۔'' لگاؤ نا یہاں سیڑھی۔ سیڑھی تو دور کے لیے لگائی جاتی ہے رب تعالیٰ تو شاہ رگ سے بھی زیادہ قریب ہے یہاں سیڑھی کی کیا ضرورت ہے؟ اور سورہ حدید میں ہے وَھُوَ مَعَکُمْ اَیْنَ مَا کُنْتُمْ ''وہ تمہارے ساتھ ہے تم جہاں کہیں بھی ہو۔'' ان لوگوں نے فضول باتیں کر کے لوگوں کا ایمان تباہ کر دیا ہے۔

اللہ تعالیٰ کے عالم الغیب ہونے کا معنیٰ :

عٰلِمِ الْغَیْبِ وَالشَّهَادَةِ نوجوانو! عالم الغیب والشہادہ کا معنیٰ اچھی طرح سمجھ لو۔ عالم الغیب والشہادہ کا یہ معنیٰ نہیں ہے کہ جو چیز اللہ تعالیٰ سے غیب ہے اور اللہ تعالیٰ کے سامنے ہے رب اس کو جانتا ہے۔ رب تعالیٰ کے تو ہر چیز سامنے ہے وہ ہر چیز کو جانتا ہے اس سے کوئی چیز غائب نہیں ہے۔ یہ ہماری نسبت سے ہے کہ جو چیزیں ہم سے غائب ہیں وہ ان کو بھی جانتا ہے اور جو چیزیں ہمارے سامنے ہیں ان کو بھی جانتا ہے۔ حضرت مجدد الف ثانیؒ کے دور میں ایک مولوی کا سر پھر گیا اس نے کہنا شروع کر دیا کہ اللہ تعالیٰ کو عالم الغیب نہ کہو کیونکہ اس سے کوئی چیز غائب نہیں ہے۔ اتنی بات تو صحیح تھی کہ اللہ تعالیٰ سے کوئی چیز غائب نہیں ہے مگر اس کا یہ کہنا کہ عالم الغیب نہ کہو یہ غلط تھا۔ مقامی علماء نے سمجھایا مگر نہ

سمجھا۔ حضرت مجدد الف ثانی" اپنے دور کے بڑے عالم بڑے ولی اللہ تھے ان کی کتاب "مکتوبات شریف" فارسی زبان میں ہے اب ترجمہ ہو چکا ہے نوجوان طبقہ لڑکے لڑکیوں کو ناولوں کے بجائے یہ کتابیں پڑھنی چاہئیں۔ ان کا ایمان بنے، اعمال بنیں، آخرت درست ہو۔ دینی کتابیں گھروں میں بہت کم ہیں دو چار ہوئیں تو کیا ہوئیں؟ اکثریت مذہب سے ناآشنا ہے۔ تو حضرت مجدد الف ثانی" کو کسی نے خط دیا کہ ایک مولوی یہ کہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کو عالم الغیب نہ کہو۔ حضرت عمر ﷛ کی نسل میں سے تھے۔ جیسے شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی" حضرت عمر ﷛ کی اولاد میں سے ہیں سید ہیں۔ تو فرمایا میں نے خط پڑھا ہے "بے اختیار رگ فاروقیم در حرکت شد۔ میری رگ فاروقی پھڑک اٹھی۔" او ظالم! اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں فرمایا ہے عالم الغیب و الشھادۃ اور حدیث پاک میں آپ ﷺ نے اللہ تعالیٰ کا نام عالم الغیب والشہادہ فرمایا ہے۔ اور امت کا اجماع ہے اللہ تعالیٰ عالم الغیب والشہادہ ہے تو کون ہوتا ہے یہ کہنے والا کہ اللہ تعالیٰ کو عالم الغیب والشہادہ نہ کہو؟ پھر فرمایا اللہ تعالیٰ کے عالم الغیب والشہادہ ہونے کا یہ معنیٰ ہے کہ جو چیز مخلوق سے غائب ہے اس کو بھی جانتا ہے اور جو چیز مخلوق کے سامنے ہے اس کو بھی جانتا ہے فَتَعٰلٰی عَمَّا یُشْرِکُوْنَ پس بلند ہے ان چیزوں سے جن کو اللہ تعالیٰ کا شریک بناتے ہیں قُلْ آپ کہہ دیں، دعا کریں رَّبِّ اے میرے رب! اِمَّا تُرِیَنِّیْ مَا یُوْعَدُوْنَ اگر آپ دکھادیں مجھے وہ عذاب جس کا ان سے وعدہ کیا جاتا ہے کہ ان کی نافرمانی کی وجہ سے عذاب آئے گا رَبِّ فَلَا تَجْعَلْنِیْ فِی الْقَوْمِ الظّٰلِمِیْنَ اے میرے رب! پس نہ کرنا مجھے ظالم قوم میں سے، مجھے عذاب سے محفوظ رکھنا، ظالموں کے ساتھ مجھے نہ رکھنا وَاِنَّا عَلٰٓی اَنْ نُّرِیَکَ اور بے شک ہم اس بات پر کہ ہم آپ کو دکھائیں مَا نَعِدُھُمْ وہ

عذاب جس کی ہم ان کودھمکی دیتے ہیں لَقٰدِرُوْنَ البتہ ہم قادر ہیں کہ آپ کی موجودگی میں ان کوعذاب دیں اِدْفَعْ بِالَّتِیْ ھِیَ اَحْسَنُ آپ دفاع کریں ایسے طریقے کے ساتھ جو اچھا ہو السَّیِّئَۃَ برائی کو۔ دیکھو! قرآن میں موجود ہے کہ انہوں نے آنحضرت ﷺ کوشاعر کہا معاذ اللہ تعالیٰ مجنون کہا، جادوگر کہا، جادوزدہ کہا، کاہن کہا، مفتری کہا۔ آج تم کسی آدمی کو یہ باتیں کہو تو اس کو طبعی طور پر کتنی ناگوار گزرتی ہیں۔ چاہے کسی کا جتنا بھی حوصلہ ہو دل میں کڑھے گا ضرور کہ میں اچھا بھلا آدمی ہوں مجھے پاگل کہہ رہا ہے۔ سچے آدمی کو جھوٹا کہنے سے اس کو کتنی کوفت ہوتی ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو سبق دیا کہ جو کہتے ہیں کہتے رہیں آپ ﷺ نے ان کو اس طرح کا جواب نہیں دینا کیونکہ آپ ﷺ کا مقام بہت بلند ہے۔ اس لئے کہ اگر آپ ﷺ نے بھی وہی الفاظ ان کو کہے تو اخلاق غیر اخلاق میں کیا فرق رہا؟ وَاِنَّکَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیْمٍ [سورۃ قلم] ''آپ بڑے اخلاق کے مالک ہیں۔'' تو فرمایا دفاع کریں ایسے طریقے سے جو اچھا ہو برائی کو نَحْنُ اَعْلَمُ بِمَا یَصِفُوْنَ ہم خوب جانتے ہیں جو وہ بیان کرتے ہیں وَقُلْ آپ کہہ دیں رَّبِّ اَعُوْذُبِکَ اے میرے رب میں آپ کی پناہ لیتا ہوں مِنْ ھَمَزٰتِ الشَّیٰطِیْنِ شیطانوں کے وساوس سے۔ اِنَّ الشَّیْطٰنَ یَجْرِیْ مِنَ الْاِنْسَانِ مَجْرَی الدَّمِ ''بے شک شیطان انسان میں وہاں تک اثر کر سکتا ہے جہاں تک خون چلتا ہے۔'' وَاَعُوْذُبِکَ اور میں پناہ لیتا ہوں آپ کی رَبِّ اَنْ یَّحْضُرُوْنِ اے میرے رب کہ شیطان میرے پاس آئیں اور مجھے ورغلائیں۔

یہ آنحضرت ﷺ کو سبق دے کر ہمیں تعلیم دی ہے کہ یہ دعائیں کر کے شیطان کے وساوس سے ہمیں بچا۔ حَتّٰٓی اِذَا جَآءَ اَحَدَھُمُ الْمَوْتُ یہاں تک کہ جب آتی ہے ان

میں سے کسی ایک کے پاس موت قَالَ کہتا ہے اس وقت رَبِّ ارْجِعُوْنِ اے میرے رب! مجھے دنیا کی طرف لوٹا دے۔ مرتے وقت تمنّا کرتا ہے کہ مجھے تھوڑا سا وقت مل جائے پروردگار لَعَلِّیْٓ اَعْمَلُ صَالِحًا تاکہ میں عمل کروں اچھے فِیْمَا تَرَکْتُ اس کے مقابلے میں جو میں چھوڑ رہا ہوں۔ اب میں ان اوقات میں نیک کام کروں گا۔ جواب ملے گا کَلَّا ہرگز نہیں مہلت ملے گی اِنَّهَا كَلِمَةٌ هُوَ قَآئِلُهَا بے شک یہ ایک بات ہے جس کو وہ کہہ رہا ہے کہ مجھے تھوڑی سی مہلت مل جائے میں توبہ کروں گا، استغفار کروں گا، اچھے کام کروں گا، برے کام نہیں کروں گا۔ فرمایا یہ ایک بات ہے جو وہ کہہ رہا ہے اس کی حیثیت کوئی نہیں ہے اس کو قبول نہیں کیا جائے گا وَمِنْ وَّرَآئِهِمْ بَرْزَخٌ اور ان کے آگے پردہ ہے۔ قبر کو بھی برزخ کہتے ہیں بظاہر قبر ہمارے سامنے مٹی کا ڈھیر ہے مگر اس کے اندر انسان کی جنت بھی ہے اور دوزخ بھی۔ فرمایا اِلٰى يَوْمِ يُبْعَثُوْنَ اس دن تک جس دن ان کو اٹھایا جائے گا۔ پردہ ہے قیامت تک قبر برزخ میں رہیں گے۔
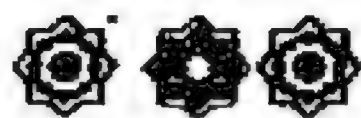
۞۞۞

فَاِذَا نُفِخَ فِی الصُّوْرِ فَلَآ اَنْسَابَ بَیْنَهُمْ یَوْمَىٕذٍ وَّ لَا یَتَسَآءَلُوْنَ ﴿۱۰۱﴾ فَمَنْ ثَقُلَتْ مَوَازِیْنُهٗ فَاُولٰٓىٕكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ﴿۱۰۲﴾ وَ مَنْ خَفَّتْ مَوَازِیْنُهٗ فَاُولٰٓىٕكَ الَّذِیْنَ خَسِرُوْۤا اَنْفُسَهُمْ فِیْ جَهَنَّمَ خٰلِدُوْنَ ﴿۱۰۳﴾ تَلْفَحُ وُجُوْهَهُمُ النَّارُ وَ هُمْ فِیْهَا كٰلِحُوْنَ ﴿۱۰۴﴾ اَلَمْ تَكُنْ اٰیٰتِیْ تُتْلٰى عَلَیْكُمْ فَكُنْتُمْ بِهَا تُكَذِّبُوْنَ ﴿۱۰۵﴾ قَالُوْا رَبَّنَا غَلَبَتْ عَلَیْنَا شِقْوَتُنَا وَ كُنَّا قَوْمًا ضَآلِّیْنَ ﴿۱۰۶﴾ رَبَّنَاۤ اَخْرِجْنَا مِنْهَا فَاِنْ عُدْنَا فَاِنَّا ظٰلِمُوْنَ ﴿۱۰۷﴾ قَالَ اخْسَــٴُـوْا فِیْهَا وَ لَا تُكَلِّمُوْنِ ﴿۱۰۸﴾

فَاِذَا نُفِخَ پس جس وقت پھونکی جائے گی فِی الصُّوْرِ بگل فَلَآ اَنْسَابَ بَیْنَهُمْ پس نہیں ہوگا رشتہ ناتا ان کے درمیان یَوْمَىٕذٍ اس دن وَّ لَا یَتَسَآءَلُوْنَ اور نہ ایک دوسرے سے پوچھیں گے فَمَنْ پس وہ شخص کہ ثَقُلَتْ مَوَازِیْنُهٗ بھاری ہوں گے اعمال اس کے فَاُولٰٓىٕكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ پس یہی لوگ ہیں فلاح پانے والے وَ مَنْ اور وہ شخص خَفَّتْ مَوَازِیْنُهٗ ہلکے ہوں گے اعمال اس کے فَاُولٰٓىٕكَ الَّذِیْنَ پس یہی لوگ ہیں خَسِرُوْۤا اَنْفُسَهُمْ جنہوں نے خسارے میں ڈالا اپنی جانوں کو فِیْ جَهَنَّمَ خٰلِدُوْنَ دوزخ میں ہمیشہ رہیں گے تَلْفَحُ وُجُوْهَهُمُ جھلس دے گی ان کے چہروں کو النَّارُ آگ وَ هُمْ فِیْهَا كٰلِحُوْنَ اور وہ اس دوزخ میں بدشکل ہونگے اَلَمْ تَكُنْ اٰیٰتِیْ کیا

نہیں تھیں میری آیتیں تُتْلٰی عَلَیْکُمْ تلاوت کی جاتی تھیں تم پر فَکُنْتُمْ بِھَا تُکَذِّبُوْنَ پس تم ان کو جھٹلاتے تھے قَالُوْا کہیں گے رَبَّنَا غَلَبَتْ عَلَیْنَا شِقْوَتُنَا اے ہمارے رب غالب آئی ہم پر ہماری بدبختی وَکُنَّا قَوْمًا ضَآلِّیْنَ اور ہم تھے گمراہ قوم رَبَّنَآ اے ہمارے رب اَخْرِجْنَا مِنْھَا ہمیں نکال دے اس دوزخ سے فَاِنْ عُدْنَا پھر اگر ہم لوٹیں گناہوں کی طرف فَاِنَّا ظٰلِمُوْنَ پس بیشک ہم ظالم ہوں گے قَالَ فرمائیں گے اللہ تعالیٰ اِخْسَئُوْا فِیْھَا ذلیل ہو جاؤ دوزخ میں وَلَا تُکَلِّمُوْنِ اور مجھ سے بات نہ کرو۔

قیامت کا منظر :

اسلام کے بنیادی عقائد میں سے ہے مسئلہ توحید اور رسالت اور قیامت۔ توحید، رسالت، قیامت حق ہیں۔ قیامت کے متعلق اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں فَاِذَا نُفِخَ فِی الصُّوْرِ پس جس وقت بگل پھونکی جائے گی۔ جب رب تعالیٰ کو منظور ہوگا دنیا کو فنا کرنا تو اسرافیل علیہ السلام کو حکم دیں گے بگل پھونکو۔ اسرافیل علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے حکم سے بگل پھونکیں گے تو مشرق، مغرب، شمال، جنوب، قریب دور کی کوئی چیز باقی نہیں رہے گی۔ سب جاندار چیزیں ختم ہو جائیں گی یہاں تک کہ فرشتے بھی باقی نہیں رہیں گے کُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَۃُ الْمَوْتِ ''ہر نفس نے موت کا ذائقہ چکھنا ہے۔'' جبرائیل علیہ السلام، میکائیل علیہ السلام، عزرائیل علیہ السلام، اسرافیل علیہ السلام سب پر موت آئے گی وَیَبْقٰی وَجْہُ رَبِّکَ ذُوالْجَلٰلِ وَالْاِکْرَام ''صرف رب تعالیٰ کی ذات باقی رہے گی۔'' بخاری شریف کی روایت کے مطابق چالیس سال بعد پھر اللہ تعالیٰ اسرافیل علیہ السلام کو (زندہ کر

کے) حکم دیں گے وہ دوبارہ بگل پھونکیں گے۔ اِذَا زُلْزِلَتِ الْاَرْضُ زِلْزَالَهَا وَاَخْرَجَتِ الْاَرْضُ اَثْقَالَهَا ''جب ہلا دی جائے گی زمین ہلا دیا جانا اور زمین اپنے بوجھ باہر نکال دے گی۔'' عظیم زلزلہ ہوگا اور لوگ اپنی قبروں سے اور جہاں جہاں کہیں بھی ہوں گے چاہے کسی کو مچھلیوں نے کھایا ہوگا چاہے درندوں اور پرندوں نے یا آگ میں جلا دیئے گئے۔ اللہ تعالیٰ کی قدرت کے ساتھ سارے اپنے مکمل جسم کے ساتھ باہر نکل آئیں گے۔ تعجب کے مارے کہیں گے مَنْ بَعَثَنَا مِنْ مَّرْقَدِنَا هٰذَا [یٰسین:۵۲] ''کس نے اٹھایا ہمیں ہماری خوابگاہوں سے۔'' جواب آئے گا هٰذَا مَا وَعَدَ الرَّحْمٰنُ وَصَدَقَ الْمُرْسَلُوْنَ ''وہی ہے جس کا وعدہ کیا تھا رحمٰن نے اور پیغمبروں نے سچ کہا تھا۔'' تو دو دفعہ صور پھونکا جائے گا۔ حدیث پاک میں آتا ہے کہ ایک آدمی نے دریافت کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صور کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا وہ ایک سینگ ہے جس کا منہ ایک طرف سے تنگ ہے اور دوسری طرف سے کشادہ ہے۔ تنگ حصہ فرشتے کے منہ میں ہے اور اللہ تعالیٰ کے حکم کے انتظار میں ہے کہ کب حکم ہو اور وہ اس میں پھونک مار دے۔ تو فرمایا جب صور پھونکا جائے گا فَلَآ اَنْسَابَ بَيْنَهُمْ يَوْمَئِذٍ پس نہیں ہوگا رشتہ ناتا ان کے درمیان اس دن۔ نسبی تعلقات اور خاندانی رشتے ختم ہو جائیں گے۔ کوئی رشتہ دار کسی رشتہ دار کے کام نہیں آئے گا تمام تعلقات ختم ہو جائیں گے يَوْمَ يَفِرُّ الْمَرْءُ مِنْ اَخِيْهِ وَاُمِّهٖ وَاَبِيْهِ وَصَاحِبَتِهٖ وَبَنِيْهِ لِكُلِّ امْرِئٍ مِّنْهُمْ يَوْمَئِذٍ شَاْنٌ يُّغْنِيْهِ [عبس: پارہ ۳۰] ''جس دن بھاگے گا آدمی اپنے بھائی سے اور اپنی ماں سے اور اپنے باپ سے اور اپنی بیوی سے اور بیٹوں سے (کہ کہیں یہ میرے سے کوئی نیکی نہ مانگ لیں۔) ہر آدمی کے لیے اس دن یہی حال ہوگا جو اس کو دوسرے سے بے پرواہ کرے گا۔'' ہر ایک کو اپنی مصیبت پڑی ہوگی۔ وَ

لَا یَتَسَآءَ لُوْنَ اور نہ ایک دوسرے سے پوچھیں گے۔ کوئی کسی کا پرسان حال نہیں ہوگا۔ یہ کافر مشرکوں کا حال بیان ہو رہا ہے۔ اہل ایمان ایک دوسرے کا حال پوچھیں گے۔ چنانچہ سورۃ طٰہٰ میں ہے وَاَقْبَلَ بَعْضُھُمْ عَلٰی بَعْضٍ یَّتَسَآءَ لُوْنَ "اور وہ ایک دوسرے کے سامنے بیٹھیں گے۔" اور سوال جواب بھی ہونگے میدان محشر میں سب جمع ہونگے حساب کتاب ہوگا اعمال تلیں گے فَمَنْ ثَقُلَتْ مَوَازِیْنُہٗ پس وہ شخص کہ بھاری ہوں گے اعمال اس کے فَاُولٰٓئِکَ ھُمُ الْمُفْلِحُوْنَ پس یہی لوگ ہیں فلاح پانے والے وَمَنْ خَفَّتْ مَوَازِیْنُہٗ اور وہ شخص جس کے اعمال ہلکے ہوں گے فَاُولٰٓئِکَ الَّذِیْنَ پس یہی لوگ ہیں خَسِرُوْٓا اَنْفُسَھُمْ جنہوں نے خسارے میں ڈالا اپنی جانوں کو فِیْ جَھَنَّمَ خٰلِدُوْنَ دوزخ میں ہمیشہ رہیں گے۔

اعمال کے تلنے کا ذکر اور مفہوم :

مسئلہ سمجھ لیں۔ اعمال کا تلنا حق ہے اور اس کا منکر گمراہ ہے۔ پہلا شخص جس نے اس کا انکار کیا ہے وہ واصل بن عطا تھا۔ یہ مدینہ طیبہ کا باشندہ تھا ۸۰ھ میں پیدا ہوا اور ۱۳۱ھ میں فوت ہوا۔ یہ اوٹ پٹانگ ذہن کا آدمی تھا اس نے بہت ساری چیزوں میں شک پیدا کیا۔ ایک بات اس نے یہ کہی کہ قیامت والے دن اللہ تعالیٰ کا دیدار کسی کو نہیں ہوگا کیونکہ موسیٰ علیہ السلام جو اللہ تعالیٰ کے پیغمبر تھے وہ اللہ تعالیٰ کا دیدار نہیں کر سکے تو اور کون کر سکتا ہے؟ حالانکہ یہ اس کا نظریہ غلط تھا کیونکہ اس جہان کے احکام الگ ہیں اور اس جہان کے احکام الگ ہیں۔ وہ نیکیاں بدیاں تلنے کا بھی منکر تھا۔ کہتا تھا کہ تلنے سے مراد عدل ہے کہ عدل وانصاف ہوگا۔ وہ کہتا تھا کہ نیکی بدی انسان کے جسم کے ساتھ قائم ہے اس کا علیحدہ کوئی وجود نہیں ہے۔ نہ جسم سے الگ نظر آتی ہیں۔ مثلاً بات نکلتی ہے اسے کیسے تولا جائے

گا؟ وہ یہ بھی کہتا تھا کہ اعمال کے تولنے سے اللہ تعالیٰ کی جہالت لازم آتی ہے کیونکہ تولتا وہ ہے جس کو علم نہ ہو رب تعالیٰ کو تو ہر شے کا علم ہے۔ اس کو تول کر معلوم کرنے کی کیا ضرورت ہے؟

اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے علماء حق نے اس کی دونوں باتوں کا جواب دیا ہے۔ فرماتے ہیں جہاں تک جہالت کے لازم آنے کا تعلق ہے وہ رب تعالیٰ کی جہالت لازم نہیں آتی بلکہ بندے کی جہالت لازم آتی ہے کیونکہ رب تعالیٰ نے اپنے علم کے لیے نہیں تولنا بلکہ بندوں کو بتانے کے لیے تولنا ہے کہ اے بندے اپنی نیکیاں بھی دیکھ لے اور اپنی بدیاں بھی دیکھ لے۔ رب تعالیٰ کو تو ہر شے کا علم ہے۔ رہا مسئلہ قول و فعل کے وزن کا اور اس کا یہ کہنا کہ ان کا اپنا وجود کوئی نہیں ہے یہ کیسے تلیں گے؟ تو یہ نظریہ بھی اس کا باطل ہے۔ کیونکہ اس جہان میں جو چیزیں قول و فعل کے ساتھ تعلق رکھتی ہیں اگلے جہان میں ان کا جسم ہوگا یہ اجسام کی شکل میں ہونگی۔ مثال کے طور پر اس حدیث کو سامنے رکھیں۔ ترمذی شریف میں روایت ہے حضرت عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے کہ معراج والی رات آنحضرت ﷺ کی تمام انبیاء کرام علیہم السلام سے ملاقات ہوئی۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام سے بھی ملاقات ہوئی تو انہوں نے آنحضرت ﷺ کے ذریعے ایک تو آپ ﷺ کی امت کو سلام بھیجا اور ایک پیغام بھیجا اِقْرَأْ مِنِّیْ اُمَّتَکَ السَّلَامَ ''اے محمد ﷺ! میری طرف سے یعنی ابراہیم علیہ السلام کی طرف سے اپنی امت کو سلام دے۔'' دنیا کے ہر مسلمان مرد عورت کا فریضہ ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے اس سلام کا جواب دے عَلَیْہِ وَعَلٰی نَبِیِّنَا وَعَلٰی جَمِیْعِ الْاَنْبِیَآءِ الصَّلٰوتُ وَالتَّسْلِیْمَات۔ اور پیغام دیا فرمایا اپنی امت کو میری طرف سے یہ پیغام دینا کہ جنت کی زمین بڑی زرخیز اور اعلیٰ ہے

طَيِّبَةٌ اوراس کا پانی بڑا عمدہ ہے لیکن ہے سفید۔ اگر جنت میں تم نے درخت لگانے ہیں تو دنیا سے لگا کے آؤ۔ وہ کس طرح لگیں گے؟ ایک دفعہ سبحان اللہ کہنے سے ایک درخت لگ جاتا ہے، ایک دفعہ الحمد للہ کہنے سے ایک درخت لگ جاتا ہے، ایک دفعہ اللہ اکبر کہا تو ایک درخت لگ گیا، ایک دفعہ لا الٰہ الا اللہ کہا تو ایک درخت لگ گیا۔ تو اب دیکھو یہاں ہم نے پڑھا سبحان اللّٰہ والحمد للّٰہ و لا الٰہ الا اللّٰہ و اللّٰہ اکبر مگر ہمیں ان کی شکل نظر نہیں آئی اور اس جہان میں ان کلمات نے درختوں کی شکل اختیار کر لی۔ حدیث پاک میں آتا ہے کہ ترازو میں جو نیکیاں تولی جائیں گی ان میں ایمان، توحید کے بعد سب سے بھاری نیکی خُلُقٌ حَسَنٌ اچھے اخلاق ہونگے۔ امام بخاریؒ نے بخاری شریف میں آخری حدیث بیان فرمائی ہے کَلِمَتَانِ حَبِيْبَتَانِ اِلَى الرَّحْمٰنِ خَفِيْفَتَانِ عَلَى اللِّسَانِ ثَقِيْلَتَانِ فِي الْمِيْزَانِ سُبْحٰنَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ ''دو کلمے اللہ تعالیٰ کو بڑے پیارے ہیں زبان پر بڑے ہلکے پھلکے ہیں پڑھنے کیلئے کوئی زیادہ زور نہیں لگتا اور قیامت والے دن ان کا بڑا وزن ہوگا ایک کلمہ سبحان اللہ وبحمدہ ہے اور دوسرا کلمہ سبحان اللہ العظیم ہے۔'' تو اس جہان میں جو چیزیں اعراض کے قبیل سے ہیں اس جہان میں ان کا وجود ہوگا۔

حضرت مولانا شبیر احمد عثمانیؒ نے اس طرح سمجھانے کی کوشش کی ہے۔ فرماتے ہیں کہ تمہارا یہ کہنا کہ عمل جسم اور زبان کے ساتھ قائم ہے لہٰذا اس کا وزن کیسے ہوگا؟ فرماتے ہیں کہ انسان کو جب بخار ہوتا ہے تو تھرمامیٹر کے ساتھ معلوم ہو جاتا ہے کہ کتنے درجے کا ہے۔ سو ہے، ایک سو ایک ہے، ایک سو دو ہے۔ تو یہ آلہ تول کر بتا دیتا ہے کہ کتنے درجہ کا ہے۔ تو ہمارے پاس جب ایسے آلات ہیں کہ جن کے ساتھ ہم درجہ حرارت کا اندازہ کر

لیتے ہیں تو رب تعالیٰ کے پاس ایسا آلہ اور ترازو ہو کہ اس پر نیکی بدی کا وزن ہو تو اس میں کون سا عقلی اشکال ہے جو سمجھ نہیں آتا؟

حضرت نے دوسری مثال یہ دی ہے کہ روزانہ تم محکمہ موسمیات سے یہ اعلان سنتے ہو کہ بارش ہوگی یا موسم خشک رہے گا۔ یہ الگ بات ہے کہ وہ اعلان کریں کہ بارش ہوگی لیکن موسم ٹھیک رہے یا وہ یہ سمجھیں کہ موسم ٹھیک رہے گا اور بارش ہو جائے۔ یہ اپنی جگہ مگر وہ آلات کے ذریعے بتلاتے ہیں۔ گرمی کے متعلق بتاتے ہیں کہ اتنے ڈگری پر ہے اور سردی کے متعلق بتاتے ہیں کہ اتنی ڈگری پر ہے۔ مقیاس الحرارت اور مقیاس البرودت آلات ہیں ان کے ذریعے تم گرمی سردی کو ماپ سکتے ہو۔ تو رب تعالیٰ کے پاس کوئی ایسا آلہ ہو جس کے ذریعے نیکیاں اور بدیاں تولی جائیں تو کوئی عقلی اشکال نہیں ہے۔

حضرت نے تیسری مثال یہ دی ہے کہ بسوں ، کاروں ، موٹر سائیکلوں کے ٹائروں میں ہوا بھرواتے ہیں کہ اتنے پونڈ ہوا بھر دو۔ تو ہمارے پاس ہوا کو ماپنے کے آلات ہیں تو رب تعالیٰ کے پاس کوئی ایسا آلہ ہو جس کے ساتھ نیکیاں بدیاں وزن کی جائیں تو اس میں کیا عقلی خرابی ہے؟ ایسے شوشے کمزور ایمان والے لوگ نکالتے ہیں۔ چنانچہ حسن بصریؒ نے اس کو سمجھایا مگر وہ ضد پر اڑا رہا تو حضرت حسن بصریؒ نے اپنے شاگردوں سے فرمایا اِعۡتَزَلَ عَنَّا ''یہ واصل ابن عطا اس نظریہ کے لحاظ سے ہم سے الگ ہو گیا۔'' تو یہاں سے معتزلہ فرقہ چلا ہے یہ اس کا پہلا شخص تھا واصل ابن عطا۔ اس نظریہ کے لوگ آج بھی موجود ہیں جو اپنے آپ کو مسلمان کہتے ہیں اور عذاب قبر کے بھی منکر ہیں ، شفاعت کے بھی منکر ہیں ، پلصراط کا بھی انکار کرتے ہیں کہ ہماری سمجھ میں نہیں آتی۔ بھئی! ہماری تمہاری سمجھ ہے کیا؟ اور ساری چیزیں کونسی ہماری سمجھ میں آتی ہیں۔ تو فرمایا جن کا پلہ

بھاری ہوا وہ کامیاب ہیں اور جن کا نیکیوں والا پلہ خفیف ہوا ہلکا ہوا یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے اپنی جانوں کو خسارے میں ڈالا اور دوزخ میں رہیں گے تَلْفَحُ وُجُوْهَهُمُ النَّارُ جھلس دے گی ان کے چہروں کو آگ۔ اگر مارنا مقصود ہو تو اس کا ایک ہی شعلہ کافی ہے لیکن اگر مار دیا جائے تو پھر سزا کون بھگتے گا وَهُمْ فِيْهَا كَالِحُوْنَ اور وہ اس دوزخ میں بدشکل ہونگے۔ ترمذی شریف میں روایت ہے کہ اوپر والا ہونٹ پیشانی کو جا کر لگے گا اور نیچے والا ہونٹ لٹک کر ناف کو جا لگے گا۔ بڑے بڑے دانت ہونگے اور گدھے جیسی آوازیں نکالیں گے لَهُمْ فِيْهَا زَفِيْرٌ وَّ شَهِيْقٌ [ہود:۱۰۶] اور سورہ فاطر آیت نمبر ۳۷ میں ہے وَهُمْ يَصْطَرِخُوْنَ فِيْهَا "اور وہ چلائیں گے اس کے اندر۔" اللہ تعالیٰ فرمائیں گے اَلَمْ تَكُنْ اٰيٰتِىْ تُتْلٰى عَلَيْكُمْ کیا نہیں تھیں میری آیتیں تلاوت کی جاتی تم پر۔ قرآن کریم تمہیں پڑھ کر نہیں سنایا جاتا تھا فَكُنْتُمْ بِهَا تُكَذِّبُوْنَ پس تم ان کو جھٹلاتے تھے۔ کیا یہ یاد ہے؟ قَالُوْا وہ کہیں گے رَبَّنَا غَلَبَتْ عَلَيْنَا شِقْوَتُنَا اے رب ہمارے غالب آگئی ہم پر ہماری بدبختی۔ ہم بدبخت تھے اے پروردگار! ہم اقرار کرتے ہیں وَكُنَّا قَوْمًا ضَآلِّيْنَ ہم گمراہ قوم تھے۔ جب عذاب کی انتہاء ہو جائے گی تو یہ سارے مل جل کر جہنم کے انچارج فرشتے مالک علیہ السلام کے پاس جائیں گے اور کہیں گے يٰمٰلِكُ لِيَقْضِ عَلَيْنَا رَبُّكَ "اے مالک علیہ السلام چاہیے کہ فیصلہ کر دے ہم پر تمہارا پروردگار" ہمیں فنا کر دے قَالَ اِنَّكُمْ مّٰكِثُوْنَ [زخرف:۷۷] "وہ کہے گا بے شک تم رہنے والے ہو اسی مقام پر۔" اور سورۃ زمر آیت نمبر ۷۱ میں ہے وَقَالَ لَهُمْ خَزَنَتُهَآ اَلَمْ يَاْتِكُمْ رُسُلٌ مِّنْكُمْ يَتْلُوْنَ عَلَيْكُمْ اٰيٰتِ رَبِّكُمْ وَ يُنْذِرُوْنَكُمْ لِقَآءَ يَوْمِكُمْ هٰذَا "اور کہیں گے ان کو جہنم کے داروغے کیا نہیں آئے تھے تمہارے پاس رسول تم میں سے جو پڑھتے تھے

تمہارے اوپر تمہارے پروردگار کی آیتیں اور ڈراتے تھے تمہیں اس دن کی ملاقات سے
قَالُوْا کہیں گے وہ لوگ بَلٰی وَلٰکِنْ حَقَّتْ کَلِمَةُ الْعَذَابِ عَلَی الْکٰفِرِیْنَ کیوں
نہیں مگر ثابت ہو گیا عذاب کا کلمہ کافروں پر۔" اور سورہ مومن آیت نمبر ۵۰ میں ہے
فَادْعُوْهُ وَمَا دُعٰٓؤُا الْکٰفِرِیْنَ اِلَّا فِیْ ضَلٰلٍ "پس پکارو اور نہیں ہے کافروں کی پکار مگر
ناکامی میں۔" رائیگاں جائے گی کوئی نہیں سنے گا۔ مجرم کہیں گے رَبَّنَآ اَخْرِجْنَا مِنْهَا اے
ہمارے پروردگار! ہمیں دوزخ سے نکال دے فَاِنْ عُدْنَا فَاِنَّا ظٰلِمُوْنَ پس اگر ہم پھر
لوٹیں گے گناہوں کی طرف، کفر شرک کی طرف پس بے شک ہم ظالم ہونگے۔ پروردگار!
ہمیں ایک دفعہ دوزخ سے نکال دے قَالَ رب تعالیٰ فرمائیں گے اِخْسَئُوْا فِیْهَا عربی
میں کہتے ہیں خَسَأَتِ الْکَلْبَ جب کتا بھونکے تو اس کو ڈرانے کے لیے۔ جیسے یہاں
کوئی "دُھر دُھر" کہتا ہے کوئی "کرے" کہتا ہے۔ تو معنٰی ہو گا ذلیل ہو کر دوزخ میں پڑے
رہو وَلَا تُکَلِّمُوْنِ اور مجھ سے بات نہ کرو۔ آگے بات آئے گی کہ یہ کیوں ہو گا؟ اس
لیے کہ انہوں نے اللہ تعالیٰ کے بندوں کا مذاق اڑایا اور حق کو قبول نہیں کیا حق والوں کی
بات نہیں سنی۔ یقین جانو! آخرت حق ہے، جنت دوزخ حق ہے، پل صراط حق ہے، نیکیوں
بدیوں کا تلنا حق ہے اس کے لیے تیاری کرو محض لفظی طور پر حق حق کہنے سے حق نہیں بنتا۔
اس کے لیے تیاری کرو۔

❁❁❁

اِنَّهٗ كَانَ فَرِیْقٌ مِّنْ عِبَادِیْ یَقُوْلُوْنَ رَبَّنَاۤ اٰمَنَّا فَاغْفِرْ لَنَا وَ ارْحَمْنَا وَ اَنْتَ خَیْرُ الرّٰحِمِیْنَ ﴿۱۰۹﴾ فَاتَّخَذْتُمُوْهُمْ سِخْرِیًّا حَتّٰۤى اَنْسَوْكُمْ ذِكْرِیْ وَ كُنْتُمْ مِّنْهُمْ تَضْحَكُوْنَ ﴿۱۱۰﴾ اِنِّیْ جَزَیْتُهُمُ الْیَوْمَ بِمَا صَبَرُوْۤا اَنَّهُمْ هُمُ الْفَآىٕزُوْنَ ﴿۱۱۱﴾ قٰلَ كَمْ لَبِثْتُمْ فِی الْاَرْضِ عَدَدَ سِنِیْنَ ﴿۱۱۲﴾ قَالُوْا لَبِثْنَا یَوْمًا اَوْ بَعْضَ یَوْمٍ فَسْــٴَـلِ الْعَآدِّیْنَ ﴿۱۱۳﴾ قٰلَ اِنْ لَّبِثْتُمْ اِلَّا قَلِیْلًا لَّوْ اَنَّكُمْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴿۱۱۴﴾ اَفَحَسِبْتُمْ اَنَّمَا خَلَقْنٰكُمْ عَبَثًا وَّ اَنَّكُمْ اِلَیْنَا لَا تُرْجَعُوْنَ ﴿۱۱۵﴾ فَتَعٰلَى اللّٰهُ الْمَلِكُ الْحَقُّۚ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَۚ رَبُّ الْعَرْشِ الْكَرِیْمِ ﴿۱۱۶﴾ وَ مَنْ یَّدْعُ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَۙ لَا بُرْهَانَ لَهٗ بِهٖۙ فَاِنَّمَا حِسَابُهٗ عِنْدَ رَبِّهٖؕ اِنَّهٗ لَا یُفْلِحُ الْكٰفِرُوْنَ ﴿۱۱۷﴾ وَ قُلْ رَّبِّ اغْفِرْ وَ ارْحَمْ وَ اَنْتَ خَیْرُ الرّٰحِمِیْنَ ﴿۱۱۸﴾ ع

اِنَّهٗ بے شک حال یہ ہے كَانَ فَرِیْقٌ تھا ایک گروہ مِّنْ عِبَادِیْ میرے بندوں میں سے یَقُوْلُوْنَ جو کہتے تھے رَبَّنَاۤ اٰمَنَّا اے ہمارے رب ہم ایمان لائے فَاغْفِرْ لَنَا پس آپ بخش دیں ہمیں وَ ارْحَمْنَا اور رحم فرما ہم پر وَ اَنْتَ خَیْرُ الرّٰحِمِیْنَ اور آپ سب سے بہتر رحم کرنے والے ہیں فَاتَّخَذْتُمُوْهُمْ پس تم نے بنایا ان کو سِخْرِیًّا ٹھٹھا حَتّٰۤى اَنْسَوْكُمْ ذِكْرِیْ یہاں تک کہ انہوں نے بھلا دیا تمہیں میرا ذکر وَ كُنْتُمْ مِّنْهُمْ تَضْحَكُوْنَ اور تھے تم ان سے

مذاق کرتے اِنِّیْ جَزَیْتُهُمُ الْیَوْمَ بے شک میں نے ان کو بدلہ دیا ہے آج کے
دن بِمَا صَبَرُوْٓا اس وجہ سے کہ انہوں نے صبر کیا اَنَّهُمْ هُمُ الْفَآئِزُوْنَ بے
شک وہ کامیابی پانے والے ہیں قٰلَ رب تعالیٰ فرمائیں گے کَمْ لَبِثْتُمْ کتنی
مدت تم ٹھہرے ہو فِی الْاَرْضِ زمین میں عَدَدَ سِنِیْنَ سالوں کی گنتی قَالُوْا وہ
کہیں گے لَبِثْنَا یَوْمًا اَوْ بَعْضَ یَوْمٍ ہم ایک دن ٹھہرے ہیں یا دن کا کچھ حصہ
فَسْئَلِ الْعَآدِّیْنَ پس آپ پوچھ لیں گنتی والوں سے قٰلَ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے
اِنْ لَّبِثْتُمْ اِلَّا قَلِیْلًا نہیں ٹھہرے تم مگر تھوڑا عرصہ لَّوْ اَنَّكُمْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ
کاش کہ تم جاننے والے ہوتے اَفَحَسِبْتُمْ کیا پس تم خیال کرتے ہو اَنَّمَا
خَلَقْنٰكُمْ بے شک ہم نے تمہیں پیدا کیا ہے عَبَثًا بے کار وَّاَنَّكُمْ اور بے
شک تم اِلَیْنَا لَا تُرْجَعُوْنَ ہماری طرف نہیں لوٹائے جاؤ گے فَتَعٰلَى اللّٰهُ
الْمَلِكُ الْحَقُّ پس بلند ہے اللہ تعالیٰ جو سچا بادشاہ ہے لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ نہیں
ہے کوئی الٰہ مگر وہی رَبُّ الْعَرْشِ الْكَرِیْمِ وہ عزت والے عرش کا مالک ہے وَ
مَنْ یَّدْعُ مَعَ اللّٰهِ اور جو پکارتا ہے اللہ تعالیٰ کیساتھ اِلٰهًا اٰخَرَ اور الٰہ لَا
بُرْهَانَ لَهٗ بِهٖ جس کی کوئی دلیل نہیں ہے اس کے پاس فَاِنَّمَا حِسَابُهٗ عِنْدَ رَبِّهٖ
پس پختہ بات ہے اس کا حساب اس کے رب کے پاس ہے اِنَّهٗ لَا یُفْلِحُ
الْكٰفِرُوْنَ بے شک شان یہ ہے فلاح نہیں پائیں گے کافر لوگ وَ قُلْ اور آپ
کہہ دیں رَّبِّ اغْفِرْ اے ہمارے رب آپ بخش دیں وَارْحَمْ اور رحم فرما

وَاَنْتَ خَيْرُ الرّٰحِمِيْنَ اور آپ سب سے بہتر رحم کرنے والے ہیں۔

کل کے سبق میں تم نے یہ بات پڑھی کہ جب مجرموں کو دوزخ میں ڈالا جائے گا تو وہ اقرار کریں گے اور کہیں گے رَبَّنَا غَلَبَتْ عَلَيْنَا شِقْوَتُنَا ''اے ہمارے رب ہم پر ہماری بدبختی غالب آ گئی۔'' اور ہم گمراہ لوگ تھے ہمیں دوزخ سے نکال دے۔ پھر اگر ہم کفر شرک کے قریب جائیں تو بڑے ظالم ہونگے۔ رب تعالیٰ فرمائیں گے کہ تم ذلیل ہو کر دوزخ میں پڑے رہو اور میرے ساتھ بات بھی نہ کرو۔ کیوں؟ اس وجہ سے کہ اِنَّهٗ كَانَ فَرِيْقٌ مِّنْ عِبَادِيْ بے شک ایک گروہ تھا میرے بندوں میں سے يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَآ اٰمَنَّا جو کہتے تھے اے ہمارے رب ہم ایمان لائے فَاغْفِرْ لَنَا پس ہمیں بخش دے، ہمارے گناہ معاف فرمادے وَارْحَمْنَا اور ہم پر رحمت نازل فرما وَاَنْتَ خَيْرُ الرّٰحِمِيْنَ اور آپ سب سے بہتر رحم کرنے والے ہیں، سب شفقت کرنے والوں سے بہتر شفقت کرنے والے ہیں۔ تو وہ میرے بندے میری شفقت کے طالب تھے فَاتَّخَذْتُمُوْهُمْ سِخْرِيًّا پس بنایا تم نے میرے ان بندوں کو ٹھٹھا۔ تم ان کیساتھ مسخرہ کرتے تھے۔ اتنا کہ حَتّٰٓى اَنْسَوْكُمْ ذِكْرِيْ یہاں تک کہ انہوں نے بھلا دیا تمہیں میرا ذکر یعنی میرا ذکر بھلانے کا وہ سبب بنے۔ تم ان کے پیچھے پڑے رہے۔

نیک بندوں کیساتھ مذاق خدا کو پسند نہیں ہے :

آج بھی بہت سارے بدبخت لوگ موجود ہیں جو اہل حق کا مذاق اڑاتے ہیں، ان کی ڈاڑھیوں کا مذاق اڑاتے ہیں، ان کی ٹخنوں کا مذاق اڑاتے ہیں، ان کی مونچھوں اور مسواکوں کا مذاق اڑاتے ہیں۔ اول تو مذاق ویسے ہی بری چیز ہے پھر اہل حق کے ساتھ مذاق کرنے کا مطلب ہے رب تعالیٰ کے ساتھ مذاق کرنا۔ اس لیے رب تعالیٰ فرمائیں

گے میرے ساتھ گفتگو نہ کرو تمہاری زبانیں دنیا میں میرے بندوں کے خلاف چلتی تھیں پھر تم نے ان کے ساتھ اتنا مسخرہ کیا کہ میری یاد ہی بھول گئے۔ مسخرہ بڑے گناہوں میں سے ہے۔ سورہ حجرات آیت نمبر ۱۱ میں ہے لَا یَسۡخَرۡ قَوۡمٌ مِّنۡ قَوۡمٍ عَسٰۤی اَنۡ یَّکُوۡنُوۡا خَیۡرًا مِّنۡهُمۡ ''نہ ٹھٹھا کرے کوئی قوم دوسری قوم سے شاید کہ وہ ان سے بہتر ہوں وَلَا نِسَآءٌ مِّنۡ نِّسَآءٍ عَسٰۤی اَنۡ یَّکُنَّ خَیۡرًا مِّنۡهُنَّ اور نہ عورتیں دوسری عورتوں سے شاید کہ وہ ان سے بہتر ہوں رب کے ہاں۔'' مثلاً کوئی کسی کے ساتھ رنگ کی وجہ سے مسخرہ کرے کہ تم کالے ہو۔ ہوسکتا ہے اس کا دل روشن ہو ایمان کیساتھ اور اس گورے کا دل کالا ہو کفر شرک کیساتھ۔ خوبصورت، بدصورت کے ساتھ مذاق کرتا ہے۔ ہوسکتا ہے اس کی باطنی صورت اس سے بہتر ہو یا مسخرہ کرتا ہے چھوٹے قد کی وجہ سے، ہوسکتا ہے رب تعالیٰ کے ہاں اس کا درجہ بلند ہو اور بڑے قد والے کا درجہ پست ہو۔ تو مسخرہ بڑا گناہ ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ کے بندوں کیساتھ ٹھٹھا کرنا گندگی ہے اور قرآن پاک کے خلاف ہے۔ تو یہ غضب پر غضب ہے وَكُنۡتُمۡ مِّنۡهُمۡ تَضۡحَكُوۡنَ اور اے مجرمو! تم ان کے ساتھ مذاق کرنے کے علاوہ ہنستے بھی تھے انکی غربت دیکھ کر، ڈاڑھیاں اور ٹنڈیں دیکھ کر، شریعت کی چیزیں دیکھ کر۔ کل یا پرسوں کے اخبار میں میں نے پڑھا کہ حکومتی وزراء نے کہا ہے کہ ہم کمیٹی بنانے والے ہیں کہ زنا کے ثبوت کے لیے چار گواہوں کا ہونا ضروری نہیں ہے اس موقع پر کوئی چار گواہ کہاں سے لائے۔ اب قرآن پاک میں ترمیم شروع ہوگئی ہے کیونکہ اربعة شهداء کا لفظ قرآن کریم میں موجود ہے سورہ نور میں۔ تو اربعہ یعنی چار کی قید کو ختم کرنا قرآن کریم میں ترمیم ہے۔ پہلے یہ تھا کہ ہاتھ کاٹنا ظالمانہ کاروائی ہے، رجم کرنا ظلم ہے، کوڑے مارنا انسانیت کی تذلیل ہے، عورت مرد کی گواہی برابر ہے۔ اب کہتے ہیں چار گواہ

ضروری نہیں ہیں یہ تمام قرآن کے مسائل ہیں اے بے ایمانو!۔ساتھیو!یقین جانو اگر بری چیزوں کو دل سے برا نہیں جانو گے تو رتی برابر ایمان نہیں رہے گا۔نہ نمازیں رہیں گی نہ روزے نہ حج نہ زکوٰۃ کا کوئی فائدہ ہوگا۔حدیث پاک میں آتا ہے مَنْ رَایٰ مِنْکُمْ مُنْکَرًا ''جو تم میں سے کوئی بری چیز دیکھے وہ قولی ہو یا فعلی ہو تو اس کو ہاتھ سے روکے اور اگر ہاتھ سے روکنے کی طاقت نہیں ہے تو زبان سے اس کی تردید کرے اگر زبان سے تردید کرنے کی طاقت نہیں ہے تو دل سے برا سمجھے۔اگر دل سے بھی برا نہیں سمجھتا تو رائی کے دانے کے برابر بھی ایمان نہیں ہے۔'' یہ بخاری شریف کی روایت ہے۔بے شک اپنے آپ کو مسلمان کہلاتے پھیریں۔

تو فرمایا میرے جن بندوں کے ساتھ مذاق کرتے تھے آج میں نے ان کو بدلہ دیا ہے اِنِّیْ جَزَیْتُھُمُ الْیَوْمَ بے شک میں نے ان کو بدلہ دیا ہے آج کے دن بِمَا صَبَرُوْآ اس وجہ سے کہ انہوں نے صبر کیا اَنَّھُمْ ھُمُ الْفَآئِزُوْنَ بے شک وہ اللہ تعالیٰ کے نیک بندے کامیابی پانے والے ہیں۔اور اے مذاق کرنے والو!تم دوزخ میں جلتے رہو میرے ساتھ گفتگو نہ کرو۔پھر قٰلَ رب تعالیٰ فرمائیں گے کَمْ لَبِثْتُمْ فِی الْاَرْضِ کتنی مدت تم ٹھہرے ہو زمین میں عَدَدَ سِنِیْنَ سالوں کی گنتی کر کے بتلاؤ۔جواب میں قَالُوْا وہ کہیں گے لَبِثْنَا یَوْمًا اَوْ بَعْضَ یَوْمٍ ہم ایک دن ٹھہرے ہیں یا دن کا کچھ حصہ۔پروردگار کا سوال ہوگا سالوں کی گنتی کر کے بتلاؤ کتنے سال ٹھہرے ہو اور وہ جواب دیں گے دنوں کے لحاظ سے کہ ایک دن یا پورا دن بھی نہیں دن کا کچھ حصہ رہے ہیں فَسْئَلِ الْعَآدِّیْنَ پس آپ اے پروردگار!پوچھ لیں گنتی والوں سے،فرشتوں سے پوچھ لیں۔

دنیا پرستوں سے بڑا بے وقوف کوئی نہیں ہے :

آخرت کے مقابلے میں تو دنیا کی زندگی کی حیثیت کچھ بھی نہیں ہے لیکن اس محدود زندگی کی وجہ سے انسان اپنی آخرت کی ہمیشہ کی زندگی برباد کر لے، کتنی بری بات ہے ۔کیونکہ نہ جنتیوں کی زندگی ختم ہونے والی ہے اور نہ دوزخیوں کی زندگی ختم ہونے والی ہے۔ تو جو آدمی اس چند سالہ زندگی کے لیے رب تعالیٰ کو ناراض کرے آخرت کی ہمیشہ کی زندگی برباد کرے تو اس جیسا بے وقوف بھی کوئی آدمی نہیں ہے۔ یہ دنیا پرست لوگ اپنے آپ کو بڑا عقلمند تصور کرتے ہیں اور حقیقت یہ ہے کہ ان سے بڑا بے وقوف کوئی نہیں ہے کہ عارضی اور فانی زندگی کو حقیقی اور نہ ختم ہونے والی زندگی پر ترجیح دیتے ہیں۔

ایک دفعہ آنحضرت ﷺ چہل قدمی کے لیے مدینہ طیبہ سے باہر تشریف لے گئے۔ آپ ﷺ کے خادم حضرت انس رضی اللہ عنہ بھی تھے۔آپ ﷺ نے قضاء حاجت بھی کی اور اس کے بعد فوراً تیمم کیا کہ پانی پاس نہیں تھا۔ خادم نے کہا حضرت! مدینہ کی دیواریں نظر آ رہی ہیں وہاں پہنچ کر وضو کر لینا تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا مجھے کیا معلوم ہے کہ میں نے کتنی دیر زندہ رہنا ہے ایسا کیوں نہ کروں کہ جتنا وقت ہے وہ طہارت کے ساتھ گزاروں ۔ پیغمبر علیہ السلام نے زندگی کو کتنا عارضی اور فانی سمجھا اور ہم ہیں کہ شیطان نے ہمارے ذہن میں وسوسہ ڈالا ہوا ہے کہ ابھی میری بڑی زندگی ہے پہلے اور لوگ مریں گے پھر ہم مریں گے۔ ساتھیو! اس میں ترمیم کر دیوں کہو کہ پہلے ہم نے مرنا ہے پھر اوروں نے مرنا ہے موت کو کسی وقت نہ بھولو۔

حدیث پاک میں آیا ہے آنحضرت ﷺ نے فرمایا اَکْثِرُوْا ذِکْرَ ھَاذِمِ اللَّذَّاتِ ”لذتوں کو ختم کرنے والی چیز موت کو کثرت کے ساتھ یاد کرو۔ موت یقینی چیز

ہے۔رب تعالیٰ نے موت کا نام یقین رکھا ہے۔ وَاعْبُدْ رَبَّکَ حَتّٰی یَاْتِیَکَ الْیَقِیْن [نحل:۹۹] ”اور عبادت کر اپنے رب کی یہاں تک کہ تجھے موت آجائے۔“ تو مجرم کہیں گے کہ ایک دن یا دن کا کچھ حصہ ٹھہرے ہیں۔اے پروردگار! گنتی کرنے والے فرشتوں سے پوچھ لو قٰلَ رب تعالیٰ فرمائیں گے اِنْ لَّبِثْتُمْ اِلَّا قَلِیْلًا نہیں ٹھہرے تم دنیا میں مگر بہت تھوڑا۔دن آدھا دن نہیں کچھ سال رہے ہو مگر وہ بہت تھوڑا عرصہ ہے لَّوْ اَنَّکُمْ کُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ کاش کہ تم جان لیتے کہ دنیا کی زندگی فانی ہے اور آخرت کی زندگی باقی ہے۔لیکن یہ عارضی زندگی بھی بے مقصد نہیں ہے۔

انسان کو اللہ تعالیٰ نے بے مقصد پیدا نہیں کیا :

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں اَفَحَسِبْتُمْ کیا پس تم خیال کرتے ہو اَنَّمَا خَلَقْنٰکُمْ عَبَثًا کہ بے شک ہم نے تمہیں پیدا کیا ہے بے کار۔تمہارے ذمہ کوئی کام نہیں ہے۔نہ عقائد،نہ اعمال،نہ اخلاق،تم نے کچھ نہیں کرنا تمہاری کوئی ذمہ داری نہیں ہے وَّاَنَّکُمْ اِلَیْنَا لَا تُرْجَعُوْنَ اور بیشک تم ہماری طرف نہیں لوٹائے جاؤ گے اور تم جواب دہ نہیں ہو گے اور تمہاری کوئی گرفت نہیں ہوگی،کوئی جزا سزا نہیں ہوگی،یہ کس طرح ہوسکتا ہے۔مثلاً دیکھو! ایک آدمی ملازم ہے کسی کارخانے یا کسی محکمے میں اس کی ڈیوٹی اور ذمہ داری ہے اور اس کے عوض میں اس کی تنخواہ ہے۔اب اگر وہ کام نہ کرے اور تنخواہ لیتا رہے تو مالک کتنی دیر برداشت کرے گا،ہفتہ،مہینہ،پھر اس کے خلاف کاروائی کرے گا یا کان سے پکڑ کر باہر نکال دے گا کہ تم تنخواہ لیتے ہو اور کام نہیں کرتے۔بے کار ملازم کو کون برداشت کرتا ہے۔ انسان کو بھی سوچنا چاہیے کہ تجھے رب تعالیٰ نے پیدا کیا ہے تیرے چلنے پھرنے کے لیے زمین بچھائی ہے چھت کے لیے آسمان بنایا ہے تجھے رزق دیا ہے،غذا دی ہے تیرے لیے

ہوا چلائی ہے، پھل فروٹ عنایت کیے ہیں تنخواہ پوری لیتا ہے اور کام کچھ بھی نہیں کرتا۔ نہ رب تعالیٰ کے متعلق عقیدہ درست رکھتا ہے نہ نماز پڑھتا ہے نہ روزہ رکھتا ہے نہ دوسرے اعمال ہیں تو کیا سمجھتا ہے تجھ سے کوئی باز پرس نہیں ہوگی۔ گائے، بھینس اگر بگڑ جائے دودھ نہ دے تو ڈنڈا لے کر اس کے پیچھے پڑ جاتا ہے اور اپنے بارے میں سوچتا بھی نہیں ہے کہ رب تعالیٰ کی اتنی نعمتیں کھانے کے بعد رب تعالیٰ کے احکام بجا نہیں لاتا۔ زندگی کے مقصد کو بھول گیا ہے لہٰذا تمہارا بھی کچھ حشر ہونا چاہیے یا نہیں؟ کیا تمہیں رب تعالیٰ نے بے مقصد پیدا کیا ہے؟ حاشا وکلا ایسا نہیں ہے فَتَعٰلَى اللّٰهُ الْمَلِكُ الْحَقُّ پس بلند ہے اللہ تعالیٰ جو سچا بادشاہ ہے لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ اس کے سوا کوئی معبود نہیں ہے، نہ کوئی مسجود ہے، نہ کوئی حاجت روا اور مشکل کشا ہے، نہ کوئی فریادرس ہے اور نہ کوئی نذر و نیاز کے قابل ہے رَبُّ الْعَرْشِ الْكَرِيْمِ عزت والے عرش کا رب ہے۔ ساری مخلوق سے بڑی مخلوق عرش ہے اس کا بھی وہی مالک ہے وَمَنْ يَّدْعُ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ اور جو شخص پکارتا ہے اللہ تعالیٰ کے ساتھ اور الٰہ کو لَا بُرْهَانَ لَهٗ بِهٖ جس کی کوئی دلیل نہیں ہے اس کے پاس۔ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور کو الٰہ بنانے پر کیا دلیل ہو سکتی ہے کہ اس کو الٰہ بنایا جائے فَاِنَّمَا حِسَابُهٗ عِنْدَ رَبِّهٖ پس پختہ بات ہے کہ اس کا حساب اس کے رب کے پاس ہے۔ جب وہ اللہ تعالیٰ کی عدالت میں پیش ہوگا تو پھر پتا چلے گا کہ اس نے دنیا میں جاہلانہ دلیل کی بنا پر شرک کا راستہ اختیار کیا اب دیکھ اس کا انجام کیا ہے۔ لہٰذا یہ سبق اچھی طرح یاد کر لو صرف اللہ تعالیٰ کو الٰہ مانو، اسی کو سجدہ کرو، اسی کے نام کی نذر و نیاز دو، اسی کو حاجت روا، فریادرس سمجھو، اسی کو مشکل کشا اور دستگیر سمجھو۔ خدائی اختیارات میں سے ایک رتی بھی کسی کے پاس نہیں ہے۔ باقی ہر ایک کا درجہ اپنے اپنے مقام پر ہے۔ پیغمبروں کا اپنا درجہ ہے، صحابہ کا اپنا

درجہ ہے، شہداء کا، اولیاء کا اپنا درجہ ہے، ائمہ کا اپنا مقام ہے، فرشتوں کے اپنے اپنے مقام پر درجات ہیں مگر خدائی اختیارات کسی کے پاس نہیں ہیں۔ مخلوق میں آنحضرت ﷺ سے بڑی ذات کوئی نہیں ہے لیکن اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں آپ ﷺ سے بھی اعلان کروایا اِنِّیْ لَآ اَمْلِکُ لَکُمْ ضَرًّا وَّ لَا رَشَدًا [سورۃ جن] ''اے لوگو! میں تمہارے نفع نقصان کا مالک نہیں ہوں۔'' اور فرمایا یہ بھی اعلان کر کے ان کو سنا دے لَآ اَمْلِکُ لِنَفْسِیْ نَفْعًا وَّ لَا ضَرًّا [اعراف: ۱۸۸] ''میں اپنے نفع نقصان کا بھی مالک نہیں ہوں۔'' تو جب آنحضرت نہ اپنے اور نہ کسی کے نفع نقصان کے مالک ہیں تو اور کون ہو سکتا ہے کہ جس کے پاس نفع نقصان کا اختیار ہو؟ جب اللہ تعالیٰ نے دیا ہی نہیں ہے تو پھر کہاں سے آ گیا؟

فرمایا میرے پاس آئیں گے۔ سب حساب ہو جائے گا اِنَّهٗ لَا یُفْلِحُ الْکٰفِرُوْنَ بے شک شان یہ ہے فلاح نہیں پائیں گے کافر لوگ وَ قُلْ اور آپ کہہ دیں رَّبِّ اغْفِرْ اے میرے پروردگار! آپ بخش دیں وَارْحَمْ اور اپنی رحمت ہم پر نازل فرما وَاَنْتَ خَیْرُ الرّٰحِمِیْنَ اور آپ تمام شفقت کرنے والوں میں سے بہتر شفقت کرنے والے ہیں۔ ہماری کوتاہیوں سے درگزر فرما اور ہم پر اپنی رحمت نازل فرما۔ (امین)

آج بروز جمعرات ۱۱ شعبان ۱۴۳۲ھ بہ مطابق ۱۳/ جولائی ۲۰۱۱ء کو

سورۃ المومنون مکمل ہوئی۔

والحمد للہ علی ذلک

(مولانا) محمد نواز بلوچ

مہتمم : مدرسہ ریحان المدارس جناح روڈ گوجرانوالا۔